UNIVERSAL
LIBRARY
OU-234255
UNIVERSAL
LIBRARY

نسخہ
اصول انصاف شرع محمدی

یعنی

تالیف مشہور کلیات و مسائل وراثت اہل سنت و تشیع و معاہدات مضامین متفرقہ

معہ

انتخابات اون فتاوی کے جو عدالتہائے دیوانی تابع احاطہ ملک بنگالہ در باب مسائل مذکور کے تحریر ہوئے

بالحاق

تنبیہات متضمن توضیح و تشریح

مولفہ

ولیم ہے میکناٹن صاحب

حسب ارشاد جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی دام اقبالہ کے

لالہ مکند لعل سب اسسٹنٹ سرجن نے

بانتظام محکمہ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی کے زبان اردو مین ترجمہ کیا

اگرہ

باہتمام سید حسین علی مہتمم مطبع حسینی اگرہ کٹڑہ نواب خانخانان مین چھاپا گیا

سنہ ۱۸۶۶ ع

Price per copy Rupees 3.

فہرست مضامین اصول شرع

مضمون	باب	فصل	دفعہ
ا			
اقبال			
۱- ثبوت کی مد ۱			
اجازت			
۱- تقسیم کی مد ۱			
امانت			
۱- دعوی کی ۱۴			
امتناع			
۱- جو کچھ نسب کی رو سے ممنوع ہے			
وہی رضاعت کی رو سے بھی منع ہے	۷	۰	۲۳
۲- نابالغ کی مد ۲			
۳- امور جنکے عمل کا غلام کو اختیار نہیں ہے	۹	۰	۱۱
۴- قرضہ کی مد ۱			
اقرار			
۱- اقرار زبانی و تحریری قوت میں مساوی ہے	۱۲	۰	۲
آزاد آدمی			
۱- حر و رق	۷	۰	۱۱
اخیافی			
۱- وراثت کی مد ۲			
۲- محرومی کی مد ۷			
۳- حصہ کی مدات ۱۲ و ۱۵			
۱۶ و ۲۲			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
اولاد			
۱- وراثت کی مد ۲			
۲- رق کی مد ۱۰			
اراضی			
۱- بیع کی مد ۱۳			
ام ولد			
۱- رق کی مد ۶			
۲- قواعد کی مد ۶۳			
اختیار			
۱- اختیار	۳	۰	۱۷
۲- فسخ بیع کے اختیار کی صورت میں مشتری ذمہ دار نقصان شے مبیعہ کا ہے	۳	۰	۲۴
۳- فسخ بیع کا اختیار کس صورت میں منسوخ ہو سکتا ہے ۰	۳	۰	۲۵
۴- خریدار کو بحالت مذکہنے شے مبیعہ کے فسخ بیع کا اختیار ہے واستثنا	۳	۰	۲۶
۵- بایع کو اختیار فسخ بیع حاصل نہیں ہے واستثنا	۳	۰	۲۷
۶- اگر شے مبیعہ میں کچھ نقصان پایا جاے تو فسخ بیع کا اختیار ہے	۳	۰	۲۸
۷- ولی کی مد ۵			
ادا کرنا			
۱- داد و ستد میں نسیہ جائز نہیں ہے	۳	۰	۱۲

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۔ ادا رمعاوضہ مین کس صورت مین			
تصرف ہوسکتا ہے ۔	۳	۰	۱۸
ایجاب			
۱۔ نکاح کی مد			
استرداد			
۱۔ وصیت کی مد ۷			
استحقاق			
۱۔ دختر کا حق بشمول پسر کے	۱	۱	۳
۲۔ بذریعہ قائم مقامی کے حق وراثت حاصل ہونا	۱	۱	۹
۳۔ ذکر اون وارثون کا جنکو بحالت نہ ہونے			
ذوی الارحام کے ورثہ پہنچتا ہے	۱	۳	۵۵
۴۔ قواعد کی مد ۲۴			
۵ وراثت کی مد ۳			
۶۔ ذکر اون وارثون کا جو بحالت			
موجود ہونے اولاد کے مستحق ترکہ ہوتے ہین	۲	۰	۶
۷۔ اولاد پسر و دختر	۲	۰	۷
۸۔ دوسرے درجہ کے وارث	۲	۰	۸
۹۔ ان کے جداگانہ استحقاق	۲	۰	۸
۱۰۔ تفریق وارثان درجہ دوم	۲	۰	۹
۱۱۔ تیسرے درجہ کے وارث	۲	۰	۱۰
۱۲۔ ان کے استحقاق جداگانہ	۲	۰	۱۰
۱۳ شفیع کی مد ۴			
۱۴۔ استحقاق مشتری اولے	۴	۰	۹

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۱۵۔ ولی کا اختیار	۷	۰	۱۵
۱۶۔ عقد نابالغہ کا اختیار	۷	۰	۱۶
۱۷۔ واسطہ داران پدری کا استحقاق	۸	۰	۱۰
ب			
بھائی			
۱۔ قواعد کی مد ۱			
۲ حصہ کی مدات ۸ و ۹			
بہن			
۱۔ قواعد کی مد ۱			
۲۔ حصہ کی مدات ۸ و ۹			
۳ ۔ وراثت کی مد ۲			
بیٹا			
۱۔ استحقاق کی مد ۱			
۲ حصہ کی مد ۲۳			
۳۔ قائم مقامی کی مد ۳			
بیٹا سب سے بڑا			
۱۔ خلف اکبر کی مد ۱			
۲۔ حقوق کی مد ۱			
بیٹے کی دختر			
۱۔ حصہ کی مدات ۶ و ۷			
بیٹے کا بیٹا			
۱۔ حصہ کی مد ۲۳ ۔			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
بیعثیان			
۱- استحقاق کی مد ۱			
۲- حصہ کی مدات ۴ و ۵ ..			
باپ			
۱- حصہ کی مدات ۱۱ و ۱۷			
بیت المال			
۱- بیت المال	۱	۳	۵۶
بیع			
۱- بیع کی تعریف	۳	۰	۱
۲- بیع کا اثر	۳	۰	۲
۳- بیع کی چار قسمین ہین	۳	۰	۳
۴- بیع چار نام سے موسوم ہے	۳	۰	۴
۵- بیع قطعی	۳	۰	۵
۶- بیع شرطی	۳	۰	۶
۷- بیع ناقص	۳	۰	۷
۸- بیع فاسد	۳	۰	۸
۹- دیگر شرائط ضروری ..	۳	۰	۱۴
۱۰ شرائط ناجائز	۳	۰	۱۶
۱۱ بیع بعوض قرضہ	۳	۰	۱۹
۱۲- اگر شے مبیعہ کی کیفیت مین فرق پایا جائے تو کیا ہونا چاہیے	۳	۰	۲۲
۱۳- بیع اراضی	۳	۰	۲۳
۱۴- جایداد وقف کا بیع کس صورت مین جائز ہے	۱۰	۰	۳
۱۵- قرقی کی مد ۱			
بیع ثانی			
۱- بیع ثانی جایداد منقولہ	۳	۰	۲۰
بایع			
۱- اختیار کی مد ۵			
۲- مواخذہ کی مد ۱			
بندگی			
۱- بندگی	۹	۰	۱۸
بیوہ			
۱- حصہ کی مد ۲			
پ			
پتہ کا نویسندہ			
عذرات پیش کرنیکی مد ۷			
ت			
تسلیم کرنا			
۱- تسلیم کرنا صحت نسب کا ..	۷	۰	۳۳
۲ مقرضہ کی مدات ۴ و ۶			
ترکہ			
۱- دعوی کی مد ۱			
تاوان			
۱- کس صورت مین تاوان ملتا ہے	۳	۰	۲۰
۲- قواعد کی مد ۴۴			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
ت			
تنازع			
۱- قواعد کی مد ۲۸			
تقسیم			
۱- صورتین جنمیں تقسیم بلا رضامندی کل وارثون کے نہیں ہونی چاہیئے	۱	۱۳	۱۱۳
۲- طریقہ تقسیم	۱	۱۳	۱۱۴
۳- اگر تقسیم جایداد باسانی ممکن ہو تو تقسیم اسکی وارثون مین حسب درخواست ایک یا دو وارثون کے ہونی چاہیئے	۱	۱۳	۱۱۲
۴- تقسیم حاصل جایداد	۱	۱۳	۱۱۵
تقسیم کے قواعد			
۱- قواعد تقسیم	۱	۵	۷۴
۲- قاعدہ اوّل	۱	۵	۷۵
۳- قاعدہ دوم	۱	۵	۷۶
۴- قاعدہ سوم	۱	۵	۷۷
۵- قاعدہ چہارم	۱	۵	۷۸
۶- قاعدہ پنجم	۱	۵	۷۹
۷- قاعدہ ششم	۱	۵	۸۰
۸- قاعدہ ہفتم	۱	۵	۸۱
تقدم			
۱- دعوی کی مد ۹			
ث			
ثالثی			
۱- ثالثی	۱۲	۰	۲۳
ثبوت			
۱- قرضہ کا ثبوت بذریعہ اقبال یا دیگر شہادت	۱۱	۰	۸
ج			
جدات			
۱- جدات و استثنا	۱	۲	۳۸
۲- جدات فاسدہ	۱	۲	۴۲
جائداد			
۱- ہر قسم کی جایداد پر بلا تخصیص ورثہ پہنچتا ہے	۱	۱	۱
۲- قواعد کی مدات ۴۶ و ۴۷			
۳- فرق مابین ادس جایداد کے جو ورثہ سے حاصل ہو اور اوسکے جو بذریعہ وصیت ملے ..	۴	۰	۴
۴- نابالغ کی مدات ۴ و ۵			
۵- دعوی کی مد ۱۴			
ح			
حفاظت			
۱- کس مدت تک مان محافظ تصور کیجاتی ہے	۸	۰	۸
حلیہ			
۱- دعوی کی مد ۷			
حرمان			
۱- محرومی کی مدات معائنہ کیجاوین			
حجب			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۱- تجرد کی مدات معائنہ کیا ہیں			
حر			
۱- آزاد آدمی کی مد ۱			
حقوق			
۱- خلف اکبر کے حقوق بموجب مذہب امامیہ	۲	۰	۳۳
۲- شفع کی مد ۴			
۳- نابالغ کی مد ۱			
۴- حق مرتہن " " "	۱۱	۰	۲۰
حصہ			
۱- قواعد کی مدات معائنہ کیا ہیں			
۲- بیوہ کا حصہ "	۱	۲	۱۴
۳- شوہر کا حصہ "	۱	۲	۱۵
۴- دختر کا حصہ "	۱	۲	۱۶
۵- دو یا زیادہ دختروں کا حصہ	۱	۲	۱۷
۶- پسر کی دختر کا حصہ "	۱	۲	۱۸
۷- ایضاً	۱	۲	۱۹ و ۲۰
۸- بھائی اور بہن کا حصہ "	۱	۲	۲۱
۹- ایضاً	۱	۲	۲۲ بغایت ۲۵
۱۰- سوتیلے بھائی اور بہن اخیافی کا حصہ	۱	۲	۲۶
۱۱- برادران ہمشیرگان علاتی کا حصہ	۱	۳	۲۶
۱۲- برادران ہمشیرگان اخیافی کا حصہ	۱	۴	۲۶
۱۳- ہمشیرگان علاتی "	۱	۴	۲۷ و ۲۹
۱۴- مدات کی مد ۲۱			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۱۵- ایک بھائی یا ایک ہمشیر اخیافی	۱	۲	۳۱
۱۶- دو یا اس سے زیادہ بہن یا بھائی اخیافی	۱	۲	۳۱
۱۷- باپ کا حصہ " "	۱	۲	۳۲
۱۸- ماں کا حصہ " " "	۱	۲	۳۳
۱۹- دادا کا حصہ " " "	۱	۲	۳۴ و ۳۵
۲۰- نانی و دادی کا حصہ "	۱	۲	۳۶ و ۳۸ و ۳۹
۲۱- دو یا دو سے زیادہ جدات کا حصہ	۱	۲	۴۰
۲۲- ہمشیر حقیقی اور علاتی یا اخیافی کا حصہ اہل تشیع کے بموجب "	۲	۰	۱۸
۲۳- بیٹے اور پوتے کے واسطے حصہ معین نہیں ہے بلکہ حصہ انکا بلحاظ تعداد دیگر وارثوں کے قرار پایا ہے	۱	۱	۱۰
حصہ دار			
۱- حصص ذوی الفروض	۱	۱	۱۳
۲- حصص عصبات	۱	۱	۱۳
حقیقی			
۱- قواعد کی مد ۳۱			
خ			
خلف اکبر			
۱- خلف اکبر "	۱	۱	۲
۲- حقوق کی مد ۱			
خریداری			
۱- دعوی کی مد ۱۰			
خریدار			

مضمون	باب	بیع	دفعہ
ر			
۱- اختیار کی مد ۴			
۲- مشتری اول کی کیفیت مثل مشتری ثانی کے ہے	۴	۰	۳۱
۳- استحقاق کی مد ۱۴			
۴- قواعد کی مد ۴۶			
ز			
زار			
۱- محرومی کی مد ۹			
زعویدار			
۱- زعویداران نسبی بموجب مذہب امامیہ	۲	۰	۲۰
۲- زعویداران ولا " "	۲	۰	۲۶
۳- زعویداران ولا کی دو قسم ہیں	۲	۰	۲۷
۴- پہلی صورت کے زعویداران ولا بترتیب حجب رکھتے ہیں	۲	۰	۲۸
۵ قواعد کی مد ۴۷			
زعوی			
۱- زعوی وترکہ کا ذکر " "	۱	۱۲	۱۰۷
۲- زعوی ہر وارث کا " "	۱	۱۲	۱۱۰
۳- زعوی قرضہ داروں کا "	۱	۱۲	۱۱۱
۴- شفع کی مد ۴۷			
۵- شرائط ضروری زعوی شفع	۴	۰	۷
۶- زعوی شفع کب دائر ہوتا ہے	۴	۰	۸
۷- شرعی حیلے زعوی شفع کے بازرکھنے کے واسطے	۴	۰	۱۳
۸- وصیت کی مد ۵			
۹- تقدم زمانہ زعوی کی نسبت	۱۲	۰	۴

مضمون	باب	بیع	دفعہ
۱۰- پیش ہونا زعوی خریداری کا بمقابلہ پیہ کے	۱۲	۰	۵
۱۱- شہادت کی مد ۷			
۱۲- جو زعوی پہلے زعوی کے خلاف ہو			
مسموع نہیں ہو سکتا " "	۱۲	۰	۲۲
۱۳- الا اس صورت میں کہ دونوں زعوی			
بلا تناقض قائم رہ سکتے ہوں "	۱۲	۰	۲۳
۱۴- زعوی نسبت جایداد امانت کے	۱۲	۰	۳۱
زست آویز			
۱- زست آویز بے ضابطہ "	۱۲	۰	۳
زادا			
۱- حصہ کی مد ۱۹			
زادی			
۱- حصہ کی مدات ۲۰ و ۲۱			
زنیا			
۱- جایداد وقف کا دیا جانا ایسے شخص کو			
جو بہ جود نہو " "	۱۰	۰	۴
زست برداری			
۱- بہہ کی مد ۶			
ز			
زوی الارحام			
۱- زوی الارحام صنف اول	۱۰	۳	۴۳
۲- ایضاً صنف دوم	۱	۳	۴۴
۳- ایضاً صنف سوم	۱	۳	۴۵

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۱- محرومی کی مدات معائنہ کیجائیں			
حر			
۱- آزاد آدمی کی مد ۱			
حقوق			
۱- خلف اکبر کے حقوق بموجب مذہب امامیہ	۲	۰	۳۳
۲- شفع کی مد ۴			
۳- نابالغ کی مد ۱			
۴- حق مرتہن	۱۱	۰	۲۰
حصہ			
۱- قواعد کی مدات معائنہ کیجائیں			
۲- بیوہ کا حصہ	۱	۲	۱۴
۳- شوہر کا حصہ	۱	۲	۱۵
۴- دختر کا حصہ	۱	۲	۱۶
۵- دو یا زیادہ دختروں کا حصہ	۱	۲	۱۷
۶- پسر کی دختر کا حصہ	۱	۲	۱۸
۷- ایضاً	۱	۲	۱۹ و ۲۰
۸- بھائی اور بہن کا حصہ ..	۱	۲	۲۱
۹- ایضاً	۱	۲	۲۲ لغایت ۲۵
۱۰- سوتیلے بھائی اور بہن حقیقی کا حصہ	۱	۲	۲۶
۱۱- برادران ہمشیرگان علاتی کا حصہ	۱	۲	۲۶
۱۲- برادران ہمشیرگان اخیافی کا حصہ	۱	۳	۲۶
۱۳- ہمشیرگان علاتی	۱	۴	۲۷ و ۲۸ و ۲۹
۱۴- وراثت کی مد ۲			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۱۵- ایک بھائی یا ایک ہمشیر اخیافی	۱	۲	۳۱
۱۶- دو یا اس سے زیادہ بہن یا بھائی اخیافی	۱	۲	۳۱
۱۷- باپ کا حصہ	۱	۲	۳۲
۱۸- ماں کا حصہ	۱	۲	۳۳ و ۳۴
۱۹- دادا کا حصہ	۱	۲	۳۵ و ۳۶
۲۰- نانی و دادی کا حصہ ..	۱	۲	۳۷ و ۳۸ و ۳۹
۲۱- دو یا دو سے زیادہ جدات کا حصہ	۱	۲	۴۰
۲۲- ہمشیر حقیقی اور علاتی یا اخیافی کا حصہ اہل تشیع کے بموجب	۲	۰	۱۸
۲۳- بیٹے اور پوتے کے واسطے حصہ معین نہیں ہے بلکہ حصہ انکا بلحاظ تعداد دیگر وارثوں کے مقرر پایا ہے	۱	۱	۱۰
حصہ دار			
۱- حصص ذوی الفروض	۱	۱	۱۳
۲- حصص عصبات	۱	۱	۱۳
حقیقی			
۱- قواعد کی مد ۳۱			
خ			
خلف اکبر			
۱- خلف اکبر	۱	۱	۲
۲- حقوق کی مد ۱			
خریداری			
۱- دعوی کی مد ۱۰			
خریدار			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
ح			
۱- اختیار کی مد ۴			
۲- مشتری اول کی کیفیت مثل مشتری ثانی کے ہے	۴	۰	۳۱
۳- استحقاق کی مد ۱۴			
۴- قواعد کی مد ۴۶			
و			
دار			
۱- محرومی کی مد ۹			
دعویدار			
۱- دعویداران نسبی بموجب مذہب امامیہ	۲	۰	۲۰
۲- دعویداران ولا " "	۲	۰	۲۶
۳- دعویداران ولا کی دو قسم ہیں	۲	۰	۲۷
۴- پہلی صورت کے دعویداران ولا ترجیح رکھتے ہیں	۲	۰	۲۸
۵ قواعد کی مد ۴۷			
دعوی			
۱- دعوی وترکہ کا ذکر " "	۱	۱۲	۱۰۷
۲- دعوی ہروارث کا " "	۱	۱۲	۱۱۰
۳- دعوی قرضہ داروں کا "	۱	۱۲	۱۱۱
۴- شفع کی مد ۴۷			
۵- شرائط ضروری دعوی شفع	۴	۰	۷
۶- دعوی شفع کب دائر ہوتا ہے	۴	۰	۸
۷- شرعی حیلے دعوی شفع کے بازرکھنے کے واسطے	۴	۰	۱۳
۸- وصیت کی مد ۵			
۹- تقدم زمانہ دعوی کی نسبت	۱۲	۰	۴
۱۰- پیش ہونا دعوی خریداری کا بمقابلہ بیہ کے	۱۲	۰	۵
۱۱- شہادت کی مد ۷			
۱۲- جو دعوی پہلے دعوی کے خلاف ہو مسموع نہیں ہو سکتا " "	۱۲	۰	۲۲
۱۳- الا اس صورت میں کہ دونوں دعوی بلا تناقض قائم رہ سکتے ہوں "	۱۲	۰	۲۳
۱۴- دعوی نسبت جایداد امانت کے	۱۲	۰	۳۱
دست آویز			
۱- دست آویز بے ضابطہ "	۱۲	۰	۳
دادا			
۱- حصہ کی مد ۱۹			
دادی			
۱- حصہ کی مدات ۲۰ و ۲۱			
دنیا			
۱- جایداد وقف کا دیا جانا ایسے شخص کو جو بوجود نہو " "	۱۰	۰	۴
دست برداری			
۱- ہبہ کی مد ۶			
ذ			
ذوی الارحام			
۱- ذوی الارحام صنف اول	۱	۳	۴۳
۲- ایضاً صنف دوم	۱	۳	۴۴
۳- ایضاً صنف سوم	۱	۳	۴۵

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۴ - ذوی الارحام صنف چہارم	۱	۳	۴۶
۵ - ایضاً صنف پنجم	۱	۳	۴۷
ذکور			
۱ - وراثت کی مد ۲			
ذوی الفروض			
۱ - حصہ دار کی مدات ۱ و ۲			
ذمہ داری			
۱ - اختیار کی مد ۲			
۲ - نابالغ کی ذمہ داری	۸	۰	۱۶
۳ - وارثون کی ذمہ داری ..	۱۱	۰	۱
۴ بعض صورتون مین شرکا بالانفراد اور			
بالاجمال ذمہ دار ہوسکتے ہین	۱۱	۰	۵
ر			
رضاعت			
۱ - امتناع کی مد ۱			
رہائی			
۱ - گرفتاری کی مد ۱			
رہن			
۱ - رہن	۱۱	۰	۱۴
۲ - شے مرہونہ	۱۱	۰	۱۵
۳ - شے مرہونہ کا تلف ہونا مرتہن کے قبضہ مین	۱۱	۰	۱۹
راہن			
۱ - مراتب کی مد ۱			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
رد			
۱ - رد کی تعریف	۱	۸	۹۱
۲ - ذکر اون صورتون کا جنمین رد واقع ہوتا ہے	۱	۸	۹۲
۳ - تمثیل صورت اول	۱۰	۸	۹۲
۴ - صورت دوم معہ تمثیل	۱	۸	۹۳
۵ - صورت سوم معہ تمثیل	۱	۸	۹۴
۶ - صورت چہارم معہ تمثیل	۱	۸	۹۵
۷ - مسئلہ عول مذہب امامیہ کے بموجب جائز			
نہین ہے	۲	۰	۳۱
رقیت			
۱ - رقیت جائز	۹	۰	۱
۲ - رقیت کامل و ناقص	۹	۰	۲
۳ - محارم کی غلامی جائز نہین ہے	۹	۰	۱۵
۴ - بحث اس امر کی کہ کوئی شخص اپنے			
تئین بطور غلام فروخت کرسکتا ہے یا نہین	۹	۰	۱۷
رق			
۱ - آزاد آدمی کی مد ۱			
۲ - قواعد کی مدات ۵۸ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲			
و ۶۳ و ۶۴			
۳ - رق ناقص	۹	۰	۳
۴ - رق مکاتب	۹	۰	۴
۵ - رق مدبر	۹	۰	۶
۶ - ام ولد	۹	۰	۹

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۷ - امتناع کی مد ۳			
۸ - غلاموں کی نسبت رعایت	۹	۰	۱۲
۹ - غلام جنکو خاص امور کے واسطے اجازت دیجاوے	۹	۰	۱۳
۱۰ - غلام کی اولاد	۹	۰	۱۶
ز			
زبانی وصیت			
۱ - وصیت کی مد ۹			
زبانی اقرار			
۱ - اقرار کی مد ۱			
زرثمن			
۱ - قواعد کی مد ۴۸			
زوجہ			
۱ - قائم مقامی کی مد ۶			
۲ - زوجات کی تعداد	۷	۰	۸
۳ - عذرات پیش کرنیکی مد ۷			
س			
سہام			
۱ - مدات حصہ کی ملاحظہ کیجاویں			
سوتیلا			
۱ - قواعد کی مد ۳۱			
۲ - محرومی کی مد ۷			
سوتیلا بھائی			
۱ - حصہ کی مدات ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶			
۲ - وراثت کی مد ۲			
سوتیلی بہن			
۱ - حصہ کی مدات ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۲۲			
۲ - وراثت کی مد ۲			
ش			
شرائط			
۱ - بیع کی مدات ۹ و ۱۰			
۲ - ہبہ کی مد ۲			
۳ - نکاح کی مد ۳			
۴ - شرائط نکاح جو بعد طلاق ہو	۷	۰	۲۵
۵ - عذرات پیش کرنیکی مد ۶			
شہادت			
۱ - ثبوت کی مد ۱			
۲ - کس قسم کے اشخاص کی گواہی مقبول نہیں ہوسکتی	۱۲	۰	۱۱
۳ - ایضاً	۱۲	۰	۱۲
۴ - عورت کی گواہی کس صورت میں جائز ہے	۱۲	۰	۱۳
۵ - شہادت سماعی	۱۲	۰	۱۴
۶ - شہادت فضول	۱۲	۰	۱۵
۷ - شہادت جو بیان دعوی سے متجاوز ہو	۱۲	۰	۱۶
۸ - اختلاف شہادت بنا دعوی کی نسبت	۱۲	۰	۱۷

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۹- اختلاف شہادت نسبت مقدار یا فتنی	۱۲	+	۱۷
۱۰ قواعد کی مدات ۱ و ۳ و ۷			
۱۱- عذرات پیش کرنیکی مدات ۴ و ۵			
شوہر			
۱- حصہ کی مد ۳			
۲- قائم مقام ہونیکی مد ۶			
۳- عذرات پیش کرنیکی مد ۷			
شفعہ			
۱- تعریف شفع	۴	+	۱
۲- کس قسم کی جایداد سے شفع متعلق اور کس قسم سے نہیں ہے - ..	۴	+	۲
۳- حق شفع کسی خاص فرقہ سے متعلق نہیں ہے	۴	+	۴
۴- حقوق شفع	۴	+	۵
۵- ذکر اون شخصوں کا جو دعویدار شفع ہوسکتے ہین	۴	+	۶
۶- قواعد کی مد ۴۷			
۷- دعوی کی مد ۷			
شیعون کے بموجب مسائل وراثت			
۱- قواعد وراثت متعلقہ مذہب امامیہ	۲	+	۱ الی ۳۴
ص			
صراحت			
۱- بیع کے معاملہ مین صراحت ضرور ہے	۳	۳	۱۳
صفات			
۱- گواہان نکاح کی صفات	۷	+	۴
ض			
ضامن			
۱- جب دو شخص بالاشتراک ضامن ہون	۱۱	+	۴
ط			
طلب کرنا			
۱- واپسی کی مد ۱			
طلاق			
۱- قواعد کی مدات ۳۸ و ۳۹ و ۵۶			
۲- طلاق وقت قریب المرگ ہونیکے	۷	+	۲۶
۳- کونسا امر بمنزلہ طلاق ہے	۷	+	۲۷
۴- خریدنا طلاق کا	۷	+	۲۸
۵- طلاق کا ایک اور طریق	۷	+	۲۹
طفل			
۱- استحقاق کی مد ۱۶			
ظ			
ظن غالب			
۱- ظن غالب نکاح	۷	+	۱۳
ع			
عورات			
۱- عدات کی مد ۱			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
عدم قابلیت			
۱- استماع کی مدات معائنہ کیجائین			
علانی			
۱ حصہ کی مدات ۱۱ و ۱۳ و ۲۲			
عول			
۱- قواعد کی مد ۱۹			
۲- عول کی تعریف	۱	۷	۸۸
۳- ذکر ان صورتون کا جنسے قاعدہ عول			
متعلق ہے	۱	۷	۸۹
۴- تمثیل	۱	۷	۹۰
۵- مذہب امامیہ کے بموجب مسئلہ عول جائز			
نہین ہے و تمثیل ..	۲	۰	۳۱
عذرات پیش کرنے			
۱- انکار قطعی	۱۲	۰	۱۹
۲- عذر خاص نسبت برائت	۱۲	۰	۲۰
۳- انضمام عذر عام و خاص	۱۲	۰	۲۱
۴- جب بایع اور مشتری مین در باب زرعثن			
و کیفیت و کمیت اشیاء مبیعہ کے تکرار ہو اور			
طرفین ثبوت رکھتے ہون	۱۲	۰	۲۷
۵- جب طرفین ثبوت نہ رکھتے ہون	۱۲	۰	۲۸
۶- جب فیمابین بایع اور مشتری کے شرط			
بیع کی نسبت تنازع ہو ..	۱۲	۰	۲۹
۷- نالش فیمابین شوہر یا زوجہ یا فیمابین			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
زمیندار و متاجر	۱۲	۰	۳۰
عیب و نقص سے بری ہونا			
۱- بیعے مبیعہ کا عیب و نقص سے بری			
ہونا مفہوم ہوتا ہے ۰	۳	۰	۲۲
غ			
غلام			
ابق کی مدات معائنہ کیجائین			
غلامی			
۱- رقیت کی مدات معائنہ کیجائین			
ف			
فرزندان			
۱- استحقاق کی مد ۷			
فریقین			
۱- فریق بیع	۳	۰	۱۰
۲- قواعد کی مدات ۲ و ۳ و ۷			
ق			
قرقی			
۱- قرقی و نیلام	۱۱	۰	۱۳
قابلیت			
۱- معاہدہ کی مد ۳			
قرضخواہ			
۱- دعوی کی مد ۳			
.. .. ..			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
قریب المرگ			
۱- قواعد کی مد ۳۸			
۲- ہبہ کی مد ۸			
۳- طلاق کی مد ۲			
۴- قرضہ کی مد ۶			
قرضدار			
۱- مدیون کو اجرائے کاروبار کے واسطے			
امتناع نہین ہوسکتا	۱۱	۲	۷
۲- نادہندہ قرضدار	۱۱	۲	۹
قرضہ			
۱- ذکر قبضہ و جایداد موصی بہ	۱	۱	۵
۲- بیع کی مد ۱۱			
۳- ادائے دین وصیت پر مقدم ہے	۶	۲	۶
۴- مجاز کرنا وارث کا قبضہ کے وصول کے واسطے	۶	۲	۷
۵- قرضہ جو ضرورتاً لیا جاوے	۸	۲	۱۱
۶- قرضہ جسکی نسبت قریب المرگ ہونیکی حالت			
مین اقرار کیا جاوے	۱۱	۲	۲
۷- جب دو شخص یا لاشتراک قرض لین	۱۱	۲	۳
۸- قرضہ جو نابالغ کی ضرورت کے واسطے لیا جاوے	۱۱	۲	۶
۹- ثبوت کی مد ۱			
۱۰- قاعدہ خاص بعض صورتون مین	۱۱	۲	۱۰
قابل تقسیم جایداد			
۱- ہبہ کی مد ۵			
قتل			
۱- محرومی کی مد ۹			
قید			
۱- تعیین میعاد قید	۱۱	۲	۱۱
قبضہ			
۱- قواعد کی مد ۴۶			
۲- بیانا قبضہ دیئے جانیکا ذکر	۵	۲	۱۰
قیمت			
۱- قواعد کی مد ۴۸			
قواعد			
۱- قواعد عام در باب حصہ بہایمون اور جنونکے	۱	۱	۱۲
۲- وراثت کی مد ۲			
۳- وراثت ذوی الارحام	۱	۳	۴۹
۴- قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف دوم	۱	۳	۵۰
۵- قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف سوم	۱	۳	۵۱
۶- قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف چہارم	۱	۳	۵۲
۷- قاعدہ وراثت نسبت ذوی الارحام کی اولاد کے	۱	۳	۵۳
۸- قاعدہ وراثت اولاد بالا ذوی الارحام کی اولاد کے	۱	۳	۵۴
۹- قاعدہ تقسیم کا اوس صورت مین جب منجملہ دو			
حصہ داردین کے ایک شخص نصف کا مستحق ہو			
اور دو سرا ربع کا	۱	۴	۵۷
۱۰- قاعدہ اوس صورت مین جب ایک شخص			
نصف کا اور دوسرا آٹھوین حصہ کا مستحق ہو	۱	۴	۵۸

مضمون	جلد	حصہ	صفحہ
۱۱- ایسا نہین ہو سکتا کہ تین وعویدار ونمین			
سے ایک شخص نصف اور دوسرا چہارم			
اور تیسرا آٹھوین حصہ کا مستحق ہو ..	۱	۴	۵۹
۱۲- چہٹا حصہ اور دوسرا ..	۱	۴	۶۰
۱۳- چہٹا حصہ اور دو ثلث ..	۱	۴	۶۱
۱۴- ثلث اور دو ثلث ..	۱	۴	۶۲
۱۵- ایسی کوئی صورت نہین ہو سکتی جسمین ایک شخص			
چہٹے حصہ اور دوسرا ثلث اور تیسرا دو ثلث کا مستحق ہو	۱	۴	۶۳
۱۶- قاعدہ اوس صورت مین جب ایک شخص			
نصف اور دوسرا چہٹے اور تیسرا دو ثلث کا حقدار ہو	۱	۴	۶۴
۱۷- چہارم چہٹا اور ایک ثلث حصہ ..	۱	۴	۶۵
۱۸- آٹھوان اور چہٹا حصہ اور ایک ثلث یا دو ثلث	۱	۴	۶۶
۱۹- کس صورت مین چھ حصون سے زیادہ تقسیم			
ہو سکتی ہے	۱	۴	۶۷
۲۰- کس صورت مین بارہ حصون سے زیادہ تقسیم			
ہو سکتی ہے	۱	۴	۶۸
۲۱- کس حالت مین چوبیس حصون سے زیادہ			
تقسیم ہو سکتی ہے	۱	۴	۶۹
۲۲- قاعدہ دریافت کرنے ورثا کے مختلف			
فرقون کے حصون کا	۱	۵	۸۲
۲۳- قاعدہ دریافت کرنے ہر وارث کے			
سہام کا منجملہ مختلف فریقون کے ..	۱	۵	۸۳
۲۴- قواعدہ درباب اوس صورت کے جب منجملہ			

مضمون	جلد	حصہ	صفحہ
وارثون کے کوئی وارث جزو وارث سے دست بردار ہو	۱	۶	۸۷
۲۵- قواعد مناسخہ	۱	۹	۹۶ تا ۹۹
۲۶- قاعدہ وراثت کا اوس صورت مین جب			
دو یا دو سے زیادہ اشخاص زمانہ واحد مین مرگ			
مفاجات سے مرجائین	۱	۱۱	۱۰۶
۲۷- قواعد تقسیم ترکہ	۱	۱۲	۱۰۸
۲۸- جب نسبت متباین پائی جاوے	۱	۱۲	۱۰۸
۲۹- بحالت متوافق ہونے نسبت کے	۱	۱۲	۱۰۹
۳۰- قواعد مزید	۲	۰	۱۱
۳۱- قاعدہ کلیہ درباب وارثان حقیقی			
اور غیر حقیقی کے	۲	۰	۱۳
۳۲- قواعد مزید و استثنا ..	۲	۰	۱۴
۳۳- قواعد مزید اوس صورت مین جب			
واسطہ دارون کی جہات مین اختلاف ہو	۲	۰	۱۵
۳۴- جب اختلاف نہو ..	۲	۰	۱۵
۳۵- قواعد مزید بحالت اختلاف جہات	۲	۰	۱۶
۳۶- قاعدہ اوس صورت مین جب ایک			
شخص دو جہت سے واسطہ دار ہو -	۲	۰	۱۹
۳۷- قاعدہ خلوت صحیحہ نہونیکی صورت مین	۲	۰	۲۲
۳۸- قاعدہ اوس صورت مین جب شوہر بحالت			
قریب المرگ ہونیکے زوجہ کو طلاق دیوے	۲	۰	۲۳
۳۹- قاعدہ طلاق رجعی کی صورت مین	۲	۰	۲۴
۴۰- قاعدہ درصورت متارکہ	۲	۰	۲۵

مضمون	صفحہ	فقرہ
۴۱- حرمان کے قواعد عامہ ..	۲	۲۶
۴۲- قاعدہ بیع ثانی	۳	۲۹
۴۳- قواعد عامہ درباب ایسی متیت	۳	۳۳
۴۴- تاوان لینے کا قاعدہ ..	۳	۳۳
۴۵- قواعد مزید شفع	۴	۳
۴۶- قاعدہ درباب اوس صورت کے جب جایداد مین بحالت قبضہ مشتری آوے کے تبدیل واقع ہو	۴	۹
۴۷- قاعدہ درباب اوس صورت کے جو شفیع نے جایداد کی حیثیت مین کسیطرحکی افزایش کی ہو اور وہ شخص ثالث کی ملک قرار پاوے	۴	۱۱
۴۸- خاص اوس صورت مین جب زرثمن کی نسبت نزاع ہو	۴	۱۲
۴۹- قاعدہ اوس صورت مین جب دو یا دو سے زیادہ موہوب الیہ ہون ..	۵	۷
۵۰- قاعدہ خاص درباب موصی لہ کے	۶	۱۰
۵۱- قاعدہ اوس صورت مین جب وصیت بمقدار زائد کیجاوے	۶	۱۲
۵۲- قاعدہ اوس صورت مین جب ایک ہی شخص کے نام چند وصیت کیجاوین ..	۶	۱۳
۵۳- وصیتاً دیجانا ایک ہی جایداد کا دو شخص کو	۶	۱۴
۵۴- قاعدہ اوس صورت مین جب دو شخص وصی ہون	۶	۱۸
۵۵- قواعد خاص گواہون کے باب مین	۷	۵
۵۶- قواعد طلاق	۷	۲۴
۵۷- مسائل صحت نسب	۷	۳۱
۵۸- قواعد درباب اولاد جاریہ کے	۷	۳۲
۵۹- قواعد خاص	۸	۹
۶۰- قواعد جو رق مکاتب سے متعلق ہون	۹	۵
۶۱- ایضاً جو رق مدبر سے متعلق ہون	۹	۷
۶۲- مستثنیات قواعد عامہ مذکورہ بالا کی نسبت	۹	۸
۶۳- قواعد متعلقہ ام ولد ..	۹	۱۰
۶۴- قواعد متعلقہ نکاح غلامان ..	۹	۱۴
۶۵- قواعد متعلقہ وقف	۱۰	۲
۶۶- قواعد تولیت	۱۰	۷
۶۷- قاعدہ عام جو بسبب وقف سرکار یا رعایا کی جانب سے عمل مین آئے	۱۰	۱۰
۶۸- قبضہ کی مد ۱۰		
۶۹- معاہدہ کا استحقاق وارثونکو پہنچتا ہے	۱۲	۶
۷۰- استثنا مزید	۱۲	۷
۷۱- قاعدہ اوس صورت کی نسبت جب مدعی ثبوت نر کہتا ہو	۱۲	۲۴
۷۲- فریقین کے ثبوت رکھنے کی صورت	۱۲	۲۵
۷۳- قاعدہ مزید اوس صورت کی نسبت جب فریقین کی طرف سے ثبوت موجود ہو و تمثیل	۱۲	۲۶
قائم مقامی نسبت وراثت		
۱- وارث ہونا متعدد شخصونکا زمانہ واحد مین	۱	۱ ۸

مضمون	جلد	باب	دفعہ
۲- قواعد کی مدات ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۲۶			
۳- بحالت موجود گی دو بیٹون کے اوس بیٹے کا حصہ جو بعد وفات پدر پیدا ہو ..	۱	۱۰	۱۰۳
۴- اگر زوجہ شوہر کی وفات کیوقت حاملہ ہو تو اور وارثون کی نسبت جو بہر صورت مستحق ترکہ ہون کسطور پر عمل کرنا چاہیے ..	۱	۱۰	۱۰۵
۵- وراثت شوہر و زوجہ اہل تشیع کے موجب	۲	۰	۲۱
۶- متولی کی قایم مقامی	۱۰	۰	۶
گ			
گرفتاری			
۱- ایک مرتبہ رہا ہو جانا دوبارہ گرفتار ہونیکا مانع نہین ہے	۱۱	۰	۱۲
گواہی			
۱- شہادت کی مدات معائنہ کیجائین			
گواہ			
۱- صفات کی مد ۱			
۲- قواعد کی مد ۵۵			
۳- گواہ	۱۲	۰	۸
۴- تعداد گواہان	۱۲	۰	۹
۵- کس قسم کے گواہون کی گواہی لیجا سکتی ہے	۱۲	۰	۱۰
م			

مضمون	جلد	باب	دفعہ
متوافق اعداد			
۱- متوافق اعداد	۱	۵	۷۲
۲- قواعد کی مد ۲۹			
متداخل اعداد			
۱- متداخل اعداد	۱	۵	۷۱
معاوضہ			
۱- معاوضہ	۳	۰	۹
معاہدہ			
۱- متعاقدین کی قابلیت ..	۳	۰	۱۱
۲- عقد کا اثر	۷	۰	۷
۳- قابلیت عقد	۷	۰	۱۴
۴- کس صورت مین عقد فسخ ہو سکتا ہے	۷	۰	۱۸
۵- قواعد کی مد ۶۹			
۶- قرضہ کی مدات ۷ و ۸			
۷- استحقاق کی مد ۱۶			
موہوب الیہ			
۱- قواعد کی مد ۴۹			
مہر			
۱- اقل مقدار واجب الادا ہونا مہر کا	۷	۰	۲۰
۲- اگر مقدار مہر قرار نہ پائی ہو	۷	۰	۲۱
۳- مہر معجل یا موجل	۷	۰	۲۲
مساوی			
۱- مساوی ہونا مقدار معاوضہ کا ضروری ہے	۳	۰	۱۵

مضمون	باب	فصل	صفحہ
متماثل اعداد			
۱- اعداد متماثل	۱	۵	۷۰
محرومی			
محجوب الارث ہونیکے سبب	۱	۱	۶
۲- تفصیل اون وارثون کی جو ورثہ			
پانیسے محروم نہین رہ سکتے ..	۱	۱	۱۱
۳- بحالت موجود ہونے جدہ قریبہ کے جدہ			
بعیدہ محروم رہین گے	۱	۲	۴۱
۴- حجبت کی دو قسمین ہین ..	۱	۶	۸۴
۵- جو وارث کلیتہ محجوب ہوتے ہین وے کن صورتون			
مین اور وارثونکو جزئیتاً محجوب کر سکتے ہین	۱	۶	۸۵
۶- تمثیل	۱	۶	۸۶
۷- استثنا در باب حرمان واسطہ داران			
علاتی واخیافی کے	۲	۰	۱۷
۸- قاعدہ کی مد ۴			
۹- اختلاف دار رافع ارث نہین ہے نہ قتل			
بشرطیکہ بالعمد نہو	۲	۰	۳۰
محجوب الارث ہونا			
۱- محرومی کی مدات سائنہ کیجاہین			
مفہوم ہونا			
۱- وصیت کی مد ۵			
موصی الیہ			
۱- قواعد کی مد ۵۰			

مضمون	باب	فصل	صفحہ
متاجر			
۱- عذرات پیش کرنیکی مد ۷			
میعاد			
۱- تعیین میعاد	۲	۰	۱۷
۲- شرعاً حد سماعت نہین ہے	۱۲	۰	۱
مفقود الخبر شخص			
۱- اشخاص مفقود الخبر	۱	۱۰	۱۰۱
۲- ذکر اس صورت کا جب شخص مفقود الخبر			
بشمول اور شخصون کے وارث ہو	۱	۱۰	۱۰۲
مدبر رق			
۱- رق کی مد ۴			
۲- قواعد کی مد ۶۱			
مکاتب رق			
۱- رق کی مد ۴			
۲- قواعد کی مد ۶۰			
مرتہن			
۱- مراتب کی مد ۱			
۲- مرتہن شی مرہونہ کو کام مین نہین لاسکتا	۱۱	۰	۱۸
۳- رہن کی مد ۳			
۴- حقوق کی مد ۴			
بان			
۱- حصہ کی مدات ۱۲ و ۱۵ و ۱۸			
۲- وراثت کی مد ۲			

مضمون	ج	ب	دفعہ
۳- حفاظت کی مد ۱			
مراتب			
۱- مراتب جنکی تعمیل راہن مرتہن پر واجب ہے	۱۱	۰	۱۷
منقولہ جایداد			
۱- بیع ثانی کی مد ۱			
مدعی			
۱- قواعد کی مد ۱۷			
متبائن اعداد			
۱- اعداد متبائن	۱	۵	۷۳
۲- قواعد کی مد ۲۸			
معجل			
۱- مہر کی مد ۳			
مدیون			
۱- قرضدار کی مد معائنہ کیجاوے			
۲- ثبوت کی مد ۱			
مشتری			
۱- خریدار کی مدات معائنہ کیجائین			
مذہب			
۱- مذہب متعاقدین	۷	۰	۱۲
مواخذہ			
۱- کس صورت مین بایع سے مواخذہ نہین ہو سکتا	۳	۰	۳۲
ملازمی			
۱- بندگی کی مد ۱			

مضمون	ج	ب	دفعہ
متولی			
۱- تاوقتیکہ متولی سے بداطواری نہو وہ			
برطرف نہین ہو سکتا	۱۰	۰	۵
۲- وہ متولی کیے جانیکی صورت ..	۱۰	۰	۹
محاصل			
۱- تقسیم کی مد ۴			
مناسخہ			
۱- تعریف مناسخہ	۱	۹	۹۶
۲- قواعد کی ۲۵			
۳- تمثیل	۱	۹	۱۰۰
ن			
نسبی			
۱- وارث کی مد ۸			
۲- امتناع کی مد ۱			
نامردی			
۱- نامردی	۷	۰	۳۰
نکاح			
۱- دعویدار کی مد ۱			
۲- قواعد کی مدات ۴۰ و ۶۴			
۳- نکاح کی تعریف	۷	۰	۱
۴- ارکان نکاح	۷	۰	۲
۵- شرائط نکاح	۷	۰	۴
۶- ایجاب کبول یا کتابت کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے	۷	۰	۴

مضمون	باب	فصل	نمبر
۷- ظن غالب کی مد	۱		
۸- ولی کی مد	۲		
نابالغی			
۱- مدت نابالغی	۸	۰	۱
۲- مدارج نابالغی	۸	۰	۲
نابالغ			
۱- نابالغوں کے حقوق	۸	۰	۳
۲- امور جنکا اختیار نابالغ کو نہیں ہے	۸	۰	۱۲
۳- امور جنکا اختیار نابالغ کو ہے	۸	۰	۱۳
۴- جایداد غیر منقولہ نابالغ و مستثنیات	۸	۰	۱۴
۵- نابالغ کی جایداد منقولہ	۸	۰	۱۵
نسب			
۱- قواعد کی مد ۵۷			
۲- تسلیم کرنیکی مد ۱			
نادہندی			
۱- قرضدار کی مد ۲			
نیابتاً			
۱- قبضہ کی مد ۲			
و			
وکیل			
۱- نکاح کی مد ۹			
واہب			
۱- قواعد کی مد ۶			

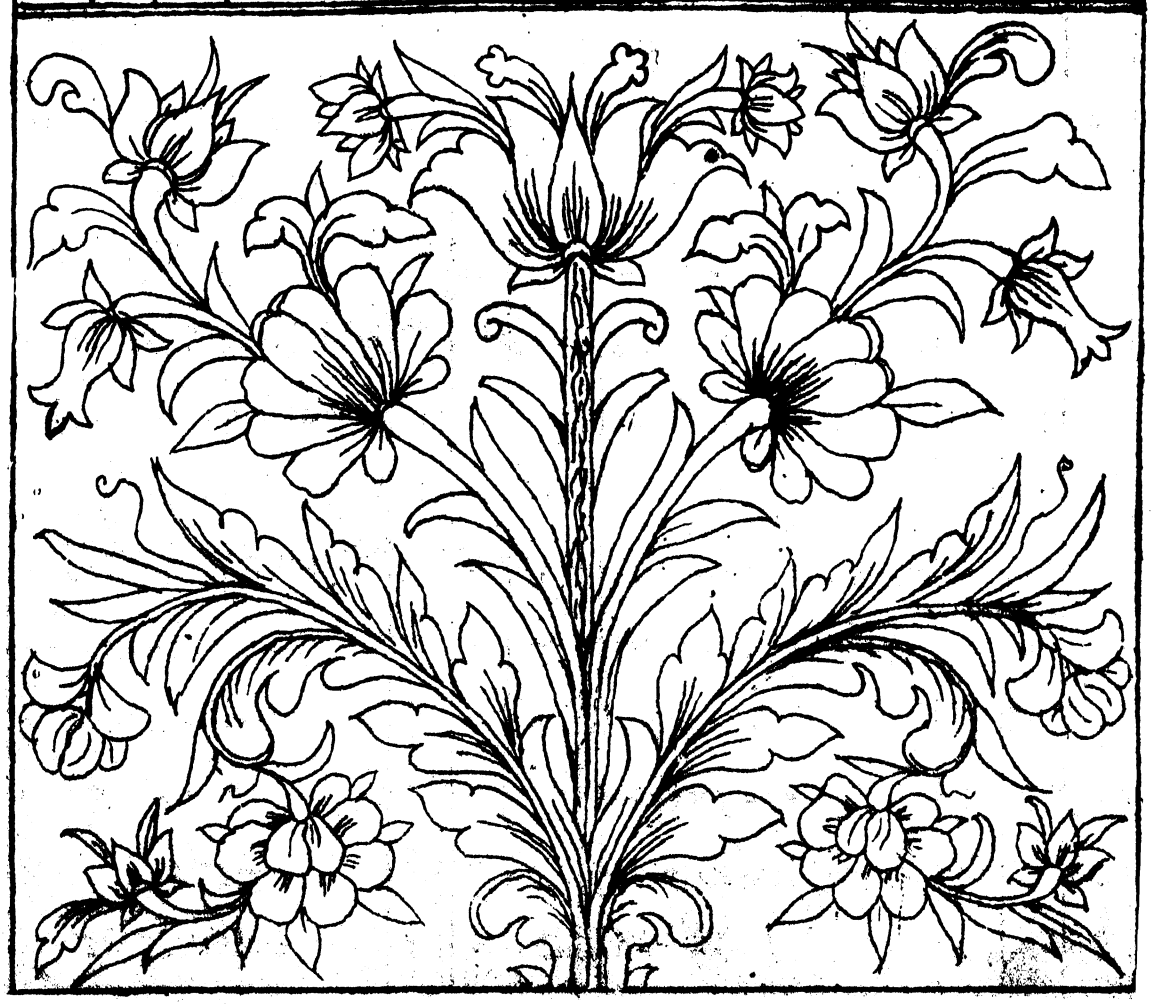
مضمون	باب	فصل	نمبر
وقف			
۱- وقف کی تعریف	۱۰	۰	۱
۲- قواعد کی مدات ۶۵ و ۶۶ و ۷۸			
۳- بیع کی مد ۱۴			
۴- دینیکی مد ۱			
۵- متولی کی مد ۱			
۶- قائم مقام ہونیکی مد ۱			
وصی			
۱- وصی	۶	۰	۵
۲- وصیوں کا دین محمدی سے ہونا ضرور ہے	۶	۰	۱۶
۳- وصی مستعفی نہیں ہوسکتا ..	۶	۰	۷
۴- قواعد کی مد ۴۵			
ولی			
۱- استحقاق کی مدات ۱۵ و ۱۶			
۲- ولی جنکو عقد کا اختیار حاصل ہے ..	۷	۰	۱۹
۳- ولیون کا ذکر	۸	۰	۴
۴- ایضاً	۸	۰	۵
۵- اولیاء قریب کے اختیارات ..	۸	۰	۶
ولایت			
۱- ولایت واسطہ داران مادری	۸	۰	۷
وارث			
۱- وصیت کی مدات ۱ و ۴			
۲- قائم مقام وراثت ہونیکی مدات ۱ و ۴ و ۵			

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۴- حصہ کی مدات ۱ و ۲ و ۲۳			
۴- محرومی کی مدات ۲ و ۵			
۵- قواعد کی مدات ۲۲ و ۲۳ و ۲۴			
۶- دعوی کی مد ۲			
۷- تقسیم کی مد ۳			
۸- وارثان نسبی کے تین درجہ ہین اہل تشیع			
کے بموجب	۲	۲	۲
۹- وارثان درجہ اوّل کی تصریح ..	۲	۲	۴
۱۰- ان کے استحقاق بنسبت ایک دوسرے کے	۲	۲	۴
۱۱- تفریق وارثان مذکور	۲	۲	۵
۱۲- قرضہ کی مد ۴			
۱۳- ذمہ داری کی مد ۳			
وراثت			
۱- محرومی کی مدات ۱ و ۳			
۲- برادران و ہمشیرگان احیافی کو حصہ ملیگا			
لیکن جا عمدہ کیمہ کو کر کو بہ نسبت اناث کے دوچند			
حصہ ملنا چاہیے اون کی اولاد سے متعلق ہوگا	۱	۲	۳۰
۳- حق وراثت تین ذریعون سے حاصل ہوتا ہے	۲	۱	۱
۴- ذریعون کی تصریح	۲	۲	۲
۵- جایداد کی مد ۳			
۶- وصیت کی مد ۵			
وصیت			
۱- وصیت بحق وارثون کے	۱	۱	۴

مضمون	باب	فصل	دفعہ
۲- قرضہ کی مدات ۱ و ۳			
۳- وصیت ترکہ کی نسبت ..	۶	۰	۲
۴- وصیت وارث کی نسبت ..	۶	۰	۳
۵- وصیت کو دعوی وراثت پر تقدم ہے	۶	۰	۵
۶- جایداد موصی بہ	۶	۰	۸
۷- مفہوم ہونا استرداد وصیت کا	۶	۰	۱۱
۸- قواعد کی مدات ۱۱ و ۵۲ و ۵۳			
۹- وصیت زبانی مثل وصیت تحریری کے جایز ہے	۶	۰	۱
۱۰- جایداد کی مد ۳			
واسطہ دار			
۱- قواعد کی مدات ۳۳ و ۳۴ و ۳۶			
۲- تصریح اون واسطہ دارون کی جن سے نکاح ممنوع ہے	۷	۰	۹
۳- امتناع مزید	۷	۰	۱۰
۴- ولایت کی مد ۱			
۵- استحقاق کی مد ۱۷			
۶- رقبہ کی مد ۳			
واپسی			
۱- ذکر اون صورتون کا جن مین			
اشیاء معینہ کی قیمت واپس طلب			
ہوسکتی ہے	۶۷	۰	۳۰
۲- قواعد کی مد ۳			
۳- مثلی موہوبہ کا واپس لینا جایز ہے	۵	۰	۱۲
۴- مستثنیات	۵	۰	۱۳

مضمون	باب	فصل	وفعہ
۵			
ہموارث			
۱- مفقود الخبر شخص کی مد ۲			
۲- استحقاق کی مد ۶			
ھبہ			
۱- ہبہ کی تعریف	۵	۰	۱
۲- شرائط ضروری ہبہ	۵	۰	۲
۳- ہبہ کا نفاذ کسی امر استقبالی پر مشروط نہیں ہو سکتا	۵	۰	۳
۴- شی موہوبہ کا ہبہ کے وقت فی الواقع موجود ہونا ضرور ہے	۵	۰	۵
۵- اگر کوئی شی منقسمہ طائفین ہبہ کیجائے تو ایسا ہبہ			

مضمون	باب	فصل	وفعہ
جائز نہیں ہے	۵	۰	۶
۶- ہبہ کا مصرح ہونا ضرور ہے اور ہر واہب کو شی موہوبہ سے قطعی دست بردار ہونا واجب ہے	۵	۰	۸
۷- مرگ کے وقت ہبہ کرنا	۵	۰	۱۱
۸- ہبہ کی دو خاص قسمیں ..	۵	۰	۱۴
ہبہ بالعوض			
۱- ہبہ بالعوض	۵	۰	۱۵
ہبہ بشرط العوض			
۱- ہبہ بشرط العوض ..	۵	۰	۱۶
تمت			



باب اور فصل کی فہرست

اصول شرع

مضمون	صفحہ
پہلا باب اصول وراثت	۱
فصل پہلی کلیات	۱
فصل دوسری ذوی الفروض	۲
اور عصبات کے بیان مین ..	
فصل تیسری ذوی الارحام کے	
بیان مین	۴
فصل چوتھی مبادی تقسیم کے بیان مین	۶
فصل پانچوین قواعد تقسیم وراثت	
کے بیان مین	۸
فصل چھٹی حجب اور تخارج ورثہ	
کے بیان مین	۱۱
فصل ساتوین عول کے بیان مین	۱۲
فصل آٹھوین رد کے بیان مین	۱۲
فصل نوین مناسخہ کے بیان مین	۱۴
فصل دسوین اشخاص مفقود الخبر	
اور متوفی کی اوس اولاد کے بیان	
مین جو اوسکے بعد پیدا ہو ..	۱۶
فصل گیارہوین صورت کے بیان مین	
جب چند شخص زمانہ واحد مین مرگ	
مفاجات سے مرجائین	۱۶
فصل بارہوین تقسیم ترکہ کے بیان مین	۱۷
فصل تیرہوین تقسیم کے بیان مین	۱۸
دوسرا باب قواعد وراثت متعلقہ	
مذہب امامیہ کے بیان مین	۱۸
تیسرا باب بیع کے بیان مین	۲۳
چوتھا باب شفع کے بیان مین	۲۵
پانچوان باب ہبہ کے بیان مین	۲۷
چھٹا باب وصیت کے بیان مین	۲۸
ساتوان باب نکاح ومہر ونسب	
وطلاق کے بیان مین	۲۹
آٹھوان باب ولایت ونابالغی	
کے بیان مین	۳۱
نوان باب رقیت یعنے غلامی کے بیان مین	۳۳
دسوان باب وقف کے بیان	
مین	۳۵
گیارہوان باب دیون اور کفالت	
کے بیان مین	۳۶
بارہوان باب دعاوی اور معاملات	
عدالت کے بیان مین	۳۸

نظائر

مضمون	صفحہ
پہلا باب نظائر وراثت ..	۴۰
دوسرا باب نظائر بیع ..	۹۱
تیسرا باب نظائر شفع ..	۹۹
چوتھا باب نظائر ہبہ	۱۰۶
پانچوان باب نظائر وصیت	۱۲۸
چھٹا باب نظائر نکاح ومہر وطلاق	
ونسب	۱۳۲
ساتوان باب نظائر ولایت ونابالغی	۱۵۹
آٹھوان باب نظائر رقیت	۱۶۳
نوان باب نظائر وقف	۱۷۰
دسوان باب نظائر متعلقہ بمطالبات	
وکفالت	۱۷۸
گیارہوان باب نظائر دعاوی	
وامور متعلقہ عدالت	۱۸۵

تمت

فہرست مضامین بنظائر مسائل شرع

مضمون	صفحہ
ا	
التمغہ	
التمغہ	۱۷۱
اشتہاد	
۱- شفعہ کی مد ۳	
اظہار	
۱- بلوغیت کی مد ۲	
انتقال	
۱- ہبہ کی مد ۴۹	
۲- شوہر کی کل جایداد کا دیا جانا بعوض جزو غیر مصرحہ مہر کے ناجائز و نادرست ہے	۱۵۲
۳- دینا اوس جایداد کا جو بعوض مہر کے شوہر کے قبضہ مین ہو ..	۱۵۳
۴- دین کی مد ۷	
۵- دست آویزات کی مد ۸	
۶- وقف کی مد ۳	
اجازت	
۱- ہبہ کی مدات ۱۷-۴۴-۴۱	
۲- وصیت کی مد ۱	
۳- نکاح کی مد ۲۳-۲۶	
۴- مہر کی مد ۲۹	
۵- سمجھ کی مد ۱	

مضمون	صفحہ
اختلاف	
۱- عذرات کی مد ۱	
انکار	
۱- نسب کی مد ۴	
۲- قاعدہ درصورت نکاح کے	۱۹۲
۳- دعوی کی مد ۱۳	
۴- شفع کی مد ۱۴	
اولاد	
۱- فرزندان کی مد ۴	
۲- رق کی مد ۱۱-۱۲	
افلاس کی شدت	
۱- آزاد آدمی کی مد ۲	
آزادی	
۱- آزاد غلام کی کسطور پر مفہوم ہوتی ہے	۱۶۳
۲- اگر آقا غلام کے ساتھ بدسلوکی کرے پیش آئے تو اوسکو سزا ہو سکتی ہے لیکن یہ امر واسطے آزادی غلام کے شرعا کافی نہین ہے	۱۶۵
۳- آزادی کسطور پر عمل مین آسکتی ہے	۱۶۶
۴- طفل کی مد ۴	
اقرارنامہ	
۱- اقرارنامہ جو نکاح کی بابت لکھا جاوے واجب التعمیل ہوتا ہے مگر وہ چیز	

مضمون	صفحہ
معاوضہ کی بابت دیا جاوے وہ قابل واپسی ہے	۱۳۴
آزاد آدمی	
۱- آزاد شخص کا بیع ہونا شرعاً جائز نہین ہے	۱۶۶
۲- غلام ہونا شخص آزاد کا بندت افلاس مین جائز ہے	۱۶۷
۳- انسان آزاد کا بیع یا رہن	۱۶۹
۴- نکاح کی مد ۳۵	
آزاد عورت	
۱- نسب کی مد ۲	
۲- نکاح کی مد ۳۵	
امتناع	
۱- امتناع بسبب شخص ضعیف العقل کے	۱۱۷
۲- امتناع بحالت بدوضعی	۱۱۷
۳- امتناع متقبضہ کی صورت مین	۱۱۷
استیلا	
۱- استیلا	۱۷۰-
اراضی	
۱- ہبہ کی مدات ۴-۴۹-۱۱	
۲- دست آویزات کی مد ۴	
اراضی جایداد	
۱- مہر کی مد ۲۹	

مضمون	صفحہ
۲- بیع کی مد ۹	
۳- وقف کی مد ۱	
ادا کرنا	
۱- قرضہ کی مد ۷	
۲- رہن کی مد ۳	
آقا	
۱- ولی کی مد ۴	
۲- مہر کی مد ۱۴	
۳- اگر دین مہر کے دینے مین ناحق توقف واقع ہو تو جورو پر شوہر کی اطاعت واجب نہین ہے	۱۴۹
۴- میعاد کی مد ۲	
۵- آزادی کی مد ۲	
۶- والدین کی مد ۲	
انتہا	
۱- مہر کی مد ۲۸	
اختیار	
۱- نابالغ کا ازدواج	۱۴۱
اقرار	
۱- اقرار نکاح شرعاً قابل نفاذ نہین ہے	۱۳۳
ابرا	
۱- مہر کی مدات ۱۲ و ۱۳	
استحقاق	

مضمون	صفحہ
۱- استحقاق بہائی کا بر حسب مسئلہ اہل سنت اور اور بر مسئلہ اہل تشیع کے	۵۴
۳- استحقاق اوس لڑکی کا جو منسوب ہو گئی ہو اور جسکا شوہر قبل نکاح مر جاے	۱۳۷
۴- اختیار ولایت مان کی نسبت	۱۴۱
۵- مہر کی مدات ۵ و ۱۳	
۶- والدین کی مد ۳	
۷- تبنی کی مد ۱	
۸- غیر صحیح النسب طفل کی مد ۱	
اجنبی شخص	
۱- بیع کی مد ۲	
۲- قبضہ کی مد ۶	
استحقاق وراثت	
۱- موانع استحقاق وراثت زوجہ کی نسبت	۴۷
۲- ماخذ در باب استحقاق وراثت زوجہ کے	۸۷
۳- ماخذ در باب استحقاق وراثت اولاد ذکور کے	۸۸
۴- ماخذ در باب استحقاق وراثت ہمشیر کے	۸۸
۵- ماخذ در باب استحقاق وراثت مان کے	۸۸
۶- استحقاق وراثت سجادہ نشین	۱۷۷
۷- استحقاق وراثت متولی	۱۷۸

مضمون	صفحہ
بلوغ	
۱- ثبوت بلوغ	۱۴۱
۲- کس صورت مین بیان بلوغ قابل اعتبار ہے	۱۴۲
۳- دختر کے بالغ ہونیکا سن	۱۵۲
۴- طفل کی مد ۴	
بالغ	
۱- نکاح کی مدات ۲۱ و ۶۹	
بیع مقاصہ	
۱- بیع مقاصہ کی صورت مین فی الفور حاصل ہونا قبضہ کا ضرور نہین ہے	۹۶
بہائی	
۱- بہن کی مد ۱	
۲- اگر بیٹا ہو تو بہائی اور بہن کو حصہ نہ ملیگا	۴۱
۳- استحقاق کی مدات ۱ و ۲	
۴- حصہ کی مدات ۱۴ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۹ و ۳۴ و ۳۵ و ۴۲ و ۴۹ و ۵۵ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۷ و ۸۰ و ۸۳ و ۹۱ و ۹۴	
بہائی کی بیٹیان	
۱- حصہ کی مد ۶۵	
بہائی کے پسر	
۱- حصہ کی مدات ۱۶ و ۲۳ و ۲۵ و ۳۲ و ۴۰	

مضمون	صفحہ
باب	
۱- حصہ کی مدات ۴۲ و ۴۶ و ۵۵ و ۵۸	
۲- بیع کی مد ۶	
۳ ہبہ کی مدات ۱۲ و ۳۴	
۴- باپ کا اختیار اپنی جایداد کی نسبت	۱۲۷
۵- شہادت کی مد ۱۱	
۶- وراثت کی مد ۱۰	
۷- عاق کرنیکی مد ۱	
۸- رہن کی مد ۱۱	
بیضابطگی	
۱- دست اویزات کی مدات ۳ و ۹	
بدسلوکی	
۱- آزادی کی مد ۲	
بہتیجے	
۱- حصہ کی مد ۶۰	
بہتیجیان	
۱- حصہ کی مد ۶۰	
باطل ہبہ	
۱- ہبہ کی مدات ۹ و ۴۳	
بدوضعی	
۱- استماع کی مد ۲	
بیع	
۱- تمکنہ شوہری کا بیع منجانب زوجہ کے	

مضمون	صفحہ
بحالت موجود ہونے اور دعویدار کے حاضر	۶۴
۲- جایداد غیر منقسمہ کا بیع بہ نسبت حصہ بایع کے صحیح ہے نہ بمقابلہ اوس شخص کے جو شریک بیع نہو	۹۲
۳- قبضہ کی مد ۱	
۴- مراتب جنکی رو سے بیع مکمل اور واجب التعمیل تصور کیا جاتا ہے	۹۳
۵- تعریف بیع	۹۳
۶- بیع کرنا باپ کا نابالغ بیٹے کے نام	۹۳
۷- اگر بیع مین ایسی شرایط واقع ہون جنکو ایسے معاہدہ سے علاقہ نہین ہے تو وہ بیع ناجائز متصور ہوگا	۹۳
۸- پسر نابالغ کی جایداد کا بیع باپ کی جانب سے	۹۴
۹- جایداد غیر منقولہ مشترکہ کے جزو کا بیع اوس صورت مین جب بایع بعد انعقاد بیع سے دست بردار ہو	۹۵
۱۰- دست اویزات کی مد ۳	
۱۱- معاہدہ کی مد ۲	
۱۲- ذکر بیع کا بمقابلہ بیع بالوفا کے	۹۶
۱۳- رہن کی مد ۱	
۱۴- ذکر اوس بیع کا جو فریب سے کسی ہونیکی حالت مین ایک وارث کے نام کیا جاے	۹۷

مضمون	صفحہ
۱۵- قواعد در باب بیع اوس جایداد کے جو بایع کی ملک سے نہو	۹۸
۱۶- بیع جو مدیون کی جانب سے حالت بیماری مین ہو	۹۸
۱۷- بیع جو بحالت صحت واقع ہو	۹۸
۱۸- جو بیع بحالت عدم صحت خواس عمل مین آیے وہ ناجائز ہے	۹۹
۱۹- شفع کی مد ۷	
۲۰- اراضی کا بیع شرعاً جائز ہے اور جس مینیدار کے علاقہ مین اراضی مذکور واقع ہے اوسکو شفع کا استحقاق پہنچتا ہے	۱۰۵
۲۱- ہبہ بالعوض کی مد ۲	
۲۲- نابالغ کی جایداد اراضی کا بیع	۱۶۰
۲۳- جایداد منقولہ کے بیع کی صورت	۱۶۰
۲۴- آزاد آدمی کی مدات ۱ و ۳	
۲۵- والدین کی مد ۳	
۲۶- وقف کی مد ۳۵	
بائع	
۱- شفع کی مدات ۸ و ۱۰ و ۱۴	
۲- بیع کی مد ۱۵	
بیماری	
۱- بیع کی مد ۱۶	
۲- ہبہ کی مدات ۳ و ۳۵	

مضمون	صفحہ
بہن	
۱- بہنوں کو بموجود گی بھائیوں اور	
دختروں کے حصہ پہنچتا ہے ..	۴۱
۲- بھائی کی مد ۲	
۳- بحالت موجود ہونے بیٹوں اور	
بیٹیوں کے بہنوں کو استحقاق وراثت نہیں پہنچتا	۴۹
۴- حصہ کی مدات ۵ و ۱۰ و ۱۱	
و ۳۴ و ۳۵ و ۴۰ و ۴۹ و ۵۲	
و ۵۳ و ۵۷ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲	
و ۶۹ و ۷۴ و ۷۵ و ۸۰ و ۸۳	
و ۸۷ و ۹۲ و ۹۴	
بہن کی دختر	
۱- حصہ کی مد ۸۷	
بہن کا بیٹا	
۱- حصہ کی مد ۵۴	
بیٹا	
۱- بیٹوں کو برابر حصہ پہنچتا ہے	۴۱
۲- باپ کو اختیار ہے کہ اپنے بیٹوں	
میں سے جس بیٹے کو چاہے اپنی حیات	
میں ورثہ سے محروم رکھے ..	۴۱
۳- بھائی کی مد ۲	
۴- بہن کی مد ۳	
۵ حصہ کی مدات ۱۷ و ۲۲ و ۲۷	

مضمون	صفحہ
و ۲۸ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۶ و ۳۷	
و ۳۸ و ۴۳ و ۴۴ لغایت ۴۸ و ۵۰	
و ۵۱ و ۵۳ و ۵۶ و ۶۸ و ۷۲	
و ۷۳ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۱ و ۸۲	
و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶	
۶- وراثت کی مدات ۲۲ و ۲۳	
۷- ہبہ کی مد ۲۱	
۸- ولایت کی مد ۶	
۹- بیع کی مدات ۶ و ۹	
بیٹے کی دختر	
۱- حصہ کی مدات ۳۳ و ۸۴	
بیٹے کی زوجہ	
۱- حصہ کی مدات ۷۰ و ۷۱ و ۸۵	
بیوہ	
۱- بیوہ کو برابر حصہ ملتا ہے	۴۶
۲- وراثت کی مدات ۱۱ و ۲۴	
۳- حصہ کی مدات ۱ و ۵ و ۱۶ و	
۲۷ و ۲۸ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و	
۳۴ لغایت ۴۰ و ۴۵ لغایت	
۵۰ و ۵۶ و ۵۷ و ۶۳ لغایت	
۶۶ و ۶۹ و ۷۲ و ۷۷ و ۷۸ و	
و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۶ و	
۸۷ و ۹۰	

مضمون	صفحہ
۴- مہر کی مد ۲۴	
۵- شہادت کی مد ۱۸	
ث	
ثبوت	
۱- عذرات پیش کرنیکی مد ۲	
ج	
جائز فعل	
۱- ہبہ کی مدات ۴ و ۷ و ۱۴ و ۱۹	
۲- وصیت کی مد ۱	
چ	
چچا کا بیٹا	
۱- حصہ کی مد ۶۰	
ح	
حوالہ کرنا	
۱- ہبہ کی مد ۸	
حمل	
۱- نکاح کی مد ۷	
حصہ	
۱- تاخذ نسبت محرومی بہنوں کے	۴۹
۲- مرد کو دو چند حصہ ملتا ہے	۴۹
۳- دادی اور ماں کا حصہ	۵۰
۴- ماں کا استحقاق بحالت موجودگی	
بھائی کے بیٹوں کے	۵۰

مضمون	صفحہ
۵- ہمشیرہ کا استحقاق بحالت موجود ہونے اولاد ہمشیر متوفیہ کے	۵۰
۶- استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے اولاد دوسری دختر متوفیہ کے	۵۱
۷- استحقاق برادران ہمشیگان علاتی بحالت موجود ہونے پسران و دختران و برادران حقیقی کے ..	۵۱
۸- اگر بیٹا باپ کی حیات مین مرگیا ہو تو پوتے اور دونواسون کا کیا حق ہوگا	۵۱
۹- دختر کا حق بمقابلہ برادر علاتی کے	۵۴
۱۰- دونون بہنون کا حق بموجودگی پسر کی دختر کے	۵۶
۱۱- دختر کا حق بحالت موجود ہونے شوہر اور چچا کے	۵۶
۱۲- شوہر کا حق بحالت موجود ہونے مامون کے	۵۶
۱۳- چچا کے بیٹے کا حق بحالت موجود ہونے بیوہ کے ..	۵۶
۱۴- بہائی کا استحقاق بحالت موجود ہونے بہن کے	۵۷
۱۵- استحقاق بہائی کا بحالت موجود ہونے زوجہ کے ..	۵۷

مضمون	صفحہ
۱۶- زوجہ کا حصہ بحالت موجود ہونے چار بیٹون اور بہائی کے بیٹے کے	۵۷
۱۷- بیٹے کا حصہ بحالت موجود ہونے مان اور شوہر کے	۵۷
۱۸- علاتی چچا کا استحقاق بمقابلہ مامون کے	۵۸
۱۹- بہائی کا حصہ بمقابلہ مان کے	۵۸
۲۰- مان کا حصہ بمقابلہ علاتی چچا کے	۵۸
۲۱- نواسہ اور نواسی کا استحقاق	۵۹
۲۲- پسر کا استحقاق بمقابلہ شوہر اور دختر کے	۵۹
۲۳ شوہر کا استحقاق بمقابلہ بہائی کے پسر کے	۶۰
۲۴- استحقاق ایک پسر اور تین دختر کا	۶۰
۲۵- استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے بہائی کے پسر کے .	۶۰
۲۶- بہن کا استحقاق بحالت موجود ہونے چچا کے بیٹے کے .	۶۱
۲۷- پسر کا استحقاق بحالت موجود ہونے زوجہ اور دو دختر ون کے	۶۱
۲۸- استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجودگی زوجہ کے	۶۱
۲۹- دختر کا حق بحالت موجود	

مضمون	صفحہ
ہونے باپ اور دو بہائیون کے	۶۲
۳۰- پسر کا استحقاق بحالت موجود ہونے دختر اور زوجہ کے ..	۶۲
۳۱- استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجود ہونے ایک دختر کے .	۶۲
۳۲- استحقاق برادرزادہ کا بحالت موجود ہونے دو زوجہ کے	۶۳
۳۳- استحقاق دخترون کا بحالت موجود ہونے ایک پوتے اور ایک پوتی کے	۶۳
۳۴- استحقاق زوجہ کا بحالت موجود ہونے مان اور بہائی اور تین ہمشیر کے	۶۴
۳۵- استحقاق چار ہمشیر کا بحالت موجود ہونے ایک بہائی اور دو بہن اور ایک زوجہ کے	۶۵
۳۶- استحقاق تین بیٹون کا بحالت موجود ہونے دو دختر اور ایک زوجہ کے	۶۵
۳۷- استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجودگی مان اور زوجہ کے	۶۶
۳۸- استحقاق زوجہ کا بحالت موجودگی دو پسر اور دو دختر کے	۶۶
۳۹- استحقاق زوجہ کا بحالت موجود ہونے صرف ایک دختر اور دو چچا کے	۶۶
۴۰- استحقاق بہن کا بحالت موجود	

مضمون	صفحہ
ہونے زوجہ اور بہائی کے چار بیٹوں کے	۶۷
۴۱- استحقاق شوہر کا بحالت	
موجود ہونے اولاد کے	۶۷
۴۲- استحقاق باپ کا بحالت موجود	
ہونے بہائی کے	۶۷
۴۳- استحقاق دو بیٹوں کا بحالت	
موجود ہونے ماں اور زوجہ کے	۶۷
۴۴- استحقاق دو بیٹوں کا بحالت	
موجود ہونے ماں کے	۶۷
۴۵- استحقاق چھ بیٹوں کا بحالت	
موجود ہونے چھ دختروں اور تین زوجہ کے	۶۸
۴۶- استحقاق باپ کا بحالت موجود	
ہونے دو زوجہ اور پانچ بیٹوں اور	
دو دختر کے	۶۹
۴۷- استحقاق پانچ بیٹوں کا بحالت	
موجود ہونے چھ دختروں اور دو زوجہ کے	۶۹
۴۸- استحقاق آٹھ بیٹوں کا بحالت	
چھ دختر اور چار زوجہ کے	۶۹
۴۹- استحقاق دختر کا بحالت موجود	
ہونے دو زوجہ اور تین بہائی اور	
ایک بہن کے	۷۰
۵۰- استحقاق دو بیٹوں کا بحالت	
موجود ہونے ایک دختر اور دو زوجہ کے	۷۱

مضمون	صفحہ
۵۱- استحقاق پسر کا بحالت موجود	
ہونے دو دختر کے	۷۲
۵۲- استحقاق دو بہنوں کا	۷۲
۵۳- استحقاق شوہر کا بحالت موجود	
ہونے دو بیٹوں اور ایک بہن کے	۷۲
۵۴- استحقاق شوہر کا بحالت موجود	
ہونے ہمشیر کے دو بیٹوں کے ..	۷۳
۵۵- استحقاق باپ کا بحالت موجود	
ہونے بہائی کے	۷۳
۵۶- استحقاق بیٹے کا بحالت موجود	
ہونے تین زوجہ اور تین دختروں کے	۷۳
۵۷- استحقاق بہن کا بحالت	
موجود ہونے ماں اور زوجہ کے	۷۴
۵۸- استحقاق بہن کا بحالت	
موجود ہونے ماں اور باپ اور شوہر کے	۷۴
۵۹- استحقاق بیٹیوں اور اونکی	
ماں کا جو مالک متوفی کی جا رہتیں	۷۴
۶۰- استحقاق بہتجوں اور بہتیجیوں	
اور چچا کے بیٹے کا بحالت موجود	
ہونے شوہر اور بہن کے ..	۷۵
۶۱- استحقاق ہمشیر کا اوس صورت میں	
جب وہی صرف وارث	
ہو	۷۵

مضمون	صفحہ
۶۲- علاتی بہن کا استحقاق بحالت	
موجود ہونے ہمشیر حقیقی کے	۷۵
۶۳- زوجہ کا استحقاق بحالت	
موجود ہونے دو دختر کے ..	۷۵
۶۴- استحقاق زوجہ کا بحالت	
موجودگی ان کے	۷۶
۶۵- بھائی کی بیٹیوں کا حق بحالت	
موجود ہونے زوجہ اور ماں کے	۷۶
۶۶- استحقاق زوجہ کا بحالت	
موجودگی دختر کے	۷۶
۶۷- استحقاق دختر کا بحالت	
موجود ہونے شوہر کے	۷۷
۶۸- استحقاق دختر کا بحالت	
موجود ہونے پسر اور چچا کے اوسصورت	
میں جبکہ بیٹا قبل تقسیم مرگیا ہو	۷۹
۶۹- ہمشیر کا حق بمقابلہ زوجہ کے	۸۰
۷۰- دختر کا استحقاق بحالت موجودگی	
پسر کی زوجہ کے اوسصورت میں جبکہ	
پسر بعد وفات اپنے باپ کے مرگیا ہو	۸۰
۷۱- دختر کا استحقاق بمقابلہ پسر کی	
زوجہ کے اوسصورت میں جبکہ بیٹا	
بعد وفات اپنے باپ کے ایک دختر	
چھوڑ کر مرگیا ہو اور باوس دختر نے	

مضمون	صفحہ
بہن وفات پائی ہو	۸۰
۷۲- استحقاق تین بیٹوں کا بمقابلہ	
تین دختروں اور ایک زوجہ کے	۸۲
۷۳- استحقاق تین بیٹوں کا	
بحالت موجود ہونے دو بیٹوں کے	۸۲
۷۴- استحقاق دو بھائیوں کا	
بحالت موجودگی دو ہمشیر کے	۸۲
۷۵- استحقاق بھائی کا بمقابلہ	
دو بہنوں کے	۸۲
۷۶- استحقاق سوتیلے بھائی اور	
سوتیلی بہن کا	۸۲
۷۷- استحقاق بھائی کا بحالت	
موجود ہونے ایک زوجہ اور چار	
دختروں کے اوسصورت مین جبکہ	
زوجہ نے قبل تقسیم ترکہ وفات پائی ہو	۸۴
۷۸- استحقاق چار بیٹوں کا بمقابلہ	
دو دختر اور دو زوجہ کے ..	۸۵
۷۹- استحقاق پسر کا بحالت موجود	
ہونے سوتیلے بیٹوں کے	۸۵
۸۰- استحقاق شوہر کا بحالت	
موجود ہونے بھائی اور بہن کے	۸۵
۸۱- استحقاق دو زوجون اور	
اول زوجہ کے ایک پسر اور زوجہ	

مضمون	صفحہ
ثانی کے دو دختر اور ایک اور	
زوجہ کے دو بیٹوں کا اوس صورت	
مین جبکہ دو زوجہ اور ایک دختر	
نے یکے بعد دیگرے وفات پائی ہو	
اور دختر ایک شوہر چھوڑ کر مر گئی ہو	۸۵
۸۲- استحقاق زوجہ اور دو دختر	
اور ایک پسر کا اوس صورت مین جب	
ایک دختر اور زوجہ اور ایک بیٹا	
اور پوتا یکے بعد دیگرے مر گئے ہون	
اور بیٹا ایک زوجہ اور ایک پسر	
چھوڑ مرا ہو	۸۶
۸۳- استحقاق بھائی اور بہن کا	
بمقابلہ زوجہ کی مان اور زوجہ کے	
بھائی کے اوس صورت مین جب زوجہ	
نے قبل تقسیم جایداد کے وفات پائی ہو	۸۸
۸۴- استحقاق ایک پسر اور چار	
دختروں اور ایک زوجہ اور	
ایک اور پسر کے تین بیٹوں کا اوس	
صورت مین جب یہہ پسر قبل تقسیم	
مر گیا ہو	۸۹
۸۵- استحقاق دو بیٹوں اور ایک	
بیٹی اور ایک اور بیٹے کی زوجہ کا	
جبکہ شوہر قبل تقسیم مر گیا ہو ..	۸۹

مضمون	صفحہ
۸۶- استحقاق شوہر اور پسر کا اوس	
صورت مین جب شوہر قبل تقسیم ایک	
زوجہ اور ایک اور بیٹا اور	
چار بیٹیان چھوڑ کر مر گیا ہو ..	۹۰
۸۷- استحقاق ایک زوجہ اور	
تین ہمشیر اور چچا کے بیٹے کا اوس	
صورت مین جب دو بہنین قبل تقسیم	
ایک ایک دختر چھوڑ مریے ہون	۹۱
۸۸- مان کا حصہ بحالت موجود	
ہونے چچا کے بیٹے کے	۱۱۶
۸۹- مان کا حصہ بحالت موجود	
ہونے مامون کے بیٹے کے	۱۱۶
۹۰- بعد طلبے دین مہر کے زوجہ	
مثل اور وارثون متوفی کے اپنا	
حصہ پانیکی مستحق ہے	۱۵۱
۹۱- استحقاق شوہر کا بحالت موجود	
ہونے مان اور بہائی کے	۱۵۱
۹۲- اگر علاوہ شوہر اور ہمشیر کے	
متوفیہ کا کوئی اور وارث نہو تو	
دین مہر اون دونون کو بحصص	
مساوی پہنچیگا ..	۱۵۲
۹۳- معطی الیہ کی مد ۳	
۹۴- استحقاق دختر کا بمقابلہ	

مضمون	صفحہ
شوہر اور بہائی اور تین بہنوں کے	۱۸۸
خ	
خریداری	
۱- دعوی کی مد ۱۱	
۲- دست آویز کی مد ۲	
خریدار	
۱- شرط مفید مشتری	۹۹
۲- شفع کی مدات ۷ و ۱۱	
۳- دعوی کی مدات ۱۱	
د	
دست آویزات	
۱- صورت جسمیں منجملہ نویسندگان دست آویز اجمالی کے ایک شخص مر جائے	۱۸۰
۲- جو جایداد عورت اپنے روپیہ سے خریدے وہ اوسکی خاص ملکیت ہے	
گو دست آویز میں شوہر کا نام مندرج ہو	۷۷
۳- اگر بیع اور طور پر مکمل ہو تو بیضابطگی بیعنامہ سے کچھ خلل واقع نہیں ہوتا	۹۵
۴- اگر اراضی کی حدود معروف ہوں تو بیعنامہ کی دست آویز میں اونکی تصریح ضرور نہیں ہے	۱۱۲
۵- ہبہ کی مد ۱۳	
۶- مہر کی مد ۱۴	

مضمون	صفحہ
۷- دین مہر کے واسطے دست آویز ضرور نہیں ہے	۱۵۱
۸- ذکر اوس دست آویز مہر کا جسمیں زر خاص کا تعین بابت دین مہر کے ہو گیا ہو اور شوہر کی کل جایداد مقبوضہ اور ممکن الوصول بابت مہر کے نامزد ہوئی ہو	۱۵۳
۹- واقع ہونا بیضابطگی کا دست آویز میں اوس معاہدہ کو جو دست آویز مذکور پر مبنی ہو ناقص نہیں کرتا	۱۸۶
دعویدار	
۱- بیع کی مد ۱	
۲- شفع کی مدات ۵ و ۷ و ۱۱ و ۱۲	
۳- عذرات پیش کرنیکی مد ۲	
۴- دعوی کی مد ۱۳	
دعوی	
۱- وراثت کی مدات ۶ و ۹ و ۱۹	
۲- مہر کی مدات ۱ و ۷ و ۲۴	
۳- شفع کی مدات ۱ و ۲ و ۴ و ۹ و ۱۰	
۴- شفع کا دعوی اوس جایداد کی نسبت جو معرض تنازع میں ہو ..	۱۰۴
۵- عذرات پیش کرنیکی مد ۱	
۶- شہادت کی مد ۱	

مضمون	صفحہ
۷- مہر اور قرضہ کا دعوی ساتھ ہی ہے	۱۴۵
۸- میعاد کی مدات ۱ و ۳	
۹- دعوی مہر کا بلحاظ ثبوت و یقین کے نامنظور نہیں ہو سکتا	۱۵۰
۱۰- قواعد کی مد ۱	
۱۱- دعوی شخص واحد کی جانب سے باظہار خریداری اور بہی از روے وراثت کے	۱۸۹
۱۲- دعوی جو بذریعہ ہبہ اور وراثت کے پیش ہو	۱۹۰
۱۳- دعوی وراثت کا جو ایسے واسطہ پر مبنی ہو جسکے وجود سے دعویدار بیشتر منکر ہو چکا ہو ..	۱۹۴
۱۴- والدین کی مد ۲	
دختر	
۱- بہن کی مدات ۱ و ۳	
۲- وراثت کی مدات ۱۲ و ۱۲ و ۲۲ و ۲۴	
۳- حصہ کی مدات ۹ و ۱۱ و ۱۶ و ۲۲ و ۲۴ و ۲۷ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۳ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۵ لغایت ۵۱ و ۵۶ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۳ و ۶۶ لغایت ۶۸ و ۷۰ لغایت ۷۳ و ۷۸ و ۸۱ و ۸۲	

مضمون	صفحہ
و ۴۸ نہایت ۸۶	
۴- ولایت کی مد ۷	
وادی	
۱- ہبہ کی مد ۳۲	
دست برداری	
۱- مورث کی حیات مین وراثت سے دست بردار ہونا غیر صحیح اور ناجائز ہے	۴۴
۲- مواخذ نسبت اس مسئلہ کے جسکی رو سے واہب کا کلیہ قبضہ جاتا رہنا اور موہوب لہ کو قبضہ کا حاصل ہونا ضرور ہے	۱۲۴
۳- بیع کی مد ۹	
ذ	
ذوی الفروض	
۱- محرومی کی مد ۲	
ر	
رضاعت	
۱- نکاح کی مد ۶	
۲- رضاعت	۱۴۹
رہن	
۱- رہن کے قواعد بیع مشروط سے بھی متعلق ہین	۹۰
۱- رہن پر کہنا سکان کا دو شخص کا	

مضمون	صفحہ
اور ماخذات	۱۲۶
۳- آزادی کی مد ۳	
۴- مرتہن کی مد ۱	
۵- قرضہ کی مد ۷	
۶- رہن کسی صورت مین منسوخ نہین ہوسکتا الا بذریعہ تصفیہ جائز اور ادا ہونے زر رہن کے	۱۸۲
۷- ماخذ متعلقہ مسئلہ کفالت و رہن	۱۸۳
۸- شہادت کی مد ۱۶	
رشتہ دار	
۱- ولایت کی مد ۵	
۲- دعوی کی ۱۳	
۳- شفع کی مد ۱۸	
رد	
۱- ماخذ در باب مسئلہ رد	۸۸
رقیت	
۱- لفظ جاریہ کی تعریف شرع کے بموجب	۱۳۸
۲- تشریح اون مختلف طریقون کی جن سے غلامی لازم آتی ہے	۱۶۴
۳- والدین کی مد ۳	
رق	
۱- حصہ کی مد ۵۹	
۲- ہبہ کی مد ۱۵	
۳- نکاح کی مات ۱۳ و ۳۵	

مضمون	صفحہ
۴- والدین کی مد ۲	
۵- ازادی کی مدات ۱ و ۲	
۶- حذفات متعلقہ غلام ..	۱۶۵
۷- آزاد آدمی کی مد ۱	
۸- کسی قسم کا غلام وراثتاً ترکہ پانیکا مستحق نہین ہے	۱۶۷
۹- طفل کی مد ۴	
۱۰- جو اولاد دوسرے شخص کی جاریہ غیر منکوحہ سے پیدا ہو وہ غیر صحیح النسب اور جاریہ کے آقا کی متصور ہوگی	۱۶۸
۱۱- جو اولاد جاریہ اور غلام سے پیدا ہو وہ صحیح النسب متصور ہوگی	۱۶۸
۱۲- جو اولاد جاریہ اور غلام سے ہو وہ جاریہ کی ملک سے شمار کیجاتی ہے	۱۶۹
۱۳- اولاد جاریہ	ایضاً
۱۴- شہادت کی مدات ۱۰ و ۱۴	
ز	
زرثمن	
۱- شفع کی مد ۱۱	
زبانی ہبہ	
۱- ہبہ کی مد ۴	

مضمون	صفحہ
زوجہ	
۱- استحقاق وراثت کی مد ۱	
۲- وراثت کی مد ۲۴	
۳- حصہ کی مد ۸۱	
۴- زوجہ کی جایداد شوہر کو کفاح	
۱ کے ذریعہ سے حاصل ہوگی ..	۱۳۵
۵- مذہب اور تعداد ازدواج کا ذکر	۱۳۶
۶- ہبہ کی مد ۵۴	
۷- مہر کی مد ۱۵	
۸- ادا کرنے کی مد ۳	
۹- زوجہ مستحق نان ونفقہ ہے	۱۴۹
۱- شہادت کی مد ۶	
س	
سمعی شہادت	
۱- شہادت کی مدات ۲ و ۹	
سوتیلا بیٹا	
۱- حصہ کی مد ۷۹	
سجادہ نشین	
۱- دو سجادہ نشین کے تقرر سے	
پہلی تقسیم منسوخ نہیں ہوجاتی ہے	۱۷۲
۲- عورت جایداد وقف کی سجادہ نشین	
نہیں ہوسکتی ..	۱۷۳
۳- چونکہ متولی اور سجادہ نشینی کا	
عہدہ فرزندان تک قایم رکھا گیا	
لہذا دختر کو استحقاق وراثت نہیں پہنچتا	
کیونکہ وہ اناث سے ہے اور اوسکا	
بیٹا بھی مجاز نہیں ہے کیونکہ وہ	
فرزندان میں شمار نہیں ہوسکتا	۱۷۳
۴- استحقاق وراثت کی مد ۶	
ش	
شرائط	
۱- نکاح کی مدات ۱ و ۱۱	
۲- بیع کی مد ۷	
۳- ہبہ کی مد ۲۳	
۴- ہبہ کی مد ۳	
۵- وصیت کی مد ۶	
۶- شرط مفید مشتری	۹۹
شرائط ضروری ہبہ	
۱- ہبہ کی مدات ۸ و ۴۶	
شہادت	
۱- متناقض ہونا شہادت کا بیان	
دعوی سے	۱۲۷
۲- شہادت سمعی کس صورت میں منظوری	
کے قابل ہے	۱۳۸
۳- تسلیم کرنیکی مد ۲	
۴- بلوغت کی مد ۱	
۵- دعوی کی مد ۹	
۶- اگر مقدار مہر کی بابت نزاع	
ہو تو ثبوت مدخلہ مدعیہ بمقابلہ ثبوت	
شوہر کے قابل ترجیح ہے الا اوس	
صورت میں کہ زوجہ کا مہر قبل مقدار	
دعوہ سے کم ہو اور صورت میں	۱۵۴
۷- مہر کی مد ۳۰	
۸- نسب کی مد ۲	
۹- ماخذات بتایید منظوری شہادت	
سمعی نسبت معاملات نکاح وغیرہ کے	۱۵۸
۱۰- رق کی شہادت ناقابل منظوری ہے	۱۸۶
۱۱- اگر شوہر یا باپ کی شہادت	
مفید ہو تو وہ ناقابل منظوری ہوگی	ایضاً
۱۲- ملازم کی شہادت ناقابل منظوری ہے	۱۸۷
۱۳- شہادت ایک وارث کی نسبت	
دوسرے وارث کے	۱۸۷
۱۴- شہادت رق	ایضاً
۱۵- شہادت ایک مرد اور ایک	
عورت کی	ایضاً
۱۶- تنازع مابین دائن ومدیون	
درباب زر قرضہ رہن کے	۱۹۰
۱۷- حساب بہی کہاتہ خانگی بطور	
شہادت کے مقبول نہیں ہوسکتا	۱۹۱
۱۸- تنازع مابین زوجہ اور دیگر	

مضمون	صفحہ
واسطہ داروں کے دربارہ اوس جایداد کے جو اوسکو شوہر سے حاصل ہوئی	۱۹۱
۱۹- اختلاف دربارہ مقدار لیت اسباب کے	ایضاً
۲۰- جایداد حاصل ہونے کی کیفیت	ایضاً
۲۱- استحقاق نسبت اثاث البیت کے	ایضاً
۲۲- شہادت قیاسی	۱۹۲
۲۳- شہادت نکاح کی تعریف	۱۹۴
شوہر	
۱- حصہ کی مدات ۱۱ و ۱۲ و ۱۷ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۹ و ۴۱ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۸ و ۶۰ و ۶۷ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۶ و ۸۹ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۴	
۲- دست اویزات کی مدات ۴ و ۸	
۳- دراثت کی مدات ۱۳ و ۱۵ و ۲۳	
۴- ہبہ کی مد ۴۰	
۵- زوجہ کی مد ۴	
۶- استحقاق کی مد ۳	
۷- تسلیم کرنیکی مد ۲	
۸- مہر کی مدات ۳ و ۱۵ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ و ۳۲	
۹- انتقال کی مدات ۲ و ۳	
۱۰- شہادت کی مدات ۶ و ۱۱ و ۱۸	

مضمون	صفحہ
۱۱- بیع کی مد ۱	
شریک	
۱- ہبہ کی مد ۲۰	
شفع	
۱- دعوی شفع مین تعمیل چند مراتب کی ضرور ہے	۹۹
۲- فوراً دعوی پیش کرنیکا ذکر	ایضاً
۳- استشہاد	۱۰۰
۴- دعوی پیش کرنا طلب خصومت کی رو سے	ایضاً
۵- دعویداران شفع ..	۱۰۱
۶- حق شفع کسطور پر زائل ہوتا ہے	ایضاً
۷- پیش کرنا دعوی شفع کا بصورت مین کہ شفیع باوجود مطلع ہونے بیع کے یا حسب ضابطہ ہونے استحقاق مشتری کے دعوی پیش نکرے	۱۰۲
۸- ہندو کو بمقابلہ مسلمان بالغ کے بھی استحقاق شفع پہنچتا ہے ..	ایضاً
۹- کس صورت مین فیصلہ سابقہ شفیع کے حق مین غیر مفید تصور کیا جاتا ہے	۱۰۳
۱۰- حق شفع کا دعوی بمقابلہ بایع کے واسطہ داروں کے ..	۱۰۴

مضمون	صفحہ
۱۱- قاعدہ اوس صورت مین جب باہم شفیع اور مشتری کے زرثمن کی نسبت اختلاف ہو	۱۰۳
۱۲- صورت جسمین چند اشخاص دعویدار حق شفع ہون ..	۱۰۴
۱۳- بیع کی مد ۲۰	
۱۴- اگر شفیع استدر زرثمن کے دینے سے انکار کرے جو بایع نے قبل بیع طلب کیا ہو تو اس سے استحقاق شفیع زائل نہین ہوتا ہے ..	۱۰۵
ص	
صحت	
۱- بیع کی مد ۱۷	
۲- ہبہ کی مد ۳	
صحیح النسبی	
۱- صحیح النسبی کا احتمال کسطور پر کیا جاتا ہے	۱۵۷
۲- رق کی مد ۱۱	
ض	
ضعیف العقلی	
۱- امتناع کی مد ۱	
ضامن	
۱- ذکر اوس صورت کا بحالت	

مضمون	صفحہ
موجود ہونے دو ضامنوں کے صرف ایک سے کل قرضہ وصول کر لیا جائے	۱۸۱
۲- ذکر اوسصورت کا کہ منجملہ دو ضامنوں کے ایک ضامن قرضہ ادا کر کے نصف اوسکا دوسرے ضامن سے وصول کرے ..	ایضاً
ط	
طلاق	
۱- افتراق بلا وقوع طلاق ..	۶۰
۲- عذرات کی مد ۲	
۳- کون شخص طلاق دینے کے مجاز نہین ہین	۱۵۶
۴- طلاق	۱۵۵
۵- ایام گذشتہ کی تاریخ سے طلاق محسوب نہین ہو سکتا	۱۵۶
۶- عدت کی مد ۲	
۷- طلاق جو بحالت قریب المرگ ہونے کے دیجاوے	۱۵۹
طفل	
۱- قرضہ کی مد ۵	
۲- ہبہ کی مد ۳۴	
۳- ولی کی برات ۳ و ۸	
۴- اگر کسی طفل کے والدین کہیدہ لیکر	

مضمون	صفحہ
اوسکو کسی کے حوالہ کرین تو طفل مذکور بعد بلوغ کے آزادی حاصل کرنیکا مجاز ہے	۱۶۷
ع	
عاق کرنا	
۱- عاق کرنا باپ کا دختر کو ..	۶۲
عذرات پیش کرنے	
۱- واقع ہونا اختلاف بیانی کا کا عذرات سوال و جواب مین نزیل دعوی ہے	۱۲۷
۲- اگر خود دعویدار نکاح ہونا اپنے عورت کے ساتھہ بعد اوس کے طلاق پانے کے بیان کرے تو اس سے نکاح سابق کا ثبوت عقبا بلا دینے کے لازم آتا ہے	۱۳۹
۳- قاعدے عذرات خاص کی نسبت	۱۹۲
۴- تمثیل	ایضاً
۵- استثنا نسبت عذرات خاص کے	ایضاً
۶- تمثیل	ایضاً
عدت	
۱- نکاح کی مد ۱۷	
۲- زمانہ عدت بعد طلاق ..	۱۵۶
۳- نان و نفقہ کی مد ۱	

مضمون	صفحہ
عدم تعین	
۱- ہبہ کی مد ۱۳	
علاقہ	
۱- بیع کی مد ۲۰	
غ	
غیر موجودگی	
۱- غیبت منقطع کی تصریح ۲- نکاح کی مد ۱۹	۱۱۱
غیر صحیح النسب طفل	
۱- طفل غیر صحیح النسب کسی کی اولاد نہین ہے مگر ان کو سات برس کی عمر تک اوسپر اختیار پہنچا ہے ..	۱۵۷
غیر صحیح النسبی	
۱- وراثت کی مد ۱۰	
۲- رق کی مد ۱۰	
۳- والدین کی مد ۳	
غیر قابل استرداد ہبہ	
۱- ہبہ کی مد ۳۳	
غیر قابل تقسیم جایداد	
۱- ہبہ کی مد ۸	
غیر منقولہ جایداد	
۱- بیع کی مد ۲۴	
ف	

مضمون	صفحہ
فیصلہ ہوجانا	
۱- شفع کی مد ۷	
فراش	
۱- فراش کی تین قسمین ہین	۱۴۳
۲- فراش کی اولاد کے نسب کا ثبوت کسطرح پر ہوسکتا ہے	ایضاً
فیصلہ	
۱- شفع کی ۱	
۲- فیصلہ کس امر پر مبنی ہوگا	۱۹۰
فرزندان	
۱- فراش کی مد ۲	
۲- والدین کی مد ۲	
۳- نسب کی مد ۲	
۴- اولاد اناث کسی شخص کے فرزندان مین قصور نہین کیجاتی	۱۷۲
۵- سجادہ نشین کی مد ۳	
فریقین	
۱- پیچ کی مد ۱	
۲- نالش کی مد ۳	
قبرستان	
۱- قبرستان اور عمارات جو امور دینی کے لیے ہون اگر مال وقف مین داخل ہون تو قابل ارث ہین	۱۷۵

مضمون	صفحہ
قرضخواہ	
۱- قواعد کی ۱	
۲- قرضدار کی مد ۲	
۳- شہادت کی مد ۱۶	
قریب المرگ	
۱- بیع کی مد ۱۴	
۲- مہر کی مد ۴	
۳- طلاق کی مد ۷	
۴- قرضدار کی مد ۲	
۵- قرضہ کی مد ۵	
۶- ہبہ کی مد ۱	
قرضدار	
۱- بیع کی مد ۱۶	
۲- قرضدار اپنے قریب المرگ ہونیکے وقت اپنی جایداد منفرت قرضخواہ کیے نہ وصیت کی رو سے منتقل کرسکتا ہے نہ کسی اور طور پر	۱۷۹
۳- رہن کی مد ۱	
۴- دستاویزات کی مد ۱	
۵- شہادت کی مد ۱۶	
قرضہ	
۱- ورثا کی مد ۲	
۲- استیفا کی مد ۳	

مضمون	صفحہ
۳- دعوی کی مد ۷	
۴- قرضہ جو ولی امور ضروری کے لئے لیے	۱۸۰
۵- قرضہ جسکی نسبت قریب المرگ ہونیکی حالت مین اقبال کیا جاے	ایضاً
۶- ضامن کی مدات ۱ و ۲	
۷- ذکر اوصاف صورت کا کہ جایداد بنظر ادا رمقدار خاص قرضہ کے رہن کیجاے	۱۸۱
۸- معاہدہ کی مد ۶	
۹- پٹہ کا نویسندہ ۱	
۱۰- شہادت کی مد ۱۶	
قبضہ	
۱- فوراً قابض کرانا جایداد مبیعہ کا تقسیم ہونا لازمہ بیع نہین ہے	۹۲
۲- بعض صورتون مین ولی کا قابض ہونا کافی ہے	۱۱۴
۳- قابض ہونا محافظ کا	ایضاً
۴- ہبہ کی مدات ۶ و ۹ و ۱۴ و ۲۵	
۵- طفل کی جانب سے کسکو قبضہ ملنا چاہیے	۱۲۰
۶- کس صورت مین قبضہ شخص اجنبی کا موہوب الیہ نابالغ کی جایداد پر	

مضمون	صفحہ
کا فی متصور ہوتا ہے	۱۲۳
۷- جایداد جو بالعوض مہر کے دیجاے اوسپر قبضہ کا ہونا ضرور نہین ہے	۱۴۶
۸- وقف کی مد ۲	
۹- بیع مقاصد کی مد ۱	
۱۰ وصیت کی مد ۲	
۱۱- انتقال کی مد ۳	
۱۲- دست آویزات کی مد ۸	
قواعد	
۱- قواعد درباب تقسیم ترکہ شخص مذکور بنظر ادا کرنے مطالبہ قرض خواہان مختلف القسم	۱۷۸
۲- قواعد تمادی ایام بموجب فیصلہ علماں کے جنکی راے تسلیم کیجاتی ہے	۱۸۹
۳- انکار کی مد ۱	
۴- عذرات پیش کرنیکی مد ۳	
گ	
گواہی	
۱- شہادت کی مدات معائنہ کیجائین	
گواہ	
۱- شفع کی مد ۳	
۲- نکاح کے علاوہ اور کسی معاہدہ کے لیے گواہون کا ہونا ضرور نہین ہے	۱۰۷

مضمون	صفحہ
۳- بنظر شناخت عورت پردہ نشین کے یہہ ضرور ہے کہ بنجاوں گواہون کے جنکے روبرو اوسنے دستخط ثبت کیے ہون ایک گواہ نے اوسے دیکھا ہو	۱۹۵
۴- یہہ ضرور ہے کہ گواہ مذکور سے ہو	ایضاً
م	
مورث	
۱- مرتد ہونیکی مد ۱	
۲- فرزندان کی مد ۴	
۳- ورثا کی مد ۲	
۴- دست بردار ہونیکی مد ۱	
موروثی جایداد	
۱- موروثی اور مکسوبہ جایداد مین کچھہ امتیاز نہین ہے	۴۱
۲- جایداد منقولہ وغیر منقولہ مین امتیاز نہین ہے	ایضاً
مرتد ہونا	
۱- بعد وفات مورث کے دین سے مرتد ہونا باعث حرمان ارث نہین ہے	۴۲
مقرر ہونا	
۱- ولی کی مد ۸	
مالک	
۱- وقف کی مد ۲	

مضمون	صفحہ
۲- قبضہ کی مد ۲	
۳- رق کی مدات ۱۰ و ۱۲	
مصاحبت	
۱- نکاح کی مد ۷	
۲- مہر کی مد ۱۸	
معاوضہ	
۱- ہبہ کی مد ۵۲	
۲- اقرار نامہ کی مد ۱	
۳- معاہدہ کی مد ۶	
۴- ہبہ بالعوض کی مد ۵	
معاہدہ	
۱- بیع کی مد ۲	
۲- شیے مبیعہ کی نسبت ابہام کے باعث سے معاہدہ باطل ہوجاتا ہے	۹۶
۳- مبادلہ کی مد ۱	
۴- گواہون کی مد ۲	
۵- نکاح کی مد ۳۹	
۶- اگر واسطے ادا کرنے قرضہ زندگی نویسندہ پتہ کے پتہ تحریر ہو تو وہ ناجائز ہے	۱۴۴
۷- دست آویزات کی مد ۹	
۸- پتہ کی مد ۱	
۹- قرضہ کی مد ۴	
موہوب الیہ	

مضمون	صفحہ
۱- ہبہ کی مدات ۱۲ و ۱۸ و ۲۴ و ۲۵ و ۳۱	
۲- قبضہ کی مد ۶	
۳- دست برداری کی مد ۱	
مہر	
۱- دین مہر وراثت پر مقدم ہے ..	۶۷
۲- ولی کی مد ۴	
۳- مہر جو شوہر کی نابالغی کے زمانہ مین مقرر ہوا وہ حاصل نہین کیا جا سکتا	۱۴۴
۴- مہر کا اقرار جو قریب المرگ کیا جائے اوسکے ذریعہ سے مہر معمولی سے زیادہ نہین مل سکتا	۱۴۴
۵- بحالت ہونے مہر مسمی کے مہر مثل کا استحقاق نہین پہنچتا	ایضاً
۶- دعوی کی مدات ۷ و ۹	
۷- مہر کا ثبوت مثل اور دعادی کے ہے	۱۴۵
۸- واجب الادا ہونا مہر کا	ایضاً
۹- مہر کی صورت مین فرق مابین زر نقد اور اور قسم کی جایداد کے	ایضاً
۱۰- مہر ایسی صورت مین جب تعداد مقرر کی گئی ہو	۱۴۶
۱۱- قبضہ کی مد ۷	
۱۲- ابرار مہر	ایضاً

مضمون	صفحہ
۱۳- مہر بخش دینے سے استحقاق وراثت مین کچھ خلل واقع نہین ہوتا	۱۴۷
۱۴- ذکر اوس دست آویز کا جسمین مہر معجل یا موجل کی تصریح نہو ..	ایضاً
۱۵- اگر مابین شوہر اور زوجہ کے وصیت نامہ تحریر ہو تو اوس سے دین مہر کا استحقاق زائل نہین ہوتا	۱۴۸
۱۶ ذکر اوس صورت کا جب میعاد جزو دین مہر کی جو معجل ہونا لکھی گئی ہو	ایضاً
۱۷- ادا کرنیکی مد ۳	
۱۸- مصاحبت کے بعد بھی دین مہر واجب الادا ہے	۱۴۹
۱۹- میعاد کی مد ۱	
۲۰- شوہر کی وفات کے بعد کل دین مہر واجب الطلب ہوتا ہے	۱۵۰
۲۱- عطیات شوہری کا اثر نسبت دین مہر کے	ایضاً
۲۲- حصہ کی مد ۹۰	
۲۳- دست آویزات کی مدات ۶ و ۷	
۲۴- زوجہ کے وارث دعوی مہر کا جسوقت چاہین کر سکتے ہین ..	۱۵۱
۲۵- جو کچھ دین مہر قرار پایا ہو دعوی اوسکا بعد وفات شوہر بلحاظ زوجہ کی عمر کے ہو سکتا ہے	۱۵۱
۲۶- مہر مشروط بلا لحاظ زائد ہونے اوسکی مقدار کے شرعاً واجب الوصول ہے	۱۵۲
۲۷- انتقال کی مدات ۲ و ۳	
۲۸ مقدار مہر کی کچھ انتہا نہین ہے	۱۵۳
۲۹ جایداد اراضی بابت دین مہر کے حسب رضا مقبوضہ وارثان کے متصور ہو سکتا ہے	ایضاً
۳۰- اگر مقدار مہر وجہ ثبوت سے متحقق نہو تو مہر مثل دلایا جائے	۱۵۴
۳۱- وقف کی مد ۳	
۳۲- زوجہ کا مطالبہ بابت دین مہر شوہر متوفی کے ترکہ پر پہنچتا ہے	۱۸۳
۳۳- دختر کی اولاد اپنی نانی متوفیہ کے دین مہر کی بابت باوصف تمادی ایام کے بھی وعویدار ہو سکتی ہے	۱۸۸
۳۴ وراثت کی مد ۱	
۳۵- وقف کی مد ۳	
مبادلہ	
۱- مبادلہ کے جملہ معاہدات مین تصریح شے کی ضرور ہے ..	۹۷
۲- قبضہ کی مد ۷	

مضمون	صفحہ
محجروحی	
ماخذ نسبت محجروحی ہونیکے	۴۹
۲- واسطہ دار ان بعید کا حق بحالت موجود ہونے ذوی الفروض یا عصبات کے	۵۵
۳- وراثت کی مد ۵	
ممکن الوصول	
۱- دست آویزات کی مد ۸	
معطی الیہ	
۱- وقف کی مدات ۱۳ و ۱۸	
۲ ذکور اور اناث کا حصہ وقف جائداد مین مساوی ہوتا ہے .. .	۱۷۷
مکان	
۱- ہبہ کی مدات ۳۴ و ۴۵	
۲- رہن کی مد ۲	
مذموم ہبہ	
۱- ہبہ کی مد ۳۶	
مشاع	
۱- ہبہ کی مدات ۱۳ و ۲۰ و ۲۲	
مجنون	
۱- وراثت کی مد ۷	
مشترکہ جائداد	
۱- ہبہ کی مد ۴۲	
موصی الیہ	
۱- اگر مالک کسی شخص کو اپنا وارث قرار دیوے تو شخص مذکور بطور موصی الیہ مستحق ارث ہوگا	۱۳۰
۲- موصی الیہ جو قبل وفات موصی کے وارث قرار پایئے	۱۳۲
مستاجر	
۱- پٹہ کی مد ۲	
۲- مساہدہ کی مد ۶	
میعاد	
۱- دعوی دین مہر کے واسطے کوئی میعاد خاص معین نہین ہے	۱۴۹
۲- اگر فوراً ادا ہونا دین مہر کا قرار پایا ہو تو بھی حد مساعت عارض نہین ہو سکتی	۱۵۰
۳- استداد زمانہ سے دعوی زائل نہین ہو سکتا	۱۸۵
۴- قواعد کی مد ۲	
مفقود الخبر شخص	
۱- شخص مفقود الخبر کی جائداد کو اوسکی پیدائش کے زمانہ سے ۹۰ برس مرض الموت مین رکھنا چاہیے	۴۶
۲- زمانہ مذکور تک انکی جائداد کسی کی ارث نہین ہو سکتی	ایضاً
مرتہن	
۱- مرتہن کو اختیار ہے کہ جائداد مرہونہ سے بعد وفات راہن کے اپنا مطالبہ وصول کرے	۱۷۹
مسجد	
۱- ذکر اوس صورت کا جب مسجد بلا اجازت مالک زمین کے بنوالی جائے	۱۷۴
۲- وہ صورت جسمین مالک اپنی زمین کو وقف کرے	ایضاً
۳- مالک کی زمین پر دوسرے شخصونکا تعمیر کرانا اوسکے فائدہ کے واسطے	ایضاً
۴- قاعدے پہلے صورت کی نسبت	ایضاً
مان	
۱- حصہ کی مدات ۳ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۴ و ۳۷ و ۴۳ و ۴۴ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۸ و ۹۱	
۲- بیع کی مد ۸	
۳- ہبہ کی مد ۲۴	
۴- استحقاق کی مد ۴	
۵- ولایت کی مدات ۲ و ۳ و ۴	
۶- ولی کی مد ۸	
۷- غیر صحیح النسب طفل کی مد ۱	

مضمون	صفحہ
مفلس	
۱- ہبہ کی مد ۱۹	
محاصل	
۱- وقف کی مدات ۹ و ۱۳	
۲- ہبہ کی مد ۱۱	
مذہب	
۱- زوجہ کی مد ۵	
مسترد	
۱- ہبہ کی مد ۲۴	
متولی	
۱- وقف کی مد ۸	
۲- سجادہ نشین کی مد ۴	
۳- عورت جائداد وقف کی متولیہ ہونیکی مجاز ہے	۱۷۳
۴- متولی مقرر کرنیکا کسکو اختیار ہے	۱۷۶
۵ .. ذکر عہد متولی	ایضاً
۶- استحقاق وراثت کی مد ۷	
موصی	
۱- وصیت کی مدات ۲ و ۳	
۲- موصی لہ کی مد ۲	
ن	
نالش	
۱- نالشی ہونا منکوحہ عورت کا	۸۴
۲- نابالغ اپنے کسی ولی کی مرضی سے نالش کرنیکا مجاز ہے -	۱۶۲
۳- اگر ایک فریق نے قبل فیصلہ مقدمہ کے وفات پائی ہو تو بلا ہونے کارروائی جدید کے مقدمہ مقابلہ اوسکے وارثوں کے تجویز ہو سکتا ہے	۱۹۵
نان و نفقہ	
۱- زوجہ بابت ایام عدت کے نان و نفقہ کا دعوی کر سکتی ہے	۱۵۶
۲- زوجہ کی مد ۹	
نابینا ہونا	
۱- وارث کی مد ۷	
ناجائز فعل	
۱- بیع کی مد ۱۸	
۲- ہبہ کی مدات ۱۰ و ۱۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۳۱ و ۴۸	
نکاح	
۱- شرائط نکاح ..	۴۶
۲- حصہ کی مد ۱۸	
۳- مہر کی مدات	
۴- گواہون کی مد ۴	
۵- اقرار کی مد ۱	
۶- رضاعت سے نکاح باطل	

مضمون	صفحہ
نہین ہو سکتا	۱۳۵
۷- نکاح و مصاحبت زن حاملہ کے ساتھہ	ایضاً
۸- زوجہ کی مد ۴	
۹- عورت منکوحہ کو اپنی جایداد خاص کی نسبت استحقاق مطلق حاصل ہے	۱۳۶
۱۰- ہبہ کی مد ۴ و ۹	
۱۱- نکاح جو شرط ناجائز کے ساتھہ عمل مین آئے	ایضاً
۱۲- زوجہ کی بہن کے ساتھہ نکاح کرنا حین حیات زوجہ کے	۱۳۷
۱۳- مراسم ضروریہ نکاح	ایضاً
۱۴- نکاح جاریہ کے ساتھہ	۱۳۸
۱۵- مہر و نسب نکاح ناجائز کی صورت مین	ایضاً
۱۶- عذرات بیش کرنیکی مد ۲	
۱۷- نکاح ثانی مدت عدت مین	۱۳۹
۱۸- تسلیم کرنیکی مد ۲	
۱۹- نکاح اوس صورت مین جب ولی جائز موجود نہو	۱۴۰
۲۰- ولی کی مد ۳	
۲۱- بالغہ کا نکاح شخص مساوی الدرجہ کے ساتھہ	ایضاً
۲۲- مساوی الدرجہ نہونیکی صورت	ایضاً

مضمون	صفحہ
٢٣- ازدواج نابالغہ کا ولی کی رضامندی سے	١٤٠
٢٤- ولی نہونیکی صورت مین	ایضاً
٢٥- اختیار کی مد ١	
٢٦- بالغہ عورت بلا اجازت اپنے ولیون کے مساوی الدرجہ شخص کے ساتھہ نکاح کرسکتی ہے	١٤١
٢٧- مساوی الدرجہ نہونیکی صورت مین ولی معترض ہوسکتے ہین	ایضاً
٢٨- اگر نابالغہ کا نکاح شخص مساوی یا غیر مساوی الدرجہ کے ساتھہ ہوا ہو تو انفساخ اوسکا ولیون کی جانب سے عمل مین آسکتا ہے	ایضاً
٢٩- زن بالغہ کو اپنے نکاح کا اختیار ہے	١٤٢
٣٠- نسب کی مد ٢	
٣١- شہادت کی مد ٥	
٣٢- نابالغ کی مد ٦	
٣٣- ولایت کی مد ٤	
٣٤- رق کی مدات ١٠ و ١١ و ١٢	
٣٥- نکاح زن حرہ کا غلام کے ساتھہ	١٦٩
نابالغ	
١- بیع کی مدات ٦ و ٨ و ٣٣	
٢- ہبہ کی مدات ١٢ و ٢١	
٣- قبضہ کی مد ٦	
٤- نکاح کی مد ٢٣	
٥- اختیار کی مد ١	
٦- ولایت نکاح نابالغان ..	١٦٠
٧- ولایت مال نابالغان	ایضاً
٨- نالش کی مد ٢	
نابالغی	
١- صورتین جنکے باعث سے نابالغی جاتی رہتی ہے	١٤١
٢- مہر کی مد ٣	
نذرانہ	
١- وقف کی مد ١١	
نسب	
١- فراش کی مد ٢	
٢- اگر نسب اوس اولاد کا جو حرہ کے بطن سے ہو تسلیم کیا جاے تو بہی ثبوت حرہ کے نکاح کا شخص مقر کے تہا کافی ہے	١٥٦
٣- کس صورت مین اطفال کا نسب بغیر اقرار مرد کے ثابت ہوسکتا ہے	١٥٧
٤- نسب سے منکر ہونا کس صورت مین جائز ہے	١٥٩
وصیت	
١- اگر ایک وارث کے نام بالجاوت صریحہ یا مفہومہ باقی وارثون کے وصیت عمل مین آے تو ایسی وصیت جائز ہے	١٣٠
٢- ذکر اوس جایداد موصی بہ کا جو موصی کی وفات کے وقت اوسکے قبضہ مین نہو	١٢٩
٣- ذکر وصیت کا بابت اوس جایداد کے جسکا ایک جزو موصی کی ملک سے نہو اور جو ایسے شخصونکے نام عمل مین آے جنمین سے بعض وارث ہون	١٣١
٤- اگر مالک جایداد کسی شخص کے نام دست آویز اس غرض سے لکہدے کہ شخص مذکور اوسکی وفات کے بعد اوسکی جایداد کا مستحق ہوگا تو ایسا دست آویز باطل و کالعدم ہے ..	١٣٨
٥- وصیت کی تعریف	١٢٩
٦- وصیت جسکی ایک شرط ناجائز ہو	١٣٠
٧- ماخذات در باب مسئلہ وصیت و شیے موصی بہ کے	١٣١
٨- فرق مذکورہ بالا کے ہونیکے	١٣٢

مضمون	صفحہ
۹- ذکر اوس وصیت نامہ کا جسکی عبارت عام طور پر لکھی گئی ہو ..	۱۳۲
۱۰- ماخذ	ایضاً
واہب	
۱- ہبہ کی مدات ۶ و ۹ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۳ و ۳۳ و ۴۳	
۲- دست برداری کی مد ۱	
وقف	
۱- جایداد اراضی مشترکہ غیر منقسمہ کا وقف	۷۱
۲- ذکر اوس صورت کا جب وقف کرنیوالا متولی کو جایداد اوقف پر قبضہ نہ دے	۷۲
۳- جایداد وقف کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہنچتا اور نہ وہ بیع ہو سکتی ہے اور نہ انتقال اوسکا بعوض دین مہر کے عمل مین آسکتا ہے	۱۷۰
۴- جایداد وقف کا انتقال مستولی اور متولی عہدہ سے معزول کیا جانے	ایضاً
۵- اراضی وقف کا بیع متولی کی جانب سے کس صورت مین جایز ہے	۱۷۱
۶- قاعدہ اوس صورت مین جو زر حاصل بجا طور پر صرف کیا جاے	ایضاً

مضمون	صفحہ
۷- سجادہ نشین کی مد ۲	
۸- متولی کی مد ۳	
۹- مال وقف کی عہدہ برداخت کس کے ذمہ ہوتی ہے ..	۱۷۴
۱۰- استثنا	ایضاً
۱۱- نذرانہ جو پیر کے مزار پر چڑہایا جاے وہ اوسکے وارثون کا حق ہے	۱۷۶
۱۲- درصورت نہونے وارثون کے درگاہ کے خادم مستحق نذرانہ ہونگے	ایضاً
۱۳- قواعد در باب تقسیم محاصل جایداد وقف مابین اون شخصون کے جنکے نام جایداد اوقف ہوئی ہو اور ان کے اہل خاندان کے ..	۱۷۷
ولی	
۱- ہبہ کی مد ۱۲	
۲- قبضہ کی مد ۲	
۳- واسطہ داران پدری کا اختیار نسبت ازدواج نابالغہ کے	۱۴۰
۴- محافظین پر ادا کرنا مہر کا لازم ہے	ایضاً
۵- نکاح کی مدات ۹ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۶ نہایت ۲۸	

مضمون	صفحہ
۶- نابالغ کی مد ۶	
۷- ولیون کے اختیارات بالعموم	۱۶۰
۸- لڑکے کی ماں ولیہ مقرر ہو سکتی ہے	۱۶۱
۹- نالش کی مد ۱	
۱۰ قرضہ کی مد ۴	
۱۱- غیر موجودگی کی مد ۱	
ولائت	
۱- استحقاق کی مد ۴	
۲- ماں کی ولائت کب تک رہتی ہے	۱۴۲
۳- ماں کا اختیار ولائت کس قدر ہے	ایضاً
۴- ماں کا استحقاق ولایت بوجہ اوسکے نکاح ثانی کے زایل ہو جاتا ہے	۱۶۱
۵- اگر نکاح ثانی کسی رشتہ دار قریب کے ساتھ ہو تو حق مذکور باقی رہتا ہے	ایضاً
۶- ماں کا اختیار نسبت پرداخت اطفال کے کب تک رہتا ہے	ایضاً
۷- ماں کا استحقاق لڑکیون کی نسبت	ایضاً
وارث	
۱- عورت کا ترکہ خاص اوسکے وارثون کو ملتا ہے گو وہ کسیطرح حاصل ہوا ہو	۴۱
۲- متوفی کے وارثون پر ادا	

مضمون	صفحہ
قرضہ بقیہ اوسکے ترکہ کیلئے لازم ہے نہ زنا	۴۱
۳- اگر زوجہ شوہر سے پہلے لاولد مرجائے تو زوجہ اور شوہر کے وارثونکو ترکہ مساوی پہنچتا ہے	۴۸
۴- حصے کی مدات معائنہ کیجائین	
۵- بیع کی مد ۱۴	
۶- ہبہ کی مدات ۷ و ۲۵ و ۳۶	
۷- مالک کی مدات معائنہ کیجائین	
۸- وصیت کی مدات ۱ و ۲	
۹- موصی الیہ کی مدات ۱ و ۲	
۱۰ مہر کی مدات ۲۴ و ۲۹	
۱۱- وقف کی مد ۱۱	
۱۲- شہادت کی مد ۱۳	
۱۳- وراثت کی مد ۱۳	
۱۴- نالش کی مد ۳	
وراثت	
۱- موروثی جایداد کی مدات ۱ و ۲	
۲- جاریہ کی اولاد مثل دیگر اولاد کے ورثہ پاسکتی ہے	۴۲
۳- مرتد ہونیکی مد ۱	
۴- تبنی کی مد ۱	
۵- اگر شبہ قتل بخوبی ثابت نہو تو حرمان ارث لازم نہیں آتا	۴۳
۶- وراثت کا دعوی شخص متوفی کیواسطے جایز نہیں ہے	۴۴
۷- مجنون و نابینا ہونا مانع ارث نہیں ہے	ایضاً
۸- دست بردار ہونیکی مد ۱	
۹- دعوی کیواسطے کچھ عہد معین نہیں ہے	ایضاً
۱۰- اولاد غیر صحیح النسب کو ترکہ پدری سے ورثہ نہیں پہنچتا ..	۴۵
۱۱- زوجہ کو علاوہ مہر کے فرضاً حصہ پہنچتا ہے	۴۷
۱۲- پوتی کو بحالت موجود ہونے بیٹون کیے ورثہ نہیں پہنچتا ہے	ایضاً
۱۳- اگر شوہر پہلے وفات پائے تو صرف زوجہ منکوحہ کی اولاد اوسکے ترکہ کی مستحق ہوگی لیکن اگر زوجہ شوہر کیے روبرو مرجائے تو شوہر کے وارث ایک ربع پائینگے	۴۸
۱۴- وارث کی مد ۳	
۱۵- ذکر اوس صورت کا جب زوجہ شوہر اول کیے حین حیات دوسرے شخص سے نکاح کرے	ایضاً
۱۶- اولاد جو عورت کے نکاح ثانی	

مضمون	صفحہ
سے ہو	۴۸
۱۷- استحقاق برادران و ہمشیرگان علاتی بحالت موجود ہونے برادران و خواہران برادر حقیقی کیے ..	۵۱
۱۸- زوجہ متوفیہ کی خاص جایداد	۵۵
۱۹- مطالبتا جو وراثت پر مقدم ہیں	۶۶
۲۰- مہر کی مدات ۱ و ۱۳	
۲۱- استحقاق پسر کی زوجہ کا بحالت موجود ہونے دو دختر اور ایک پسر کی دختر کیے اس صورت میں جب مالک کا بیٹا قبل مرجانے اپنی ہمشیرہ اور ہمشیرزادہ کیے مرگیا ہو	۷۷
۲۲- استحقاق اوس صورت میں جب بیٹا اپنی ہمشیرہ اور ہمشیرزادہ کی وفات کیے بعد مرگیا ہو ..	۷۸
۲۳- دختر اور شوہر کا حق اوس صورت میں جب بیٹا قبل تقسیم جایداد مرگیا ہو	۷۹
۲۴- ذکر اوس صورت کا جب ایک زوجہ اور تین پسر اور تین دختر اور ایک اور دختر جو زوجہ ثانیہ سے ہے موجود ہوں اور زوجہ اول و اولاد سے بیٹے اور ایک بیٹی اور زوجہ ثانیہ کی	

مضمون	صفحہ
بیٹی بیٹے کے بعد دیگرے وفات پائی ہو	۸۲
۲۵ - رق کی مدات معائنہ کرو	
۲۶ - وقف کی مد ۳	
۲۷ - دعوی کی مد ۱۱ و ۱۲ و ۱۳	
واسطہ دار بعید	
۱ - محرومی کی مد ۲	
۲ - بہن کے بیٹے واسطہ داران بعید مین داخل ہین	۵۶
واصلات زر	
۱ - ہبہ کی مد ۴۸	
والدین	
۱ - تسلیم کرنیکی مد ۱	
۲ - جاریہ منکوحہ کا آقا وعویدار ہونیکی صورت مین بھی اوس اولاد کا باپ متصور نہین ہوسکتا جو جاریہ کے بطن سے ہو ..	۱۴۳
۳ - اولاد غیر صحیح النسب کے والدین کو اپنی اولاد کے غلامی مین بیچنے کا اختیار نہین ہے	۱۷۰
واصلات	
۱ - ہبہ کی مد ۴۸	
۵	

مضمون	صفحہ
حصہ	
۱ - ہبہ قریب المرگ ہونیکے وقت	۵۲
۲ - فرق درمیان بیع وہبہ کی شرائط جائز کے	۹۲
۳ - ہبہ جو بحالت صحت یا علالت عمل مین آیے	۱۰۶
۴ - اراضی کا زبانی ہبہ جائز ہے	۱۰۷
۵ - ذکر اوس ہبہ اور بیع کا جسکا تعین نہوا ہو	ایضاً
۶ - ہبہ غیر منقسمہ جو تین شخصون کے نام کیا گیا ہو اور دو سے اوسپر واہب کے حین حیات قابض ہونے ہون ناجائز ہے	۱۰۸
۷ - اپنے استحقاق سے زیادہ ہبہ کرنا جائز نہین ہے اور بقدر اپنے استحقاق کے بیع کرنا جائز ہے	ایضاً
۸ - اگر دو شخصون کے نام ہبہ ایسی جایداد کا جو تقسیم کے قابل ہو عمل مین آیے تو قبل حوالہ کرنے جایداد کے تقسیم اوسکی ضرور ہے ..	ایضاً
۹ - ہبہ اوس جایداد کا جو حین حیات واہب کے قبضہ مین نہونا جائز و باطل ہے	۱۰۹

مضمون	صفحہ
۱۰ - ہبہ کے ناجائز ہونیکی صورت	۱۰۹
۱۱ - جو درخت واہب کی اراضی پر استادہ ہون اون کا یا اونکی پیداوار غیر منقولہ کا ہبہ بغیر ہبہ اراضی کے ناجائز ہے ..	۱۱۰
۱۲ - ہبہ بنام موہوب الیہ نابالغہ بحالت موجود ہونے ولی جائز کے	۱۱۱
۱۳ - عدم تعین جایداد موہوبہ جسکی کیفیت بعد ہبہ کے معلوم ہو	۱۱۲
۱۴ - ہبہ ایسی جایداد کا جو واہب کے قبضہ مین نہو کس صورت مین جائز ہے	۱۱۲
۱۵ - ہبہ بنام غلام ..	۱۱۲
۱۶ - دست آویزات کی مد ۴	
۱۷ - ہبہ کے باب مین واہب کے ورثا کی اجازت ضرور نہین ہے	۱۱۳
۱۸ - جب واہب اپنی کل جایداد صرف ایک شخص کے نام ہبہ کرے تو تصریح ضرور نہین ہے	ایضاً
۱۹ - جایداد غیر معینہ کا ہبہ دو مختلفون کے نام جائز ہے گو جایداد مذکور قابل تقسیم ہو	ایضاً
۲۰ - اعتراض شائع اوس صورت	

مضمون	صفحہ
ہین صادق نہین آتا جب واہب کا	
حرف ایک موہوب الیہ ہو	۱۱۴
۲۱- ہبہ جو باپ کی جانب سے	
پسر نابالغ کے نام کیا جاے	ایضاً
۲۲- ہبہ مشاع ہونیکی وجہ سے	
کس صورت مین ناجائز متصور ہوگا	۱۱۵
۲۳- ہبہ جسکی شرائط ناجائز	
ہون	ایضاً
۲۴- مان کی طرف سے جو ہبہ	
عمل مین آیے مسترد نہین ہوسکتا	
اور نہ بعد وفات موہوب الیہ کے	ایضاً
۲۵- اگر موہوب الیہ کو قبضہ	
نہ ملا ہو تو جایداد موہوبہ مان کی	
طرف فرضاً عود کرسکتی ہے -	ایضاً
۲۶- ہبہ بالعوض کی مدا	
۲۷- ہبہ بشرط العوض کی مدت اور	
۲۸- ہبہ کی دو قسمین ہین -	۱۱۸
۲۹- ہبہ مطلق	ایضاً
۳۰- ہبہ مقید	ایضاً
۳۱- اگر ہبہ ناجائز ہو اور واہب	
اوس بیعنامہ پر جو موہوب الیہا	
کی جانب سے لکہا جاے دستخط اپنا	
کرے تو بیع جائز ہے ..	۱۱۹

مضمون	صفحہ
۳۲- ہبہ جو دادی کی جانب سے	
پوتے کے نام عمل مین آیے .	۱۲۰
۳۳- ہبہ غیر قابل استرداد	ایضاً
۳۴- باپ اور چچا کا ہبہ کرنا	
پسر نابالغ کے نام	۱۲۱
۳۵- ہبہ قریب المرگ ہونیکی حالت	
مین	ایضاً
۳۶- دیگر ورثا کو محروم رکہنا	
مذموم ہے	ایضاً
۳۷- مگر ہبہ جائز متصور ہوگا	ایضاً
۳۸- مواخذہ یا بت جواز ایسے	
ہبہ کے	ایضاً
۳۹- ایسا ہبہ مذموم ہے	ایضاً
۴۰- زوجہ کے نام ہبہ کرنا جائداد	
غیر کا درست نہین ہے گو شخص مذکور	
کی تحریری اجازت سے ایسا عمل	
مین آیا ہو	۱۲۲
۴۱- اجازت نہونیکی صورت	
مین دوسری زوجہ کو بدرجہ	
اولی کچہہ جایداد نہ ملیگی -	۱۲۳
۴۲- ہبہ کرنا جایداد مشترکہ کا	۱۲۴
۴۳- ہبہ مکان کا اوسمین تین	
باطل اور ناجائز ہے جبتک واہب	

مضمون	صفحہ
بعد ہبہ اوسپر بلا دیکے کسی جزو پر	
دخیل رہے	۱۲۴
۴۴- تکمیل ہبہ کی شرائط ضروری	۱۲۵
۴۵- ہبہ مکان کا ایک شخص کی	
جانب سے دو آدمیون کے نام	۱۲۶
۴۶- ماخذ در باب شرائط	
ضروری ہبہ کے	ایضاً
۴۷- ہبہ ایک آدمی کے نام	
دو شخصون کی جانب سے	ایضاً
۴۸- ذکر زر و اصلات کا ناجائز	
ہبہ کی صورت مین	۱۲۸
۴۹- ہبہ اراضی کی تکمیل محاصل	
کے انتقال سے نہین ہوتی	ایضاً
۵۰- فرق مابین تملیک اور ہبہ کے	۱۲۹
۵۱ ہبہ سے مراد کیا ہے	ایضاً
۵۲- جو شے نکاح کی بابت	
دیجاے وہ واپسی کے قابل ہے	۱۳۴
۵۳- جو شے تحفہ دیجاے اور	
وہ موجود ہو تو واپس دیجاسکتی	
ہے	ایضاً
۵۴- کل جایداد کا ہبہ دوسری	
زوجہ کے نام جائز ہے گو اولاد	
زوجہ اول سے موجود ہو	۱۳۶

مضمون	صفحہ
۵۰۰ دعوی کی ۱۲	
ہبہ بشرط العوض	
۱- تعریف ہبہ بشرط العوض	۱۱۶
۲- اسلیے یہ مثل بیع کے ہے اور اسکے جواز کیلئے قبضہ حاصل ہونا ضرور نہیں ہے	ایضاً
۳- ماخذات	۱۱۶
۴- ہبہ بشرط العوض ..	۱۱۸
ہبہ بالعوض	
۱- تعریف ہبہ بالعوض ..	۱۱۶
۲- ایسا ہبہ مثل بیع کے ہے اور اوسکے جواز کیلئے قبضہ کا حاصل ہونا ضرور نہیں ہے	۱۱۶
۳- ماخذات	ایضاً
۴- ہبہ بالعوض	۱۱۸
۵- ہبہ بالعوض کی وہ صورت جسمیں فریقین سے روپیہ معاوضہ مین دیا گیا ہو	۱۱۹

تمام ہوئی فہرست مضامین نظائر مسائل شرع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصول شرع محمدی

وراثت و معاہدات اور امور متفرقہ کے بیان مین

پہلا باب

اصول وراثت

* فصل پہلی *

کلیات

۱ از روے شرع محمدی کے ہر قسم کی جایداد پر عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ خواہ موروثی ہو یا مکسوبہ ورثہ پہنچتا ہے ۔ ہر قسم کی جایداد پر بلا تخصیص ورثہ پہنچتا ہے

۲ خلف اکبر ہونے کی وجہ سے حق زیادہ نہین ہو سکتا بلکہ جتنے بیٹے ہون سب کو ورثہ برابر پہنچتا ہے ۔ خلف اکبر

۳ اگر ورثہ دختر اور پسر کو بشمول پہنچے تو دختر کا حصہ پسر کے حصہ سے نصف ہوگا ۔ دختر کا حق بشمول پسر کے

۴ اگر ایک پسر یا کسی وارث کے حق مین بمفرت دیگر وارثون کے وصیت کیجاے تو ایسی وصیت بلا رضامندی اور بیٹون یا وارثون کے نافذ نہین ہو سکتی ۔ وصیت بحق وارثون کے

۵ مطالبہ دیون کا وصیت پر مقدم ہے اور قبل تقسیم ورثہ کے وصیت کا نفاذ ہونا چاہیے مگر شرط یہ ہے کہ جایداد موصی بہ ترکہ وصی کے ایک تہائی سے زائد نہو ۔ ذکر قرضہ و جایداد موصی بہ

۶ غلامی اور قتل انسان اور اختلاف دین اور اختلاف متابلت حاکم کے سبب سے ارث کا استحقاق زایل ہو جاتا ہے ۔ محجوب الارث ہونیکے سبب

۷ لیکن جو شخص دین محمدی کے پیرو نہون وے اپنے اہل مذہب کے وارث ہو سکتے ہین اور جو شخص دین اسلامی کے پیرو ہین انکی نسبت اختلاف ادیان مانع ارث نہین ہے ۔ استثنا ۔

۸ شخص متوفی کا ترکہ اُس کے مختلف قرابت دارون کو بقدر سہام معینہ کے زمانہ واحد مین مل سکتا ہے اور یہہ جایز ہے کہ بزمانہ واحد کچھہ ترکہ وارثان اعلی کو پہنچے اور کچھہ اسفل کو ۔ وارث ہونا متعدد شخص کا زمانہ واحد مین ۔

۹ جو شخص اپنے باپ کے سامنے فوت ہوا وسکا بیٹا قایم مقام اوسکا نہین ہو سکتا یعنی جسطرح کہ خود پسر متوفی بحالت زندگی کے حقدار ہوتا اوسطرح بیٹا اوسکا حقدار نہو گا بلکہ اگر پسر متوفی کا کوئی بھائی موجود ہو تو وہ بیٹا محروم الارث ہوگا مثلاً زید دادا اور بکر باپ اور عمرو بیٹا ہو اور بکر اپنے باپ زید کے سامنے مر جاے تو عمرو کو اپنے پدر بکر کی قایم مقامی کا استحقاق حاصل نہوگا بلکہ متوفی کا زید کے دیگر پسران کو پہنچیگا ۔ ۔ ذریعہ قایم مقامی کے حق وارث حاصل نہین ہوتا ۔

۱۰ بیٹے اور پوتے اور اونکی اولاد نسبی کے واسطے گو اوس اولاد کا واسطہ مورث سے کتنا ہی بعید ہو کوئی حصہ خاص معین نہین ہے قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جو کچھہ جایداد بعد دینے حصون دیگر مستحقین کے بچے وہ بیٹے اور پوتے اور اولاد مذکور کا حق ہے لیکن درصورت ہونیکے دختروں کے ہر دختر کو بہ نسبت پسر کے حصہ کے نصف حصہ ملتا ہے مثلاً اگر باپ اور ماں اور شوہر یا زوجہ یا بیٹیان وارث ہون تو پسران کو قلیل حصہ ملتا ہے لیکن اگر بیٹیان اور دیگر حصہ دار جایز نہون تو کل جایداد پسران کو پہنچتی ہے ۔ بیٹے اور پوتے کے واسطے حصہ خاص معین نہین ہے بلکہ حصہ انکا بعد لینداد دیگر وارثان کے قرار پاتا ہے ۔

تفصیل اون وارثونکی جو ورثہ پانیسے محروم نہین رہسکتے قواعد عام اور باب حصہ بھائیون اور بہنون کے +

۱۱ والدین اور اولاد اور شوہر اور زوجہ قطع نظر تعداد اور بعد یا قرب کے ہر حال مین حصہ پانیکے مستحق ہین +

۱۲ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ بھائی کو بہن سے دوچند حصہ ملے مگر یہ قاعدہ برادران وہمشیرگان اخیافی کی نسبت صادق نہین آتا +

حصص ذوی الفروض +

۱۳ جو شخص صرف ذوی الفروض ہین نہ عصبہ اون کے حصون کا تعین ہوسکتا ہے لیکن جو لوگ کہ علاوہ بانے سہام معینہ کے عصبہ بھی ہوسکتے ہین اُن کے حصہ کے باب مین کوئی قاعدہ کلیہ قرار نہین پاسکتا بلکہ ایسے حصہ کا تعین ہر صورت خاص پر موقوف ہے ۔ مثلاً چونکہ زوجہ وشوہر صرف سہام معین کے مستحق ہین لہذا کل صورتون مین حصہ اون کا مقرر ہے مگر بیٹیان اور بہنین بعض صورتون مین سہام معین کے مستحق ہین اور بعض صورتون مین عصبہ ہین اور باپ دادا بھی بعض صورتون مین عصبہ ہوتے ہین لہذا اون کے حصص کا تعین دیگر وارثون کی تعداد اور اون کے بعد و قرب پر منحصر ہے +

ذکر حصص عصبات

+ اگر بیٹے موجود نہون تو بیٹیان ذوی الفروض ہین اور علی ہذا القیاس درصورت موجود نہونیکے بھائیون کے بہنین بھی ذوی الفروض ہین مگر بحالت ہونے بیٹے یا بھائی کے بیٹیان اور بہنین صرف عصبہ ہوتی ہین اور اگر بیٹے یا پوتے موجود ہون تو دادا اور باپ ذوی الفروض ہوتے ہین اور جب صرف بیٹیان ہون تو وے عصبہ اور نیز ذوی الفروض ہون گے +

فصل دوسری

ذوی الفروض اور عصبات کے بیان مین

بیوہ کا حصہ +

۱۴ اگر متوفی یا اسکے پسر کی اولاد موجود ہو تو گو اولاد پسری کا واسطہ کتنا ہی بعید ہو بیوہ کو ترکہ شوہری سے اٹھوان حصہ ملتا ہے اور اگر کچھ اولاد نہو تو ایک ربع +

شوہر کا حصہ +

۱۵ اگر شوہر یا اسکے پسر کی اولاد موجود ہو تو گو اولاد پسری کا واسطہ کتنا ہی بعید ہو شوہر کو زوجہ کے ترکہ سے چوتھائی حصہ پہنچتا ہے اور اگر کچھ اولاد نہو تو نصف

دختر کا حصہ +

۱۶ اگر بیٹا نہو اور صرف ایک ہی دختر ہو تو دختر کو ترکہ سے شرعاً نصف حصہ پہنچتا ہے +

دو یا زیادہ دختروں کا حصہ

۱۷ اگر بیٹا نہو اور دو یا زیادہ بیٹیان ہون تو حصہ اون کا ترکہ سے شرعاً دو ثلث ہوگا +

پسر کی دختر کا حصہ +

۱۸ اگر پسر موجود نہو اور نہ دختر اور نہ پوتا تو پوتیان مثل دختروں کے حصہ پائین گی یعنی ایک پوتی ہو تو اوسکو نصف حصہ ملیگا اور دو یا دو سے زیادہ ہون تو دو ثلث ملین گے +

ایضاً

۱۹ اگر صرف ایک بیٹی ہو تو پوتیونکو کچھ پہنچتا ہے اور اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیان ہون تو پوتیون کو کچھ نہین ملیگا +

پسر کی دختر کا حصہ

۲۰ اگر پوتا یا پوتا موجود ہو تو پوتیونکو بمقدار نصف اس حصہ کے ملتا ہے جو پوتے یا پوتے کو ملے +

بھائی اور بہن کا حصہ

۲۱ اگر بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ مین اور اولاد ہو یا باپ یا دادا موجود ہو تو بلالحاظ بعید ہونے اولاد مذکور کے بھائی اور بہنون کو متوفی کی جایداد سے کچھ حصہ نہین پہنچتا ہے +

ایضاً

۲۲ برادران حقیقی کے موجود ہونے کی حالت مین ہر بہن کو بمقدار حصہ بھائی کے نصف حصہ ملیگا اور چونکہ بھائی ایسی صورت مین عصبہ ہوتے ہین لہذا تعین اُن کے حصہ کا حسب حال صورت خاص کے ہوگا +

۲۳ اگر بیٹے اور پوتے اور بیٹیان اور پوتیان موجود نہون اور حقیقی بہائی ہی نہو لیکن صرف ایک بہن ہو تو اوسکو جایداد سے نصف حصہ ملیگا ۔ بہائی اور بہن کا حصہ ۔

۲۴ اگر بیٹے اور پوتے اور بیٹیان اور پوتیان نہون اور حقیقی بہائی ہی نہو لیکن دو یا دو سے زیادہ بہنین موجود ہون تو اونکو جایداد سے دو ثلث ملینگے ۔ ایضاً

۲۵ اگر بیٹیان یا پوتیان موجود ہون لیکن بہائی نہون تو بہنون کو بعد دینے حصے بیٹیون اور پوتیون کے باقی جایداد دیجاویگی یعنی اگر ایضاً

+ اگر متوفی کا دادا موجود ہو تو حسب طریق اہل سنت اسکے برادران حقیقی و علاتی محجوب الارث ہونگے اور اہل تشیع جو مطابق اسکے دو خلفا کے عمل کرتے ہین اونکی رایے اس باب مین مختلف ہے دادا اور دادی کا لفظ اُن کل مورثان اصول پر جاوی ہے جنکو متوفی ایک ساتھہ بغیر واسطہ کسی عورت کے قرابت حاصل ہو ۔

صرف ایک بیٹی یا پوتی ہو تو جایداد سے نصف اور درصورتیکہ دو یا دو سے زیادہ ہون تو ایک ثلث ملیگا ۔

۲۶ برادران و ہمشیرگان احیافی اور علاتی مین یہہ فرق ہے کہ برادران و ہمشیرگان علاتی کو بحالت موجود ہونے حقیقی بہائی اور بہنون کے جایداد سے ترکہ نہین پہنچ سکتا لیکن برادران اور ہمشیرگان احیافی بشمول برادران حقیقی کے مستحق ارث ہوتے ہین ۔ برادران و ہمشیرگان احیافی و علاتی

۲۷ اگر متوفی کی صرف ایک ہی حقیقی بہن ہو تو ہمشیرگان علاتی درصورت نہونے برادر حقیقی کے مستحق بیٹے حصے کے ہونگے ۔ ہمشیرگان علاتی

۲۸ اگر متوفی کی دو یا دو سے زیادہ حقیقی ہمشیرہون تو خواہران علاتی درصورت نہونے برادر حقیقی کے کچھہ حصہ نہ پائین گی ۔ ایضاً

۲۹ لیکن اگر علاوہ خواہران علاتی کے انکا برادر حقیقی بھی ہو تو ہر ہمشیر کو بقدر نصف حصہ برادر مذکور کے ملیگا ۔ ایضاً

۳۰ برادران و خواہران احیافی کی صورت مین عورت اور مرد کا حصہ ساوی ہوتا ہے مگر برادران و ہمشیرگان حقیقی اور علاتی کی حالت مین ایسا نہین ہوسکتا ۔ اور قاعدہ کلیہ کہ ذکور کو بہ نسبت اناث کے دو چند حصہ ملنا چاہیے برادران و ہمشیرگان احیافی کی اولاد سے متعلق ہوگا ۔ برادران و ہمشیرگان احیافی کو ساوی حصہ ملیگا لیکن قاعدہ کلیہ کہ ذکور کو بہ نسبت اناث کے دو چند حصہ ملنا چاہیے اوکی اولاد سے متعلق ہوگا ۔

۳۱ اگر ایک بہائی یا بہن احیافی موجود ہو تو اوسکو چھٹا حصہ پہنچیگا بشرطیکہ متوفی یا اوسکے بیٹے کی اولاد یا باپ یا دادا نہون اور اگر دو یا دو سے زیادہ احیافی بہائی یا بہنین ہون تو اس صورت مین انکو ثلث ملیگا ۔ ایک بہائی یا ایک ہمشیر احیافی اور دو یا دو سے زیادہ بہن یا بہائی احیافی ۔

۳۲ اگر متوفی کا ایک بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد ہو تو باپ کو چھٹا حصہ پہنچیگا ۔ باپ ۔

۳۳ اگر متوفی یا اوسکے بیٹے کی اولاد یا دو یا دو سے زیادہ بہن و بہائی موجود ہون تو مان کو چھٹا حصہ پہنچیگا ۔ مان ۔

۳۴ اگر شوہر یا زوجہ مرجائے اور اوسکے یا اوس کے بیٹے کی اولاد نہو مگر صرف ایک بہائی یا بہن موجود ہو تو مان کو درصورت موجود ہونے دادا کے بتیسرا حصہ ملیگا اور اگر باپ موجود ہو تو بعد دینے حصص عددالزوجین کے باقی جایداد سے ایک ثلث پہنچیگا ۔ ایضاً

۳۵ اگر باپ موجود ہو تو دادا کو جایداد سے کچھہ حصہ نہین پہنچتا ۔ دادا ۔

۳۶ اگر متوفی کا ایک بیٹا یا پوتا یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد ہو اور باپ موجود نہو تو دادا کو چھٹا حصہ پہنچیگا ۔ دادا کا حصہ ۔

۳۷ اگر مان موجود ہو تو نانی کا کچھہ حق نہین ہے اور بحالت موجود ہونے باپ کے دادی کو کچھہ حصہ نہ ملیگا ۔ نانی و دادی ۔

۳۸ اگر دادا موجود ہو تو جدات کا کچھہ حق نہین ہے الّا خاص دادی مستحق ترکہ ہوگی کیونکہ اسکی قرابت دادا کی جہت سے نہین ہے ۔ جدات استثنا

حصہ جدات مجوزہ فاسدہ

۳۹ نانی کو نواسہ کے ترکہ سے چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر باپ نہو تو دادی بھی چھٹے حصہ کی مستحق ہے

دو یا دو سے زیادہ جدات کا حصہ

۴۰ اگر دو یا تین جدات مساوی درجہ کے موجود ہون تو ہر ایک ترکہ کے ایک سدس مین حقدار مساوی ہوگی +

بحالت موجودگی جدہ قریبہ کے جدہ بعیدہ محروم رہیگی

۴۱ بحالت موجود ہونے جدہ قریبہ کے جدہ بعیدہ محروم ہوگی +

مورثان فاسد

۴۲ نانا اور نانا کی مان مستحق ترکہ نہین ہین کیونکہ وے نہ ذوی الفروض مین داخل ہین نہ عصبات مین اور اونکو مورثان فاسد کہتے ہین +

فصل تیسری

ذوی الارحام کے بیان مین

ذوی الارحام صنف اوّل

۴۳ اگر بیٹا یا دختر یا پوتا یا پوتی یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد یا باپ یا دادا یا ذکور سے کوئی اور وارث نسبی یا مان یا نانی یا دادی یا اناث سے کوئی اور وارثہ نسبی یا زوجہ یا شوہر یا بہائی یا برادر علاتی یا اخیافی یا حقیقی برادران حقیقی یا علاتی یا اخیافی کے بیٹے یا ہمشیرہ علاتی یا اخیافی یا حقیقی یا چچا یا چچا کا بیٹا یا اسی سلسلہ مین کوئی اور اولاد موجود نہون تو دختر اور دختروں کی اولاد کو ورثہ پہنچیگا اور واضح ہو کہ منجملہ اشخاص مذکور الصدر کے بیٹیان اور پوتیان ذوی الارحام صنف اول کہلاتی ہین اور باقی ذوی الفروض یا عصبات ہین + جن وارثون کا ذکر اس جگہ نہ کیا گیا ہے منجملہ اون کے ذکور سے باپ اور دادا اور اور وارث نسبی اور شوہر اور برادر اخیافی اور اناث مین بیٹی اور پوتی اور زوجہ اور مان اور دادی اور ہمشیرہ حقیقی اور علاتی اور اخیافی ذوی الفروض ہین اور حصہ اونکا باعتبار ہر صورت کے

ذوی الارحام صنف دوم

۴۴ درصورت نہونے وارثان مذکور الصدر کے اس قسم کے اجداد اور جدات وارث ہوتے ہین جو ذوی الفروض اور عصبات مین داخل نہون اور اونکو ذوی الارحام صنف دوم کہتے ہین +

ذوی الارحام صنف سوم

۴۵ اگر اشخاص مذکور الصدر نہون تو ہمشیر کی اولاد اور بہائی کی بیٹیان اور برادران اخیافی کے بیٹے ترکہ پائین گے اور اونکو ذوی الارحام صنف سوم کہتے ہین +

ذوی الارحام صنف چہارم

۴۶ اگر وارثان مذکور الصدر بھی نہون تو عمات اور اعمام اخیافی اور مامون اور خالہ وارث ہونگے اور اونکو ذوی الارحام صنف چہارم کہتے ہین

ذوی الارحام کی اولاد

۴۷ درصورت موجود نہونے اون وارثون کے جنکا ذکر اوپر ہوا ہے عمات اور اعمام اخیافی اور مامون اور خالہ کی اولاد حصہ پائیگی +

استثنا بنسبت اس غلام کے جو ازاد کیا گیا ہو +

۴۸ جو قواعد کلیہ کہ اوپر بیان ہوئے ہین اون کے مطابق عصبات کے بعد ذوی الارحام وارث ہوتے ہین مگر ان قواعد کی نسبت یہ استثنا ہے کہ اگر ترکہ کسی ایسے غلام کا جو ازاد کیا گیا ہو تو اوسکا مالک اور مالک کے وارث بترتیب ذوی الارحام متوفی کے ورثہ پائین گے +

قواعد وراثت ذوی الارحام صنف اول

۴۹ قاعدہ درباب وراثت ذوی الارحام صنف اوّل کے یہ ہے کہ اونکو بلحاظ درجہ قرابت کے حصہ پہنچتا ہے اور درصورت مساوی ہونے درجہ کے اون شخصون کو جو بواسطہ کسی وارث کے دعویدار ہون +

مختلف ہوتا ہے اور بعض خاص صورتون مین جیسا کہ بیان ہو چکا ہے وے ترکہ سے بالکل محروم رہتے ہین اور باقی وارث صرف عصبہ ہین اور اون کے واسطے کوئی حصہ خاص مقرر نہین ہے +

بمقابلہ اون شخصون کے ترجیح حاصل ہے جو بذریعہ شخص غیر وارث کے دعویدار ہون مثلاً پوتی کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا مساوی درجہ کے قرابت دار ہین مگر پوتی کی بیٹی کو اس وجہ سے ترجیح ہے کہ پوتی خود بھی وارث ہے اور نواسی وارث نہین ہے اگر مساوی درجہ کے چند وارث ہون اور جن شخصون کے ذریعہ سے وے دعویدار وراثت ہون وے باعتبار استحقاق وراثت یکسان ہون مگر اونکی کسی پیڑھی مین ذکور اور اناث کا اختلاف ہو تو ترکہ بلحاظ اس اختلاف کے تقسیم ہوگا اور جس پیڑھی سے یہہ اختلاف شروع ہوا اوسکا لحاظ رکھا جائیگا مثلاً اسی کی دو نواسیان بمقابلہ نواسی کے دو نواسون کے دو چند پائین گی کیونکہ نواسہ کی نواسیون کا مورث مرد تہا اور اوسکا حصہ بسبب عورت کے دو چند ہے

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف دوم ۔

۵۰ اگر ذوی الارحام صنف دوم کو ایک ہی جانب سے قرابت حاصل ہو تو اونکو حسب طبقہ مندرجہ بالا بلحاظ اون کے قرابت راشخاص درمیانی کے استحقاق وعدم استحقاق وراثت کے ورثہ پہنچیگا اور اشخاص مذکورین مرد وعورت کا بہی لحاظ کیا جائیگا اور اگر وے ایک ہی جانب سے قرابت دار نہون تو واسطہ داران پدری کو دو ثلث اور واسطہ داران مادری کو ایک ثلث بلا لحاظ جنس دعویداردن

+ ابو یوسف کی یہہ رائے ہے کہ جب وے شخص جو درمیان مورث اور دعویدارون کے واسطہ ہین باعتبار وراثت یکسان ہون تو دعویدارون مین مرد اور عورت کا لحاظ کیا جائیگا نہ اشخاص درمیانی مین اگرچہ یہہ قاعدہ بہت صاف ہے لیکن اکثر تسلیم نہین کیا گیا ہے +

کے پہنچیگا + +

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف سوم ۔

۵۱ جو قاعدہ کہ ذوی الارحام صنف اوّل کے واسطے معین ہے وہی صنف سوم سے بہی متعلق ہے مثلاً برادرزادہ کی دختر اور بہانجی کا بیٹا متوفی سے مساوی درجہ کی قرابت رکہتے ہین لیکن برادرزادہ کی دختر کو ترجیح ہوگی کیونکہ برادرزادہ وارث عصبہ ہے اور جبکہ وارثون کی قرابت مساوی ہو تو ایسی حالت مین وہی قاعدہ جو صنف اوّل کی نسبت قرار پایا ہے ایسی صورت سے بہی متعلق ہوگا +

قاعدہ وراثت ذوی الارحام صنف چہارم

۵۲ ذوی الارحام قسم چہارم کی نسبت اسقدر لکہنا ضرور ہے کہ درصورت مساوی ہونے جہات قرابت کے اعمام اور عمات حقیقی کو سوتیلون پر ترجیح ہے اور اعمام اور عمات علاتی کو بمقابلہ اخیافی کے ترجیح ہے اور اگر ذریعہ قرابت مساوی ہو مثلاً حقیقی ماموں اور خالہ دعویدار ہون تو مرد کو بہ نسبت عورت کے ازروے قاعدہ دوچند حصہ پہنچیگا لیکن اگر ایک دعویدار صرف باپ کی جانب سے قرابت رکہتا ہو

+ اس قاعدہ کی تمثیل اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ اگر نانا اور نانا کی مان دعویدار ہون تو چونکہ نانا کا واسطہ متوفی سے زیادہ قریب ہے لہذا نانا کی مان ترکہ نہ پائیگی اور اگر نانا کی مان اور نانا کا باپ دعویدار ہون تو ایسی حالت مین یہہ دونون باعتبار قرابت وجہت کے مساوی ہین اور ایک ہی شخص کے واسطہ سے دعویدار ہین پس اسصورت مین در باب تقسیم ورثہ کے دعویدارون کی جنس پر لحاظ کر کے مرد کو بہ نسبت عورت کے دوچند حصہ دینا چاہیے +

اور دوسرا صرف مان کی طرف سے تو ایسی صورت مین دعویدار اخر الذکر کو بمقابلہ دعویدار مقدم الذکر کے ترکہ نہ پہنچیگا مگر شرط یہہ ہے کہ دعویدارون کی جہات قرابت مختلف ہون مثلاً اخیافی خالہ کو بمقابلہ علاتی خالہ کے ترکہ پہنچیگا لیکن اگر دعویدارون کی قرابت کی جہت مختلف ہو مثلاً ایک دعویدار حقیقی پہوپی ہو اور دوسری حقیقی خالہ تو ایسی حالت مین پہوپی کو ترجیح ہوگی گو اوسکو بسبب واسطہ پدری کے وہ حصے ملینگے ۔

قاعدہ وراثت اولاد ذوی الارحام کی اولاد کے

۵۳ در باب وراثت اولاد ذوی الارحام یعنی ماموں اور خالہ کی اولاد کے قواعد ذیل لکہے جاتے ہین اور واسطہ دار کی قرابت کا لحاظ متوفی کے

سابقہ مقدم ہے اگر قرابت مساوی ہو تو اوس شخص کو جو بذریعہ وارث کے دعویدار ہو بہ نسبت اوس شخص کے ترجیح ہوگی جو وارث کے ذریعہ سے دعویدار نہو اور ایسی حالت مین دعویدارون کے مرد اور عورت ہونیکا لحاظ نہوگا مثلاً چچا کی دختر کو بمقابلہ پھوپی کے پسر کے ترکہ پہنچتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ پھوپی کو متوفی کے ماں اور باپ کی جانب سے واسطہ پہنچتا ہو اور چچا کو صرف ماں کی طرف سے لیکن اگر حقیقی پھوپی کا بیٹا اور حقیقی یا علاتی خالہ کا بیٹا دعویدار ہون تو خالہ کا بیٹا بمقابلہ پھوپی کے بیٹے کے ترکہ سے محروم نہوگا اور صرف فرق اسقدر ہے کہ واسطہ دار پدری کو دو ثلث اور واسطہ دار مادری کو ایک ثلث پہنچتا ہے اور اگر قرابت کے واسطہ اور جہات یا اون شخصون کی جنس مین جنکے ذریعہ سے دعوی ہو اختلاف نہو تو ایسی حالت مین خود دعویدارون کی جنس کا لحاظ ضرور ہے +

قاعدہ وراثت در باب اولاد ذوی الارحام کی اولاد +

۵۴ جو قاعدہ کہ اولاد صنف اوّل سے متعلق ہے اوسی کے مطابق اولاد ذوی الارحام کے وارثون مین ترکہ تقسیم ہوتا ہے مثلاً برادر عمزاد کی دو نواسیون کو بمقابلہ دو بیٹیون چچا کے نواسی کے دو چند حصہ پہنچیگا مگر شرط یہہ ہے کہ چچا کی قرابت مساوی ہو اور اگر جملہ دیگر امور مساوی ہون تو دعویدارون کی جنس کا لحاظ ضرور ہے + +

+ در باب مسئلہ وراثت ذوی الارحام کے مراتب مندرجہ ذیل پر لحاظ کرنا ضرور ہے اوّل یہہ کہ متوفی سے انکے درجہ قرابت مین کس قدر بعد ہے — دوم تنقیح اس امر کی ضرور ہے کہ دعویدارون مین سے کوئی شخص وارث کی اولاد ہے یا نہین اگر وارث کی اولاد ہو تو وہ قابل ترجیح ہے — سوم یہہ دیکھنا چاہیے کہ دعویدار حقیقی واسطہ دار ہین یا علاتی یا اخیافی — چہارم جہت قرابت کا بھی لحاظ ضرور ہے یعنی یہہ کہ واسطہ پدری ہے یا مادری — پنجم یہہ کہ بواسطہ جن شخصون کے دعوی کیا جاتا ہے وے مرد ہین یا عورت لیکن اس پچھلے امر کی نسبت اختلاف رائے ہے بعض عالمون کا قول ہے کہ اگر دعویدار باعتبار دیگر امور کے مساوی ہون تو صرف اوس شخص کی جنس پر لحاظ کرنا ضرور نہین ہے جسکے واسطہ سے دعوی کیا جاے بلکہ تصفیہ ارث کا بلحاظ جنس خود دعویدارون کے ہونا چاہیے لیکن جو قول برعکس اس کے ہے وہ زیادہ تر مسلم ہے یہہ بھی لحاظ رہے کہ درصورت مختلف ہونے جہات واسطہ کے اقربا پدری بہ نسبت رشتہ داران مادری کے مستحق دو چند حصہ کے ہوتے ہین اور ایسی صورت مین دعویدارون کی جنس پر لحاظ نہوگا +

ذکر ان وارثونکا جنکو بجہات نہونے ذوی الارحام کے ورثہ پہنچتا ہے +

۵۵ اگر ذوی الارحام نہون تو اوس شخص کو استحقاق ورثہ پہنچتا ہے جسکو مورث متوفی نے بلحاظ کسی شرط کے یا بلا شرط اپنا قرابت دار قرار دیا ہو لیکن یہہ ضرور ہے کہ متوفی اپنے اقرار سے کبھی منحرف نہوا ہو اور یہہ بھی ثابت نہو کہ جس شخص کی نسبت اقرار کیا گیا وہ دوسرے خاندان سے متعلق ہے + +

بیت المال

۵۶ اگر ان وارثون مین سے کوئی بھی نہو اور نہ وصیت ہوئی ہو تو جایداد داخل بیت المال ہوگی لیکن یہہ صرف اسی صورت مین ہوگا جب کسی شخص کو کچھہ بھی دعوی نہو +

فصل چوتھی

مبادی تقسیم کے بیان مین

۵۷ اگر دو شخص وعیدار ہون اور ایک نصف حصہ کا مستحق ہو اور دوسرا ربع کا تو جایداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے منلا اگر شوہر اور دختر وعیدار ہون تو ترکہ کے چار حصے ہو کر ایک حصہ شوہر کو پہنچیگا اور دو حصے دختر کو ملینگے اور باقی ایک بھی اُسی کو +

قاعدہ تقسیم کا اسصورت مین جب منجملہ دو حصہ دارون کے ایک شخص نصف کا مستحق ہو اور دوسرا ربع کا +

۵۸ اگر دو شخص وعیدار ہون اور ایک کا حصہ نصف ہو اور دوسرے کا اٹھوان حصہ تو جایداد کے آٹھ حصے کرنے چاہئین منلاً زوجہ اور دختر کے وعیدار ہونے کی صورت مین ترکہ کے آٹھ حصے کر کے دختر کو چار حصے دیئے جاوینگے اور زوجہ کو ایک حصہ ملیگا اور باقی تین حصے بھی دختر کو پہنچینگے +

قاعدہ تقسیم کا اسصورت مین جب ایک شخص نصف کا اور دوسرا اٹھوین حصہ کا مستحق ہو +

۵۹ ایسی کوئی صورت نہین ہوسکتی کہ ایک شخص ترکہ سے ربع کا اور دوسرا اٹھوین حصہ کا مستحق ہو اور نہ ایسی صورت مین وارثون مین سے ایک شخص نصف کا اور دوسرا ربع کا اور تیسرا آٹھوین حصہ کا حقدار ہو +

ایسا نہین ہوسکتا کہ تین وعیدارون مین سے ایک شخص نصف اور دوسرا چہارم اور تیسرا اٹھوین حصہ کا مستحق ہو +

۶۰ اگر دو شخص وارث ہون اور ایک چھٹے حصہ کا مستحق ہو اور دوسرا ایک ثلث کا منلاً مان اور باپ تو ترکہ کے چھ حصے ہو کر مان کو دو حصے ملینگے اور باپ کو ایک حصہ فرض کی رو سے پہنچیگا اور باقی تین حصون کا بھی باپ حقدار ہے +

قاعدہ تقسیم کا اسصورت مین جب ایک شخص چھٹے حصہ کا مستحق ہو اور دوسرا ثلث کا +

۶۱ اگر دو وارثون مین سے ایک کا چھٹا حصہ ہو اور دوسرے کا دو ثلث منلاً باپ اور دو بیٹیان وارث ہون تو ترکہ کے چھ حصے کیئے جاوینگے باپ کو ایک حصہ فرض کی رو سے ملیگا اور دو بیٹیونکو چار حصے پہنچینگے اور باقی ایک حصہ بھی باپ کو ملیگا +

قاعدہ تقسیم کا اسحالت مین جب ایک شخص چھٹے اور دوسرا دو ثلث پانیکا مستحق ہے +

۶۲ اگر دو شخص وعیدار وارث ہون اور ایک شخص ثلث کا مستحق ہو اور دوسرا دو ثلث کا منلاً مان اور دو بہنین تو اسصورت مین ترکہ کے تین حصے کیئے جاوینگے ایک حصہ مان کو پہنچیگا اور دو حصے دونون بہنون کو +

قاعدہ تقسیم کا اسصورت مین جب ایک شخص ثلث اور دوسرا دو ثلث کا مستحق ہو +

۶۳ ایسا نہین ہوسکتا کہ تین وارثون مین سے ایک شخص چھٹے حصہ اور دوسرا ثلث اور تیسرا دو ثلث کا مستحق ہو +

ایسی کوئی صورت نہین ہوسکتی جسمین ایک شخص چھٹے حصہ اور دوسرا ثلث اور تیسرا دو ثلث کا مستحق ہو +

۶۴ اگر شوہر کو نہ زوجہ لاولد سے ورنہ پہنچے تو وہ مستحق نصف حصہ کا ہے اور اگر دیگر وارث حقدار چھٹے حصہ یا ثلث یا دو ثلث کے ہون منلاً باپ یا مان یا دو بہنین تو اس حالت مین ترکہ کو چھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے +

قاعدہ تقسیم کا اسصورت مین جب ایک شخص نصف اور دوسرا چھٹے اور تیسرا دو ثلث کا حقدار ہو +

۶۵ اگر زوجہ شوہر اور اولاد چھوڑ کر فوت ہو یا شوہر زوجہ چھوڑ کر لاولد مرجاے تو ان صورتون مین شوہر اور زوجہ کا حصہ اکیلی ہی ہے علاوہ ازین اگر اور وارث چھٹے حصہ یا ثلث یا دو ثلث کے مستحق ہون تو جایداد کے بارہ حصے کرنے چاہئین +

اگر ایک شخص چہارم اور دوسرا چھٹے اور تیسرا ایک ثلث اور چوتھا دو ثلث کا مستحق ہو تو تقسیم کسطرح پر ہوگی +

۶۶ اگر شوہر زوجہ اور اولاد چھوڑ کر مرجاے تو زوجہ آٹھوین حصہ کی حقدار ہوتی ہے اور اگر اور وارث چھٹے حصہ یا ثلث یا دو ثلث کے مستحق ہون تو جایداد جسمین حصون مین تقسیم ہونی چاہیئے +

اگر ایک شخص آٹھوین اور دوسرا چھٹے اور تیسرا ایک ثلث یا دو ثلث کا حقدار ہو تو تقسیم کسطرح پر ہوگی +

۶۷ اگر ترکہ کو چھ حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اسطرح تقسیم کرنے سے جایداد حصہ دارون کو بلا کسر نہ پہنچ سکے تو بجاے چھ حصون کے ۷ یا ۸ یا ۹ یا ۱۰ ہو سکتے ہین +

کس صورت مین چھ حصون سے زیادہ تقسیم ہو سکتی ہے +

۶۸ اگر ترکہ کو بارہ حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اس طرح تقسیم کرنے سے جایداد حصہ دارون کو بلا کسر نہ پہنچ سکے تو بجاے بارہ حصون کے ۱۳ یا ۱۵ یا ۱۷ ہو سکتے ہین +

کس صورت مین بارہ حصون سے زیادہ تقسیم ہو سکتی ہے +

کس حالت مین چوبیس حصون سے زیادہ تقسیم ہوسکتی ہے

۶۹ اگر ترکہ چوبیس حصون مین تقسیم کرنا منظور ہو اور اسطرح تقسیم کرنے سے جایداد حصہ دارون کو بلا کسر نہ پہنچ سکے تو بجاے چوبیس ۲۴ حصون کے ۲۷ تک بڑہا سکتے ہین +

فصل پانچوین

قواعد تقسیم وراثت کے بیان مین

اعداد متماثل

۷۰ اعداد متماثل اون عددون سے مراد ہے جو باہم مساوی ہون +

اعداد متداخل

۷۱ اعداد متداخل اُن دو عددون سے مراد ہے کہ اگر ایک عدد دوسرے سے ضرب دیا جاے تو کسر باقی نہ رہے +

اعداد متوافق

۷۲ اعداد متوافق اُن عددون سے مراد ہے جنکی تقسیم عدد ثالث سے ہو سکے +

اعداد متباین

۷۳ اعداد متباین اُن عددون سے مراد ہے جنکی تقسیم عدد ثالث سے نہو سکے +

قاعدہ تقسیم

۷۴ تقسیم کے واسطے سات قاعدے معین ہین اور منجملہ اِن کے تین پہلے قاعدون مین یہہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ وارثون کے عدد کو تعداد حصص سے کیا مناسبت ہے اور باقی چار قاعدون مین اسطور پر عمل کیا جاتا ہے کہ پہلے وارثون کے ہر فریق کی تعداد اور سہام مین مناسبت دیکہی جاتی ہے اور پہر وارثون کی تعداد مین +

قاعدہ اوّل

۷۵ پہلا قاعدہ یہہ ہے کہ اگر بعد مقابلہ کے وارثون اور حصص کی تعداد بالکل مساوی معلوم ہو تو ایسی صورت مین کچہہ حساب کی ضرورت نہین ہے مثلاً اگر مان اور باپ اور دو بیٹیان وارث ہون تو والدین سے ہر واحد کا حصہ ایک سدس ہے اور دونون بیٹیون کا حصہ دو ثلث ہے اور اس صورت مین حسب قاعدہ دفعہ ۶۱ کے ترکہ چہہ حصون مین تقسیم ہو کر ایک ایک حصہ مان اور باپ کو ملیگا اور باقی چار حصے دونون بیٹیون کو پہنچین گے +

قاعدہ دوم

۷۶ دوسرا قاعدہ یہہ ہے کہ تعداد وارثون اور حصص کے مقابلہ سے یہہ ظاہر ہو کہ ترکہ بغیر کسر کے وارثون مین تقسیم نہین ہو سکتا لیکن عدد ثالث جسکو متوافق کہتے ہین دونو کی تعداد کو تقسیم کر سکتا ہے مثلاً اگر باپ اور مان اور دس بیٹیان ہون تو اس صورت مین بموجب دفعہ ۶۱ کے ترکہ چہہ حصون مین تقسیم ہوگا لیکن باپ اور مان کو ایک ایک سدس لینے کے بعد صرف چار حصے دس بیٹیون مین تقسیم ہونیکے واسطے باقی رہتے ہین اور یہہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہو سکتی اور بعد مقابلہ باقی چار حصون اور تعداد وارثان اُس فریق کے جنکے حصے مین کسر واقع ہوئی عدد ۲ متوافق ہوتا ہے پس ایسی حالت مین قاعدہ یہہ ہے کہ نصف عدد وارثون کو جو اس صورت خاص مین ۵ ہے اصل عدد تقسیم یعنی ۶ کے ساتہہ حسب عمل ذیل ضرب دیجاے یعنی ۵ × ۶ = ۳۰ اس حساب سے باپ اور مان کو دس یعنی ہر واحد کو پانچ پانچ اور دختر کو بیس یعنی ہر واحد کو دو دو حصے دیئے جائین گے +

قاعدہ سوم

۷۷ تیسرا قاعدہ یہہ ہے تعداد ورثا اور سہام کے مقابلہ سے یہہ ظاہر ہو کہ وارث ترکہ سے اپنا اپنا حصہ بغیر کسر کے نہین پا سکتے اور اُن کی تعداد اور سہام مین تباین کی نسبت ہے مثلاً اگر مان اور باپ اور پانچ بیٹیان وارث ہون تو اس صورت مین بہی

حسب قاعدہ دفعہ ۱ کے ترکہ پر تقسیم ہوگا لیکن ماں اور باپ کے ایک ایک بچے کے بعد صرف چار حصے پانچ بیٹیون مین تقسیم ہونیکے واسطے باقی رہتے ہین اور یہہ تقسیم بغیر کسر کے ممکن نہین ہے پس اگر بعد مقابلہ بقیہ سہام اور تعداد وارثان اوس فریق کے جسکے حصہ مین کسر واقع ہوئی ہے نسبت متباین پائی جاوے تو اسصورت مین یہہ قاعدہ ہے کہ عدد فریق مذکور کو جو اس حالت خاص مین ۵ ہے اصل عدد تقسیم یعنی ۶ کے ساتھہ حسب عمل ذیل یعنی ۵ × ۶ = ۳۰ ضرب دین اور اس طریق سے ماں اور باپ کو ۱۰ یعنی ہر واحد کو ۵ اور دختر کو ۲۰ یعنی ہر واحد کو ۴ سہام پہنچین گے

قاعدہ چہارم

۸ ۷ چوتھا قاعدہ یہہ ہے کہ مختلف فریقون کے مقابلہ کے بعد جو متماثل ہین یہہ ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقون کے سہام مین کسر واقع ہوتی ہے مثلاً چھہ بیٹیان اور تین جدات اور تین اعمام ہون تو اسصورت مین ترکہ کو حسب قاعدہ دفعہ ۶۱ ۶ پر تقسیم کرکے پہلے ہر فریق کی تعداد اور عدد سہام مین مناسبت دیکھنی چاہیے بیٹیون کا حصہ دو ثلث ہے لیکن ۶ کا دو ثلث نہین ہے اور اگر ۶ کا بیٹیون کے عدد کے ساتھہ مقابلہ کرین تو یہہ دونون عدد ۲ پر متوافق ہوتے ہین علی ہذا القیاس تین جدات کا حصہ ایک سدس ہے مگر ۶ کا سدس ایک ہے اور عدد ایک اور عدد جدات مین نسبت متباین ہے اور باقی ایک حصہ تین اعمام پر تقسیم نہین ہو سکتا لیکن عدد ایک اور عدد ۳ مین بھی نسبت متباین ہے پس اسصورت مین یہہ قاعدہ ہے کہ ایک فریق کا دوسرے فریق کے ساتھہ مقابلہ کیا جاوے یعنی اگر نسبت متداخل یا متباین ہو تو کل کے ساتھہ اور متوافق ہو تو وفق کے ساتھہ اور اگر ۲ پر متوافق ہو تو نصف کے ساتھہ پس بیٹیون کی صورت مین اوّل مقابلہ کرنے سے عدد اون کا ۲ پر متوافق ہوا تھا لہذا اون کے نصف عدد کو کل عدد جدات اور اعمام کے ساتھہ جو پہلے مقابلہ سے متباین ٹہیرا تھا مقابلہ کرنا چاہیئے یعنی ۳ = ۳ کے اور ۳ = ۳ مین نسبت متماثل ہے پس قاعدہ یہہ ہے کہ ان دونون مین سے ایک عدد کو اصل عدد تقسیم کے ساتھہ حسب عمل ذیل یعنی ۳ × ۶ = ۱۸ ضرب کرین اس طریقہ کے مطابق بیٹیون کو دو ثلث یا ۱۲ حصے یعنی ہر ایک کو ۲ پہنچین گے اور جدات کو ایک سدس یا ۳ یعنی ہر واحد کو ایک اور اعمام کو باقی ۳ یعنی ہر واحد کو ایک ایک حصہ دیا جاویگا +

قاعدہ پنجم

۹ ۷ پانچوان قاعدہ یہہ ہے کہ وارثون کے مختلف فریقون کے مقابلہ سے ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقون کے حصہ مین کسر واقع ہے اور سب فریقون کی تعداد باہم متداخل ہے مثلاً اگر چار زوجہ اور تین جدات اور بارہ اعمام ہون تو اسصورت مین حسب قاعدہ دفعہ ۶۵ ۶ کے ترکہ کو ۱۲ پر تقسیم کرکے اوّل ہر فریق کی تعداد اور اون کے سہام مین مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً چارون زوجگان کا حصہ ایک ربع ہے مگر ۱۲ کا ربع ۳ ہوتا ہے اور عدد تین اور زوجگان کی تعداد یعنی چار متباین ہین اور تین جدات کا حصہ ایک سدس ہے مگر ۱۲ کا سدس ۲ ہے اور ۲ اور جدات کی تعداد یعنی ۳ بھی متباین ہین اور ۷ سہام اور بارہ اعمام پر تقسیم نہین ہو سکتے لیکن ۱۲ اور ۷ بھی متباین ہین پس قاعدہ یہہ ہے کہ فریقون کی تعداد مین مناسبت دیکھی جاوے یعنی یہہ دیکھنا چاہیے کہ ایک فریق کی کل تعداد کو دوسرے فریق کی کل تعداد سے کیا نسبت ہے اور وجہہ اسکی یہہ ہے کہ جب تعداد ورثار کا مقابلہ سہام کے ساتھہ کیا گیا تھا تو ان دونون مین نسبت متباین پائی گئی تھی یعنی ۴ × ۳ = ۱۲ اور ۳ × ۴ = ۱۲ چونکہ یہہ اعداد متداخل ہین لہذا ہے ایک دوسرے کو تقسیم کر سکتے ہین اسصورت مین یہہ قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے کہ عدد کثیر کو اصل عدد تقسیم کے ساتھہ حسب عمل ذیل یعنی ۱۲ × ۱۲ = ۱۴۴ ضرب دیجاوے پس کل مقابلہ زوجگان کو ایک ربع یا ۳۶ حصے یعنی ہر واحد کو ۹ اور جدات کو ایک سدس یا ۲۴ سہام یعنی ہر واحد کو ۸ اور اعمام کو باقی ۸۴ یعنی ہر واحد کو ۷ سہام پہنچینگے

قاعدہ ششم ۸۰ چھٹا قاعدہ یہ ہے کہ وارثون کے مختلف فریقون کے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقون کا حصہ صحیح نکلتا ہے اور بعض فریق آپس میں متوافق ہیں مثلاً اگر ۴ زوجگان اور ۸ بیٹیان اور ۵ اجدات اور ۱۶ اعمام ہون تو اسصورت میں بموجب قاعدہ دفعہ ۶۶ کے اصل عدد تقسیم ۲۴ ہے پہلے فریقون اور اونکے سہام کی تعداد مین مناسبت دیکھنی چاہیے یعنی چار زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہے مگر ۲۴ کا ثمن ۳ ہوتا ہے اور ۳ کی نسبت بمقابلہ عدد زوجگان کے متباین ہے اور ۸ بیٹیون کا حصہ دو ثلث ہے مگر ۲۴ کا دو ثلث ۱۶ ہوتا ہے اور ۱۶ بمقابلہ عدد ۸ بیٹیون کے ۲ پر متوافق ہے اور اجدات کا حصہ ایک سدس ہے اور ۲۴ کا ایک سدس ۴ ہوتا ہے اور عدد ۴ اور ۵ یعنی تعداد جدات مین نسبت متباین ہے اور باقی ایک حصہ ۶ اعمام کو بلحاظ اونکے عصبہ ہونے کے پہنچتا ہے مگر ایک اور ۶ مین نسبت متباین ہے اسصورت مین قاعدہ یہ ہے کہ وارثون کے فریقون کا مقابلہ کیا جائے یعنی درصورت متباین ہونیکے کل تعداد کے ساتھہ اور بحالت متوافق ہونیکے وفق کے ساتھہ نسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۴ × ۲ = ۹ — ۱ اور چونکہ ان عددون مین نسبت متباین ہے لہذا ایک عدد کو دوسرے عدد کے ساتھہ ضرب دیکے حاصل ضرب کا فریق ثالث کے کل عدد کے ساتھہ مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ عمل سابق کے نتیجہ سے عدد فریق مذکور مین نسبت متباین پائی گئی تھی یعنی ۵ × ۲ = ۲۶ — ۶ اور ۶ = ۱۵ — ۹ اور ۶ = ۹ — ۳ چونکہ یہہ اعداد تین پر متوافق ہین لہذا ایک عدد کے ثلث کو دوسرے عدد کے کل مین ضرب دیکر حاصل ضرب کا فریق رابع کی کل تعداد کے ساتھہ مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ یہہ عمل سابق سے نتیجہ نکلا تھا کہ اس فریق مین نسبت متباین ظاہر ہوئی تھی اور ضرب دینے کا طریقہ یہ ہے ۶ × ۳۰ = ۱۸۰ اور چونکہ یہہ عدد ۶ پر متوافق ہے لہذا ایک عدد کے سدس کو دوسرے عدد کے کل مین ضرب دینی چاہیے لیکن چونکہ ظاہر ہے کہ اس طریق سے حاصل ضرب ثمن متباین ہوگا اس لیے ضرب کی ضرورت نہین ہے پس اسی حاصل ضرب کو اصل عدد تقسیم کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے اور صورت اس کی یہہ ہے کہ ۱۸۰ × ۲۴ = ۴۳۲۰ سنجلہ ۲۰ ۴۳۲۰ کے چار زوجگا کو ایک ثمن یا ۵۴۰ حصے یعنی ہر واحد کو ۱۳۵ اور اٹھارہ بیٹیون کو دو ثلث یا ۲۸۸۰ یعنی ہر واحد کو ۱۶۰ اور جدات کو ایک سدس یا ۷۲۰ یعنی ہر واحد کو ۴۸ اور اعمام کو بقیہ ۸۰ سہام یعنی ہر واحد کو ۱۰ حصے دیجائینگے

قاعدہ ہفتم ۸۱ ساتوان یعنی اخیر قاعدہ یہہ ہے کہ وارثون کے مختلف فریقون کے مقابلہ سے معلوم ہو کہ اونکے کل عددون مین نسبت متباین ہے مثلاً اگر ۲ زوجگان اور ۶ جدات اور ۱۰ بیٹیان اور ۷ اعمام ہون تو اسصورت مین حسب قاعدہ دفعہ ۶۶ کے ترکہ ۲۴ سے تقسیم ہوگا پہلے یہہ ضرور ہے کہ وارثون اور اونکے سہام کی تعداد مین بلحاظ ہر فریق کے مناسبت دیکھی جائے مثلاً دو زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہے اور ۲۴ کا ثمن تین ہوتا ہے اور عدد ۳ اور تعداد زوجگان مین نسبت متباین ہے اور چھ جدات کا حصہ ایک سدس ہے اور ۲۴ کا سدس ۴ ہے اور عدد ۴ اور جدات کی تعداد ۲ پر متوافق ہے اور دس بیٹیون کا حصہ دو ثلث ہے اور ۲۴ کا دو ثلث ۱۶ ہوتا ہے اور عدد ۱۶ اور بیٹیون کی تعداد بھی ۲ پر متوافق ہے اور بقیہ ایک حصہ ۸ اعمام کو پہنچتا ہے لیکن ۱ اور ۸ مین بھی نسبت متباین ہے پس قاعدہ یہہ ہے کہ اعداد وارثون کا مقابلہ باہم کیا جائے یعنی درصورت متباین ہونیکے کل کے ساتھہ اور بحالت متوافق ہونیکے نصف یا دوسرے وفق کے ساتھہ اور اس قاعدہ کی رو سے اول فریق کے کل اعداد کا دوسرے کے نصف سے مقابلہ کرنا چاہیے مثلاً ۲ — ۳۰ — ۱ اور چونکہ اسمین نسبت متباین ہے لہذا ان عددکو آپس مین ضرب دیکر حاصل ضرب کا دوسرے فریق کے نصف عدد سے مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ نتیجہ عمل سابق سے عدد ۲ متوافق معلوم ہوا تھا مثلاً

مثلاً ۶ — ۱۰ اور چونکہ اِن مین نسبت متباین ہے لہذا انکو آپسمین ضرب دیکر مقابلہ حاصل ضرب کا دوسرے فریق کی کل تعداد کے ساتھہ ہونا چاہیے کیونکہ عمل سابق کے نتیجہ سے متباین ہونا اون کی نسبت کا معلوم ہوا تھا — اور ضرب دینے کا یہہ طور ہے کہ ۴ × ۴ = ۳۰ — ۲ اور ۲ × ۳ = ۶ — اچونکہ یہہ عدد آپسمین متباین ہین اس جہت سے اونکو باہم ضرب دینی چاہیے مثلاً ۳۰ × ۷ = ۲۱۰ — پس قاعدہ یہہ ہے کہ اس حاصل ضرب کو اصل عدد تقسیم کے ساتھہ حسب عمل ذیل یعنی ۲۱۰ × ۲۴ = ۴۰ ۵۰ ضرب دینی چاہیے اور منجملہ ۴۰ ۵۰ دو زوجہ کا نکو ثمن یا ۳۰ ۶ سہام یعنی ہر واحد کو ۳۱۵ اور جدات کو سدس یا ۴۰ ۸ یعنی ہر واحد کو ۱۴۰ اور بیٹیون کو ایک ثلث یا ۶۰ ۳۲ یعنی ہر واحد کو ۳۲۶ اور اعمام کو بقیہ ۲۱۰ سہام یعنی ہر واحد کو ۳۰ حصے پہنچینگے +

۸۲ جب کل تعداد اُن حصتون کی جنپر ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہو معلوم ہو جائے تو طریقہ دریافت کرنے حصص وارثون کے ہر فریق کا یہہ ہے کہ جو حصے اون کے وسیلے ابتدا ٔ قرار پائے ہون اونکو اوسی عدد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے جسکے ساتھہ اصل حصص کی تعداد مجموعی کو ضرب دیگئی ہو چنانچہ اس قاعدہ کی تمثیل کیلیے ایک ایسی صورت لکھی جاتی ہے یعنی اگر ایک زوجہ اور آٹھہ بیٹیان اور ۴ اعمام ہون تو زوجہ اور بیٹیون کا حصہ منجملہ ترکہ کے ایک ثمن اور دو ثلث ہوگا اس مقدار کو حسب قاعدہ دفعہ ۶۶ پہلے ۲۴ حصتون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اِن کے زوجہ کو ۳ اور بیٹیون کو ۱۶ حصے پہنچینگے اور باقی ۵ حصے چاردن اعمام مین تقسیم ہونے چاہئین لیکن یہہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہو سکتی پس اسصورت مین دریافت کرنا چاہیے کہ سہام اور اون وارثون کی تعداد مین جنکو بغیر کسر کے حصہ نہین پہنچ سکتا کیا مناسبت ہے اور چونکہ ۴ = ۵ — ۱ متباین ہے لہذا حسب دفعہ ۷۷ یہہ قاعدہ ہے کہ اصل عدد تقسیم کو کل عدد وارثان مذکور کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۴ = ۹۶ اب بنظر دریافت کرنے سہام وارثون کے ہر فریق کے یہہ ضرور ہے کہ ہر فریق کے اصل سہام کی تعداد کو اُس عدد کے ساتھہ ضرب دیجاے جسکے ساتھہ کل سہام کے مجموعہ کو ضرب دیگئی تھی مثلاً ۳ × ۴ = ۱۲ یہی حصہ زوجہ کا ہے اور ۱۶ × ۴ = ۶۴ حصہ بیٹیون کا ہے اور ۵ × ۴ = ۲۰ حصہ اعمام کا ہے +

۸۳ اگر دریافت کرنا ہر وارث کے حصہ کا منجملہ مختلف فریقون کے منظور ہو تو یہہ دیکھنا چاہیے کہ ہر فریق کی تعداد کو اُن سہام کی تعداد کے ساتھہ جو ہر فریق کے وسیلے آخکار قرار دیے جائین کتنے مرتبہ ضرب دیجا سکتی ہے مثلاً ۸ × ۸ = ۶۴ اور ۵ × ۴ = ۲۰ پس اسصورت مین ہر بیٹی کو ۸ سہام اور ہر عم کو ۴ حصے پہنچینگے اور ان سہام سے بشمول ۱۲ سہام زوجہ کے عدد مطلوبہ یعنی ۹۶ حاصل ہوگا +

فصل چھبیسویں

حجب اور تخارج ورثہ کے بیان مین

۸۴ حجب دو طرح کا ہے یعنی ایک حجب حرمان اور دوسرا نقصان — حجب حرمان سے استحقاق بالکل زائل ہو جاتا ہے اور حجب نقصان سے یہہ مراد ہے کہ جو حصہ مل سکتا اوسمین کسیقدر نقصان عاید ہو — حجب حرمان اوس صورت مین واقع ہوتا ہے جب وارثون مین منجملہ اسباب عدم قابلیت مندرجہ قاعدہ ۱ کے کوئی سبب موجود ہو یا کوئی ایسا وارث حائل ہو جس کے نہونے کی صورت مین دعویدار کو ترکہ

پہنچ سکتا لیکن وہ اوس کے توسط کے سبب سے ترکہ نہین پا سکتا +

۸۵ جو شخص بسبب کسی عدم قابلیت ذاتی کے کلیتہ محجوب ہون اون کے حجب کے باعث سے اور وارث کلیتہ یا جزئیاً محجوب نہین ہو سکتے لیکن جو شخص بوجہ حائل ہونے کسی وارث کے محجوب ہون اُن کی وجہ سے بعض صورتون مین اور وارث محجوب الارث ہوتے ہین +

تمثیل + ۸۶ مثلاً ایک شخص و بہن اور باپ اور مان چھوڑ کر وفات پائے اور دونو بہنین اپنے دین سے مرتد ہون تو باوجود انکی موجودگی کے مان کو ثلث پہنچیگا کیونکہ وے عدم قابلیت ذاتی کی جہت سے محجوب ہین اور اگر وے مرتد نہوتین تو اگرچہ مان اونکی وجہ سے جزئیاً محجوب ہے اور وے خود بھی بسبب توسط باپ کے کلیتہ محجوب ہین اوسکو صرف ایک سدس ملتا +

۸۷ اگر منجملہ وارثون کے کوئی وارث کچھ معاوضہ لیکر جزو وراثت سے دست بردار ہونا قبول کرے تو بھی اوس کے حصہ کو تقسیم مین شمار کرنا چاہیئے مثلاً اگر شوہر اور مان اور چچا ہون تو اسصورت مین جایداد ایک نصف اور ثلث مین تقسیم ہوگی اور اس حالت مین بموجب قاعدہ دفعہ ہم کے ترکہ کو چھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُن کے تین سہام شوہر اور دو مان کو پہنچینگے اور چچا کو بسبب عصوبت کے باقی ایک حصہ ملیگا اگر مثلاً ترکہ چھ لاکھ روپیہ کا ہو اور شوہر دو لاکھ لیوے تو باوجود اس امر کے تقسیم بلحاظ مان کے اسطور پر ہونی چاہیے کہ شوہر بھی اسمین شریک ہے اور منجملہ باقی چار لاکھ کے مان کو دو لاکھ ملینگے اور اگر شریک ہونا اوسکا تقسیم مین نہ قرار دیا جاوے تو مان کو بجایے ایک ثلث چھ لاکھ کے جو اوسکو فرضاً ملنا چاہیے صرف چار لاکھ کا ایک ثلث پہنچتا ہے اور زیادہ بقیہ چچا کو بوجہ عصوبت کے +

فصل ساتوین

عول کے بیان مین

عول کی تعریف ۸۸ اگر منجملہ چند ذوی الفروض کے ہر شخص حصہ معین کا مستحق ہو اور ترکہ کو حصص مطلوبہ مین تقسیم کرنے کے بعد معلوم ہو کہ کل وارثون کے لیئے سہام کافی نہین ہین تو عدد تقسیم مین افزایش کیجاتی ہے اور اس افزایش کو عول کہتے ہین +

ذکر اون صورتون کا جنمین قاعدہ عول متعلق ہوتا ہے ۸۹ عول کے قاعدے پر تین صورتون مین عمل کیا جاتا ہے یعنی جب ترکہ ۷ حصون مین تقسیم کیا جاوے یا ۱۲ یا ۲۴ سہام مین اور اس باب مین دفعات ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ ملاحظہ طلب ہین اور ایک ہی تمثیل کافی ہوگی +

قاعدہ عول کی تمثیل + ۹۰ اگر کوئی عورت شوہر اور دختر اور والدین چھوڑ کر وفات پائے تو ترکہ ۱۲ حصون مین تقسیم کیا جائیگا اور شوہر کو ربع یعنی ۳ سہام اور والدین کو دو سدس یعنی ۴ سہام ملینگے اور بعد اس تقسیم کے دختر کو آدھا بچے یعنی ۶ سہام یعنی نصف ترکہ کے جو اوسکو شرعاً ملنا چاہیئے پانچ سہام باقی رہتے ہین پس ترکہ کو بجاے ۱۲ حصون کے ایک عدد بڑھا کر ۱۳ مین تقسیم کرنا چاہیئے تاکہ دختر کو ترکہ سے ۶ سہام ملین +

فصل آٹھوین

رد کے بیان مین

رد کی تعریف

۹۱ درصورت نہونے عصبات کے جو حصہ بعد تقسیم کے بچتا ہے وہ ذوی الفروض کیطرف عود کرتا ہے اس صورت کو رد کہتے ہین اور مسئلہ اسکا ذیل مین لکھا جاتا ہے ٭

ذکر اون صورتون کا جنمین رد واقع ہوتا ہے ٭

۹۲ رد چار صورتون مین واقع ہوتا ہے اول جب صرف ایک ہی قسم کے حصہ دار ہون اور اونکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو مثلاً بجالت ہونے دو بیٹیون یا دو بہنون کے حصہ فاضل کو بلحاظ تعداد حصہ دارون کے تقسیم کرکے اون مین علی السّاوی بانٹ دینا چاہیے ٭

صورت دوم کی تمثیل ٭

۹۳ دوسری صورت یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ قسم کے حصہ دار ہون اور اونکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو یعنی بجالت ہونے ماں اور دو بیٹیون کے حصہ فاضل کو مطابق سہام مستحقین رد کے تقسیم کرکے ان مین بانٹ دینا چاہیے مثلاً ماں کا حصہ سدس اور رد بیٹیون کا رد ثلث ہے پس بمقدار فاضل کو پانچ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُن کے ماں کو ایک حصہ ملیگا اور بیٹیون کو چار سہام پہنچین گے ٭

صورت سوم کی تمثیل ٭

۹۴ تیسری صورت یہ ہے کہ صرف ایک ہی قسم کے حصہ دار ہون اور اونکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو مثلاً بجالت ہونے تین دخترون اور شوہر کے کل ترکہ کو حتی الامکان ایسے کمتر عدد مین تقسیم کرنا چاہیے بلحاظ جیکے شخص غیر مستحق رد اپنا حصہ ترکہ سے پاسکے چنانچہ اس صورت خاص مین اوسکو چار حصے پہنچینگے اور شوہر کو فرضاً بہ ملنا چاہیے اور بقیہ تین سہام دخترون کو از روے فرض اور رد پہنچینگے لیکن اگر یہہ تقسیم بغیر کسر کے ممکن نہو مثلاً شوہر اور چھ بیٹیان ہون تو چونکہ عدد ۴ چھ دخترون مین بغیر کسر کے قابل تقسیم نہین ہے لہذا سہام اور حصہ دارون کی تعداد مین مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۳ × ۲ = ۶ اور چونکہ یہہ ۳ بر متوافق ہے لہذا قاعدہ یہہ ہے کہ عدد ۴ کو جس سے ترکہ کا تقسیم کرنا منظور رہتا ۲ کے ساتھہ ضرب دیجاے اور عدد ۲ ایک ثلث اون شخصونکی تعداد کا ہے جو مستحق رد ہین مثلاً ۴ × ۲ = ۸ منجملہ اِن آٹھہ حصون کے شوہر کو ۲ حصہ ملینگے اور بیٹیونکو ۶ یعنی ہر واحد کو ایک پہنچیگا اور اگر بعد مقابلہ کے نسبت متباین پائی جاے مثلاً شوہر اور پانچ بیٹیان ہون تو عدد ۴ کو جس سے ترکہ کا تقسیم کرنا منظور رہتا ہ یعنی کل تعداد مستحقین رد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۴ × ۵ = ۲۰ منجملہ اِن ۲۰ حصون کے شوہر کو ۴ حصے ملینگے اور بیٹیونکو ۱۶ یعنی ہر واحد کو ۳ پہنچین گے ٭

صورت چہارم کی تمثیل ٭

۹۵ چوتھی صورت یہہ ہے کہ حصہ دارون کے فریق دو یا دو سے زیادہ ہون اور اونکو غیر مستحقین رد سے کچھ تعلق نہو مثلاً بجالت ہونے ایک زوجہ اور چار جدات اور چھ ہمشیرگان جنیانی کل ترکہ کو حتی الامکان ایسے کمتر عدد مین تقسیم کرنا چاہیے بلحاظ جیکے شخص غیر مستحق رد اپنا حصہ ترکہ سے پاسکے چنانچہ اس صورت خاص مین اوسکو چار حصے پہنچینگے پس بعد دینے زوجہ کے تین حصے جدات اور ہمشیرگان جنیانی کے واسطے باقی رہتے ہین لیکن جدات کا حصہ سدس اور ہمشیرگان جنیانی کی ایک ثلث ہے اور تاکہ دے اپنا اپنا حصہ پاوین یہہ ضرور ہے کہ ترکہ کا باقی ۶ حصون مین تقسیم کیا جاے مگر اس عدد کا ثلث اور سدس ۲ یعنی اوس عدد کے مساوی ہے جس سے اون مین ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہے منجملہ اِن تین حصون کے ہمشیرگان جنیانی کو ۲ حصے ملین گے اور ایک حصہ جدات کو ۔ اگر صرف ایک جدہ ہوتی اور صرف دو ہمشیرگان جنیانی تو صورت تین کچھہ زیادہ حساب کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جدہ کو ایک ثلث ملتا اور دو ہمشیرگان جنیانی کو بقیہ دو ثلث پہنچتے لیکن ظاہر ہے کہ دو حصے جدہ ہمشیرگان جنیانی مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے اور نہ ایک حصہ چار جدات مین پس واسطے دریافت کرنے اس امر کے کہ باقی ترکہ کو کتنے حصون مین تقسیم کرنا چاہیے یہہ ضرور ہے کہ مطابق سابق قاعدہ تقسیم کے عمل کیا جاے یعنی پہلے حصہ دار دن

اور سہام کی تعداد مین مناسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۲×۳=۶ اور عدد ۶ عدد ۲ پر متوافق ہے اور ۱×۳=۳-۱ چونکہ ان مین نسبت متبائن ہے اسلیئے حصہ دارون کے ایک فریق کی کل تعداد کا مقابلہ دوسرے فریق کی تعداد کے نصف کے ساتھہ کیا جایے مثلاً ۳=۴-۱ چونکہ ان مین بھی نسبت متبائن ہے اسواسطے ایک عدد کو دوسرے کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۳×۴=۱۲ اس عدد کو اصل عدد تقسیم کے ساتھہ ضرب دیجایے یعنی ۴×۱۲=۴۸ منجملہ ان کے جدات کو ۱۲ سہام یعنی ہر واحد کو ۳ حصے پہنچین گے اور ۱۲ کو ۴۸ کے ساتھہ وہی نسبت ہے جو ایک کو ۴ کے ساتھہ ہے اور ہمشیرگان اخیافی کو ۲۴ یعنی ہر واحد کو ۶ حصے پہنچین گے اور ۲۴ کو ۴۸ کے ساتھہ وہی نسبت ہے جو ۲ کو ۴ کے ساتھہ ہے اور بقیہ ۱۲ حصہ زوجہ کو پہنچین گے - اگر اشخاص غیر مستحق رد کے سہام مطابق اس عدد کے نہون جو بعد منہائی حصہ غیر مستحقین رد کے باقی رہے تو ایسی حالت مین بموجب ایک اور قاعدہ کے عمل ہوگا مثلاً حالت ہونے ایک زوجہ اور ۹ دخترون اور ۶ جدات کے ترکہ کو پہلے ۸ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور ۸ وہ کمتر عدد ہے بلحاظ جسکے زوجہ کو اپنا حصہ ملسکتا ہے پس بعد دینے حصہ زوجہ کے دخترون اور جدات کے واسطے ۷ حصے باقی رہتے ہین لیکن جدات کا حصہ سدس اور دخترون کا دو ثلث ہے اور تاکہ وے اپنے حصص پاسکین یہہ ضرور ہے کہ جس جایداد کا ان مین تقسیم کرنا منظور ہو اسکے چھہ حصے کیے جائین لیکن اس عدد کا سدس اور دو ثلث سادی ۵ کے ہے اور عدد ۵ مطابق اس عدد کے نہین ہے جس سے جایداد مذکور کو تقسیم کرنا منظور ہے پس ایسی حالت مین قاعدہ یہہ ہے کہ ان شخصون کے عدد سہام کو جو مستحق رد ہون پہلے تقسیم کے عدد کے ساتھہ ضرب دیجایے مثلاً ۸×۵=۴۰ منجملہ اون چالیس حصون کے زوجہ کو ۵ اور دخترون کو ۲۸ اور جدات کو ۷ حصے پہنچین گے لیکن ظاہر ہے کہ ۲۸ سہام ۹ دخترون مین بغیر کسر تقسیم نہین ہوسکتے اور نہ ۷ حصے ۶ جدات مین پس واسطے دریافت کرنے اس عدد کے جس سے ترکہ مابقی کو تقسیم کرنا چاہیے یہہ ضرور ہے کہ مطابق چھٹے قاعدہ تقسیم کے عمل کیا جایے یعنی پہلے یہہ دیکھنا چاہیے کہ حصہ دارون اور اون کے سہام کی تعداد مین کیا مناسبت ہے مثلاً ۹×۳=۲۸-۱ اور ۶=۷-۱ اور چونکہ ان دونون عددون مین نسبت متبائن ہے اسلیئے ایک فریق کی کل تعداد کا مقابلہ دوسرے فریق کی کل تعداد کے ساتھہ ہونا چاہیے - مثلاً ۶-۹ - چونکہ ۹ عدد ۳ پر متوافق ہے اسلیئے قاعدہ یہہ ہے کہ ایک عدد کے ثلث کو دوسرے کل عدد کے ساتھہ ضرب دیجایے یعنی ۳×۶=۱۸ پس ۱۸ کو حاصل ضرب سابق کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۴۰×۱۸=۷۲۰ منجملہ ان ۷۲۰ حصون کے دخترونکو ۵۰۴ یعنی ہر واحد کو ۵۶ سہام ملین گے اور ۵۰۴ کو ۷۲۰ سے وہی نسبت ہے جو ۷۰ کو ۱۰۰ سے ہے اور جدات کو ۱۲۶ یعنی ہر واحد کو ۲۱ سہام ملینگے اور ۱۲۶ کو ۷۲۰ سے وہی نسبت ہے جو ۷ کو ۴۰ سے ہے اور بقیہ ۹۰ سہام زوجہ کو ملین گے ٭

فصل نوین

مناسخہ کے بیان مین

تعریف مناسخہ ۹۶ اگر کوئی شخص چند وارث چھوڑ کر وفات پاوے اور ان مین سے بعض وارث قبل تقسیم ترکہ کے مرجایین تو جو حصہ ترکہ سے اشخاص

قواعد مناسخہ

حی القایم کو پہنچتا ہے اوسکو مناسخہ کہتے ہین - اسصورت مین قاعدہ یہہ ہے کہ جو شخص پہلے وفات پائے اسکا ترکہ ان وارثون مین تقسیم ہونا چاہیے جو اوسکی وفات کے وقت زندہ ہون اور یہہ تصور کرنا چاہیے کہ اونکو اپنا اپنا حصہ مل گیا +

ایضاً

۹۷ دوسرے شخص متوفی کی نسبت بھی یہی قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے مگر فرق یہہ ہے کہ جو سہام شخص مذکور کو پہلے تقسیم کے وقت ملتے اون کی تعداد اور اوس عدد مین نسبت دیکھنی چاہیے جس سے اُس کے ترکہ کو واسطے تعین سہام کل وارثون کے تقسیم کرنا منظور ہو +

ایضاً

۹۸ اگر نسبت مذکور متباین ہو تو قاعدہ یہہ ہے کہ پہلے تقسیم کے کل حصون اور ہر وارث کے حصون کی تعداد کو اس کل عدد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے جس سے تقسیم ما بعد مین ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہو اور تقسیم ما بعد کے ہر حصہ کی تعداد کو اون سہام کی تعداد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے جو متوفی کو پہلی تقسیم کے وقت ملتے +

ایضاً

۹۹ اگر نسبت مذکور متداخل یا متوافق ہو تو قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی تقسیم کے کل حصون اور ہر وارث کے حصہ کی تعداد کو اون سہام کے عدد وفق کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے جنمین ترکہ کو دوسرے مرتبہ تقسیم کرنا منظور ہو اور جو سہام کہ مرتبہ ثانی کی تقسیم مین ہر وارث کے واسطے قرار پائین اونکی تعداد کو اون سہام کے عدد وفق کے ساتھہ ضرب دین جو متوفی کو پہلی تقسیم کی رو سے پہنچتے +

تمثیل

۱۰۰ ایک شخص نے حمیدہ زوجہ اور زید اور عمرو دو بیٹے اور جمیلہ و محمودہ دو بیٹیان چھوڑ کر وفات پائی منجملہ ان کے حمیدہ اور جمیلہ قبل تقسیم کے مرگئین اور حمیدہ نے مان اور جمیلہ نے شوہر چھوڑا پہلی تقسیم کے وقت ترکہ ۴۸ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے زوجہ کو ۶ اور ہر پسر کو ۱۴ اور ہر دختر کو ۷ سہام پہنچین گے اور چونکہ زوجہ نے مان اور دو پسر اور دو دختر چھوڑ کر وفات پائی لہذا اسکے ترکہ کو اوّل ۳۶ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے مان کو ۶ اور ہر پسر کو ۱۰ اور دختر کو ۵ سہام ملین گے لیکن چونکہ یہہ صورت مناسخت کی ہے اسلیے ضرور ہوا کہ جو سہام متوفیہ کو پہلی تقسیم کے وقت ملتے اونکی تعداد اور اوس عدد مین نسبت دیکھی جاے جس سے ترکہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو مثلاً ۶×۶=۳۶ اور ۳۶ اور ۶ مین نسبت متداخل ہے پس قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی تقسیم کے کل حصّون اور ہر وارث کے حصہ کی تعداد کو ۶ یعنی اون سہام کے عدد متداخل کے ساتھہ جنپر ترکہ کو مرتبہ ثانی تقسیم کرنا ضرور ہو ضرب دیجاے مثلاً ۴۸×۶=۲۸۸ اور ۱۴×۶=۸۴ اور ۷×۶=۴۲ لیکن چونکہ وفق تعداد اون سہام کا جو متوفیہ کو پہلی تقسیم کی رو سے پہنچتے صرف عدد ایک ہے لہذا تقسیم ثانی کے سہام کو اسکے ساتھہ ضرب دینا بے فائدہ ہے اگر ایک دختر و بھائی اور ایک بہن اور شوہر چھوڑ کر مرجاے تو اُس کے ترکہ کو ابتداءً ۱۰ حصّون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے شوہر کو ۵ اور ہر بھائی کو ۲ سہام ملین گے اور بہن کو ایک حصہ پہنچیگا لیکن یہہ صورت مناسخت ہے پس ضرور ہے کہ جو سہام متوفیہ کو پہلی تقسیم مین ملتے اون کی تعداد اور اوس عدد مین مناسبت دیکھی جاے جسپر اوسکے حصہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو لیکن متوفیہ کو دو تقسیم سابقہ سے ۷ سہام یعنی پہلے مرتبہ ۴ اور دوسری دفعہ ۳ ملے تھے مثلاً ۱۰×۴=۴۰-۷ اور ۷×۱۰=۷۰ اور ۳×۷=۲۱-۴ اور ۳×۴=۱۲-۴ چونکہ ان کل عددون مین نسبت متباین ہے لہذا قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی تقسیم کے کل حصّون اور ہر وارث کے حصہ کی تعداد کو ۱۰ یعنی اون سہام کی کل تعداد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے جنپر ترکہ کو تیسرے مرتبہ تقسیم کرنا ضرور ہو مثلاً ۲۸۸×۱۰=۲۸۸۰ اور ۴۸×۱۰=۴۸۰ اور ۴۲×۱۰=۴۲۰ اور ۶×۱۰=۶۰ اور ۱۰×۱۰=۱۰۰ اور ۵×۱۰=۵۰ پس جو سہام تیسری تقسیم مین

قرار پائین اون کی تعداد کو اون سہام کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو ہر شیر متوفیہ کو از روے تقسیم ہاے سابقہ کے پہنچے مثلاً ۴۷×۵=۲۳۵ اور ۲×۴۷=۹۴ اور ۱×۴۷=۴۷ مجملہ ۲۸۸ سہام کے زید کو ۸۴۰×۱۰۰×۹۴=۱۰۳۴ اور عمرو کو ۸۴۰×۱۰۰×۹۴=۱۰۳۴ اور محمودہ کو ۴۲۰×۵۰×۴۷=۱۰۱۷ اور حمیدہ کی ماں کو ۹۰ اور جمیلہ کے شوہر کو ۲۳۵ حصہ پہنچین گے +

فصل دسوین

اشخاص مفقود الخبر اور متوفی کی اوس اولاد کے بیان مین جو اوس سے کے بعد پیدا ہو

اشخاص مفقود الخبر

۱۰۱ شخص مفقود الخبر کی جایداد کی نسبت نوے برس تک انتظار کرنا چاہیے اور اس عرصہ مین جو اور اشخاص وفات پائین اون کے فوت ہونے سے ترکہ مفقود الخبر مین کچھہ افزایش نہوگی اور جو شخص کہ اس مدت مین وفات پائے مفقود الخبر سے ترکہ پائیگا +

ذکر اوس صورت کا جبکہ شخص مفقود الخبر بشمول اور شخصون کے وارث ہو +

۱۰۲ اگر شخص مفقود الخبر کو بشمول اور شخصون کے ورثہ پہنچے تو ترکہ بلحاظ اور وارثون کے تقسیم ہوگا مگر شرط یہہ ہے کہ وارثان مذکور قطع نظر حیات و ممات مفقود الخبر کے بہر صورت ترکہ پانے کے مستحق ہون مثلاً اگر کوئی شخص دو دختر اور ایک پسر مفقود الخبر اور پسر مفقود الخبر کا بیٹا اور بیٹی چھوڑ کر مرجاے تو اس حالت مین دخترون کو نصف ترکہ پہنچیگا کیونکہ حصہ اوسکا بہر حال اسیقدر ہے لیکن پوتے اور پوتی کو کچھہ نہ ملیگا کسواسطے کہ وے بسبب زندہ متصور ہونے اپنے باپ کے ترکہ سے محروم رہین گے +

ذکر اس امر کا کہ اگر وقت وفات باپ کے چند پسر موجود ہون تو اور شے جو بعد اوسکی وفات کے پیدا ہو کسقدر ترکہ پہنچیگا +

۱۰۳ اگر کوئی شخص چند پسر چھوڑ کر مرجاے اور اوسکی زوجہ وقت وفات اوسکے حاملہ ہو تو ترکہ سے ایک حصہ واسطے اوس پسر کے باقی رکھا جاے جو بعد مرنے باپ کے پیدا ہو +

اگر وقت وفات شوہر کے زوجہ حاملہ ہو تو اور حصہ داردن کی نسبت جو بحالت نابالغہ ہونے متوفی کے وارث ہوے ہین کسطرح عمل کرنا چاہیے

۱۰۴ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑ کر وفات پائے اور اوسکے اولاد ذکور نہو مگر اور ایسے اقربا موجود ہون جو صرف بحالت لاولد ہونے اوسکے ترکہ پاسکین مثلاً بہاے یا ہمشیر تو ترکہ موروثہ تقسیم نہوگا +

اگر وقت وفات شوہر کی زوجہ حاملہ ہو تو اور وارثون کی نسبت جو بہر صورت مستحق ترکہ کے ہون کسطرح پر عمل کرنا چاہیے

۱۰۵ اگر اقربا مذکور مستحق کسیقدر حصہ کے ہون یعنی حصہ اون کا بحالت موجود نہونے پسر یا دختر متوفی کے زیادہ ہو اور در صورت موجود ہونے کے کم تو ترکہ تقسیم کیا جائیگا اور اقربا مذکور سے مان موجود ہو تو اوسکو جتنا حصہ جسکی وہ فی الواقع مستحق ہے پہنچیگا - اگر متوفی کی زوجہ وقت وفات شوہر کے حاملہ ہو لیکن بچہ زندہ پیدا نہو تو مان کو ایک ثلث پہنچیگا +

فصل گیارہوین

اوس صورت کے بیان مین جب چند شخص زمانہ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجاین

قاعدہ وراثت کا اوس صورت مین جب دو یا دو سے زیادہ شخص زمانہ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجائین

۱۰۶ اگر دو یا دو سے زیادہ شخص زمانہ واحد مین مرگ مفاجات سے مرجائین اور یہہ معلوم نہو کہ کون شخص پہلے مرا تو بعض کے قول کے مطابق ہم تصور کیا جائیگا کہ کم سن شخص پیچھے فوت ہوا لیکن بموجب اوس مسئلہ کے جو زیادہ صحیح اور مروج ہے یہہ فرض کیا جائیگا کہ کل اشخاص زمانہ واحد مین مرگئے اور ترکہ اونکا وارثان حی القائم مین اوسیطرح تقسیم ہوگا گویا وارثان متوسط بحمل مالک کے ساتھہ زمانہ واحد مین موجود ہی نہ تھے + †

+ اس قاعدہ کی تمثیل صورت ذیل سے معلوم ہوتی ہے مثلاً زید و بکر و عمرو بترتیب جد و پدر و پسر ہین منجملہ اِن کے زید و بکر سمندر مین غرق ہوگئے اور اِن کی ہلاکت کا حال کچھ معلوم نہوا اس صورت مین عمرو بحالت موجود ہونے دیگر پسران زید کے ترکہ کا مستحق نہوگا کیونکہ شرعاً قائم مقامی کی رو سے کچھ حق نہین پہنچتا اور در صورت موجود ہونے بیٹون کے پوتو کو ورثہ نہین ملتا - گرشچن صاحب نے بلاکسٹن صاحب کی شرح قانون انگلشیہ کے صفحہ ۱۶ جلد ۲ مین ایک مسئلہ عجیب کی بحث چند روز ہوئی عمل مین آئی تھی بصورت حاشیہ لکھا ہے اور مین یہہ حجت پیش ہوئی تھی کہ اگر باپ اور لڑکا ایک ہی زمانہ مین مرجائین اور یہہ معلوم نہو کہ اُن مین سے پہلے کون مرا تو بموجب قاعدہ آئین قدیمہ رومیہ کے یہہ تصور کیا جائیگا کہ لڑکا پہلے فوت ہوا لیکن مصنف مذکور نے یہہ بھی لکھا ہے کہ میری یہہ رائے ہے کہ عدالت مین واسطے ثبوت اس قسم کے دعوی کے شہادت ظنی سے بہتر ثبوت درکار ہوگا - شرح مذکور کی جلد سوم مین بصفحہ ۱۲۴ اور صفحات مابعد مین مرگ مفاجات کی بعض عجیب صورتون کا ذکر مقدمات نادر کی ذیل مین لکھا ہے منجملہ اُن کے ایک کی یہہ صورت ہے کہ باپ اور بیٹا میدان جنگ مین بزمان واحد قتل ہوئے اور اوسی روز دختر بھی تارک الدنیا ہوئی چنانچہ اس باب مین قرار یہہ پایا کہ فوت ہونا دختر کا بنظر اسکے تارک الدنیا ہونے کے قبل ہلاکت اوسکے باپ اور بھائی کے تصور کرنا چاہیے اور چونکہ بھائی سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا لہذا یہہ فرض کرنا چاہیے کہ وہ بعد اپنے باپ کے مرا +

فصل بارہوین
تقسیم ترکہ کے بیان مین

وعویداردن اور ترکہ کا ذکر

۱۰۷ جو کچھہ اوپر بیان ہوا ہے وہ در باب تنقیح اون حصص کے ہے جو مختلف وارثون کو ملنے چاہئین لیکن بعد تنقیح تعداد اون سہام کے جنپر ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہو مقدار ترکہ اور تعداد حصہ دارون مین مطابقت کلی کم پائی جاتی ہے یعنی اگر یہہ دریافت ہوجائے کہ ترکہ کو دس یا پچاس حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تو ایسا کم ہوتا ہے کہ مقدار ترکہ کی مالیت بجنسہ مساوی دس یا پچاس اشرفی یا روپیہ کے ہو پس واسطے دریافت کرنے صحیح مقدار سہام مختلف فریقون وارثون اور قرض خواہان کے قواعد مندرجہ ذیل ضبط کیے جاتے ہین +

تواعد تقسیم ترکہ

۱۰۸ جب تعداد اون سہام کی جنپر ترکہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو اور یہی ہر فریق وارثان کے حصص کی تعداد معلوم ہوجائے تو تعداد سہام کا مقابلہ مقدار ترکہ کے ساتھہ کیا جائے اگر اِن دونون کی تعداد مین نسبت متبائن پائی جاوے تو قاعدہ یہہ ہے کہ وارثون کے ہر فریق کے حصہ کو مقدار حصص کے ساتھہ ضرب دیکر حاصل ضرب کو اون سہام کی تعداد سے تقسیم کرنا چاہیے جنپر ترکہ کو تقسیم کرنا ضرور متصور ہوا ہو مثلاً اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور دو دختر اور چچا اور جایداد مالیت پچیس روپیہ کی چھوڑکر مرجاوے تو اس صورت مین ترکہ کو ابتداءً ۲۴ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اِن کے زوجہ کو ۳ اور ہر دختر کو ۱۶ اور چچا کو ۵ حصے ملینگے پس بنظر تنقیح اس امر کے کہ وارثون کو ترکہ سے کسقدر سہام ملنے چاہئین قاعدہ مذکور الصدر پر عمل کرنا واجب ہے مثلاً ۳×۲۵ = ۷۵ اور ۱۶×۲۵ = ۴۰۰ اور ۵×۲۵ = ۱۲۵ لیکن $\frac{۷۵}{۲۴} = ۳\frac{۳}{۲۴}$ اور $\frac{۴۰۰}{۲۴} = ۱۶\frac{۱۶}{۲۴}$ اور $\frac{۱۲۵}{۲۴} = ۵\frac{۵}{۲۴}$ +

۱۰۹ اگر نسبت متوافق ہو تو قاعدہ یہہ ہے کہ وارثون کے ہر فریق کے حصہ کو مقدار ترکہ کے ساتھہ ضرب دیکر حاصل ضرب کو

اون سہام کے عدد مین دفق ہو سے تقسیم کرنا چاہیے جسپر تقسیم کرنا ترکہ کا ضرور تہا مثلاً اگر کوئی شخص درثا حسب تصریح دفعہ مقدمۃ الذکر اور پچاس روپیہ کی جایداد چہوڑ کر فوت ہو تو چونکہ ۲۴ اور ۵۰ عدد ۲ پر متوافق ہین لہذا دونون عدد کا نصف دفق ہے مثلاً ۲۵×۲=۵۰ اور ۲۵×۱۶=۴۰۰ اور ۲۵×۵=۱۲۵ لیکن ۵۰/۱۲=۴ اور ۳/۱۲ اور ۴۰۰/۱۲=۳۳ اور ۴/۱۲ اور ۱۲۵/۱۲=۱۰ اور ۵/۱۲ +

ہر وارث کے مقدار حصص کے دریافت کرنیکا قاعدہ +

۱۱۰ اگر یہہ دریافت کرنا منظور ہو کہ وارث کو ترکہ سے کسقدر حصہ پہنچتا ہے تو قاعدہ مذکورہ بالا پر عمل کرنا چاہیے مگر اوسمین جو ہر وارث کے واسطے مقرر ہوا ہو بعد اوس کے ضرب و تقسیم حسب قاعدہ مذکورہ بالا ہونی چاہیے چنانچہ صورت سابقہ مین اصل حصہ ہر دختر کا ۴ تہا اور ۲۵×۸=۲۰۰ اور ۲۰۰/۱۲=۱۶ ۸/۱۲ +

قرضداروں کی مقدار حصص کے دریافت کرنیکا قاعدہ +

۱۱۱ اگر ترکہ قرض خواہون مین تقسیم کرنا منظور ہو تو قاعدہ یہہ ہے کہ اون کے کل زر قرضہ کی تعداد کو تقسیم قرار دین اور ہر قرض خواہ کے مقدار دین کو اوسکا حصہ تصور کرنا چاہیے مثلاً اگر ایک شخص کا قرضہ بمقدار ۱۶ روپیہ اور دوسرے کا بمقدار ۵ روپیہ اور تیسرے کا ۳ روپیہ ہون اور مدیون کا ترکہ صرف ۱۲ روپیہ کا ہو تو حسب قاعدہ دفعہ ۱۰۹ قرض خواہ اول چودہ روپیہ اور قرض خواہ ثانی چار روپیہ چہہ آنہ اور قرضخواہ ثالث دو روپیہ دس آنہ کا مستحق ہوگا +

فصل تیرہوین

تقسیم کے بیان مین

۱۱۲ اگر دو شخص واسطے تقسیم اوس جایداد کے خواستگار ہون جو اونکو وراثتاً پہنچی ہو تو ایسی درخواست قابل سماعت ہے علی ہذا القیاس اگر صرف ایک وارث دعویدار تقسیم ہو تو اوسکی درخواست بہی منظور کیجاے الا شرطیکہ تقسیم جایداد سے اوسکے انتفاع مین متور واقع نہو +

علاوہ صورت مذکورہ بالا کے اور حالتون مین تقسیم بغیر رضامندی کل وارثون کے نہین ہونی چاہیے +

۱۱۳ لیکن اگر تقسیم جایداد بلا نقصان اوسکے کسی جزو کے ممکن نہو تو جملہ وارثون کی رضامندی ضرور ہے اور اگر جایداد مختلف قسم کی ہو تو بہی قاعدہ ملحوظ ہونا چاہیے +

طریقہ تقسیم

۱۱۴ اگر ترکہ زر نقد کی قسم سے نہو تو اوسکو چند سہام پر مطابق حصص وارثون کے تقسیم کرنا چاہیے اور بعد تشخیص قیمت ہر حصہ کے ورثا اپنا اپنا حصہ پاوین +

تقسیم محاصل جایداد

۱۱۵ تقسیم کی ایک اور صورت عام باعتبار محاصل کے ہوتی ہے یعنی ہر وارث نوبت بنوبت جایداد سے منتفع ہوتا رہے مگر یہہ طریقہ تقسیم جایداد کے مقابلہ مین دوسرے درجہ کا ہے اور جب ایک حصہ دار تقسیم جایداد اور دوسرا صرف تقسیم منافع کا دعویدار ہو تو شخص مقدم الذکر کا دعوی حتی الامکان ترجیح رکہتا ہے +

دوسرا باب

قواعد وراثت متعلقہ مذہب امامیہ کے بیان مین

حق وراثت تین طور سے حاصل ہوتا ہے

۱ حسب قواعد امامیہ کے حق وراثت تین طور سے حاصل ہوتا ہے +

ذریعون کی تصریح

۲ اوّل قرابت نسبی دوم واسطہ سببی اور سوم ولا +

ارثان نسبی کے تین درجے ہین

۳ وارثان نسبی کے تین مدارج ہین اور اگر درجہ اوّل کا کوئی وارث اناث سے بھی موجود ہو تو دوسرے درجہ کا کوئی وارث مستحق ترکہ نہین ہو سکتا علی ہذا القیاس اگر دوسرے درجہ کا کوئی وارث موجود ہو تو تیسرے درجہ کے واسطہ دار کو ورثہ نہین پہنچ سکتا +

وارثان درجہ اول کی تصریح

۴ پہلے درجہ مین والدین اور اولاد اور اولاد کی اولاد جہانتک ہو داخل ہین اور بمقابلہ وارث قریب وارث بعید کو استحقاق نہوگا والدین اولاد مین سے ایک کو بشمول اولاد یا اولاد کی اولاد یا اون کی اولاد کا ورثہ پہنچیگا - لیکن بحالت موجود ہونے اولاد کے اولاد کی اولاد وارث نہوگی اونکی

تفریق وارثان مذکر

۵ اس درجہ کے وارثون کی دو قسمین ہین اوّل اصول محدود اور دوم فروع غیر محدود - قسم اوّل مین صرف والدین ہین اور اون کے والدین اون کے قایم مقام نہین ہو سکتے - قسم دوم مین اولاد ہے اور اوس کے قایم مقام اولاد کی اولاد ہو سکتی ہے ان اقسام سے ایک قسم کا وارث دوسرے قسم کے وارث کو محروم نہین کر سکتا گو قرابت اوسکی متوفی کے ساتھہ زیادہ قریب ہو لیکن اگر ورثا ایک ہی قسم کے ہون تو واسطہ دار بعید بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے محروم رہتا ہے +

ذکر اون وارثون کا جو بحالت موجود ہونے اولاد کے مستحق ترکہ نہین ہوتے

۶ بحالت موجود ہونے اولاد کے سوائے والدین اور زوجہ وشوہر کے کوئی وارث مستحق ترکہ نہین ہوتا +

اولاد پسر و دختر

۷ پسر کی اولاد کو پسر کا اور دختر کی اولاد کو دختر کا حصہ بلا لحاظ پیڑھی کے ملیگا +

دوسرے درجہ کے وارث

۸ درجہ دوم مین اجداد و جدات اور بہائی اور بہن اور اون کی اولاد بلا لحاظ پیڑھی کے داخل ہین اور بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے قرابت دار بعید کو حق وراثت نہین پہنچتا اور جدا اور جدہ کے موجود ہونے کی حالت مین جد کا والد وارث نہین ہوتا ہے اگر بہائی یا بہن موجود ہو تو بھتیجا مستحق ترکہ نہین ہوتا اور بھتیجے یا بھانجے کی موجودگی مین بہائی کا پوتا حقدار نہین ہو سکتا +

تفریق وارثان درجہ دوم

۹ اس درجہ کی بھی دو قسمین ہین قسم اوّل مین اجداد وجدات اور قسم دوم مین بہائی اور اون کی اولاد داخل ہین اور دو قسمین غیر محدود ہین یعنی کسی قسم کے واسطہ دار قریب کے نہ موجود ہونے کی حالت مین اوسی قسم کا واسطہ دار بعید بلا لحاظ پیڑھی کے وارث ہوتا ہے اون اقسام سے ایک قسم کا وارث دوسرے قسم کے وارث کو محروم نہین کر سکتا مگر قرابت اوسکے متوفی کے ساتھہ زیادہ قریب ہو لیکن اگر وارث ایک ہی قسم کے ہون تو واسطہ دار بعید بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے محروم رہتا ہے +

تیسرے درجہ کی وراثت

۱۰ تیسرے درجہ مین اعمام اور عمات اور خالات اور مامون اور اون کی اولاد داخل ہین ان مین سے بمقابلہ وارث قریب واسطہ دار بعید ورثہ نہین پا سکتا چچا یا چچی کے موجود ہونے کی حالت مین چچازاد بہائی اور مامون یا خالا کی موجودگی مین مامون اور بہائی مستحق ترکہ نہین ہو سکتا +

بمقابلہ ایک دوسرے کے استحقاق اون وارثون کا

۱۱ اس درجہ کے وارث عام اس سے کہ وہ اوپر کی پیڑھی کے ہون یا نیچے کی پیڑھی کے غیر محدود ہین اور بحالت موجود ہونے واسطہ دار قریب کے قرابت دار بعید بلا لحاظ پیڑھی کے وارث ہوتا ہے لیکن اگر حقیقی چچا یا چچی یا مامون یا خالا موجود ہون تو اون کی اولاد وارث نہین ہو سکتی اور اشخاص مقدم الذکر برابر حصہ پاتے ہین الا اوس صورت مین کہ بعض ان مین سے حقیقی ہون اور بعض غیر حقیقی اور بعض اخیافی یا علاتی مثلاً بحالت موجود ہونے حقیقی چچا کے

قواعد مزید

علاتی چچا کو ترکہ نہین پہنچ سکتا اور بحالت موجود ہونے حقیقی چچا کے پسر کے اخیافی اور علاتی چچا محروم ہوتے ہین +

ترتیب درجہ کے اور وارثون کی تقریر

۱۲ اگر وارثانہ کور سے کوئی وارث موجود نہو تو والدین کے چچا اور چچی اور مامون اور خالا کو ورثہ پہنچتا ہے اور اگر یہہ بھی نہون تو اون کی اولاد گو وہ کسی پشت ہی کی ہو بلحاظ قرب واسطہ متوفی کے ورثہ پائینگی اور اگر ان مین سے بھی کوئی نہو تو اجداد وجدات کے مامون اور خالا اور چچا اور چچی بلحاظ قرب واسطہ متوفی کے ترکہ پاتے ہین +

قاعدہ کلیہ در باب وارثان حقیقی اور غیر حقیقی کے

۱۳ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ بحالت موجود ہونے حقیقی وارثون کے وارثان اخیافی اور علاتی مساوی درجہ کے ترکہ نہین پاتے لیکن مختلف درجہ کے وارثون مین یہہ قاعدہ ملحوظ نہین ہوتا - مثلاً اگر حقیقی بھائی یا بہن موجود ہو تو اخیافی یا علاتی بھائی اور بہن ورثہ سے محروم رہتے ہین لیکن حقیقی بھائی کا بیٹا علاتی یا اخیافی بھائی کو محروم نہین کر سکتا کیونکہ درجہ اون کا مساوی نہین ہے لیکن برادر زادہ حقیقی کے موجود ہونے کی صورت مین مساوی درجہ کا برادر زادہ اخیافی یا علاتی ورثہ نہین پا سکتا علی ہذا القیاس حقیقی مامون یا چچا اخیافی یا علاتی کے بھائی کو ورثہ سے محروم نہین کرتا لیکن اخیافی یا علاتی مامون یا چچا کو محروم کرتا ہے +

استثنا

قواعد مزید

۱۴ یہہ قاعدہ کہ وارثان حقیقی کے موجود ہونے کی صورت مین وارثان علاتی و اخیافی ورثہ نہین پاتے اون مساوی درجہ کے وارثون سے بھی متعلق ہے جو واسطہ داران اطرافی ہون +

استثنا

مثلاً جب حقیقی بھتیجا یا بھتیجی اور بہانجا یا بہانجی موجود ہو تو اسکا اخیافی یا علاتی چچا یا چچی یا مامون یا خالہ ورثہ سے محروم نہون گے لیکن اگر حقیقی چچا کا بیٹا اور علاتی چچا موجود ہون تو مقابلہ حقیقی چچا کے علاتی چچا کو ورثہ نہ پہنچیگا +

قواعد مزید اس صورت مین جب واسطہ داارون کی جہات مین اختلاف ہو

۱۵ قاعدہ مذکورہ بالا جو ورثہ سے محروم ہونیکے باب مین ہے اون اعمام اور عمات واخوال وخالات سے متعلق نہین ہو سکتا جو مختلف جہتون سے متوفی کے واسطہ دار ہون مثلاً درصورت موجود ہونے حقیقی چچا یا چچی کے اخیافی یا علاتی مامون اور خالہ ورثہ سے محروم نہین ہوتے لیکن بحالت ہونے حقیقی چچا یا چچی کے اخیافی یا علاتی چچا یا چچی کو ورثہ نہین پہنچ سکتا علی ہذا القیاس اگر حقیقی مامون یا خالہ موجود ہو تو علاتی یا اخیافی مامون یا خالہ کو ترکہ نہ ملیگا +

قواعد مزید بحالت اختلاف جہات

۱۶ اگر کوئی شخص علاتی یا اخیافی چچا اور حقیقی خالہ چھوڑ کر وفات پائے تو چچا کو بدین وجہہ کہ باپ کے واسطہ سے دعویدار ہے ترکہ کے

---

۲ واسطہ داران اطرافی ویسے ہین جو ایک ہی مورث اعلی کی اولاد ہون لیکن مورث اعلی کی کسی پشت مین اون کے اصول مختلف ہون مثلاً چچا زاد بھائی باہم واسطہ دار اطرافی ہین کیونکہ اونکا دادا ایک ہے مگر باپ علیحدہ ہین - من مترجم +

دو ثلث ملینگے اور خالہ کو جو مان کی جہت سے دعویدار ہے ایک ثلث پہنچیگا کیونکہ اگر چچا یا خالہ نہ ہوتے تو ترکہ اسی حساب سے والدین مین تقسیم ہوتا +

استثنا در باب واسطہ داران علاتی و اخیافی

۱۷ یہہ قاعدہ کلیہ کہ واسطہ داران حقیقی کے موجود ہونے کی صورت مین واسطہ داران اخیافی کو ورثہ نہین پہنچ سکتا اون شخصون کی نسبت موثر نہین ہے جو فرض کی وجہ سے حصہ کے مستحق ہون +

۱۸ اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور ایک اخیافی بہن چھوڑ مرا تو حقیقی کو نصف اور اخیافی کو سدس ملیگا اور باقی ترکہ بھی حقیقی بہن کو پہنچیگا اور اگر اخیافی بہنین ایک سے زیادہ ہون تو وہ سب ایک ثلث اور باقی دو ثلث کی حقیقی بہن مستحق ہوگی +

قاعدہ وراثت کا اوپر صورتین جب ایک شخص دو جہت سے واسطہ دار ہو

۱۹ اگر وہ وارث ہون اور بجز اِن کے ایک وہ جہت سے قرابت ہو مثلاً ایک شخص مامون اور چچا چھوڑ کر وفات پائے اور چچا متوفی کا مامون بھی ہو تو مامون کو ایک ثلث ملیگا اور چچا کو دو ثلث ملین گے اور چچا کو علاوہ دو ثلث کے اُس ثلث سے بھی نصف ملیگا جو مامون کو ملا اور اس طرح سے چچا کو پانچ سدس پہنچین گے اور مامون صرف ایک سدس پائیگا +

+ اس صورت کی تمثیل کہ ایک ہی شخص چچا اور مامون ہو تصریح ذیل سے واضح ہے مثلاً زید کا بیٹا عمرو ایک زوجہ سے ہوا اور زید پھر ہندہ سے نکاح کرسے اور ہندہ کی ایک بیٹی جمیلہ پہلے شوہر سے موجود ہوا اور عمرو کا نکاح جمیلہ کے ساتھ ہوا اور ان سے ایک بیٹا خالد پیدا ہوا اور زید اور ہندہ

دعویداران نسبی

۲۰ دوسرے قسم کے واسطہ دار وہ ہین جنکو نکاح کے ذریعہ سے ورثہ پہنچتا ہے مثلاً شوہر اور زوجہ اور بحالت موجود ہونے اِن کے حتی الامکان کسی اور شخص کو کہ نہین پہنچ سکتا اور بحالت نہونے اولاد کے شوہر کا حصہ نصف اور زوجہ کا حصہ ربع ہوتا ہے اور اولاد ہونے کی صورتمین شوہر کو ربع اور زوجہ کو ثمن ملتا ہے +

وراثت شوہر و زوجہ

۲۱ اگر زوجہ کوئی وارث نہ چھوڑے تو اوسکی کل جایداد شوہر کو پہنچتی ہے اور اگر شوہر سوائے زوجہ کے کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو زوجہ کی جایداد شوہر ہی سے ایک ربع ملتا ہے اور باقی تین ربع بیت المال ہو جاتے ہین +

قاعدہ وراثت خلوت صحیحہ نہ ہونے کی صورت مین

۲۲ اگر کوئی شخص حالت بیماری مین نکاح کرے اور قبل ہونے خلوت صحیحہ کے عارضہ لاحقہ سے وفات پائے تو اوسکی زوجہ کو ترکہ اوسکا نہ پہنچیگا اور اگر زوجہ اوس سے بیشتر مرجاے تو وہ بھی زوجہ کے ترکہ کا مستحق نہوگا لیکن اگر کوئی عورت بیماری کی حالت مین نکاح کرے اور شوہر اوس سے پیشتر مرجاے تو گو خلوت صحیحہ نہوئی ہو اور عورت نے کبھی عارضہ سے صحت پائی ہو تو بھی وہ مستحق ترکہ شوہر ہوگی +

قاعدہ وراثت اوسصورت مین جب شوہر بحالت قریب المرگ ہونے کے زوجہ کو طلاق دے

۲۳ اگر شوہر قریب المرگ ہونے کے وقت زوجہ کو طلاق دے تو زوجہ ترکہ پائیگی لیکن شرط یہ ہے کہ شوہر لعارضہ لاحقہ زمانہ طلاق سے ایک برس کے اندر فوت ہو اور اگر شوہر ایک برس کے بعد مرے تو زوجہ کو ترکہ نہین پہنچیگا +

+ ایک بیٹا جمال خالد کا چچا بھی ہے اور مامون بھی علی ہذا القیاس اگر کسی شخص کے برادر علاتی اور ہمشیر اخیافی ہو اور یہہ دونون آپسمین شادی کرلین تو شخص مذکور اون کی اولاد کا چچا بھی ہے اور مامون بھی +

قاعدہ وراثت اطلاق رجعی کی صورت مین

۲۴ اگر شوہر زوجہ کو طلاق رجعی دے اور شوہر یا زوجہ زمانہ عدت کے اندر مرجاے تو ایسی حالت مین ایک کو دوسرے کی نسبت ترکہ پانیکا اختیار ہوگا

متاع

۲۵ جس عورت کے ساتھ متاع یعنی نکاح عارضی کیا جاے وہ مستحق ترکہ نہین ہوسکتی + ۲

دعویداران ولا

۲۶ تیسری قسم کے وارث وے ہین جو بذریعہ ولا مستحق ترکہ کے ہین لیکن اگر واسطہ داران نسبی یا سببی سے کوئی شخص موجود ہو تو واسطہ داران ولا کو ترکہ نہین پہنچ سکتا +

دعویداران ولا کی دو قسم ہین

۲۷ ولا دو قسم کا ہے ایک جو بذریعہ عتق یعنی آزاد کرنے کے ہو اور ایسی حالت مین معتق کو بوجہ اعتاق کے حق وراثت حاصل ہوتا ہے اور ولا کی دوسری قسم صورت متعاقدین کے معاہدہ پر منحصر ہے یعنی دو شخصون مین ایک دوسرے کے وارث ہونیکا قرارداد ہو جاتے +

پہلی صورت مین واسطہ داران ولا ترجیح رکھتے ہین +

۲۸ اگر پہلے قسم کے واسطہ داران ولا موجود ہون تو دوسرے قسم کے دعویدارون کو ترکہ نہین پہنچ سکتا +

سرسان کے قواعد خاصہ

۲۹ جو قواعد عامہ بموجب مذہب امامیہ سرسان کے باب مین ہین وے مطابق قواعد اہل سنت کے ہین مگر فرق یہہ ہے کہ طریق امامیہ کی رو سے

ذکور واناث مین کچھ تمیز نہین ہے مثلاً اگر پوتا موجود ہو تو دختر کو اور باپ کا چچا موجود ہو تو ماموں کو ترکہ پہنچتا ہے حالانکہ اور دے

† اسطرح کا عقد اہل سنت کے نزدیک مذموم ہے اور وے اوسکو قطعی خلاف شرع تصور کرتے ہین - ترجمہ ہدایہ مرتبہ ہملٹن صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۷۰ و ۱۷۱ +

مسئلہ اہل سنت یہ ہے کہ دختر کو صرف نصف حصہ پہنچتا ہے اور بحالت موجود ہونے باپ کے چچا کے ماموں قطعی محروم رہتا ہے +

اختلاف وارث مانع ارث نہین ہے مگر قتل جائز بالفعل بشرطیکہ بالعمد ہو۔

۳۰ اختلاف دار مانع ارث نہین ہے اور قتل جائز یا قتل خطا بھی وراثت سے محروم نہین کرسکتا الا اوس صورت مین کہ اشتعال طبع باعث اوسکا ہوا ہو +

مسئلہ عول جائز نہین ہے +

۳۱ اگر ترکہ کل وارثون مین بغیر کسر کے حسب سہام سہمہ تقسیم ہو سکے تو ایسی صورت مین عول جائز نہین بلکہ جو وارث ایسی حالت مین اپنے حصہ واجب سے محروم رہے اوسکے حصہ سے بحساب رسدی سہامی کیجاے یا جس وارث کے حصہ مین تقلیل ممکن ہو اوسمین کمی کیجاے مثلاً

تمثیل

اگر شوہر اور دختر اور والدین مستحق ترکہ ہون تو ترکہ کو بارہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اِن کے شوہر کو تین سہام یا ربع اور والدین کو دو سدس یا چار سہام ملینگے اور دختر کو نصف جایداد پہنچیگی لیکن اس صورت خاص مین دختر کے واسطے بجاے نصف جایداد کے جسکی وہ مستحق ہے صرف پانچ سہام بجاے چھ سہام باقی رہتے ہین - ایسی حالت مین حسب مسلک اہل سنت کے دختر کو چھ حصے ملنے کی نظر سے ترکہ ۱۲ حصون مین تقسیم کیا جاے لیکن اصول امامیہ کے مطابق دختر کو بقیہ پانچ سہام پر قناعت کرنی چاہیے کیونکہ بعض صورتون مین دختر کا حق بابت سہام مقدر کے زائد ہو جاتا ہے مثلاً اگر میتاً ہوتا تو دختر کو کوئی حصہ خاص نہین ملتا اور وہ عصبہ تصور کیجاتی ہے حالانکہ شوہر یا والدین کسی صورت مین سہام مقدر سے محروم نہین ہو سکتے +

مسئلہ رد

۳۲ جب ترکہ کے سہام کی تعداد وارثون کی تعداد سے متجاوز ہوتی ہے تو حصص زائد وارثون کی طرف عود کرتے ہین اور شوہر از رد سے رد کے مستحق ورثہ ہے نہ زوجہ اور اگر بھائی موجود ہون تو مان بھی مستحق رد نہین ہوتی اور اگر کوئی ایسا شخص موجود ہو جو واسطہ رکھتا ہو ترکہ مابقی صرف اوسیکو پہنچتا ہے +

خلف اکبر کا استحقاق

۳۳ اگر بڑا بیٹا لائق ہو تو تقسیم ترکہ کے وقت اوسکو باپ کی تلوار اور قران اور پوشاک اور انگشتری دینی چاہیے + †

† ہمنے خلاصہ مذکورہ بالا مین بدانست اپنے کوئی امر اہم قلم انداز نہین کیا ہے جو سہام کہ وارثون کے واسطے بموجب مسائل اہل سنت کے معین ہین وہی اہل تشیع کے مذہب مین بھی جاری ہین اور دونون فرقون کا عمل قران کے احکام پر ہے اور قواعد تقسیم اور وے قاعدے جنکی رو سے مختلف وعیدارون کے سہام کا تعین بہ نسبت ایک دوسرے کے ہوتا ہے دونو فرقون مین باستثناء بعض تبدیلات کے واحد ہین اور اس تالیف مین بیان کرنا مسائل امامیہ کا در باب معاہدات اور امور متفرقہ کے ضرور نہین ہے چند روز ہوے کہ کرنل جان بیلی صاحب نے جو عربی وغیرہ زبانون کے بڑے عالم ہین خلاصہ مسائل امامیہ کا اس باب مین مرتب کیا تھا مگر وہ نسخہ ناتمام رہا اور شاید وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اون کے نزدیک مفید ہونا اس کتاب کا بمقابلہ محنت و صرف وقت کے متصور نہ ہوا +

تیسرا باب

بیع کے بیان مین

بیع کی تعریف

۱ جو مبادلہ طرفین کی رضامندی سے عمل مین آئے اور سے بیع کہتے ہین +

بیع کا طریق

۲ بیع کا انعقاد طرفین کے اقرار صریح یا تقابض بدلین سے ہوتا ہے +

بیع کی چار قسمین ہین

۳ بیع کی چار قسمین ہین اوّل عین بالعین دوم دین بالدین سوم دین بالعین اور چہارم عین بالدین مگر چوتھی قسم کا بیع عموماً رایج نہین ہے +

بیع چار نام سے موسوم ہے

۴ بیع چار نام سے موسوم ہے یعنی قطعی و شرطی و ناقص و فاسد +

بیع قطعی

۵ بیع قطعی وہ ہے جسکا انعقاد فی الفور ہو اور کوئی امر شرعی مانع نہو +

بیع شرطی

۶ بیع شرطی وہ ہے جسکا انعقاد مالک کی اجازت پر ملتوی رہے اور اگر نابالغ ہو تو ولی کی رضامندی درکار ہے اور اس قسم کے بیع کی نسبت کوئی امر شرعی سوائے رضامندی مالک یا ولی کے مانع نہین ہے نہ کوئی شرط درکار ہے +

بیع ناقص

۷ بیع ناقص وہ ہے جسکا نفاذ قبضہ پر منحصر ہو اور یہہ نقص شرعی قبضہ کی رو سے رفع ہوتا ہے +

بیع فاسد

۸ بیع فاسد وہ ہے جسکا نفاذ ممکن نہو یعنی اگر اون اشیاء مین جسکا مبادلہ کیا جاے تخالف ہو یا اون مین سے ایک کی قیمت جائز نہو تو ایسا معاملہ کالعدم ہے +

معاوضہ

۹ جس شے کی قیمت شرعاً جائز ہو وہ درصورت راضی ہونے بایع و مشتری کے دوسری شے کے معاوضہ مین دیجا سکتی ہے اور جنس مختار ہے کہ مال اصل یا زیادہ یا کم قیمت پر بیع کیا جاے +

فریق بیع

۱۰ ہر بیع مین دو فریق کا ہونا ضرور ہے الّا اس صورت مین کہ بایع و مشتری ایک ہی شخص کو مختار مقرر کرین یا نابالغ کی طرف سے بیع بوساطت باپ یا ولی کے منعقد ہو یا غلام اپنے آقا کی اجازت سے آزادی اپنی خرید کرے +

متعاقدین کی قابلیت

۱۱ بیع کے لئے اسقدر کافی ہے کہ متعاقدین معاہدہ کے اثر سے مطلع ہون اور نابالغ باجازت اپنے ولی اور مجنون دوری بحالت درستی حواس کے بایع یا مشتری ہو سکتا ہے +

دادوستد مین نسیہ جائز نہین ہے

۱۲ اگر مبادلہ عین بالعین یا دین بالدین ہو تو دادوستد مین نسیہ جائز نہین ہے لیکن اگر مبادلہ عین بالدین یا دین بالعین کے قسم سے ہو تو نسیہ جائز ہے +

بیع کے معاملہ مین صراحت ضرور ہے

۱۳ ہر معاہدہ بیع کے جواز کے واسطے ضرور ہے کہ شے مبیعہ اور معاوضہ کی تصریح اسطرح سے کر دیجاے کہ متعاقدین کے مطلب مین آیندہ کسیطرح کا نزاع نہو +

دیگر شرائط ضروری

۱۴ یہہ بھی ضرور ہے کہ جو شے بیع کے معاوضہ مین دیجاے وہ انعقاد معاہدہ کے وقت فی الواقع وجود رکھتی ہو یا بالفور انعقاد بیع یا آیندہ کسی مدت معینہ مین دیا جانا اوسکا ممکن ہو +

مساوی کا ہونا مقدار معاوضہ کا ضرور ہے

۱۵ اگر مبادلہ دین بالدین یا عین بالعین کی قسم سے ہو اور بدلین متشابہ تو مساوی ہونا اون کا مقدار مین ضرور ہے +

شرائط ناجائز

۱۶ قرار پانا کسی ایسی شرط خارجی کا جس سے عاقدین کو نفع ہو یا کوئی ایسا امر موہوم پیدا ہو جو آیندہ موجب نزاع ہو سکے جائز نہین ہے +

استثنا لیکن اگر شرط خارجی کی تعمیل فی الواقع کیجاے یا امر موہوم رفع ہو تو معاہدہ برقرار رہیگا +

اختیار فسخ معاہدہ ۱۷ فسخ معاہدہ کی شرط جائز ہے لیکن میعاد مشروط تین روز سے متجاوز نہو +

ادائے معاوضہ میں کس صورت میں توقف ہو سکتا ہے ۱۸ اگر ادائے معاوضہ زمانہ آیندہ پر موعود ہو تو مدت کا تعین ضروری ہے اور التوا اوسکا کسی ایسے امر پر نہین ہونا چاہیے جسکے وقوع کا زمانہ غیر متحقق مگر وقوع اوسکا ضرور ہو مثلاً ادائے معاوضہ تخم ریزی یا فصل کے کاٹنے پر موقوف نہونا چاہیے اور گو امر موہوم اسقدر ضعیف ہو کہ تعین اوسکے وقوع کے زمانہ کا ہو سکے تو بھی التوا جائز نہین ہے مثلاً ادائے معاوضہ تخم ریزی یا فصل کے کاٹنے پر موقوف نہونا چاہیے +

بیع بعوض قرضہ ۱۹ کسی شے کا بیع کرنا بعوض قرضہ زندگی شخص ثالث کے جائز نہین ہے الا بعوض قرضہ زندگی بایع کے جائز ہے +

بیع ثانی جائداد منقولہ ۲۰ جب تک شے مبیعہ فی الواقع مشتری کے قبضہ مین نہ آجاوے بیع ثانی اوسکا نہین ہو سکتا +

شے مبیعہ کا عیب نقصان سے بری ہونا مفہوم ہوتا ہے ۲۱ بیع کے ہر معاہدہ مین شے مبیعہ کا عیب نقصان سے بری ہونا مفہوم ہوتا ہے +

اگر شے مبیعہ کا کیفیت مین بایع کے بیان سے فرق پایا جاوے تو کیا ہونا چاہیے ۲۲ اگر شے مبیعہ مین بلحاظ کیفیت یا کمیت بایع کے بیان سے فرق پایا جاوے تو مشتری کو فسخ معاہدہ کا اختیار حاصل ہے +

بیع اراضی ۲۳ اگر اراضی بیع کیجاے تو جو شے نادیدہ یا ادیدہ ہو وہ اوسکے ساتھ منتقل نہین ہو سکتی مثلاً گو درخت زمین پر نصب ہونیکی جہت سے خریدار اراضی کا حق ہے لیکن میوہ کے پانیکا استحقاق بائع کو ہوگا +

فسخ بیع کی صورت مین مشتری ذمہ دار ادا نقصان شے مبیعہ کا ہے ۲۴ اگر مشتری نے فسخ معاہدہ کی بابت شرط کی ہو اور شے مبیعہ اوسکے قبضہ مین ضایع ہو جاوے یا اوسمین نقصان پہنچے تو خریدار ذمہ دار ادا ثمن مشروط ہوگا لیکن اگر اسطرح کی شرط بایع کی جانب سے ہو تو مشتری صرف بابت مالیت شے مبیعہ کے ذمہ دار ہوگا +

شرط فسخ بیع کس صورتون مین مرفوع ہو سکتی ہے ۲۵ اگر مشتری سے شے مبیعہ کی نسبت کسیطرح کا عمل مالکانہ صادر ہو مثلاً وہ شے مذکورہ کو حالت اصلی سے تبدیل کرے تو فسخ بیع کی شرط باطل ہو جاتی ہے +

خریدار کو بحالت نہ دیکھنے شے مبیعہ کے فسخ بیع کا اختیار ہے استثنا ۲۶ اگر خریدار نے شے مبیعہ کا معائنہ نکیا ہو یا درصورت کافی ہونے نمونہ کے نمونہ نہ دیکھا ہو اور شے مبیعہ بعد معائنہ کے پسند نہو تو باوجود نہونے شرط فسخ کے بھی شے مذکور واپس ہو سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ مشتری کی جانب سے کوئی فعل مالکانہ صادر نہوا ہو +

بایع کو اختیار فسخ بیع حاصل نہین ہے استثنا ۲۷ بایع کو اختیار فسخ بیع حاصل نہین ہے اگر بایع نے شے مبیعہ کو نہ دیکھا ہو اور شرط فسخ بیع نہ قرار پائی ہو تو اوسکے معاہدہ کے فسخ کا اختیار نہوگا الا اوس صورت مین کہ مبادلہ عین بالعین ہو +

اگر شے مبیعہ مین کچھ نقص پایا جاے تو فسخ بیع ہو سکتا ہے ۲۸ اگر خریدار نے لینا شے مبیعہ کا بلحاظ اوس کے عیوب کے منظور نکیا ہو اور اوسکو شے مذکورہ مین ایسا نقص معلوم ہو جس سے اوسکو وقت خریداری اطلاع نہ تھی تو اوسکو اختیار ہے کہ شے مذکور واپس کر دے لیکن اگر شے مبیعہ مین بحالت قبضہ مشتری کے کچھ زیادہ نقص عاید ہو تو مشتری صرف تاوان پانیکا مستحق ہوگا +

قاعدہ بیع ثانی استثنا ۲۹ اگر مشتری شے مبیعہ ناقص کو شخص ثالث کے ہاتھ بیع کر دے تو وہ اصل بایع سے تاوان پانیکا مستحق نہین ہو سکتا الا اگر شے مذکور مین قبل بیع ثانی کچھ ترمیم ہو جاے اور مشتری اوسسے اس وجہ سے بایع اول کو واپس نکر سکے تو مشتری کو تاوان ملیگا +

۳۰ اگر کوئی شیے فروخت کیجاے اور وہ معائنہ کے بعد ناقص معلوم ہو تو گو شیے مذکور آزمایش کی حالت مین ضایع ہو جاے تو بھی بایع سے اوسکی کل قیمت کا مطالبہ ہو سکتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ مشتری کو شیے مذکور سے کچھہ فایدہ نہ پہنچا ہو اگر مشتری سے مبیعہ ناقص سے فائدہ اوٹھاوے تو اوسکو صرف بقدر نقصان کے تاوان ملیگا ✦

ذکر اون صورتون کا جنمین مشتری سے مبیعہ کی قیمت واپس طلب ہو سکتی ہے اور کس صورت مین صرف تاوان ملتا ہے

۳۱ اگر کوئی شخص کچھہ مال خرید کریکے اوسکو فروخت کرے اور اوسکو بعد ازان مال مذکور واپس لیکر قیمت اوسکی پھیر دینی پڑے تو مشتری اوّل بھی اصل بایع سے اسیطرح قیمت واپس پا سکتا ہے بشرطیکہ اوس مال مین نقص نہ آیا ہو ✦

مشتری اول کی کیفیت بشل مشتری ثانی کے سمجھہ لیجے۔

شرط

۳۲ اگر مشتری شے مبیعہ کے نقص سے مطلع ہو کر اوسکو کام مین لاوے یا اسکے نقص رفع کرنیکی تدبیر کرے تو مواخذہ اوسکا بایع سے نہین ہو سکتا کیونکہ شیے مذکور کے کام مین لانے یا اس کے نقص رفع کرنے سے تسلیم کرنا بیع کا مفہوم ہوتا ہے لیکن اگر معاہدہ بیع مین کوئی شرط خاص قرار پائی ہو تو بایع سے مواخذہ ہو سکیگا ✦

کس صورت مین بایع سے مواخذہ نہین ہو سکتا

قواعد عامہ در باب استحقاق و واپسی قیمت ✦

۳۳ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ اگر شیے مبیعہ اس قسم کی ہو جسکی تفریق و تقسیم بغیر نقصان ممکن نہو اور بیع کے بعد اس شیے کے ایک جزو مین نقص ظاہر ہو یا وہ کسی شخص ثالث کی ملک قرار دیجاے تو مشتری مجاز نہین ہے کہ منجملہ کل شیے کے ایک جزو اپنے پاس رکھکر باقی کو واپس کرے اور بقدر اوس کے واپسی قیمت چاہے بلکہ ایسی صورت مین خریدار کو چاہیئے کہ یا تو کل شیے مبیعہ اپنے پاس رکھکر تاوان بقدر نقص طلب کرے یا کل شیے واپس دیکر پوری قیمت چاہیئے اِلّا اگر شیے مبیعہ کی تقسیم بغیر نقصان ممکن ہو تو اوس صورت مین یہہ قاعدہ صادق نہین آتا۔

تاوان لینے کا قاعدہ

امور ناجایز

۳۴ اگر کوئی شیے قبل وقت بیع و شری خرید کیجاے یا خرید و فروخت اوسکی ایک ہی بازار مین عمل آیئے یا بامید گرانی کے خرید یا جمعہ کی نماز کے فروخت کیجاے تو یہہ امور ممنوع ہین مگر معاہدہ ناجایز نہوگا ✦

چوتھا باب

شفعہ کے بیان مین

تعریف شفعہ

۱ شفعہ سے یہہ مراد ہے کہ کوئی شیے بیع کیجاے اور وہ اوسیقدر قیمت پر حاصل ہو سکے جو مشتری نے اوسکی بابت ادا کی ہو ✦

کس قسم کی جایداد سے شفعہ متعلق اور کس قسم سے نہین ہے

۲ جو شیے بیع کیجاے یا علیحدگی اوسکی بصورت بیع عمل مین آیئے اوسکی نسبت حق شفعہ پہنچتا ہے لیکن جو شیے از روے ہبہ یا وصیت یا وراثت منتقل ہوا اوسکی نسبت جایز نہین ہے اِلّا اوس صورت مین کہ یہہ باخذ معاوضہ وقوع مین آیئے اور معاوضہ کی بابت شرط صریح عمل مین آیئے لیکن اگر واہب کو بابت شیے موہوبہ کے معاوضہ ملا ہو اور معاوضہ کی بابت شرط صریح قرار نہ پائی ہو تو شفعہ کا دعوی نہین ہو سکتا۔

قواعد مزید

۳ جایداد منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ دونون صورت مین شفعہ جایز ہے لیکن مال منقولہ سے متعلق نہین ہے اور جب تک بیع مکمل ہو حیثیت بایع پر دعوی شفعہ قایم نہین ہو سکتا ✦

حق شفعہ کسی خاص فرقہ سے متعلق نہین ہے

۴ ہر شخص حق شفعہ کا دعوی کر سکتا ہے اسمین اختلاف مذہب کو کچھہ دخل نہین ہے ✦

مصوفا شفیع

۵ جو حقوق عام خریدار کو حاصل ہوتے ہین اون ہی کا استحقاق شفیع کو بھی پہنچتا ہے

ذکر اون شخصون کا جو دعوی شفعہ کے ہو سکتے ہین ۔ شرایط ضروری شفعہ ۔

۶ اشخاص مذکورہ ذیل جس ترتیب سے اون کا بیان کیا جاتا ہے مستحق شفعہ ہو سکتے ہین یعنی خلیط فی نفس المبیع و خلیط حق المبیع و خلیط جار ۔

۷ شفیع کو لازم ہے کہ بعد سننے خبر بیع کے خریداری کا ارادہ ظاہر کریے اور اظہار اس امر کا بشہادت گواہان بایع یا مشتری کے روبرو یا موقع مبیع پر بلا توقف ہونا چاہیے ۔

دعوی شفعہ کب دائر ہوتا ہے

۸ شفیع کو اختیار ہے کہ بعد تعمیل شرایط تمہیدی کے جسوقت چاہے عدالت مین اپنا دعوی پیش کریے ۔ ۲

۲ اس باب مین بہت اختلاف رایے ہے مگر انصاف مقتضی اس بات کا ہے کہ واسطے ممنوع الساعت متصور ہونے اس قسم کے دعوی کے کوئی میعاد خاص مقرر کیجاوے ورنہ مشتری کے واسطے کوئی صورت اطمینان کی نہو گی ۔ زفر اور محمد کی یہہ رایے ہے کہ اگر شفیع دعوی اپنا ایک مہینے سے زیادہ عرصہ تک بلا وجہ پیش نکریے تو ایسے توقف سے حق اوسکا زائل سمجھا جاویگا اور یہی مسئلہ حسب روایت ابو یوسف کے ہے لیکن حسب رایے ابو حنیفہ اور ایک اور رایے ابو یوسف کے اس باب مین کوئی میعاد خاص معین نہین ہے اور فتاوی عالمگیری اور محیط السرخسی

حقوق مشتری اولی

۹ جب تک مشتری اولی کو زر ثمن شفیع سے وصول نہوا وسکو اختیار ہے کہ شے مبیعہ کو اپنے قبضہ مین رکھے اور اگر تقابض بدلین نہوا ہو تو یہی شرط بایع کی نسبت بھی صادق آئیگی ۔

قاعدہ دربارہ اس صورت کے جب جایداد مشتری مین بحالت قبضہ مشتری اولی کے بتبدیل واقع ہو

۱۰ اگر مشتری نے شے مبیعہ مین کسیطرح کی افزایش کی ہے تو شفیع پر واجب ہے کہ یا تو بقدر افزایش کے قیمت ادا کریے یا عملہ افزودہ کو اوٹھا لیجاوے اور اگر شے مبیعہ کی قیمت مشتری اولی کے کسی فعل سے کم ہو جاوے تو شفیع بقدر نقصان کے کمی قیمت کا خواستگار ہو سکتا ہے لیکن اگر کمی قیمت مشتری مذکور کے کسی فعل سے عاید نہو تو شفیع پر لازم ہے کہ بالکل زر ثمن ادا کریے یا اپنے دعوی سے قطعاً دست بردار ہو ۔

قاعدہ دربارہ اس صورت کے جب شفیع جایداد پر قابض ہو کر

۱۱ اگر شفیع جایداد پر قابض ہو کر اوسکی حیثیت مین کسی طرح کی افزایش کریے اور وہ بعدہ شخص ثالث کی ملک قرار پایئے تو شفیع بابت افزایش مذکورہ بالا کے معاوضہ کا مستحق نہین ہو سکتا بلکہ اگر شفیع قابض ہو گیا ہو تو ایسی صورت مین اوسکو زر ثمن بایع یا مشتری اول سے ملیگا اور اوسکو اختیار ہے کہ عملہ افزودہ کو اوٹھا لیجاوے ۔

اور ہدایہ مین بھی یہی قاعدہ مندرج ہے اور یہی قول زیادہ صحیح اور عموماً جاری ہے مگر فتاوی عالمگیری کے مولف نے لکھا ہے کہ فتوی اوس قول پر ہے صورتون پر دیا جاتا ہے

ذکر اوس صورت کا جب زر ثمن کی نسبت شفیع اور مشتری مین نزاع ہو

۱۲ اگر زر ثمن کی نسبت شفیع اور مشتری مین نزاع ہو اور طرفین سے کچھ ثبوت نہو تو مشتری کے اظہار حلفی کو معتبر تصور کرنا چاہیے لیکن اگر طرفین سے ثبوت گذریے تو شفیع کا ثبوت مرجح ہو گا ۔

شرعی حیلے دعوی شفعہ کے باز رہنے کے واسطے ۔

۱۳ اکثر شرعی حیلے ایسے ہین جنسے حق شفعہ زائل ہو سکتا ہے مثلاً اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ ہمسایہ شفعہ کا دعوی کریگا تو وہ اپنی کل جایداد کو سوا اس بروے کے جو اوس کے ہمسایہ کی ملک سے متصل ہے فروخت کر سکتا ہے اور اگر شریک مبیع کی جانب سے دعوی شفعہ کا اندیشہ ہو تو بایع کو اختیار ہے کہ وہ پہلے مشتری سے کچھ قیمت زاید بصورت فرضی قرار دیوے اور بعدہ اوسمین تقلیل کریے ۔ اور اگر ایسی صورت مین شفیع دعویدار ہو تو اوسکو لازم ہو گا کہ بلا لحاظ قیمت مابعد کے وہ قیمت ادا کریے جو پہلے قرار پائی ہو ۔

پانچوان باب

ہبہ کے بیان مین

ہبہ کی تعریف +

۱ اگر کوئی شیے بغیر لینے معاوضہ کے دیجاوے تو اوسکو ہبہ کہتے ہین +

شرایط ضروری ہے +

۲ جیسا کہ واہب کی جانب سے دست برداری ضرور ہے ویسا ہی موہوب الیہ کا قبول کرنا اور قبضہ لینا جایداد موہوبہ کا ضرور ہے +

ہبہ کا نفاذ کسی امر استقبالی پر مشروط نہین ہوسکتا +

۳ منحصر کرنا ہبہ کا کسی شرط پر جائز نہین ہے نہ نفاذ اوسکا زمانہ آیندہ سے محصول ہوسکتا ہے +

قبضہ دینا اور دخل ہونا ضرور ہے +

۴ ہبہ ضرور ہے کہ ہبہ کے ساتھہ ہی دخل دلایا جاوے اور موہوب الیہ اوسپر فوراً یا کسی وقت زمانہ مابعد مین واہب کی اجازت سے قابض ہو +

شیے موہوبہ کا ہبہ کے وقت فی الواقع موجود ہونا ضرور ہے +

۵ جو شیے کہ آیندہ پیدا ہونیوالی ہو وہ ہبہ نہین ہوسکتی گو موہوب الیہ کو ذریعہ پیدا کرنیے شیے مذکورہ کا حاصل ہو اور جو شیے کہ ہبہ کیجاوے اوسکا واقعی موجود ہونا ہبہ کے وقت ضرور ہے +

اگر کوئی شیے غیر منقسم ہو تو ہبہ کیجاسکتی ہے +

۶ اگر کوئی شیے غیر منقسم ہو اور اوسمین دوسری ایسی چیز مخلوط ہو جسکی تفریق ممکن ہو تو ہبہ اوسکا ناجائز ہے اِلّا اوس صورت مین کہ قبل دینے قبضہ کے شیے موہوبہ کا تعین کیا جاوے کیونکہ ایسی صورت مین قبضہ شیے موہوبہ کا بغیر اجتماع کسی ایسی شیے کے جو اوسمین داخل نہو نہین دیا جاسکتا +

اگر کوئی شیے منقسمہ بلا تعین ہبہ کیجاوے تو ایسا ہبہ جائز نہین ہے +

۷ اگر دو یا دو سے زیادہ موہوب الیہ ہون تو ہر موہوب الیہ کے حق کا تعین ہبہ یا قبضہ دینیے کے وقت ہونا چاہیے +

قاعدہ اوس صورتین جب دو یا دو سے زیادہ موہوب الیہ ہون +

۸ ہبہ بالکنایہ درست نہین ہے بلکہ اوسکا مصرح ہونا اور ابہام سے مبرا ہونا ضرور ہے اور واہب کا مقصود بذریعہ دست برداری قطعی شیے موہوبہ کی نسبت ظاہر ہونا چاہیے اور اگر واہب سے شیے مذکورہ پر کوئی فعل ملکیت صادر ہوتا ہے تو ایسا ہبہ ناجایز اور باطل ہے +

ہبہ کا مصرح ہونا ضرور ہے اور ہبہ کردہ شیے موہوبہ سے قطعی دست بردار ہونا واہب کا ہے +

مستثنیات +

۹ اگر زوجہ شوہر کے نام مکان ہبہ کرے یا باپ اپنے پسر نابالغ کو کچھہ جایداد دیوے تو یہہ صورتین قاعدہ مذکورہ بالا سے مستثنی ہین +

نیابتاً قبضہ دیے جانیکا ذکر +

۱۰ اگر کوئی شیے متولی کی تفویض مین ہو تو حسب ضابطہ قبض و تسلیم کا عمل مین آنا ضرور نہین ہے اور علی ہذا القیاس یہی کیفیت اوس صورت مین بھی جب ہبہ نابالغ کے نام کیا جاوے اور پچھلی صورت مین دخیل ہونا ولی کا کافی ہے +

مرگ کے وقت ہبہ کرنا

۱۱ جو ہبہ شخص قریب المرگ کی طرف سے عمل مین آیا وہ داخل وصیت ہے اور ترکہ کے ثلث سے زیادہ پر موثر نہین ہوسکتا پس کوئی شخص مجاز نہین ہے کہ قریب المرگ ہونیکے وقت اپنی جایداد کا جزو منجملہ اپنے وارثون کے ایک وارث کو ہبہ کردے کیونکہ ہبہ ہونا وصیت کا ایک وارث کے حق مین بغیر رضامندی اور وارثون کے جائز نہین ہے +

شیے موہوبہ کا واپس لینا جائز ہے

مستثنیات

۱۲ واہب کو باستثنا صورتہاے ذیل ہبہ کے استرداد کا اختیار ہے +

۱۳ اگر موہوب الیہ رشتہ دار ہو یا ہبہ کی عوض مین کچھہ لیا یا گیا ہو یا مال موہوبہ کی حیثیت مین کچھہ افزایش کی گئی ہو یا مال مذکور دوسرے موہوب الیہ یا وارثان موہوب الیہ کے قبضہ مین آیا ہو تو ان صورتون مین ہبہ مسترد نہین ہوسکتا +

ہبہ کی دو خاص قسمین +

۱۴ عام اقسام ہبہ کے علاوہ شرع مین دو قسم کے معاہدے ہبہ کی ضمن مین بیان کیے گئے ہین لیکن وے زیادہ تر مثل مبادلہ یا بیع کے ہین اونکو اصطلاح مین ہبہ بالعوض اور ہبہ بشرط العوض کہتے ہین +

۱۵ ہبہ بالعوض باعتبار جملہ مراتب کے مثل بیع کے ہے اور اوسکی نسبت مین شرایط بیع نافذ ہین اور جملہ صورتون مین بلا قبضہ عوض کا فرد ہبہ ہے +

ہبہ بالعوض

ہبہ بشرط العوض

۱۶ ہبہ بشرط العوض اوایل مین یعنی قبل دیئے جانے معاوضہ کے مثل ہبہ کے ہے اور ایسی صورت مین قابض ہونا واہب اور موہوب الیہ کا ضرور ہے ٭

چھٹا باب

وصیت کے بیان مین

وصیت زبانی مثل وصیت تحریری کے جائز ہے

۱ وصیت تحریری کو وصیت زبانی پر ترجیح نہین ہے اور گو جایداد موصی بہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ دونون کی وقت مساوی ہے ٭

وصیت ترکہ کی نسبت

۲ منجملہ ترکہ وصی کے ایک ثلث سے زاید کی نسبت بغیر رضامندی وارثون کے وصیت جائز نہین ہے ٭

وصیت ترکہ کی ایک وارث کی نسبت

۳ اگر چند وارث موجود ہون تو منجملہ اون کے ایک وارث کی نسبت بغیر رضامندی کل وارثون کے وصیت جائز نہین ہے ٭

فرق مابین اس جایداد کے جو وراثت سے حاصل ہو اور اوسکی جو بند یعہ وصیت ملے

۴ جایداد وراثت اور جایداد موصی بہ مین فرق ہے یعنی جایداد وراثت صرف ازروے شرع کے وارث کی ملک ہو جاتی ہے اور جایداد موصی بلا تصریح یا مفہوم اجازت وارث کے موصی بہ کو نہین پہنچ سکتی ٭

وصیت کو دعوی وراثت پر تقدم ہے

۵ جس جایداد کی بابت بمقدار جائز وصیت کیجاے دینا اوسکا قبل تقسیم ترکہ کے واجب ہے ٭

ادا قرضہ دین وصیت پر مقدم ہے

۶ جو کچھ دین موصی کے ذمہ ہو ادا ہونا اوسکا قبل نفاذ وصیت کے لازم ہے ٭

مجاز کرنا وارث کو قرضہ کے وصول کرنے کا

۷ اگر کوئی شخص بحالت قریب المرگ ہونے کے اپنے وارث کو وصول قرضہ کے واسطے اختیار دے تو یہ امر بمنزلہ وصیت کے ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ قرضہ مذکور ترکہ کے ثلث سے زاید نہو ٭

جایداد موصی بہ

۸ موجود ہونا جایداد موصی بہ کا وصیت نامہ کی تحریر کے وقت ضرور نہین ہے اور اوس کے جواز کے لیئے اسقدر کافی ہے کہ جایداد مذکور حین وفات موصی کے موجود ہو ٭

امور ناجائز

۹ اگر وصیت نامہ مین امور ناجائز درج ہون تو اس سے وصیت نامہ کے جواز مین بالعموم فتور واقع نہین ہوتا بلکہ جسقدر مضمون وصیت نامہ کا شرع کے مطابق ہو نفاذ اوسکا ہوگا ٭

قاعدہ خاص درباب موصی بہ

۱۰ اگر کوئی شخص وصیت کی تحریر کے وقت وارث نہو لیکن قبل وفات موصی کے وارث ہو جاے تو وہ جایداد موصی بہ نہین پا سکتا لیکن اگر کوئی شخص وقت تحریر وصیت نامہ کے مستحق ورثہ ہو اور قبل وفات موصی کے محجوب الارث ہو جاے تو وہ جایداد موصی پا سکتا ہے ٭

مفہوم ہونا استرداد وصیت کا

۱۱ اگر جایداد کسی شخص کے نام وصیت کیجاے اور بعد ازان وہی جایداد دوسرے کے نام تو پہلی وصیت باطل ہو جاتی ہے علی ہذا القیاس اگر جایداد موصی بہ کسی شخص کے ہاتھ بیع کیجاے یا اوسکو دیدیجاے تو یہی امر ہوگا جایداد مذکور موصی کے قبضہ مین اوسکی وفات کے وقت آئی ہو ٭

قاعدہ اس صورت مین کہ وصیت بہ جایداد متعدد ہو

۱۲ اگر موصی چند شخصون کے نام مقدار جائز سے زیادہ جایداد وصیت کرے اور اوسکے وارث اسطرحکی وصیت کو جائز نہ کہین تو جملہ شخصون کی جایداد مین بحساب رسدی کمی ہونی چاہیئے ٭

قاعدہ اس صورت مین کہ وصیت بہ جایداد متعدد ہو

۱۳ اگر کسی شخص کے نام پہلے وصیت ہو کر بعد ازان جایداد کثیر کی بابت وصیت کیجاے تو وصیت کثیر نافذ ہوگی لیکن اگر پہلے جایداد کثیر بعد ازان وصیت بجایے اور بعد ازان قلیل تو صرف وصیت قلیل کا نفاذ ہوگا ٭

وصیتہ دیا جانا ایک ہی جایداد کا دو شخصونکو

۱۴ اگر ایک ہی جایداد دو شخصون کو وصیتہ دیجاے اور اون مین سے ایک شخص قبل واجب ہونے وصیت کے وفات پاے تو کل جایداد شخص حی القایم پہنچیگی لیکن اگر ہر شخص کو جایداد بالمناصف دیگئی ہو تو شخص حی القایم کو صرف نصف جایداد ملیگی اور باقی نصف موصی کے وارثون کو پہنچیگی علی ہذا القیاس اگر جایداد ایک وارث اور ایک شخص اجنب کو بالاشتراک وصیتہ دیجاے تو بہی اوس طور پر عمل ہوگا ۔

وصی ۔

۱۵ اگر کوئی شخص وصی مقرر کیا جاے تو باپ یا دادا وصی ہوسکتا ہے ورنہ اون کی وصی ۔

وصیون کا دین محمدی سے ہونا ضرور ہے ۔

۱۶ اہل اسلام کو چاہیئے کہ کسی شخص غیر مذہب کو اپنا وصی مقرر نکرے اگر کرے تو ایسا تقرر حاکم عصر کے حکم سے باطل قرار دیا جایگا ۔

وصی مستعفی نہین ہوسکتا ۔

۱۷ اگر کوئی شخص وصی ہونا قبول کرے تو پہر انکار نہین کرسکتا ۔

قاعدہ اوسیصورت مین جب دو شخص وصی ہون

۱۸ اگر دو شخص وصی ہون تو اون مین سے صرف ایک شخص کاروبار کے انصرام کا مجاز نہوگا الا بصورت ضرورت یا اوس حالت مین جبکہ جایداد کا نفع متیقن ہو ۔

ساتوان باب

نکاح اور مہر اور طلاق اور نسب کے بیان مین

نکاح کی تعریف ۔

۱ نکاح سے وہ عقد مراد ہے جو واسطے جواز توالد و تناسل کے عمل مین آیے ۔

ارکان نکاح ۔

۲ عقد نکاح کے لیے ایجاب و قبول کا ہونا ضرور ہے

شرایط نکاح ۔

۳ یہہ ضرور ہے کہ متعاقدین عاقل اور بالغ اور حر یعنی آزاد ہون اور درصورت اون کے عاقل نہونیکے عقد نکاح قطعی باطل ہوگا کیونکہ طفل غیر عاقل کے ساتہہ نکاح نادرست ہے اور علی ہذا القیاس مجنون کے ساتہہ اور اگر متعاقدین بالغ اور آزاد نہون تو عقد قابل فسخ ہوگا کیونکہ عاقل نابالغ یا غلام کا نکاح ولی یا آقا کی اجازت پر موقوف ہے اور عورت کی نسبت یہی ضرور ہے کہ اسمین عدم قابلیت شرعی پائی جاے اور ہر واحد اوسکے قرار داد سے وقوف رکہتا ہو اور عقد کیواسطے گواہونکا بہی ہونا ضرور ہے اور ایجاب و قبول ایک وقت مین ہونا چاہیئے ۔

گواہان نکاح کی صفات ۔

۴ جو گواہ عقد نکاح کی نسبت ہون اون مین چار صفات کا ہونا ضرور ہے یعنی آزادی و عقل و بلوغ اور دین محمدی سے ہونا ۔

قواعد خاص گواہون کے باب مین ۔

۵ جیسا کہ اور معاہدات مین گواہون کا بسبب لحاظ مضمون و واسطہ داری کے اعتراض ہوسکتا ہے ویسا گواہان عقد نکاح کی نسبت نہین ہوسکتا ۔

ایجاب و قبول یا کتابت کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے

۶ ایجاب و قبول یا کتابت کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے بشرطیکہ پیغام یا خط کا پہنچنا اور مکتوب الیہ کا رضامند ہونا گواہون سے ثابت ہو ۔

عقد کا اثر

۷ نکاح[۱] کا اثر یہہ ہے کہ متعاقدین کا استمتاع جائز ہو اور اوسکے ذریعہ سے زوجہ شوہر کے تحت حکومت ہوجاتی ہے اور زوجہ کو مہر اور خورد و پوش اور سکونت بمکان کا حق حاصل ہوتا ہے اور متعاقدین مین احکام محارم کی رعایت لازم آتی ہے اور جانبین کو استحقاق وراثت حاصل ہوتا ہے اور شوہر کیطرف سے کل زوجات کیساتہہ مساوی رعایت ہونی چاہیئے اور زوجہ کی جانب سے شوہر کی اطاعت ضرور ہے اور زوجہ کے فرمان بردار نہونیکی صورت مین شوہر کو اوسکے تادیب کا اختیار ہے ۔

---

[۱] زوجہ کا استحقاق بابت خورد و پوش کے مراد اوسنے کہا ہے جو کہ اگر شوہر موجود نہو اور اوس نے کوئی سبیل اون نفقہ کی زوجہ کے واسطے کی ہو تو زوجہ جایداد شوہر سے اپنا نفقہ حاصل کرسکتی ہوگی اور اگر زوجہ کو طلاق دیا جاے تو زوجہ عدت تک خورد و پوش پانیکی مستحق ہے ۔

زوجاتکی تعداد

۸ حُر یعنی شخص آزاد کے واسطے چار نکاح اور رق یعنی غلام کے واسطے صرف دو نکاح جائز ہین ۔

تصریح اوپر مذکور کی جنسے نکاح ممنوع ہے ۔

۹ مان اور دادی اور نانی اور ساس اور سوتیلی مان اور سوتیلی نانی اور دختر اور پوتی اور نواسی اور بیٹی کی زوجہ اور پوتے کی زوجہ اور دختر ربیبہ اور بہن اور ہمشیر رضائی اور بہانجی اور بھتیجی اور خالا اور چچی اور مادر رضاعی سے نکاح کرنا ممنوع ہے ۔

استماع مزید

۱۰ جن دو عورتون مین ایسی قرابت ہو کہ اون کے باہم درصورت ایک کے مرد ہونے کے نکاح جائز نہوتا اِن کے زمانہ واحد مین نکاح کرنا جائز نہین ہے ۔

حُر اور رق کا نکاح ۔

۱۱ آقا کو اپنے رق یعنی غلام کے ساتھہ نکاح کرنا بچا ہے لیکن حُر کا نکاح اوس رق کے ساتھہ جو خاص اوسکی ملک ہے نہو رق کے آقا کی اجازت سے جائز ہے بشرطیکہ حُر کا نکاح حُرّہ کے ساتھہ نہو گیا ہو ۔

مذہب متفاوتین

۱۲ عیسائی اور یہودی اور اور مذہب کے شخص جو توحید کے قایل ہین اون کا نکاح اہل اسلام کے ساتھہ ہو سکتا ہے ۔

ظن غالب نکاح

۱۳ اگر مرد و عورت کا مدت تک بطور زن و شوہر رہنا ثابت ہو تو بغیر شہادت گواہون کے بھی نکاح مظنون ہو گا لیکن باوجود اسکے ہر نکاح مین گواہون کا ہونا ضرور ہے ۔

قابلیت عقد

۱۴ اگر عورت بالغہ ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ چاہے جسکے ساتھہ نکاح کرے اور اگر نکاح کفو مین ہو تو ولی کو دست اندازی کا اختیار نہین ہے ۔

ولی کا اختیار

۱۵ اگر نکاح غیر کفو مین ہو تو ولی کو واسطے فسخ عقد کے دست انداز ہونیکا اختیار ہے ۔

عقد نابالغہ

۱۶ نابالغہ کو بغیر رضامندی اپنے ولی کے اختیار نکاح حاصل نہین ہے اور جواز نکاح قطعاً ولی کی اجازت پر منحصر ہے ۔

تعین میعاد ۔

۱۷ دونون صورتون مین جنکا ذکر اوپر ہوا ہے ولی کو قبل تولد کے دست انداز ہونا چاہیے ۔

کس صورت مین عقد فسخ ہو سکتا ہے ۔

۱۸ اگر نابالغ کا نکاح باپ یا دادا کی جانب سے عمل مین آیا ہے تو وہ جائز اور صحیح ہے اور نابالغ کو بلوغ کے بعد عقد کے فسخ کا اختیار حاصل نہین ہے لیکن اگر نکاح کسی اور ولی کی جانب سے ہوا ہو تو نابالغ کو اپنے بلوغ کے بعد اوسکے فسخ کا اختیار حاصل ہے بشرطیکہ اسقدر توقف نہو جسپر رضامندی کا اطلاق ہو سکے ۔

ولی جنکو عقد کا اختیار حاصل ہے

۱۹ اگر واسطہ داران پدری سے کوئی ولی موجود نہو تو رشتہ داران مادری کو نابالغ کے عقد کا اختیار ہے اور اگر رشتہ داران مادری سے بھی کوئی ولی باقی نرہا ہو تو حاکم عصر قایم مقام ولی ہو گا ۔

اقل مقدار مہر جسکا الادا ہونا مہر کو واجب الادا ہونا ہے

۲۰ نکاح کا لازمہ ضروری مہر ہے اور اس امر کا تعین نہین ہے کہ مہر زیادہ سے زیادہ کتنا ہو سکتا ہے مگر اقل درجہ دس درم † ہے اور گواہ ہونا جزو مہر کا بالعموم بتاخیر مشروط ہوتا ہے لیکن وہ بخلوت صحیحہ یا بعد وفات عہد الزوجین یا طلاق کے واجب الادا ہوتا ہے ۔

† درم کی قیمت معین نہین ہے ایک حساب سے درم سات ہے تین روپیہ کے مساوی ہے اور اس باب مین ہدایہ کا ترجمہ صفحہ ۲۲ جلد اول ملاحظہ طلب ہے ۔

اگر مقدار مہر قرار نہائی کہو تو تعین کرنا کسطرح ہو گا

۲۱ اگر مہر کی مقدار معین نہوئی ہو تو زوجہ مستحق پانے اسقدر مہر کی بجائے وسط ہو گی جو اوسکے باپ کے گھرانے مین عورات کو ملتا چلا آیا ہو ۔

مہر معجل یا موجل

۲۲ اگر تصریح اس امر کی نہو کہ مہر معجل ہے یا موجل تو واجب الادا ہونا کل مہر کا عند الطلب متصور ہونا چاہیے ۔

جو کچھ نسب کی رو سے ممنوع ہے وہی رضاعت کی رو سے بھی ممنوع ہے لیکن ملحقات مستثنیات مسائل طلاق

۲۳ قاعدہ یہ ہے کہ جو امر نسب کی وجہ سے ممنوع ہے وہی رضاعت کی رو سے بھی منع ہے لیکن بلحاظ نکاح کے اس قاعدہ کی نسبت ایک یا دو صورتین مستثنیٰ ہین مثلاً بہن کی مادر رضاعی سے یا ہمشیر رضاعی کی مان سے یا ہمشیر رضاعی کی بہن یا برادر رضائی کی بہن سے نکاح جائز ہے ۔

۲۴ شوہر کو اختیار ہے کہ بغیر صادر ہونے کسی بداطواری کے یا بلا وجہ زوجہ کو طلاق دے لیکن یہ جیسا اوس مسئلہ کے جو زیادہ تر تفصیل کیا گیا ہے طلاق بائن اوس صورت مین صادق آتی ہے جب کہ اوسکی تین مرتبہ ہو اور یہ ضروری ہے کہ بعد طلاق ہر مرتبہ کے ایک مہینے کا فصل ہو اور شوہر کو اختیار ہے

کہ اس عرصہ مین اوسکو صراحتاً یا کنایتاً زوجہ گردانے +

شرایط نکاح جو بعد طلاق ہو

۲۵ اگر عورت کو تین مرتبہ طلاق بائن دیا جاے تو جب تک عورت کا نکاح کسی اور شخص کے ساتھہ نہو اور اور اوسکو بسبب وفات یا طلاق کے شوہر ثانی سے افتراق نہو شوہر سابق اوسکے ساتھہ مضاجعت نہین کرسکتا لیکن اگر طلاق اوسکا ایک یا دو مرتبہ ہوا ہو تو نکاح ثانی کے واسطے یہہ شرط ضرور نہین ہے +

طلاق وقت قریب المرگ ہونیکے شوہر سے

۲۶ اگر شوہر قریب المرگ ہونیکے وقت زوجہ کو طلاق دے اور شوہر قبل انقضاے عدت یعنی چاہیئے دس روز کے مرجاے تو بھی زوجہ ترکہ پانیکی مستحق ہے اور عورت کو نکاح ثانی کے قبل اسقدر مدت تک انتظار کرنا لازم ہے +

کونسا امر بمنزلہ طلاق ہے +

۲۷ اگر شوہر زوجہ سے علیحدہ رہنیکا حلف کرے اور چار مہینے تک اپنے اقرار پر قایم رہے تو یہہ صورت بمنزلہ طلاق بائن کے ہے + ۲

خریدنا طلاق کا

۲۸ زوجہ کو اختیار ہے کہ باجازت اپنے شوہر کے روپیہ دیکر عقد نکاح سے برات حاصل کرے +

طلاق کا ایک اور طریق +

۲۹ ایک اور صورت افتراق کی یہہ ہے کہ شوہر علیحدہ رہنے کی قسم کھاے اور قسم کے ساتھہ بے عصمت ہونا زوجہ کا بیان کرے اور اگر عورت وقت علیحدگی حاملہ ہو اور شوہر حمل سے منکر ہو تو ایسی اولاد صحیح النسب ہوگی +

نامردی +

۳۰ اگر نامرد ہونا شوہر کا ثابت ہو تو اس بنا پر بھی عورت کا دعوی بابت افتراق کے جایز ہے +

مسائل صحت نسب

۳۱ جو طفل نکاح کے چھہ مہینے بعد پیدا ہو وہ بجمیع الوجوہ شوہر کی صلب سے متصور ہوگا علی ہذا القیاس جو طفل وفات شوہر یا طلاق زوجہ کے

+ طلاق رجعی کی ایک صورت کا مسئلہ یہہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنی نان یا اور محارم کے اعضا سے تشبیہ دے اور اسکے کفارہ کی تین صورتین ہین یعنی غلام کا آزاد کرنا یا خیرات دینا یا روزہ رکھنا طلاق کی اس خاص قسم کو اصطلاح مین ظہار کہتے ہین — ہدایہ جلد ۴ باب ۹ +

بعد دو برس کے اندر پیدا ہو وہ بھی صحیح النسب ہے +

قواعد در باب اولاد جاریہ

۳۲ جو اولاد جاریہ سے پہلے مرتبہ ہو وہ آقا کی صلب سے متصور ہوگی بشرطیکہ آقا اس امر کا مقر ہو لیکن اور صورتون مین ایسا نہین ہوسکتا اور اگر آقا پہلی اولاد کا اپنے صلب سے ہونا قبول کرے اور بعد ازان اوسی آقا کے نطفہ سے جاریہ کے اور اولاد ہو تو یہہ اولاد بلا لحاظ اقرار آقا کے اوسی کے صلب سے متصور ہوگی +

تسلیم کرنا صحت نسب کا +

۳۳ اگر ایک شخص کسی کو اپنا بیٹا قرار دے اور ظاہرا کوئی امر نہ پایا جاے جس سے ایسی قرابت نحال متصور ہو تو ایسا بیٹا صحیح النسب ہوگا +

آٹھوان باب

ولائت اور نابالغی کے بیان مین

مدت نابالغی

۱ جب تک سولھوان سال منقضی نہو جاے جملہ اشخاص مذکور اناث نابالغ متصور ہوتے ہین الا اوسمصورتین کہ علامات مذکورسے پہلے ظاہر ہون

مدارج نابالغی

۲ نابالغی کے کئی مدارج ہین گو تصریح اون کی مثل آئین قدیمہ روسیہ کے نہین کی گئی ہے — لفظ نابالغ بالعموم نسبت ان جملہ شخصون کے مستعمل ہوتا ہے جنکی عمر بلوغ کو نہ پہونچی ہو لیکن لفظ صبی کا اطلاق اطفال کی نسبت کیا جاتا ہے اور لفظ مراہق اون شخصونکے واسطے موضوع ہے جو قریب سن بلوغ کے ہون +

+ فرق بین جو اشخاص مین کیا گیا ہے بلحاظ بالغی نابالغی کے ہے اور نابالغی کے دو قسم ہین یعنی عاقل اور غیر عاقل اور عاقل کی بھی دو قسم ہین طفل اور مراہق

نابالغون کے حقوق

۳ جیسا کہ قانون انگلشیہ مین مختلف مدارج نابالغی کے واسطے حقوق معین ہین ویسا شرع مین نہین ہے ۔

ولیون کا ذکر

۴ ولی دو قسم کے ہین اصلی یا مقرری یعنی جنکا تقرر وصیت کی رو سے ہو ۔

ایضاً

۵ ولی کی دو قسمین اور ہین یعنی قریب اور بعید پہلی قسم مین باپ اور دادا اور اون کے وصی اور قایم مقامان وصی اور پچھلی قسم مین وہ واسطہ داران پدری داخل ہین جو بعید ہون اور اون کی ولایت صرف تعلیم اور نکاح نابالغ کی بابت پہنچتی ہے ۔

خلاصہ آئین رومیہ مؤلفہ ٹیلر صاحب ۔ شرع محمدی کے بموجب سن بلوغ سے ۲۴ برس تک زمانہ شباب کہلاتا ہے اور ۴۵ برس کی عمر تک کہل اور بعد ازان اخیر عمر تک زمانہ شیخی ۔

۶ مرد و عورت کے مختلف سن مین مختلف امور کا اختیار ہوتا ہے یعنی مرد ۱۲ برس کے سن مین حلف فرمان برداری کر سکتا ہے اور ۲۴ برس کی عمر مین اوسکو شعور حاصل ہوتا ہے اور بوجہ حاصل ہونے شعور کے وہ اپنا نکاح قبول یا نامنظور اور ولی منتخب کر سکتا ہے اور اگر صاحب شعور ہونا اسکا بخوبی ثابت ہو تو وہ اپنے مال منقولہ کی نسبت وصیت کرنیکا مجاز ہوگا اور ۱۷ برس کے سن مین مرد وصی ہو سکتا ہے اور ۲۱ برس کی عمر مین اسکو مال غیر منقولہ وغیرہ کے انتقال کا اختیار نامہ حاصل ہوتا ہے ۔ عورت کی نسبت یا مناکحت ۷ برس کی عمر مین ہو سکتی ہے اور ۹ برس کی عمر مین اسکو جہیز پانیکا استحقاق پہنچتا ہے اور ۱۲ برس کے سن بلوغ کو پہنچتی ہے اور ایسی حالت مین اسکو اپنے نکاح کے اقرار یا انکار کا اختیار ہے اگر دی شعور

اولیاء قریب کے اختیارات ۔

۶ پہلی قسم کا ولی بمنزلہ محافظ مذکورہ آئین قدیمہ رومیہ اور منصرم مندرجہ مجموعہ قوانین بنگالہ کے ہے اور اوسکو جایداد نابالغ کی نسبت بنظر اسکے منفعت کے کاربند ہونیکا اختیار ہے اور درصورت نہونے ولی قریب کے یہہ اختیار ولی بعید کو حاصل نہین ہوتا بلکہ حاکم عصر کو پہنچتا ہے ۔

ولایت واسطہ داران مادری ۔

۷ واسطہ داران مادری ولیون کی ادنی قسم سے ہین کیونکہ ایسے واسطہ دارون کو تعلیم اور نکاح نابالغ کا اختیار صرف بحالت موجود نہونے واسطہ داران پدری یا مان کے حاصل ہوتا ہے ۔

کیوقت تک مان محافظ تصور کیجاتی ہے ۔

۸ مان کو سات برس کی عمر تک اور بیوہ کو بحالت بیوگی بیٹون کی حفاظت کا اختیار ہے اور دختروں کی نسبت ان کے سن بلوغ تک ۔

قواعد خاص ۔

۹ اگر مان دوسرا نکاح کرے تو اوسکو اختیار محافظت حاصل نہین رہتا مگر بعد ازان بیوہ ہو جانیکی صورت مین وہی اختیار اوسکو پھر حاصل ہو جاتا ہے ۔

ہونا اسکا ثابت ہو تو وہ اپنی جایداد منقولہ کی بابت وصیت کر سکتی اور ۱۴ سال مین وہ قانوناً سن شعور کو پہنچتی ہے اور اوسکو ولی منتخب کرنیکا اختیار ہے اور ۱۷ برس کی عمر مین وہ وصیہ ہو سکتی ہے اور ۲۱ برس مین اوسکو اپنے نکاح اور اشیاء غیر منقولہ کے انتقال کا اختیار حاصل ہوتا ہے ۔

شرح مؤلفہ بلاکسٹن صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۶۳ ۔

واسطہ داران پدری کا استحقاق ۔

۱۰ قرابت داران پدری کو نابالغ کی تعلیم اور نکاح کا اختیار بلحاظ قرابت اور باستحقاق وراثت ترکہ نابالغ کے حاصل ہوتا ہے ۔

فرضہ جو فرض نا لیا جاوے ۔

۱۱ جو قرضہ کہ ولی نے بنظر پرورش یا تعلیم نابالغ کے ضرورتاً لیا ہو اوسکا ادا کرنا نابالغ پر بعد اپنے بلوغ کے واجب ہے ۔

امور جنکا اختیار نابالغ کو نہین ہے ۔

۱۲ نابالغ کو اپنی مرضی کے مطابق اور بغیر اجازت ولی کے نکاح کرنے یا طلاق دینے یا غلام کے آزاد کرنے یا قرض لینے یا دین کے ذمہ دار ہونے یا کسی ایسے معاملہ کے انعقاد کرنیکا اختیار نہین ہے جس سے ظاہرا اسکی منفعت متصور نہو ۔

امور جنکا اختیار نابالغ کو ہے ۔

۱۳ نابالغ ہر قبول کر سکتا ہے یا ایسا فعل جس سے ضرر یا اسکی منفعت متصور ہے ۔

ولی کو جایداد غیر منقولہ نابالغ کے بیع کا اختیار خاص صورتون مین ہے۔ مستثنیات۔

۱۴ ولی کو باستثناء ان صورتون کے جنکا ذکر ذیل مین لکھا جاتا ہے نابالغ کی جایداد غیر منقولہ کے بیع کا اختیار حاصل نہین ہے اور وے صورتین یہہ ہین اوّل یہہ کہ جایداد غیر منقولہ دو چند قیمت کو فروخت ہو سکتی ہو۔ دوم یہہ کہ نابالغ کے پاس اور کچھہ جایداد نہو اور بیع کرنا اسکا واسطے خورد و پوش نابالغ کے ناگزیر ہو۔ سوم یہہ کہ مورث نابالغ قرضدار مرجاے اور ادا ہونا اس کے دین کا بغیر بیع جایداد کے ممکن نہو۔ چہارم جب وصیتنامہ مین ایسی شرایط ہون جنکی تعمیل بغیر بیع کرنے جایداد مذکور کے نہو سکتی ہو۔ پنجم جب جایداد کا محاصل اخراجات جایداد مذکور کے واسطے مکتفی نہو ششم جب جایداد کے ضایع ہونیکا اندیشہ ہو۔ ہفتم جب جایداد غصب کی گئی ہو اور ولی کو بصورت جایز واپس نہ لینے کا اندیشہ ہو +

ولی کو نابالغ کی جایداد منقولہ کے نسبت اختیار ہے استعمار

۱۵ جو معاہدہ ولی قریب کی جانب سے بنظر منفعت نابالغ یا خود نابالغ کی طرف سے بصلاح و مرضی ولی مذکور کے جایداد منقولہ کے باب عمل مین آوے وہ جایز اور نابالغ پر واجب التعمیل ہوگا مگر شرط یہہ ہے کہ ایسے معاہدہ مین کسیطرح کی دغا یا فریب نیا جاوے +

نابالغ کی ذمہ داری

۱۶ اگر نابالغون کی جانب سے امور مالی مین اور شخصون کی جایداد یا حقوق کی نسبت نقصان یا ضرر عمداً عاید ہو تو مواخذہ اوسکا ان سے ہوگا لیکن معاملات فوجداری مین نابالغ قصاص کے مستوجب نہونگے الّا حاکم کو اختیار ہے کہ تادیباً اون کی نسبت تعزیر تجویز کرے +

نوان باب

رقیت یعنی غلامی کے بیان مین

کس قسم کی رقیت شرعاً جایز ہے۔

۱ شرع کی رو سے صرف دو قسم کے شخص رق متصور ہو سکتے ہین اوّل کفار جو جنگ مین اسیر ہون دوم اون کی اولاد۔ ہر قسم کے معاملات اور وراثت مین یہہ شخص مثل اور مال کے متصور ہون گے +

رقیت کی دو قسمین ہین یعنی کامل اور ناقص رق ناقص۔

۲ رقیت کی دو قسمین ہین یعنی کامل اور ناقص +

۳ رق ناقص تین قسم کے ہین اوّل مکاتب دوم مدبر سوم اُم ولد +

مکاتب۔

۴ مکاتب وہ ہے جب رق اور مالک کے باہم یہہ اقرار پاوے کہ اگر رق کسیقدر زر نقد بالفعل یا آیندہ یا بقسط ادا کرے تو وہ فوراً آزاد کر دیا جاویگا

قاعدے جو رق مکاتب سے متعلق ہین۔

۵ اگر رق کی جانب سے الفا رشرط ہو تو وہ آزاد کر دیا جاویگا ورنہ وہ بدستور سابق رق کامل متصور ہوگا اور اس عرصہ مین مالک اسکے قبضہ سے دست بردار ہو جاتا ہے نہ اوسکی ملک سے لیکن انتقال اوسکا بذریعہ ہبہ یا بیع یا رہن یا کرایہ کے نہین عمل مین آسکتا +

رق مدبر۔

۶ اگر مالک یہہ وعدہ کرے کہ بعد اسکی وفات کے رق آزاد کر دیا جاوے تو ایسے رق کو مدبر کہتے ہین اور یہہ وعدہ بہ تعین یا بلا تعین زمانہ ہو سکتا ہے یعنی بالعموم یہہ وعدہ کیا جاوے کہ غلام بعد مرنے مالک کے آزاد کیا جاویگا یا یہہ شرط کیجاوے کہ اگر مالک سہ دہ خاص کے اندر وفات پاوے تو غلام آزاد ہو جاویگا۔

قاعدے جو رق مدبر سے متعلق ہین۔

۷ اس قسم کے رق کا بیع یا ہبہ جایز نہین ہے لیکن اوس سے کام لینا اور اوسکو کرایہ پر دینا روا ہے اور اگر جاریہ ہو تو اسکا وطی کر دینا بھی جایز ہے اور جب اقرار مطلق ہو تو غلام بعد وفات مالک کے آزاد ہو جاتا ہے اور اگر اقرار مشروط ہوا اور مالک سہ دہ خاص کے اندر وفات پاوے تو آزادی اوسکی عمل مین آویگی +

مستثنیات جو قواعد عامہ مذکورہ بالا کی نسبت ہین

۸ اس قسم کے غلامون سے اور دیون کے قاعدے متعلق ہین کیونکہ جسطرح اور قسم کی جایداد وارثون کو پہنچتی ہے اسیطرح ایسے غلام اون کی جایداد مین

داخل سمجھے جاتے ہین اور اگر مالک سوا ایسے غلامون کے اور کوئی جایداد نہ چھوڑے تو اون کی ذات صرف بقدر مالیت ایک ثلث کے آزاد ہوسکتی ہے اور باقی دو ثلث کی بابت اونکو چاہیے کہ اپنے مالک کے وارثون کی منفعت کے واسطے محنت کرکے آزادی حاصل کرین اور اگر مالک قرضدار مرجاے تو جب تک دیے بنظر منفعت قرضخواہان مالک کے اپنی محنت سے جایداد بقدر اپنی مالیت کے حاصل نکرین آزادی اون کی عمل مین نہ آئیگی ۔

اُم ولد ۔ ۹ جب مالک کے نطفہ سے جاریہ کے اولاد ہو تو ایسی جاریہ کو اُم ولد کہتے ہین ۔

قواعد متعلقہ اُم ولد ۔ ۱۰ جو قاعدہ رق کا ہر ہے مین ہے وہی اس قسم کے رق کے بھی ہے مگر فرق یہہ ہے کہ جاریہ مالک کی وفات کے بعد آزاد ہوجاتی ہے یعنی کو مالک متوفی کی کوئی اور جایداد ہو یا نہو یا اوس کے ذمہ قرضہ ہو یا نہو جاریہ بعد کسی شرط کے آزاد ہوجائیگی لیکن ملحوظ رہے کہ اگر مالک نے ولد اوّل اپنے نطفہ سے ہونا تسلیم نکیا ہو تو ایسی اولاد کا نسب ثابت نہوگا ۔

امور جنکے عمل کا غلام کو اختیار نہین ہے ۔ ۱۱ غلامون کو شرعاً ہر طرحکی بے اختیاری ہے یعنی وے بغیر اجازت اپنے آقا کے نکاح نہین کرسکتے اور اون کی گواہی بھی قبول نہین ہوسکتی اور نا وے تنکیکہ اونکو اجازت حاصل نہو اقرار اون کا معاملات جایداد کی نسبت منظور نہین ہوسکتا اور اون کو بالعموم سررشتہ مال مین کوئی عہدہ نہین مل سکتا اور نہ وے وصی یا ضامن یا ولی ہوسکتے ہین الّا اوس صورت مین کہ آقا کی اولاد کے لیئے تقرر خاص کے ذریعہ سے ولی یا وصی نامزد کیے جاین اور وے ہبہ یا بیع نہین کرسکتے اور نہ وراثت اور وصیت کے مجاز ہین ۔

غلامون کی نسبت رعایت ۔ ۱۲ بمقابلہ بے اختیاری مذکورہ بالا کے غلام اکثر اون امور کی تعمیل سے معذور رکھے جاتے ہین جو آزاد شخصون پر واجب ہین مثلاً غلامون پر نالش نہین ہوسکتی الا اون کے آقا کے روبرو ۔ اون پر محصول کا ادا کرنا واجب نہین ہے اور نہ وے قرضہ کی بابت قید ہوسکتے ہین اور جرائم متعلقہ فوجداری کی نسبت اون کے واسطے بہت رعایتین ملحوظ رکھی گئی ہین ۔

غلام جسکو خاص امر کے واسطے اجازت دیجاے قواعد متعلقہ نکاح غلامان ۔ ۱۳ ہر قسم کے غلام کو کسی امر خاص کے واسطے یا بالعموم تجارت کیلئے اجازت حاصل ہوسکتی ہے اور ایسی صورت مین اونکو بقدر اجازت کے عمل کرنا چاہیے ۔

۱۴ آقا اپنے غلام کو نکاح کیلئے مجبور کرسکتا ہے ۔ رق کامل کا بیع واسطے ادا کرنے مہر اور خورد و پوش اون کی زوجہ کے جائز ہے اور رق ناقص سے بالعوض اس امر کے رخصت لیجاتی ہے ۔ بحالت موجود ہونے زوجہ حرہ کے جاریہ کے ساتھہ نکاح جائز نہین ہے اور آقا کا نکاح جاریہ کے ساتھہ کسی صورت مین جائز نہین ہے اور نہ غلام اپنی مالکہ سے نکاح کرسکتا ہے ۔

محارم کی غلامی جائز نہین ہے ۔ ۱۵ وے واسطہ دار جنکے ساتھہ نکاح ممنوع ہے وہ ایک دوسرے کے غلام نہین ہوسکتے ۔

غلام کی اولاد ۔ ۱۶ اگر ایک شخص کے غلام اور دوسرے کی کنیز سے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد کی نسبت از روے مسئلہ متعارفہ ان کو شرعاً استحقاق پہنچتا ہے نہ باپ کو ۔

بحث اس امر کی کہ کوئی شخص اپنے غلام کو کسقدر جلیت بطور غلام کے فروخت کرسکتا ہے یا نہین ۔ ۱۷ اس باب مین بحث ہے کہ نہایت ناداری کی حالت مین بیع کرنا اپنے تئین بطور غلام کے کسقدر جائز ہے ۔ محیط السرخسی مین جو معتبر کتابہ ہے اس امر کو جائز لکھا ہے اور اگرچہ معتبر ہونا اس کتاب کا در باب جائز ہونے اسطرح کے بیع کے تسلیم کیا گیا ہے لیکن اس باب مین بالاتفاق یہہ رائے ہے کہ بیع سبب درخواست رق کے فسخ ہونا چاہیے اور جو کچھہ قیمت اسکو خریدار سے ملی ہو بالعوض اسکے اوس سے محنت لینی چاہیے ۔

بندگی ۔ ۱۸ اس باب مین جملہ عالمون کا اتفاق ہے کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ ساری عمر کے لیئے یا جسقدر عرصہ تک چاہے دوسرے کی ملازمی اختیار کرے لیکن اگر اسطرح کی بندگی بحالت نابالغی اختیار کیجاے تو وہ بعد بلوغ فسخ ہوسکتی ہے ۔

دسوان باب
وقف کے بیان مین

وقف کی تعریف

۱ امور مذہبی کے واسطے متعلق کرنا جایداد کا وقف کہلاتا ہے اور ایسی صورت مین مالک حق جایداد مذکور پر باقی نہین رہتا اور محاصل اسکا رفاہ عام مین صرف ہوتا ہے ۔

قواعد متعلقہ وقف

۲ وقف قابل بیع یا ہبہ یا وراثت کے نہین ہے اور اگر قریب المرگ ہونے کی حالت مین جایداد وقف کیجاے تو منجملہ اس کے صرف ایک ثلث وقف تصور کیجائیگی اور جایداد غیر منقسمہ کا وقف جائز ہے ۔

جایداد وقف کا بیع کس صورتون مین جائز ہے ۔

۳ اگر جایداد وقف کا بیع واسطے مصارف مرمت مکانات یا دیگر ضروریات کے ناگزیر ہو اور مصارف کی سبیل مکانات کے کرایہ دینے یا کسی اور عارضی طریق سے ممکن نہو تو بیع اوسکا بذریعہ عدالت جائز ہے ۔

جایداد وقف کا دیا جانا ایسے شخص کو جو موقوف نہو ۔

۴ اگر جایداد کسی خاص شخص کے نام ساکین مین تقسیم ہونیکی مراد سے وقف کیجاے تو موجود ہونا موقوف الیہ کا وقف کے وقت ضرور نہین ہے مثلاً اگر جایداد زید کی اولاد کے نام وقف کیجاے اور بعد اوسکے اولاد کے تقسیم ہونا اوسکا ساکین مین منظور ہو اور لاولد ہونا زید کا ثابت ہو تو بھی وقف جائز ہوگا اور اوسکا محاصل ساکین کو تقسیم ہوگا ۔

تا وقتیکہ متولی سے بداطواری نہو وہ برطرف نہین کیا جا سکتا

۵ جو شخص وقف کنندہ کی جانب سے متولی مقرر کیا جاے اوسکو حاکم عصر برطرف نہین کر سکتا الا اوس صورت مین کہ سرزد ہونا بداطواری کا اوسکی جانب سے ثابت ہو اور خود وقف کنندہ بھی متولی کو برخاست نہین کر سکتا مگر اوس حالت مین کہ وقت تقرر متولی کے وقف کنندہ نے برطرفی اوسکی بھی اپنے اختیار مین رکھی ہو ۔

متولی کی قایم مقامی

۶ اگر وقف کنندہ کی جانب تصریح اس امر کی نہوئی ہو کہ بعد وفات متولی کے جسکو وہ نامزد کرے تولیت کس شخص کو پہنچیگی اور نہ وقف کنندہ نے کسی شخص کو اپنا وصی نامزد کیا ہو تو متولی مجاز ہے کہ قریب المرگ ہونیکے وقت اپنا قایم مقام بشرط منظوری حاکم عصر کے مقرر کرے

قواعد تولیت

۷ جو شے خاص وقف کیجاے تو مبادلہ اوسکا دوسری شے کے ساتھ نہین ہو سکتا الا اوس صورت مین کہ وقف کنندہ کی جانب سے اس باب مین شرط قرار پائی ہو یا شے مذکورہ پر قابض رہنا بمقتضاے حالات ناممکن ہو یا مبادلہ سے فایدہ صریح متصور ہو علی ہذا القیاس جو اراضی وقف کیجاے اوسکی مالیت سے کم نرخ پر اجارہ دینا جائز نہین ہے اور میعاد اجارہ تین سال سے متجاوز نہو مگر اوس حالت مین کہ میعاد مذکور سے تجاوز کرنا واسطے جایداد موقوفہ کے ناگزیر ہو ۔

کن صورتون مین خلاف وصیت وقف کنندہ کے عمل کیا جاتا ہے

۸ صورتہاے ذیل کے سوا واقف کے احکام کو ملحوظ رکھنا ضرور ہے ۔ یعنی اگر اوس نے یہہ شرط قرار دی ہو کہ متولی حاکم عصر کے حکم سے برطرف نہوگا باوجود ایسی شرط کے برطرفی متولی کی درصورت ثبوت اوسکی بداطواری کے عمل مین آئیگی علی ہذا القیاس اگر اوسکی جانب سے یہہ شرط ہوئی ہو کہ اراضی وقف ایکسال سے زیادہ مدت کے واسطے اجارہ نہ دیجاے اور ملنا اجارہ دار کا اسقدر قلیل مدت کے لیے دشوار ہو یا زیادہ میعاد کے اجارہ سے جایداد کا نفع متصور ہو تو حاکم وقت کو ان امور مین بغیر اجازت متولی کے کاربند ہونیکا اختیار ہے اور اگر وقف کنندہ نے شرط کی ہو کہ منافع جایداد کا فقرا اور مسجد مین تقسیم کیا جاے تو باوجود اس شرط کے منافع مذکور اور محتاجین کو دیا جائیگا اور اگر اوس نے

محتاجون مین روزانہ کہانا تقسیم کرنے کی شرط کی ہو تو بالعوض اوسکے نقد روپیہ دیا جا سکتا ہے اور اگر حاکم وقت کے نزدیک مناسب متصور ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ کاربردازان وقف کا مشاہرہ زیادہ کرے اور اگر جایداد وقف کے مبادلہ سے فایدہ متصور ہو تو حاکم مذکور کو اس امر کا بھی اختیار ہے گو واقف کی طرف سے اس باب مین امتناع صریح ہوا ہو ۔

۹ اگر واقف کنندہ دو شخصون کو بالاشتراک متولی مقرر کرے تو ان مین سے ہر واحد کو تنہا سرپرای کا اختیار نہین ہے لیکن اگر خود واقف کنندہ نصف جایداد کی تولیت اپنے اختیار مین رکھے اور دوسرے شخص کو بقیہ نصف کا متولی قرار دے تو وقف کنندہ تولیت مشترکہ کے ذریعہ سے اور باختیار خود کاربند ہونیکا مجاز ہے ۔

دو متولی کیے جانیکی صورت

۱۰ اگر حاکم وقت بنظر رفاہ عام بیت المال سے کچھ وقف کرے اور تولیت کی نسبت تصریح نہ کی گئی ہو تو اہتمام اوسکا کسی نہایت ذی علم شخص کے سپرد کیا جاے لیکن جو وقف رعایا کی جانب سے عمل مین آیا اوسکی نسبت باستثنا صورتون مذکورہ بالا کے وقف کنندہ کے احکام پر لحاظ ہونا چاہیے ۔

قاعدہ عام جب واقف نے تولیت کا انتظام نہین کیا یا رعایا کی جانب سے عمل مین آیا ہے

گیارہوان باب

دیون اور کفالت کے بیان مین

وارثون کی ذمہ داری

۱ جو دین میت کے ذمہ ہو مواخذہ اوسکا وارثون پر بقدر ترکہ واجب ہے ۔

دین جسکی نسبت قرب المرگ ہونیکے وقت اقرار کیا گیا ہو

۲ جس دین کی نسبت قریب المرگ ہونیکے وقت اقرار کیا جا دیا جانا اوسکا تا ادا ہونے اوس قرضہ کے جو حالت صحت مین بدلا کیا ہو ملتوی رہنا چاہیے الا اوس صورت مین کہ واقعی ہونا پہلی قسم کے قرضہ کا مشہور و معروف ہو اور اگر کوئی شخص قریب المرگ ہونیکے وقت ایک وارث کو اپنا قرضخواہ قرار دے تو ایسا اقرار قطعی باطل اور ناجایز ہے الا اوس صورت مین کہ بقیہ وارث واجب الادا ہونا اوس دین کا تسلیم کرین ۔

قرضہ جب دو شخص بالاشتراک قرض لین

۳ اگر دو شخص بالاشتراک قرض لین اور ایک اون مین سے مرجاے تو شخص حی القایم صرف نصف قرضہ کا ذمہ دار ہوگا الا جب یہ شرط صریح ہوئی ہو کہ کل قرضہ ہر واحد کے ذمہ عاید ہوگا کیونکہ شرعاً ہر واحد منافع قرضہ مین شریک مساوی تصور کیا جاتا ہے پس جو منافع ایک شخص کو حاصل ہوا اوسکی بابت دوسرا شخص ذمہ دار نہین ہو سکتا ۔

جب دو شخص بالاشتراک ضامن ہون

۴ اگر دو شخص واسطے ادا کرنے کسی قرضہ کے بالاشتراک ضامن ہون اور ایک اون مین سے وفات پاے تو شخص حی القایم کل قرضہ کی بابت ذمہ دار متصور نہو گا مگر جب شرط صریح ہوئی ہو کہ کل قرضہ کا مواخذہ ضامن سے ہوگا اور ہر واحد دوسرے کا ضامن ہوگا ۔

بعض صورتون مین شرکا بالاشتراک دیوالا جان کے واسطے ہر سکتے ہین

۵ اگر دو شخص کسی تجارت مین شریک ہون اور سرمایہ اون کا برابر ہو اور دیگر بلحاظ جمیع امور کے مساوی ہون تو ایسی صورت مین مطابق قاعدہ مذکورہ بالا کے عمل نہین ہوگا بلکہ ایسی صورت مین ایک شریک دوسرے شریک کے جملہ افعال اور اوس قرضہ کا ذمہ دار ہوتا ہے جو وہ کاروبار کے واسطے لیے مگر شرکت کے اور معاملون مین اسطور پر عمل نہین ہوتا یعنی یہ نہین ہو سکتا کہ قرضخواہ کل قرضہ کا مطالبہ صرف ایک شریک سے کرے بلکہ اوسکو چاہیے کہ اپنے کل قرضہ کا دعوی بالاجمال کرے یا اگر صرف وہ ایک شریک کی نسبت دعویدار ہونا مناسب سمجھے تو دعوی اوسکا صرف بقدر حصہ شخص مذکور کے ہونا چاہیے ۔

قرضہ جو واسطے نابالغ کی ضرورت کے لیا گیا ہو

۶ جو قرضہ ولی بنظر ضرورت نابالغ کے لیے اوسکا ادا کرنا نابالغ پر بلوغ کے بعد واجب ہے ۔

مدیون کو اجبار کاروبار کے واسطے ممنوع نہین ہوسکتا ۔

۷ مدیون کی نسبت امتناع کلی اپنے کاروبار کے انصرام کے واسطے نہین ہوسکتا لیکن یہہ ہوسکتا ہے کہ جو معاملات صریح اوسکے قرضخواہ کے حق مین مضر ہون اون کے انعقاد سے وہ باز رکھا جاوے ۔

قرضہ کا ثبوت بذریعہ اقبال مدیون و بذریعہ شہادت ۔

۸ اگر مدیون پر نالش دایر ہو اور وہ قرضہ سے اقرار کرے تو اوسکو فی الفور مقید کرنا چاہیے لیکن اگر وہ منکر ہو اور قرضہ شہادت سے ثبوت کو پہنچے تو اوسکو فوراً سپرد محبس کرنا چاہیے ۔

نادہند قرضدار ۔

۹ اگر بغیر صادر ہونے حکم ادا قرضہ کے مدیون حراست مین نرکھا گیا ہو اور قرضہ کے ادا کرنے مین اوسکی جانب سے توقف بیجا ہوا ہو اور قرضہ بابت کسی شے کے ہو یا بابت منافع کسی معاملہ کے تو دونون صورتون مین باوجود پیش ہونے عذر افلاس کے قرضدار کو سپرد محبس کرنا چاہیے ۔

قاعدہ خاص بعض صورتون مین ۔

۱۰ لیکن اگر مدیون کو کوئی شے معتد بہ قرضہ مین نہین ملی ہو بلکہ وہ دوسرے شخص کی جانب سے ضامن ہو تو مدیون کو مقید کرنا چاہیے الا اوس صورت مین کہ دائن مستطیع ہونا اوسکا ثابت کرے ۔

تعین میعاد قید ۔

۱۱ درصورت ظاہر ہونے بے استطاعتی کے حاکم عدالت کو میعاد قید کی تجویز کا اختیار ہے ۔

ایکبار رہا ہو جانا دوبارہ قید ہونیکا مانع نہین ہے ۔

۱۲ اگر مدیون ایک مرتبہ رہا ہو جاوے تو آئندہ برایت اوسکی دائنون کے مطالبہ سے نہین ہوسکتی اونکو اختیار ہے کہ درصورت ثبوت استطاعت ادا ردین کے مدیون کو گرفتار کرائین ۔

قرقی و نیلام ۔

۱۳ مال مدیون کی قرقی اور نیلام مین نہایت احتیاط لازم ہے یعنی پہلے اوسکے روپیہ کو ادا ردین مین محسوب کرنا چاہیے بعد ازان مال منقولہ اور آخرکار مکانات و اراضی کو ۔

رہن ۔

۱۴ اراضی اور مال منقولہ کے رہن مین شرعاً کچھہ فرق نہین ہے ۔

رہن بغیر قرضہ کے ناجائز ہے ۔

۱۵ شرع محمدی کے بموجب رہن بالکفالت جائز نہین ہے بلکہ رہن کے واسطے قبضہ ضرور ہے ۔

شے مرہونہ ۔

۱۶ دائن کو شے مرہونہ کے انتقال و بیع کا کبھی اختیار نہین ہے الا اوس صورت مین کہ فیمابین دائن اور مدیون کے اس باب مین شرط صریح قرار پائی ہو کیونکہ شے مرہونہ قرضہ کا بدل تصور کیجاتی ہے اور سود ممنوع ہونے کی جہت سے دین مین زیادتی کا احتمال نہین ہے ۔

مرتہن جنکی تعمیل اوسپر واجب ہے ۔

۱۷ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ شے مرہونہ کے رکھنے کا صرف مرتہن کے ذمہ اور اوسکے عیال خود قایم رہنے کا خرچ راہن کے ذمہ ہوتا ہے مثلاً اگر گھوڑا رہن رکھا جاوے تو راہن کو گھوڑے کی خوراک کا صرف دینا چاہیے اصطبل کی تجویز مرتہن پر واجب ہے ۔

مرتہن شے مرہونہ کو کام مین نہین لاسکتا ۔

۱۸ اگر کوئی شے قرضہ کی عوض رہن رکھی جاوے تو مرتہن بلا اجازت راہن کے اوسکے کام مین لانیکا مجاز نہین ہے اور اگر وہ کام مین لاوے تو شے مذکور کی کل مالیت کا مواخذہ اوس سے کیا جائیگا ۔

شے مرہونہ کا تلف ہونا مرتہن کے قبضہ مین ۔

۱۹ اگر شے مرہونہ قرضہ کے مساوی ہو اور بغیر کسی فعل مرتہن کے تلف ہوجاوے تو دین کا دعوی زایل ہوجاتا ہے اور اگر شے مذکور کی مالیت قرضہ سے زاید ہو تو مرتہن زیادتی قیمت کا ذمہ دار نہوگا اور اگر مالیت قرضہ سے کم ہو تو راہن پر کمی کا ایفا لازم ہے لیکن اگر شے مرہونہ مرتہن کے کسی فعل سے عمداً تلف ہوئی ہو تو مرتہن پر اوسقدر مالیت کا دینا لازم ہوگا جو قرضہ سے زاید ہو ۔

حق مرتہن ۔

۲۰ اگر کوئی شخص مرجاوے اور اوس کے بہت سے قرضخواہ ہون اور اوس نے بمنجملہ ان شخصون کے کسی کے پاس کچھہ جایداد رہن رکھی ہو تو مرتہن کو

جائیداد متوفی سے جسپر وہ قابض ہو بحروسی جملہ اور قرضخواہون کے اپنے قرضہ کے وصول کرنیکا اختیار ہے ۔

بارہوان باب

دعاوی اور معاملات عدالت کے بیان مین

سماعت دعوی شرعاً عدم سماعت کے واسطے شرعاً کوئی قاعدہ معیاد کا معین نہین ہے ۔ †

۲ جو دعوی اقرار زبانی پر مبنی ہو وہ مثل اوس دعوی کے معتبر متصور ہے جو دستاویز پر مبنی ہو ۔ اقرار زبانی و تحریر وقت مین مساوی ہے

۳ اگر کوئی معاملہ دستاویز پر مبنی ہو اور وہ دست آویز بیضابطہ ہو تو اس سے معاہدہ مین نقص عاید نہین ہو سکتا مگر شرط یہہ ہے کہ متعاقدین کا مقصود و ملحاظ اور مراتب کے بخوبی واضح ہو سکتا ہو ۔ دستاویزات بیضابطہ ۔

† بحرالرایق مین کتاب مبسوط سے ایک یہہ قول منقول ہے کہ اگر کوئی شخص ۳۳ برس کے عرصہ تک بلا وجہہ دعوی کے پیش کرنے مین غفلت کرے تو دعوی اوسکا عدالت مین مسموع نہوگا لیکن یہہ قول مسئلہ مسلمہ کے خلاف ہے ۔

تقدم زمانہ ۴ جملہ دعاوی کی نسبت قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جو معاملہ پہلے وقوع مین آیا ہو اوس کے دعوی کو بلحاظ استحقاق ترجیح ہے ۔

پیش ہونا دعوی خریداری کا بیعنامہ کے ۵ اگر دعوی خریداری اور ہبہ کی تقدیم و تاخیر دریافت نہو سکے تو دعوی خریداری کو ہبہ پر ترجیح ہوگی ۔

معاہدات کا اتباع ۶ اگر متعاقدین سے ایک فریق مرجائے تو معاہدہ اکثر باطل نہین ہوتا بلکہ تعمیل اوسکی قایم مقامون پر بقدر ترکہ واجب ہوتی ہے الّا اوس صورت مین کہ معاہدہ کسی فریق کی ذات خاص سے متعلق ہو مثلاً اگر اجارہ کے معاملہ مین زمیندار یا مستاجر مرجائے تو اجارہ باقی نہین رہتا ۔ ورثہ کو حکم نہین ہے استثنا ۔

استثنا در زید ۷ علی ہذا القیاس یہی قاعدہ ہر قسم کے معاملات شراکت سے اوس صورت مین متعلق ہے جب شرکا حی القایم پر شریک متوفی کے وارثون کے ساتھہ یا وارثون شرکا رہنے کو یکے ساتھہ کاروبار جاری رکھنا لابد ہو اور جسطرح معاہدہ احد المتعاقدین کی وفات سے فسخ ہو جاتا ہے اوسیطرح اوسکے شرعاً محروم ہو جانے سے بھی باطل ہو جاتا ہے ۔

گواہ ۸ گواہون کو حلف نہین دیا جاتا ہے ۔

تعداد گواہان ۹ معاملات دیوانی مین گواہی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی ضرور ہے ۔

کس قسم کے شخصون کی گواہی نہین ہے ۱۰ غلام اور نابالغ اور وہ شخص جو توہین کے جرم مین ماخوذ ہو چکے ہون اور شہادت کے مجاز نہین ہین ۔

کس قسم کے اشخاص کی گواہی مقبول نہین ہو سکتی ۱۱ باپ کی گواہی بیٹے کی نسبت یا دادا کی شہادت پوتے کی نسبت یا برعکس اسکے مقبول نہین ہو سکتی علی ہذا القیاس شوہر کی گواہی زوجہ کی نسبت یا برعکس اسکے جائز نہین ہے اور ملازم کی گواہی آقا کے حق مین یا آقا کی شہادت ملازم کی نسبت درست نہین ہے ۔

کس قسم کے اشخاص کی گواہی مقبول نہین ہو سکتی ۱۲ علی ہذا القیاس معاملات شراکت مین کسی شریک کی گواہی جائز نہین ہے ۔

عورت کی گواہی کس صورت مین شہادت سماعی ۱۳ جو معاملات خاص عورتون سے متعلق ہین اون مین عورات کی گواہی بلا تائید مردون کی شہادت کے جائز ہے ۔

شہادت سماعی ۱۴ اسمی شہادت در باب اثبات تولد و وفات و نکاح و مصاحبت اور تقرر قاضی کے جائز ہے کیونکہ ایسے معاملات مین گواہ رویت اکثر نہین ہوتے ۔

شہادت متضاد ۱۵ اگر کسی دعوی کے ثابت کرنے کے لیے تعداد معینہ سے زیادہ گواہ پیش کیے جائین تو اس سے دعوی زیادہ تر قابل لحاظ نہین ہو سکتا ۔

۱۶ جن گواہون کی شہادت سے دعوی مدعی کا بابت اوس شیے کے ثابت ہو جو مدعی کے بیان مین داخل نہوا اون کی گواہی معتبر متصور ہوگی مثلاً اگر مدعی کے گواہ زر مدعابہ سے واجب ہونا زیادہ روپیہ کا بیان کرین تو اون کی گواہی مسموع نہوگی ۔ شہادت جو بیان دعوی سے متجاوز ہو ۔

۱۷ اگر مدعی کے گواہ بناء دعوی کی نسبت خلاف اظہار اوسکے گواہی دین تو شہادت اون کی مسموع نہوگی مثلاً اگر مدعی خریداری کی بنا پر دعویدار ہوا اور اوسکے گواہ مبنی ہونا دعوی کا ہبہ پر بیان کرین تو شہادت اون کی جائز نہوگی ۔ خلاف شہادت بناء دعوی کی نسبت

۱۸ اگر دعوی قرضہ کا ہو اور چند گواہ واجب ہونا کل زر مدعابہ اور بعض صرف اوسکے جزو کا بیان کرین تو مدعی صرف جزو کا مستحق ہوگا ۔ اختلاف شہادت نسبت مقدار یا فتنی

۱۹ اگر مدعا علیہ کو دعوی سے انکار قطعی ہو تو دعوی کا بار ثبوت ذمہ مدعی ہے ۔ انکار قطعی ۔

۲۰ اگر مدعا علیہ کو اپنی برائت مین زر قرضہ کے ادا یا وصول ہو جانیکا عذر ہو تو اوسکا بار ثبوت اوسکے ذمہ ہے یہہ قاعدہ مثل آئین قدیمہ رومیہ کے ہے یعنی ہر امر متنازعہ کے اثبات کا ثبوت مطلوب ہوتا ہے نہ اوسکے نفی کا ۔ عذر خاص نسبت برائت ۔

۲۱ بعض صورتون مین مدعا علیہ عذر عام و خاص پیش کریگا مجاز ہے بشرطیکہ دونون قسم کے عذرات مین تناقص نہو اور اگر پیش ہونا عذر خاص کا واسطے برائت مدعا علیہ کے ضرور ہو تو ایسی حالت مین بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہے مثلاً اگر ایک شخص نصف جایداد کی بابت اس بیان سے دعویدار ہو کہ وہ اور مدعا علیہ ایک والدین کی اولاد ہے ہین تو ایسی صورت مین مدعا علیہ مجاز ہے کہ اس بیان سے قطعاً منکر ہو اور ساتھہی اوسکے یہہ عذر پیش کرے کہ مدعی دوسرے خاندان کا ہے تو اسطرح کا عذر جائز ہے ۔ انضمام عذر عام و خاص ۔ تمثیل ۔

۲۲ جو دعوی پہلے دعوی کے خلاف ہو وہ مسموع نہین ہو سکتا کیونکہ دونون دعوی جائز نہین ہو سکتے مثلاً اگر مدعی پہلی نالش مین کسی شخص کے بہائی ہونیسے منکر ہو تو بعدہ اوسکو اپنا بہائی قرار دیکر دعویدار وراثت نہین ہو سکتا ۔ جو دعوی پہلے دعوی کے خلاف ہو وہ مسموع نہین ہو سکتا ۔

۲۳ اگر پچھلا دعوی پہلے دعوی سے مختلف ہو لیکن دونون دعوی بغیر تناقص کے قایم رہ سکتے ہون تو پچھلا دعوی قابل سماعت ہے مثلاً اگر پہلا دعوی کسی جایداد کی بابت بذریعہ خریداری پیش ہوا ہو تو دعویدار سابق اوسی جایداد کی نسبت وراثت کے ذریعہ سے دعوی کر سکتا ہے لیکن اگر دعوی باعتبار وراثت کی بناء پر دائر ہوا ہو تو دعوی مابعد خریداری کے بناء پر مسموع نہین ہو سکتا کیونکہ ایسی صورت مین قایم رہنا دونون دعوون کا بغیر تناقص کے واضح ہے ۔ † الا اوس صورت مین کہ دونون دعوی بلا تناقص قایم رہ سکتے ہون ۔

۲۴ اگر مدعی دعوی پیش کرے اور اوسکی تائید مین ثبوت نہ کہتا ہو تو قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ مدعا علیہ سے حلف لیا جاتا ہے اور اگر مدعا علیہ حلف لینے سے انکار کرے تو مقدمہ مدعی کے حق مین فیصل ہوگا اور اگر مدعا علیہ دعوی سے حلفاً منکر ہو تو وہ بری کیا جائیگا ۔ قاعدہ اوس صورت کی نسبت جب مدعی ثبوت نہ کہتا ہو ۔

۲۵ اگر فریقین کی جانب سے ثبوت موجود ہو تو بالعموم مدعی کا ثبوت قابل ترجیح ہے مثلاً اگر فیما بین دائن اور مدیون کے مقدار قرضہ کی نسبت نزاع ہو اور طرفین کے پاس ثبوت موجود ہو تو دائن کا ثبوت مرجح ہوگا اور اگر دونون جانب سے ثبوت پیش نہو تو مدیون کا اظہار حلفی معتبر تصور کیا جائیگا ۔ فریقون کے ثبوت رکھنے کی صورت ۔ استثنا ۔

† جو استثنا اس جگہہ کیا گیا ہے وہ بادی النظر مین بلا اختلاف صورت معلوم ہوتا ہے لیکن وجہ اس قاعدہ کی یہہ ہے کہ جو جایداد وراثت کو پہنچے مگر لینے والی ہو تو وہ اوسکو خرید سکتا ہے الا بعید قیاس ہے کہ جب اوسکو جایداد بعد وفات مورث کے پہنچے اور وہ وراثت کی بنا پر جایداد کی نسبت اپنے تئین وجود فی الواقع مستحق بیان کرنے کے خرید کرے ۔

۲۶ یہہ بھی قاعدہ کلیہ ہے کہ جب فریقین کی جانب سے ثبوت پیش ہوتا ہے تو قطع نظر دیگر حالات کے اوس فریق کے گواہ قابل ترجیح ہوتے ہین جسکا دعوی قاعدہ مزبور اس صورت کی نسبت جب فریقین کی طرف سے ثبوت موجود ہو ۔

مقدار مین زاید یا جسکو شیے متنازعہ سے زیادہ تعلق ہو مثلاً اگر کوئی دعوی معاہدہ بیع کی بنا پر پیش ہو اور بایع اور مشتری مین زرثمن کی بابت تنازع ہو اور طرفین ثبوت رکھتے ہون تو جو گواہ واجب ہونا زیادہ روپیہ کا بیان کرین یعنی شہود مدعی قابل ترجیح ہون گے ۔

جب بایع اور مشتری مین مقدار زرثمن اور کیفیت و کمیت اشیاء مبیعہ کی نسبت تنازع ہو اور طرفین گواہ رکھتے ہون تو بایع کے گواہون کی شہادت مقدار زرثمن کی نسبت اور گواہان مشتری کی گواہی درباره مقدار و کمیت اشیاء مذکورہ کے قابل ترجیح ہوتی ہے ۔

۲۸ اگر طرفین ثبوت نہ رکھتے ہون تو دونون سے حلف لینا چاہیے اور اگر طرفین حلف لینے پر راضی ہون تو معاہدہ فسخ تصور کیا جائیگا لیکن اگر ایک فریق لینا حلف کا قبول اور دوسرا نامنظور کرے تو جو فریق حلف لے اوس کے حق مین مقدمہ فیصل ہونا چاہیے ۔

جب طرفین ثبوت نہ رکھتے ہون ۔

۲۹ اگر شرائط بیع مثلاً ادا رزثمن وغیرہ کی نسبت تنازع ہو اور طرفین حلف لینے پر راضی ہون تو مدعا علیہ کا اظہار حلفی قابل ترجیح ہوگا ۔

جب بایع یا مشتری کے شرائط بیع کی نسبت تنازع ہو ۔

۳۰ اگر فیابین شوہر اور زوجہ کے مقدار مہر کی نسبت تنازع ہو اور طرفین ثبوت رکھتے ہون تو زوجہ کا ثبوت زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ اوس سے مقدار زائد ثابت ہوتی ہے † علی ہذا القیاس اگر فیابین زمیندار اور مستاجر کے تنازع ہو تو ہر فریق کے ثبوت بہ لحاظ حقوق متنازعہ ہر فریق کے اعتبار

نالش فیابین شوہر اور زوجہ یا فیابین زمیندار و مستاجر ۔

† اس قاعدہ کلیہ سے ایک صورت مستثنی ہے یعنی اگر زوجہ مہر کا دعوی کرے اور مہر مثل اوسکا مقدار مدعا بہ سے زاید ہوتا ہو تو شوہر کی جانب کا کیا جاتا ہے یعنی زمیندار کی جانب کا ثبوت درباب مقدار مالگذاری اور مستاجر کا ثبوت درباره معاوضہ مستاجری کے قبول ہوتا ہے ۔

دعوی نسبت جداد امانت یا مرہونہ کے ۔

۳۱ اگر کسی جایداد کا دعوی پیش کیا جاے اور شخص قابض مظہر ہو کہ مالک شیے مدعا بہ کے پاس امانتاً یا رہن رکھکر چلا گیا ہے اور اپنے اظہار کی تائید مین ثبوت بہی پیش کرے تو دعوی نامنظور کیا جائیگا اور اگر مدعی مستحق ہونا اپنا بذریعہ قایم مقامی مالک غیر موجود کے بیان کرے تو دعوی اوسکا معاً منظور کیا جاے ۔

تجویز بیکطرفہ ۔

۳۲ تجویز یکطرفہ صادر نہین ہو سکتی اور اوسکی وجہ یہہ بیان کی گئی ہے کہ فیصلہ بلحاظ اقبال مدعا علیہ کے صادر ہونا چاہیے یا بلا لحاظ شہادت گواہان گروہ دعوی سے منکر ہو اور اگر مدعا علیہ موجود نہو تو منکر یا مقبل ہونا اوسکا دعوی سے واضح نہین ہو سکتا ۔

ثالثی

۳۳ اگر مقدمہ بصورت ثالثی کیا جاے تو مستغیث ہونا ثالثون کا تجویز کی نسبت ضرور ہے ۔

ثبوت قابل ترجیح ہوگا کیونکہ اوس سے ہونا تخفیف کا زوجہ کی جانب سے مقدار مہر مین ثابت ہوتا ہے اور مہر مثل اوسے کہتے ہین جو کسی عورت کے واسطہ داران پدری کو دیا گیا ہو ۔ ہدایہ جلد اول صفحہ ۵۴ ۔

نظائر مسائل شرع

متعلقہ وراثت و معاہدات و مطالب متفرقہ

پہلا باب

نظائر وراثت

مقدمہ ۱

سوال ۱ ۔ ایک شخص تین بیٹے چہوڑ کر مر گیا سوال یہہ ہے کہ ترکہ اوسکا وہ لوگون کس حساب سے پہنچیگا ۔

جواب ۱ - ترکہ کے تین حصے برابر ہو کر ہر بیٹے کو ایک ایک حصہ ملیگا ✦

بیٹوں کو برابر حصہ ملتا ہے

✦ قاعدہ ۲ باب وراثت معائنہ کیا جاوے ✦

س ۲ - اگر شخص مذکور نے اپنی جایداد کو حین حیات منجملہ تین بیٹوں کے دو بیٹوں مین تقسیم کیا ہو اور دونوں بیٹے اور اون کے وارث اوس جایداد مین جو اون کو دی گئی قابض ہے ہون تو تیسرے بیٹے کا دعوی جایداد مذکورہ سے کسی جزو کی بابت شرعاً پہنچیگا یا نہین ✦

باپ کو نہین پہنچتا ہے کہ اپنے بیٹون مین سے جس بیٹے کو چاہے اپنے حین حیات وراثت سے محروم رکھے ✦

ج ۲ - اگر باپنے صحت حواس مین جایداد کو اپنے دو بیٹون مین بحصص جداگانہ تقسیم کر دیا اور وے اپنے اپنے حصے پر جداگانہ قابض ہے تو تیسرا بیٹا منجملہ جایداد مذکور کے کسی جزو کے پانیکا مستحق نہوگا ✦

مقدمہ ۲

س - مدعی نے اپنے چہوٹے بہائی پر بابت حقیت مالکانہ سولہوین حصہ اراضی متروکہ بڑے بہائی کے نالش دایر کی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اراضی موروثی نہین بلکہ بالکل بڑے بہائی کی مکسوبہ تہی اور اصل مالک کی وفات کے وقت اوسکی زوجہ اور دو دختر اور دو بہائی اور دو بہن موجود تہے ایسی صورت مین مالک کی وفات کے بعد اوسکی بہنین جایداد مکسوبہ سے حصہ پانیکی مستحق ہین یا نہین اور اگر مستحق ہین تو بحالت موجود ہونے متوفی کے ایک پسر کے دعوی اون کا صحیح ہوا یا نہین ✦

موروثی اور مکسوبہ جایداد مین امتیاز نہین ہے ✦ موجودگی بہائیون اور دختر کے حصہ پہنچتا ہے اگر بہائی نہو تو بہائی اور بہن کو حصہ نہ ملیگا ✦

ج - مالک متوفی کا کل ترکہ اون کے دو بہائیون اور دو بہنون اور زوجہ اور دو دختر مین تقسیم ہونا چاہیے شرع مین جایداد موروثی و مکسوبہ کی بابت کچہہ فرق نہین ہے ✦ اور اس وجہ سے بہنون کو متوفی کی جایداد مکسوبہ سے حصہ ملنے کا استحقاق پہنچتا ہے اور اگر مالک متوفی کے ایک لڑکا ہوتا تو اوسکے بہائی اور بہنین ترکہ سے محروم رہتین ✦ اور ان کو کچہہ حصہ نہین پہنچتا اور ایسی حالت مین ترکہ صرف متوفی کے بیٹے اور دو دختر اور زوجہ کو ملتا یعنی زوجہ کو اٹہوان حصہ ملنے کے بعد باقی ترکہ بیٹے اور دو دختر مین تقسیم ہوگا اور بیٹے کو بہ نسبت دختر کے دوچند حصہ ملیگا ✦ ۱۱

مقدمہ ۳

عورت کا ترکہ خاص اوسکے وارثون کو ملتا ہے گو وہ جایداد اوسکو شوہر سے حاصل ہوا ہو ✦

س - ایک عورت کچہہ جایداد جو اوسکو اپنے شوہر اور پسر سے وراثتاً پہنچی تہی چہوڑ کر مر گئی سوال یہہ ہے کہ جایداد مذکور شوہر و پسر متوفیہ کے اون واسطہ داران کو جو خاص متوفیہ سے قرابت نزدیکتے ہون پہنچیگی یا بعد متوفیہ کو اوروں کی طرح وراثت کی ایسی صورتین مین جایداد منقولہ اور غیر منقولہ کے کچہہ فرق ہے یا نہین

جایداد منقولہ و غیر منقولہ مین امتیاز نہین ہے

ج - جو جایداد زوجہ کو شوہر اور پسر سے وراثتاً حاصل ہوئی ہو وہ متوفیہ کے شوہر یا پسر کے واسطہ داارون کو جو خاص متوفیہ سے قرابت نزدیکتے ہون

✦ اصول وراثت کی دفعہ اول معائنہ کیجاوے ✦

✦ ایضاً ایضاً ۲۱ ✦

✦ ایضاً ایضاً ۳ ✦

✦ ایضاً ایضاً ۱۴ ✦

پہنچیگی بلکہ متوفیہ کے باپ یا بہائیون اور قرابت دارون کو جو اوسکے وارثان جائز ہون اور ایسی صورتین مین درمیان جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے کچہہ امتیاز نہین ہے ✦ بلکہ دونون قسم کی جایداد ایک ہی طور پر ملیگی مسائل مین وارثون کی ترتیب بصورت ذیل ہے یعنی پہلے ذوی الفروض اور

اون کے عصبات ہوتے ہین اور عصبات کے بعد واسطہ داران نسبی کو اور درصورت نہونے واسطہ داران نسبی کے رشتہ داران بعید کو حصہ پہنچتا ہے اور اگر رشتہ داران بعید بھی نہون تو اوس شخص کو ترکہ ملنا چاہیے جو اوسکے معاہدہ قایم مقام قرار دیا جاے اور ان بعد اوس شخص کو جسکا رشتہ دار ہونا بواسطہ دوسرے شخص کے تسلیم کیا گیا ہو اگر یہ بھی نہو تو اوس شخص کو ترکہ پہنچیگا جسکے نام کل جایداد کی بابت وصیت ہوئی ہو اور اگر ایسا بھی کوئی شخص بھی نہو تو جایداد داخل بیت المال ہوگی لیکن عورت کے شوہر اور پسر کے واسطہ دار بجالیکہ وہ عورت مذکور کے خاص واسطہ دار نہون وارثان مذکرہ بالا سے نہین ہین +

مقدمہ ۴

س - اگر کسی شخص کے جاریہ سے اولاد ہو تو وہ ترکہ پدری سے ورثہ پانیکی مستحق ہے یا نہین +

† اصول وراثت کی دفعہ اوّل معائنہ کیجاے +

جاریہ کی اولاد مثل دیگر اولاد ورثہ پاسکتی ہے +

ج - متوفی کا ترکہ اوسکی کل اولاد کو خواہ وہ جاریہ سے ہو یا حرّہ سنکو حسب بلا تخصیص بقدر اپنے اپنے حصص کے ازروے فرایض † پہنچتا ہے +

مقدمہ ۵

س - متوفی کی زوجہ نے دین محمدی سے مرتد ہونا اپنے طرفدانی کا بعد وفات اپنے شوہر کے بیان کیا ایسی صورت مین طرفدانی ورثہ سے محروم ہوگا یا نہین +

بعد وفات مورث کے دین سے مرتد ہونا باعث حرمان ارث نہین ہے +

ج - اگر بیانی حسب بیان زوجہ متوفی کے اپنے بیان کے مرنے کے بعد دین محمدی سے مرتد ہوگیا ہو تو وہ وراثت سے محروم نہین رہ سکتا کیون کہ ما بردہ وقت پہنچنے وراثت کے دین مین تہا +

مقدمہ ۶

س - جواز بیٹے کے واسطے شرعاً کیا شرائط ضرور ہین اور متبنی کو کیا حقوق حاصل ہین اور جو شخص متبنی کرے اوس کے ترکہ کی بابت متبنی کو

† اگر کنیز کی اولاد مختلف مان سے ہو تو اوسکے نسب کی صحت کے واسطے باپ کو اس امر کا تسلیم کرنا کہ وہ اوس کے نطفہ سے ہے ضرور ہے لیکن اگر اولاد ایک ہی مان سے ہو تو جو طفل پہلے پیدا ہوا ہے اوسکی نسبت باپ کا اپنے نطفہ سے تسلیم کرنا کافی ہے - اصول نسب صفحہ ۳۲ +

‡ منجملہ اور اسباب کے اختلاف مذہب بھی مانع ارث ہونیکا ایک سبب ہے - اصول وراثت دفعہ ۶

وراثتاً کچھ دعوی پہنچتا ہے یا متبنی کرنیوالیکو اختیار ہے کہ اپنی جایداد مین حیات بذریعہ ہبہ یا بعد موت منتقل کرکے متبنی کو قطعاً محروم رکھے +

متبنی اسے کہتے ہین جو وراثت پیدا نہین ہوتا +

ج - متبنی کو متبنی کرنیوالے کے مین حیات یا وفات کے بعد اوسکی جایداد کا استحقاق نہین پہنچتا † گو دینے والیکو اپنی جایداد پر اختیار مطلق ہو +

† لفظ متبنی ایسے جو اس جگہہ مستعمل ہوا ہے یہہ مراد نہین ہے کہ متبنی داخل جایداد ہو کر اوسکو استحقاق خاص نسباً حاصل ہو بلکہ مقصود اسکا صرف اسقدر ہے کہ گو طفل دیگر خاندان سے علاقہ رکھے اور یہہ امر معروف و مشہور و مسلم ہو تو بھی متبنی دیگر خاندان مین داخل ہو سکتا ہے اس باب مین شرع اسلامیہ کو آئین انگلشیہ اور دہرم شاستر کو آئین قدیمہ رومیہ سے اتفاق ہے اور واضح ہو کہ اہل روم مین جیسا کہ ہنود مین اب تک جاری ہے تبنیت کی رسم ابہام و مراسم مذہب مین بالکل داخل تہی اور تبنیت اس نظر سے ضرور سمجھی گئی تہی کہ اگر متبنی نہو تو دیے بت جنکی پرستش خاندان مین ہوتی آئی ہو قایم نرہیگی اور اشیاء مقدس کا حفظ نہو سکیگا اور ان امور کا نہونا موجب تذلیل تصور کیا گیا تہا اہل اسلام اور قوم انگلشیہ مین حسب قول ڈاکٹر تیلر صاحب کے تبنیت کا طریقہ ظاہرا صرف اس نظر سے اختیار کیا گیا ہے کہ جو لاولد کے فوت ہوجانے

سے لاحق ہوا وسکا بدل ہوجا اور وہی عالم باب تبنیت کے ایک تنبیہ مین لکھتے ہین کہ یہہ امر معروف ہے کہ ہم لوگون مین اکثر دوسرے خاندان کے اطفال بنظر محبت متبنی کیے جاتے ہین لیکن جو تبنیت ہم لوگون مین بحثاً عمل مین آتی ہے اوس تبنیت سے جو رومیون مین مروج تھی بالکل مختلف ہے کیونکہ ہمارے دستور کے مطابق متبنی اور گود لینے والیکو تبنیت کے قطع کرنیکا اختیار ہے لیکن اہل روم مین متبنی کو گود لینے والیکے حاصل ہے اور اوسکو اختیار ہے کہ اپنی جایداد کو بذریعہ بیع یا ہبہ کے یا حسطرح چاہے ہبہ کرے گو اوس صورت مین پسر متبنی قطعاً محروم رہے ✦

مقدمہ ۷

س - اگر مدعی جسکا ذکر اسمقدمہ مین ہوا ہے باشتباہ قتل اوس عورت کے ملزم وماخوذ جرم ہو جسکے ترکہ کی بابت متبنی البطور وارث جائز دعوی پیش کرے تو یہہ امر متبنی کے حرمان ارث کا باعث ہوگا یا نہین ✦

ج - صرف اشتباہ قتل واسطے محرومی استحقاق وراثت کے کافی نہین ہے اور اگر مدعی مشتبہ کا دعوی وراثت باعتبار اور مراتب کے ناقابل اعتراض ہو ترجب تک جرم قتل اوسکی نسبت بخوبی ثابت نہو اوسکو وراثتاً جایداد پانیکا استحقاق پہنچتا ہے ✦ †

اگر اشتباہ قتل بخوبی ثابت نہو تو حرمان ارث لازم نہین آتا

حقوق بذریعہ وراثت دقایم مقامی حاصل ہوتے ہے اور گود لینے والا متبنی کو اسکے حقوق سے عمداً محروم نہین کرسکتا تہا خلاصہ امین رومیہ مولفہ ٹیلر صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۷ ✦

† ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسمقدمہ مین مدعی ازروے قواعد شہادت متعلقہ امین فوجداری اسلامیہ کے جو صحیح نہین ہین ماخوذ ہوا اور قاعدہ شرع کا یہہ ہے کہ ملزم کی نسبت بلحاظ جرم کے جو اوسپر قایم ہوا ہو سزا نہین ہوتی بلکہ بنظر مقدار ثبوت جرم کے اور معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کی نسبت اشتباہ قتل کی علت مین بارہ برس کی قید تجویز ہوئی حالانکہ واسطے جواز حرمان ارث کے جرم کا ثبوت کامل درکار ہے اور اس جگہہ یہہ

مقدمہ ۸

س - ایک شخص مسلمان پر بضمانت دوسرے شخص کے قرضہ عاید ہوا اس صورت مین بعد وفات ضامن کے اوسکے وارث بلا لحاظ مقدار جایداد کے جو اون کو وراثتاً پہنچی ہو مستوجب ادا قرضہ ہوسکتے ہین یا نہین اور اگر ضامن متوفی نے کچہہ جایداد نہ چہوڑی ہو تو بھی مواخذہ قرضہ کا اونسے ہونا چاہیے یا نہین اور مجملہ وارثان متوفی یعنی دو بہائی اور ایک بہتیجے اور ایک بیٹے کے کون شخص قرضہ کا ذمہ دار ہوگا ✦

متوفی کے وارثون پر ادا قرضہ عقد اوسکے ترکہ کے لازم ہے یا زیادہ ✦

ج - اگر مدیون نے کچہہ جایداد چہوڑی ہو تو دائن متوفی کے اوس وارث سے جو اسکے ترکہ پر قابض ہو قرضہ کے دعوی کرنیکا مجاز ہے اور قبل تقسیم ترکہ کے ادا ہونا قرضہ متوفی کا واجب ہے اگر مقدار ترکہ بقدر قرضہ سے زیادہ ہو تو قرضہ ترکہ وارثون مین تقسیم ہوگا لیکن اگر ترکہ مذکور قرضہ سے قلیل ہو تو کل جایداد ادا قرضہ مین صرف ہونی چاہیے اور جسقدر قرضہ باقی رہے اوسکا مطالبہ وارثون سے نکیا جائیگا اور اگر متوفی نے کچہہ

لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قتل عمد ہر قسم کا گو خطا سے بھی سرزد ہوا ہو بخوبی ثابت ہونے کی صورت مین قاتل کو مقتول کے ترکہ سے محروم رکھتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ قاتل اصل سبب اسکی قتل کا ہوا ہو اور اگر یہہ فعل اوسکا اتفاقیہ باعث قتل ہوا تو وہ ترکہ سے محروم نہ ہوگا ✦

جایداد نہ چہوڑی ہو تو قرضخواہون کا دعوی وارثون پر نہ پہنچیگا اور اگر متوفی نے وقت وفات ایک بیٹا اور ایک بہتیجا اور دو بہائی چہوڑے ہون تو ادا کرنا قرضہ کا بیٹے پر واجب ہوگا اور بقیہ ترکہ بعد ادا قرضہ قرضخواہون کے تہرجائیگا اور بحالت اوسکی موجودگی سے

بھائی اور بھائی کے بیٹے کو استحقاق ورثہ نہین پہنچتا ✦ †

مقدمہ ۹

س ۔ ایک عورت کے دو بیٹے تھے ان مین سے ایک مین حیات اپنے ماں کے ایک مختصر چھوڑ کر مر گیا اور بعد وفات عورت مذکورہ کے پوتی نے اوسکے ترکہ کا دعوی بذریعہ اپنے باپ کے وراثت کے کیا اسصورت مین دعوی لڑکی کا بمقابلہ اپنے چچا کے جائز ہوگا یا نہین ✦

وراثت کا دعوی شخص متوفی کے واسطے سے جائز نہین ہے

ج ۔ لڑکی کو اپنے چچا پر کچھ دعوی نہین پہنچتا کیونکہ اوسکا باپ اپنی ماں کے حین حیات مر گیا اور چونکہ اوسکا دوسرا بھائی موجود ہے لہذا لڑکی کو ورثہ نہین پہنچ سکتا اور اسی وجہ سے لڑکی اپنی دادی کی جایداد نہین پا سکتی ✦

† اصول وراثت کی دفعہ ۲۱ معائنہ کیجاوے ✦

‡ اصول وراثت کی دفعہ ۹ معائنہ کیجاوے ✦

مقدمہ ۱۰

س ۔ اگر منجملہ وارثون کے کوئی وارث مجنون یا نابینا ہو تو امور مانع استحقاق وراثت ہو سکتے ہین یا نہین ✦

مجنون و نابینا ہونا مانع ارث نہین ہے

ج ۔ اشتعال حواس یا کسی اور قسم کی مجنونیت یا نابینا ہونا موانع ارث مین داخل نہین ہے بلکہ جو شخص ایسے عوارض مین مبتلا ہون وے مثل اور وارثون کے اپنے حصص شرعی پانیکے مستحق ہین ✦ †

مقدمہ ۱۱

س ۔ دو عورتون نے حین حیات اپنی ماں کے ایک دست آویز اور دو وارثون کے نام لکھدی اور خود استحقاق وراثت ترکہ مادری سے دست بردار ہوئین اور جن شخصون کے نام اونہون نے دست آویز لکھدی تھی اون سے دونون کو ایک ایک ہزار روپیہ ملا اور ماں کی وفات سے بارہ برس تک دونون عورتون نے مطلق کچھ دعوی پیش نہین کیا لیکن آخرکار دونون نے منجملہ ترکہ مادری کے اپنے حصص شرعی کا دعوی کیا جن شخصون کے نام لا دعوی

† از روئے قواعد وہرم شاستر کے مجنون و نابینا ہونا باعث حرمان ارث ہے چنانچہ شاستر کا یہہ حکم ہے کہ مخنث اور اشخاص خارج اللقوم اور جو شخص مادرزاد نابینا ہون یا نقل سماعت رکھتے ہون یا مجنون فطری یا گونگے یا ایسے آدمی جسکا کوئی عضو باطل ہو گیا ہو محجوب الارث ہین ترجمہ وہرم شاستر منو باب ۹ صفحہ ۴۰۱ مرتبہ سر ولیم جونس صاحب ۔ یہہ قواعد غیر صحیحہ بالفعل متروک ہین ✦

لکھا گیا تھا اونہون نے ایک ہبہ نامہ پیش کرکے بیان کیا کہ یہہ ہبہ نامہ دونون عورتون کی ماں کا لکھا ہوا ہے اور ذکر اس ہبہ نامہ کا اوس دست آویز مین بھی ہے جو اونہون نے تحریر کی تھی لیکن تحقیقات کی رو سے یہہ نامہ مذکور بے وجود قرار پایا ایسی صورت مین دست آویز لا دعوی جو دونون عورتون نے لکھدی مانع سماعت اس دعوی کے ہے یا نہین ✦

موت کی حیات مین وراثت سے دست بردار ہونا ناجائز اور غیر صحیح ہے

ج ۔ لا دعوی سے یہہ مفہوم ہے کہ جس شخص کو کوئی استحقاق حاصل ہو وہ اوس سے دست بردار ہو بایسے دعوی کے پیش کرنیسے باز رہے جو دوسرے شخص پر دائر ہو سکتا ہو اور ظاہر ہے کہ ماں کی حیات مین بیٹون کو استحقاق وراثت حاصل نہین ہوتا اور اسی وجہ سے دعوی اون کا وراثت کی رو سے ان کی حیات مین کسی شخص پر نہین پہنچ سکتا بلکہ اس سے مانع ہے کہ دست بردار ہونا بیٹون کا ان کی حیات مین اپنے حصہ سے ناجائز

اور غیر صحیح ہے کیونکہ اس صورت مین واقعیت دینا اوس شے کا لازم آتا ہے جو وجود نہین رکھتی اور جو استحقاق وراثت مان کی وراثت سے پیدا ہووہ اس دست برداری سے ناجائز نہین ہوسکتا اور نہ اس وجہ سے دعوی اون کا بابت ترکہ مادری کے ممنوع السماعت متصور ہوسکتا ہے اگر دعوی قریب بارہ برس † تک دائر نہو تو اس وجہ سے وہ ناقابل سماعت نہین ہوسکتا ††

† جو قاعدہ شرع کا اس باب مین ہے شاید منسوخی اوسکی بسبب مقرر ہونے دوازدہ سالہ از روے دفعہ ۱۴ قانون ۳ سنہ ۱۷۹۳ع اور دفعہ ۸ قانون ۷ سنہ ۱۸۰۹ع اور دفعہ ۱۸ قانون ۱ سنہ ۱۸۳۱ع کے عمل مین آئی ہے اور قانون آخر الذکر کی دفعہ ۳ قانون ۱ سنہ ۱۸۳۱ع کے موجب ترمیم ہوگئی ہے

مقدمہ ۱۲

س ۔ ایک شخص نے ایک عورت مساوی الدرجہ سے جسکی نسبت کوئی اعتراض قایم نہین ہوسکتا تھا نکاح کیا اور اوس عورت سے اولاد ہوئی بعد ازان شخص مذکور نے ایک طوایف غیر منکوحہ سے کئی اطفال پیدا کئے ازان بعد شخص مذکور بلا وصیت کرنے کے مرگیا پس سوال یہ ہے کہ طوایف مذکورہ کی اولاد منجملہ متوفی کی جایداد کے کس قدر ترکہ پانے کی مستحق ہے یا کہ اوسکا کل ترکہ اوسکی زوجہ منکوحہ اور اولاد صحیح النسب کو پہنچیگا +

لیکن فی الواقع بعضے دعوی اس قسم کے ہین کہ ممنوع السماعت قرار دینا اون کا بوجہ بین نہونے اون کے اندر رسیاد معینہ کے بیجا متصور ہے چنانچہ دعوی مہر کا اسی قسم سے ہے +

† پرووِنشل کورٹ کے قاضی اور عدالت شہر پٹنہ کے مفتی نے اس باب مین فتوی ایک ہی مضمون سے دیا تھا لیکن عدالت ضلع شاہ آباد کے مفتی نے کہ اون سے بھی استفتا ہوا تھا اون کے فتوی سے اختلاف کیا اور لکھا کہ جب دونون عورتون نے کچھ معاوضہ لیکر دست آویز لکھدی تو کوئی حق متعلقہ کا اوسوقت مین کچھ وجود نہ تھا تو بھی تعمیل اوس دست آویز کی اون پر واجب ہے آخر کار یہ مسئلہ مفتیان صدر دیوانی عدالت اور دیگر علما سے پوچھا گیا اور اون کے جوابات سے بطمینان متحقق ہوا کہ اس مسئلہ کی صحیح تعبیر بلحاظ کثرت رایے کے ہونی چاہیے +

اولاد غیر صحیح النسب کو ترکہ پدری سے ورثہ نہین پہنچتا

ج ۔ اگر یہ ثابت ہو کہ متوفی کا نکاح طوایف کے ساتھ نہین ہوا اور اولاد صحیح النسب نہو تو نسب اس اولاد کا باپ کی نسبت تسلیم نہین کیا جائیگا چنانچہ اس باب مین حدیث نبوی یہ ہے کہ نکاح کی صورت مین اولاد والدین کی ہوتی ہے نہ زنا کی حالت مین پس چونکہ صحیح النسب ہونا اولاد کا ثابت نہوا اور متوفی کی جانب سے کچھ وصیت نہین ہوئی لہذا متوفی کے ترکہ سے اولاد حرام کو کچھ استحقاق نہین پہنچتا بلکہ کل ترکہ اولاد صحیح النسب کو ملیگا ۔ نسخہ کافی مین لکھا ہے کہ اولاد حرام اور وہ اولاد جسکو باپ بذریعہ لعن کے عاق کرے صرف ترکہ مادری کی مستحق ہوتی ہے نہ جایداد پدری کی اور باپ کو بھی اولاد کا ورثہ نہین پہنچتا اور نہ اوسکو ایسی اولاد سے کچھ واسطہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اسطرح کی اولاد کو خاندان پدری سے دعوی واسطہ داری کا نہین پہنچتا ۔ اور نسخہ حمدیہ مین بھی یہی لکھا ہے کہ اولاد حرام باپ کی اولاد متصور نہین ہوتی +

مقدمہ ۱۳

س ۔ ایک شخص کچھ جایداد اراضی اور چار بیٹے چھوڑ کر مرگیا اور منجملہ اون کے دو بیٹے لاولد مرگئے اور زید و بکر یعنی دو پسران حی القایم جایداد مذکورہ پر بالاشتراک قابض ہے بعد بکر کے دو بیٹے خالد و عامد اور دو بیٹیان جمیلہ و حمیدہ چھوڑ کر وفات پائی اور یہ اشخاص مشمول اپنے چچا اور اوس کے دو بیٹون کریم و علیم کے اراضی مذکورہ پر بالاجمال قابض ہے بعد ازان زید مرگیا اور یہ اشخاص بدستور سابق داخل ہے بعد

پہلے خالد اور پھر کریم مرگیا اور حامد غائب ومفقود الخبر ہے ان سب کے بعد عظیم ایک بیوہ چھوڑکر مرگیا اور اب بیوہ اور بکر کی بیٹیان جمیلہ وحمیدہ دعویدار ہین اس صورت مین اون وارثون کو ترکہ کس حساب سے پہنچیگا ۔

شخص مفقود الخبر کی جایداد کو اوسکے پیدایش کے زمانہ سے ۹۰ برس تک معرض التوا مین رکھنا چاہیے ۔

ج ۔ بنظر حالات مذکورہ بالا ترکہ سولہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے عظیم کی بیوہ دو حصے اور جمیلہ وحمیدہ سات سات یعنی ہر واحد کو ساڑھے تین حصے ملینگے اور بقیہ سات حصے جو درحقیقت حامد مفقود الخبر کے ہین بالفعل کسی وارث کو نہین ملنے چاہئین بلکہ منجملہ اون سات حصون کے چار حصے کسی شخص کے سپرد کیے جائین اور بقیہ تین نامنقضی ہونے اوس میعاد کے جو دسیلے انتظار مفقود الخبر کے معین ہے باقی جایداد کے قابض یا قابضون کے حوالہ رہین اور میعاد مذکور تاریخ ولادت مفقود الخبر سے ۹۰ برس تک ہے اور اگر نابردہ اس عرصہ مین واپس آجاے تو کل ساتون حصے اوسکو دیدیے جائین لیکن اگر قبل منقضی ہونے میعاد معینہ کے کچھ حال اوسکا معلوم نہو تو چار حصے جو سپردداری کے قبضہ مین ہین اوسکے وارثون کو پہنچینگے اور باقی تین حصے اون وارثون کو ملینگے جو پہلی تقسیم کی رو سے واجب ہوے ہون ۔ ۴

۴ اس مقدمہ مین یہہ مسئلہ شرعی قایم ہوا کہ شخص مفقود الخبر اور شخصون کی جایداد کی نسبت مثل متوفی اور اپنی جایداد کی نسبت زندہ متصور ہوتا ہے اور میعاد ۹۰ سال تک جو دسیلے انتظار مفقود الخبر کے معین ہے وہ اور شخصون کا ورثہ نہین پاسکتا اور نہ اس عرصہ مین اور شخص اوسکا ورثہ پاسکتے

مقدمہ ۱۴

س ۔ ایک شخص مسمی رحم علی کی دو زوجہ مسماۃ بہورن اور بہیکن تہین اور نابردہ کچھ جایداد چھوڑکر مرگیا اس صورت مین ترکہ اوسکا دونون زوجگان مین ۔ بکر کے وارثون مین سے حامد اور جمیلہ اور حمیدہ موجود ہے اور زید کا وارث حی القایم عظیم تہا اور حامد وجمیلہ وحمیدہ کو از روے استحقاق وراثت اپنے باپ بکر کے آٹھ سہام ملنے چاہئین ہے اور عظیم کو آٹھ حصے بذریعہ وراثت اپنے باپ زید کے ۔ لیکن چونکہ حامد مردہ تہا لہذا وہ منجملہ پہلے آٹھ سہام کے چار سہام پانیکا مستحق تہا اور جمیلہ اور حمیدہ کو دو دو سہام ملنے چاہئین ہے بعد مفقود الخبر ہونے حامد کے عظیم نے ایک زوجہ چھوڑکر وفات پائی اور اوسکی زوجہ منجملہ اوس کے آٹھ سہام کے صرف دو سہام پانیکی مستحق تہی باقی چہہ سہام بکر امے کے چچا کی اولاد کو وراثتاً پہنچے منجملہ اون کے حامد کو بوجہ مرد ہونیکے دو چند یعنی تین سہام ملنے چاہئین ہے لیکن چونکہ قاعدہ یہہ ہے کہ شخص مفقود الخبر اپنی جایداد کی نسبت زندہ اور جایداد دیگر اشخاص کی نسبت مثل متوفی متصور ہوتا ہے لہذا بعد مفقود الخبر ہونے حامد کے اوس کے چار سہام جو اوسکو بذریعہ وراثت اپنے باپ کے پہنچے ہے اور جو زر وہ مفقود الخبر ہونیکے بیشتر قابض تہا سپردداروں کے حوالہ کیے جائین اور تین سہام جو اوسکو صرف بحالت ثابت ہونے اس امر کے ملیگے کہ وہ وقت وفات اپنے چچیرے بہائی عظیم کے زندہ تہا اور وارثون کو دینے چاہئین اور دے اون سہام سے صرف بدین شرط متمتع ہون کہ بصورت واپس آنے شخص مفقود الخبر کے واپسی سہام مذکور کی عمل مین آئے ۔

بحصص مساوی پہنچیگا یا کس حساب سے یعنی اون کا حق شرعاً مساوی ہے یا مختلف ۔

زوجگان کو بہ حصہ ملتا ہے ۔

ج ۔ اولاد موجود ہونیکی صورت مین زوجہ کو ترکہ شوہری سے ایک ثمن اور بحالت نہونے اولاد کے ایک ربع پہنچتا ہے اور دونون صورتون مین زوجگان کا حصہ مساوی ہوگا ۔ ۴

مقدمہ ۱۵

سنہ ایدنکاح

س ۔ عقد نکاح سے کیا مراد ہے اور اوسکے کیا شرایط ہین جنکی رو سے زوجہ کو جایداد شوہر کی نسبت ابداً اوسکی وفات کے استحقاق ارث حاصل ہوتا ہے ۔

ج - عقد کے معنی باندھنے کے ہین اور زن امرد کے ازدواج کو عقد نکاح کہتے ہین اور طرفین کا ایجاب وقبول واسطے انعقاد کے ضرور ہے یعنی عورت کو بالغ ہونے کی صورت مین رضامندی ظاہر کرنی چاہیے اور بمجلس نکاح مین ولیون اور گواہون کا ہونا ضرور ہے پس اگر زوجہ کو شوہر نے طلاق نہ دیا ہو یا اوس نے اپنے شوہر کو قتل نکیا ہو یا وہ جاریہ یا مختلف الذہب نہو تو وہ جایداد شوہری وراثتاً پانیکی مستحق ہوگی اور درصورت موجود ہونے اولاد کے بیوہ کو ثمن اور نہونے کی حالت مین ایک ربع پہنچتا ہے † اور بقیہ جایداد ذوی الفروض کو اور درصورت نہونے اون کے

† اصول وراثت کی دفعہ ۱۴ معائنہ کیجیے +

‡ ایضاً +

عصبات کو اور یہہ بھی نہون تو واسطہ داران بعید کو ملیگی اور کوئی نہو تو داخل بیت المال ہوگی +

مقدمہ ۱۶

ایک شخص کی دو بیٹیان تہین اور ایک بیٹا اور بیٹا حین حیات باپ کے مرگیا اور باپنے دو بیٹیان مذکور اور ایک زوجہ اور پوتی چہوڑ کر وفات پائی اور یہہ ثابت ہے کہ متوفی نے زوجہ کے واسطے مہر مقرر کیا تہا پس سوال یہہ ہے کہ زوجہ کو ترکہ شوہری سے مہر کی بابت کسقدر حصہ ملنا چاہیے اور وراثت کی رو سے بیٹیون اور پوتی کو جایداد مذکور سے کسقدر سہام پہنچین گے +

زوجہ کو علاوہ مہر کے فرضاً حصہ پہنچتا ہے

ج - اگر مقدار مہر ترکہ کی مالیت سے زاید ہو تو وارثون کو مطلق کچہہ نہین ملیگا بلکہ کل ترکہ زوجہ کو دین مہر کی بابت پہنچیگا اور اگر مقدار مہر ترکہ سے کم ہو تو پہلے دین مہر کا ایفا ہونا چاہیے اور بقیہ جایداد سے ایک ثمن زوجہ کو استحقاق وراثت کی رو سے ملیگا اور باقی سات حصے دونون بیٹیون اور پوتی کو بطور مساوی تقسیم کیے جائین گے - پوتی کو بحالت موجود ہونے دختران کے استحقاق ارث نہین پہنچتا ہے

پوتی کو بحالت موجود ہونے بیٹیون کے ورثہ نہین پہنچتا ہے +

ماخذ

ہدایہ کے اوس باب مین جو نسبت ملازمان ذبحی کے ہے یہہ لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص جایداد پر قرضہ چہوڑ کر مرجاوے تو وارثون کا استحقاق زائل ہوجاتا ہے اور نسخہ واریعنی غرر کی شرح مین یہہ لکہا ہے کہ اگر متوفی کی جایداد اداء دین کے واسطے مکتفی نہو تو وارثون کا اوسکی نسبت حق باقی نہین رہتا اور شرح لفیہ یعنی شرح سراجیہ مین یہہ درج ہے کہ متوفی کی کل جایداد سے جو کچہہ بچے اوسمین سے اوسکا قرضہ واجب اداہونا چاہیے اور جو کچہہ بعد اداہونے اوسکے قرضہ کے باقی رہے منجملہ اوسکے بقدر ایک ثلث اون شخصونکو دینا چاہیے جنکے حق مین وصیت کی گئی ہو اور جایداد باقی اوس کے وارثون مین تقسیم ہونی چاہیے ان قولون سے بخوبی واضح ہے کہ قرضہ کا اداکرنا قبل تقسیم حصص وارثون کے مقدم ہے چنانچہ شرح لفیہ مین بہی بیوہ کی بحث مین یہہ لکہا ہے کہ بیوہ کو درصورت موجود ہونے اولاد کے ایک ثمن پہنچتا ہے اور دختر کی بحث مین یہہ درج ہے کہ دو یا دو سے زیادہ بیٹیون کو دو ثلث ملنا چاہیے اور پوتیون کی بحث مین یہہ سند درج ہے کہ بحالت موجود نہونے متوفی کے بیٹون یا بیٹیون کے پوتیون کو حق وراثت نہین پہنچتا اور جو کچہہ جایداد تقسیم ترکہ کے بعد باقی ہے وہ حصہ داران مستحق کو پہنچتا ہے

مقدمہ ۱۷

س - ایک شخص نے ایک مکان تعمیر کرکے اپنی بیٹی کو جہیز مین دیا اور بیٹی کے اولاد ہوئی اور اوسکی شوہر کے کئی جاریہ سے بہی کچہہ اولاد پیدا ہوئی بعد ازان دونون شوہر دونون مرگئے ایسی صورت مین مکان صرف زوجہ مشکوحہ کی اولاد کو ملیگا یا اولاد جاریہ کا بہی اوسمین کچہہ حق ہے +

اگر شوہر زوجہ سے پہلے وفات پائی تو صرف زوجہ مسکورہ کی اولاد اوسکی ترکہ کی مستحق ہوگی لیکن اگر زوجہ شوہر سے دو برس پہلے اور شوہر سے وارث ایک بیٹے پائیگی

ج - اگر شوہر زوجہ سے پہلے مرگیا ہو تو اولاد و جاریہ کو مکان کی نسبت کچھ حق نہین ہے کیونکہ اولاد کو مان کی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کی نسبت شرعاً استحقاق وراثت پہنچتا ہے اور اگر زوجہ شوہر سے پیشتر مرگئی ہو تو شوہر زوجہ کی جایداد منقولہ و غیر منقولہ سے ایک ربع کا مستحق ہوگا اور حصہ شرعی اوسکا اوسکی اولاد مین تقسیم ہونا چاہیے گو اولاد اوسکی زوجہ مسکوحہ سے ہو یا جاریہ سے اور تقسیم مین یہہ لحاظ رہے کہ بیٹے کو دختر کی نسبت دوچند حصہ دیا جاے ۔

مقدمہ ۱۸

س - ایک شخص نے اپنی کل جایداد بابت اقرار جزو دین مہر کے بذریعہ بیع مقاصہ † زوجہ کے نام منتقل کردی اور زوجہ حین حیات جایداد منتقلہ پر قابض رہی اور اپنے شوہر سے پیشتر لاولد مرگئی اور بعد ازان اوسکا شوہر بھی ایک بیٹا اور ایک بیٹی دوسری زوجہ سے چھوڑ کر مرگیا چنانچہ یہہ دونون متوفی کے ترکہ کی نسبت دعویدار ہین اور زوجہ کے دو بھتیجے کہ اون مین سے بالفعل ایک کا بیٹا موجود ہے کل جایداد کی بابت

† لفظ مقاصہ کے لغوی معنی بدل ہین لیکن جب اصطلاح فقہ مین استعمال اوسکا لفظ بیع کے ساتھہ ہوتا ہے تو اوس سے مبادلہ ایک شے کا دوسری شے مساوی المالیت کے ساتھہ مفہوم ہوتا ہے اور ایسے مبادلہ اشیاء کو اصطلاحاً بیع و شری کہتے ہین - ہدایہ ✦

از روے دست آویز بیع مقاصہ جسکی رو سے جایداد مذکور زوجہ کے نام بابت دین مہر کے منتقل ہوئی تھی دعویدار ہین اس صورت مین جایداد مذکور کا استحقاق کس کو پہنچتا ہے ✦

اگر زوجہ شوہر سے پہلے لاولد مرجاے تو زوجہ اور شوہر کے وارث ترکہ کے معاوضہ پہنچتا ہے

ج - صورت مذکورہ بالا مین زوجہ کا نصف ترکہ اوسکے شوہر کو وراثتاً ملا اور اوسکی وفات کے بعد بھی نصف اوسکی دوسری زوجہ کی اولاد کو پہنچیگا اور بقیہ نصف حصہ شخص متوفی کی پہلی زوجہ کے دونون بھتیجون مین تقسیم ہوگا اور اگر اون مین سے ایک مرجاے تو اوسکا کل حصہ اوس کے بیٹے کو ملیگا ✦ †

مقدمہ ۱۹

س ایک عورت نے بحالت موجودگی پہلے شوہر کے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اس دوسرے شوہر کے ساتھہ ۲۹ برس تک رہی اور اس عرصہ مین اولاد

† اس کی وجہ یہہ ہے کہ شوہر نے اپنی کل جایداد زوجہ کے نام بعوض دین مہر کے منتقل کردی لہذا اگر شوہر کے وارثون کو درصورت مرجانے اوسکے قبل زوجہ کے ترکہ زوجہ کی نسبت بعد اوسکی وفات کے کچھہ حق وراثت نہین پہنچ سکتا تھا لیکن چونکہ زوجہ شوہر کی حیات مین لاولد مرگئی اسواسطے شوہر زوجہ کے ترکہ سے فرضاً نصف جایداد پانیکا مستحق ہوا پس بسبب نہونے تقسیم جایداد کے حیات شوہر مین اوسکے وارث بھی نصف ترکہ پانیکے مستحق پیدا ہوئی اسصورت مین عورت مذکورہ کو بعد وفات شوہر ثانی کے اوسکے ترکہ کا استحقاق پہنچتا ہے یا نہین اور اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور تین بیٹے اور ایک بیٹی اور ایک بہائی چھوڑ کر مرجاے تو اوسکی جایداد ان مین سے ہر شخص کو کس حساب سے ملیگی اور اگر متوفی نے مرنے سے پہلے یہہ ظاہر کیا ہو کہ اوسکی کل جایداد اوسکی زوجہ اور اولاد کو ملے تو ایسی وصیت قابل نفاذ ہے یا نہین اور جایداد اوسکی ان مین کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیئے ✦

ذکر اسصورت کا ہے کہ زوجہ شوہر اول کی حین حیات شوہر شخص ثانی سے نکاح کرے اور اولاد جو عورت نے نکاح ثانی سے پیدا کی ہو

ج - جبتک نکاح اوّل بسبب طلاق یا کسی اور وجہ کے باطل نہو جاے نکاح ثانی زن منکوحہ کا قطعی ناجائز ہے اور نکاح ثانی کے بعد مصاحبت ہو تو وہ داخل زنا ہے اور اولاد جو اسطور پر پیدا ہو وہ غیر صحیح النسب متصور ہوگی اور ایسی اولاد اور ماں کو ترکہ متوفی کی نسبت وراثتاً بلکہ استحقاق نہین پہنچتا ہے اگر وہ سوال اشخاص مذکور الصدر سے متعلق ہے تو جو عورت اپنے تئین متوفی کی زوجہ ظاہر کرتی ہے اوسکی اولاد متوفی کی جایداد سے کچھ ترکہ نہین پاسکتی بلکہ کل جایداد متوفی کے بھائی کو از روے استحقاق نسب ملنی چاہیے اور وصیت زبانی جو متوفی نے مرگ سے پیشتر کی ہو بقدر ایک ثلث جایداد کے

ترکہ کے نافذ ہوگی اور بقیہ ترکہ سے اوسکی زوجہ اور بیٹون کو حصہ ملیگا اور اگر سوال مذکورہ بالا بالعموم ایسے شخصون سے متعلق ہے جو شرعاً مستحق وراثت ہین تو جواب یہہ ہے کہ بیوہ کو ایک ثمن دیکر باقی ترکہ بیٹون اور دخترون مین بحر دمی بھائی کے تقسیم ہونا چاہئے اور تقسیم مین لحاظ رہے کہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دوچند ہوگا ۔

مقدمہ ۲۰

س ۔ ایک شخص جایداد اراضی جو اوسکو باپ سے وراثتاً ملی تھی چھوڑکر مرگیا اوسکے تین زوجہ تھین پہلی ایک بیٹا چھوڑکر حین حیات شوہر کے مرگئی اور دوسری اور تیسری بعد اوسکی وفات کے زندہ رہین اور اون سے دو بیٹے اور دو بیٹیان موجود ہین اور علاوہ ان کے اوسکی ایک بہن بھی حیات ہے یعنی آٹھہ شخص اوسکی جایداد کے دعویدار ہین اور اوسکے بیٹے کل جایداد پر بغیر دینے حصہ زوجگان اور دختران متوفی کے قابض ہوگئے اور بعد اوسکی وفات کے اوسکی بہن اور بیٹی جو تیسری زوجہ سے ہے بابت اپنے حصص کے دعویدار ہوئین اور واضح ہو کہ بسبب مرجانے بہن کے اوسکے وارث دعوی کرتے ہین اور بیٹے جو جایداد پر قابض ہین یہہ عذر کرتے ہین کہ از روے دستور قدیمہ اون کے خاندان مین اناث ترکہ سے محروم رہتی ہین بجواب اسکے مدعیان اس دستور سے منکر ہوکر مطہر ہین کہ اون کو منجملہ ترکہ متوفی کے کسیقدر اراضی اور زر نقد وراثتاً مل چکا ہے ایسی صورت مین دعویدارون کو ترکہ متوفی سے کچھہ جایداد ملسکتی ہے یا نہین اور اگر ملسکتی ہے تو سہام کی مقدار کیا ہے ۔

بحالت موجود ہونے بیٹون اور بیٹیون کے بہنون کو اشخاص وراثت نہین پہنچتا ہے ۔

ج ۔ قبضہ چند طرح کا ہے اور یہہ بصراحت بیان نہین ہوا ہے کہ متوفی اور اوسکا بیٹا کس ذریعہ اور کتنے عرصہ سے جایداد پر قابض تھا اور نہ جایداد کے اصل پیدا کرنیوالے کا نام اور نہ یہہ بتصریح لکھا ہے کہ علاوہ اشخاص مذکور الصدر وقت وفات مالک کے اور دعویدار نہ تھے اور چونکہ یہہ امر حسب اطمینان واضح نہین ہے لہذا تجویز کرنا اس امر کا کہ ترکہ کتنے سہام پر شرعاً منقسم ہونا چاہئے ناممکن ہے لیکن سوال سے یہہ استنباط کیا جاتا ہے کہ جن شخصون کا ذکر کیا گیا ہے اون کے سہام کا تعین منظور ہے اور یہہ فرض کیا گیا ہے کہ جایداد کے اور شریک موجود نہین ہین چنانچہ بلحاظ اس قیاس کے یہہ بیان ہوسکتا ہے کہ از روے فرایض کے بہن اور اوسکے وارثون کو بحالت موجود ہونے پسران اور دختران متوفی کے ورثہ نہین پہنچتا اگر یہہ فرض کیا جاے کہ منجملہ ان دعویدارون کے کوئی شخص اپنے حقوق سے دست بردار نہین ہوا یا اوسکی جانب سے کسیطرح کا باہم تصفیہ عمل مین نہین آیا اور تصفیہ اون کل مطالبات کا ہوگیا ہے جنکا ایفا قبل تقسیم ارث کے لازم ہے تو زوجگان کو ایک ثمن ملیگا اور ہر پسر کو دو سہام

ناخذ بنت بحروی بہنون کے ۔

پہنچینگے اور ہر دختر کو ایک ایک حصہ ملیگا چنانچہ اس امر کی نسبت نسخہ شریفیہ مین جو وراثت کے باب مین ہے یہہ لکھا ہے کہ برادران و ہمشیرگان حقیقی و علاتی بحالت موجود ہونے بیٹے اور پوتے کے گو اوسکا واسطہ کتنا ہی بعید ہو ورثہ سے محروم رہینگی اور زوجگان کے حصہ کی دو صورتین ہین یعنی عام صورت مین ربع اور بحالت نہونے اولاد اور بیٹے کی اولاد کے ربع سے زیادہ ملنا چاہئے اور اگر اولاد یا بیٹے کی اولاد ہو تو ایک ثمن پہنچتا ہے اور اگر حقیقی بھائی اور بہن موجود ہون تو ذکور کو بہ نسبت اناث کے دوچند ملنا چاہیے ۔

مرد کو دوچند حصہ ملتا ہے ۔

مقدمہ ۲۱

س ۔ ماں کو اپنے سوتیلے بیٹے کے ترکہ سے کچھہ حصہ ملسکتا ہے یا نہین ۔

مادر علاتی ۔

ج ۔ مادر علاتی پر شرعاً ماں کا اطلاق نہین ہوتا بلکہ مادر حقیقی برادر یا مادر علاتی باپ کی مشترکہ کہلاتی ہے اور چونکہ مادر علاتی بمنزلہ مادر

حقیقی کے تصور نہین کیجاتی لہذا اوسکو وہ ترکہ نہین پہنچتا جو مان کے واسطے مقرر ہے +

مقدمہ ۲۲

س - شوہر نے زوجہ کے نام بعوض دین مہر کے جایداد اپنی منتقل کی بعد ازان زوجہ ایک بیٹا اور ایک دختر حقیقی اور دوسری دختر علاتی چھوڑ کر مرگئی ایسی صورت مین بمجلہ ان شخصون کے متوفیہ کی جایداد کسکو پہنچیگی +

دختر علاتی +

ج - متوفیہ کے بیٹے کو دو حصہ ملینگے اور اوسکی دختر حقیقی کو ایک حصہ پہنچیگا اور دختر علاتی کا مطلق کچھہ استحقاق نہین ہے +

مقدمہ ۲۳

س - ایک شخص کو کچھہ جایداد اراضی ہبہ کے ذریعہ سے ملی تھی بعدہ وہ دادی اور مان اور علاتی چچا چھوڑ کر مرگیا ایسی صورت مین ان شخصون مین سے ترکہ کسکو پہنچیگا اور کس حساب سے اگر یہہ فرض کیا جاے کہ متوفی کا دوسرا چچا علاتی بہی ہے تو جایداد چار وارثان مذکور الصدر مین کسطور پر تقسیم ہوگی +

دادی اور مان کا حصہ +

ج - اگر کوئی شخص دادی اور مان اور صرف ایک علاتی چچا چھوڑ کر مرجاے تو جایداد اوکے تین حصے ہوکر بمجلہ اون کے ایک حصہ مان کو ملیگا اور دو سہام علاتی چچا کو دیئے جائینگے اور اگر متوفی کے دو علاتی چچا ہون تو ہر واحد کو ایک ایک حصہ ملیگا اور بقیہ ثلث متوفی کی مانکو پہنچیگا + †

مقدمہ ۲۴

مانکا استحقاق بحالت موجودگی بہائی کے بیٹون کے +

س - ایک شخص بہائی کے بیٹے جو مدعی ہین اور مان چھوڑ کر مرگیا اگر واسطہ ان شخصونکا متوفی کی نسبت تسلیم کیا جاے تو اوسکو جایداد کس حساب سے پہنچیگی +

ج - مان کو ایک ثلث ملیگا اور مدعیون کو واسطہ نسبی کے ذریعہ سے اور از روے استحقاق عصوبت کے دو ثلث ملینگے + ‡

مقدمہ ۲۵

س - ۱ - سماۃ جمیلہ کی تین دختر فرخندہ وحمیدہ وسعیدہ تہین سعیدہ مان کی حیات مین اولاد چھوڑ کر مرگئی اور بعد وفات جمیلہ کے اوسکی بیٹیان فرخندہ وحمیدہ اوسکے ترکہ پر قابض ہوئین بعد ازان فرخندہ مرگئی ایسی صورت مین فرخندہ کی جایداد مابین اوسکی بہن حمیدہ اور سعیدہ متوفیہ کی اولاد کے کسطور پر تقسیم ہوگی اور واضح ہو کہ سعیدہ کی اولاد مین ایک بیٹا جمال اور ایک بیٹی رضیہ ہین +

ہمشیرہ کا استحقاق بحالت موجود ہونے اولاد ہمشیرہ متوفیہ کے +

ج - ۱ - حسب حالات مظہرہ بالا جایداد از روے شرع صرف حمیدہ کو پہنچیگی کیونکہ سعیدہ اپنی مان کی حیات مین اور فرخندہ اوسکی وفات کے بعد ایک بہن حمیدہ چھوڑ کر مرگئی اور جمال اور رضیہ کو شرعاً استحقاق وراثت نہین پہنچتا کیونکہ صرف حمیدہ وارث جائز ہے یعنی فرضاً وہی مستحق حصہ ہے اور جمال اور رضیہ واسطہ داران بعید ہین اور اون کے واسطے ایسی صورت مین کچھہ قرار نہین پاسکتا اور اونکو بحالت موجود ہونے واسطہ دار ذوی الفروض کے حق ارث حاصل نہین ہوسکتا چنانچہ اس امر کی نسبت شرح بخاری مین یہہ لکہا ہے کہ بحالت موجود ہونے ذوی الفروض کے واسطہ دار بعید کو ورثہ نہین پہنچتا +

† اس صورت مین دادی کو از روے دفعہ ۲۷ اصول وراثت کے کچھہ استحقاق نہین ہے +

‡ اس مقدمہ مین یہہ فرض کیا گیا ہے کہ بیٹے اور بیٹون کی اولاد اور بہائی اور بہن موجود نہین ہین اور ایسی حالت مین بموجب دفعہ ۲۴ اصول وراثت کے مان کو ایک ثلث ملنا چاہیے +

س - ۲ - چونکہ سعیدہ اپنی ماں کی حیات مین مرگئی تو اوسکی اولاد اپنی نانی کے ترکہ سے محروم رہیگی یا نہین اور اگر محروم نہ رہیگی تو اوسکو ترکہ کس حساب سے ملیگا ٭

ج - ۲ - چونکہ سعیدہ نے اپنی ماں کے حین حیات وفات پائی لہذا اوسکی اولاد اپنی نانی کے ترکہ سے کچھ نہین پاسکتی کیونکہ فرخندہ دختر جمیلہ ذوی الفروض سے ہے اور جمال اور رضیہ واسطہ داران بعید ہین اور بموجب مسئلہ منقولہ بالا کے واسطہ داران بعید بحالت موجود ہونے ذوی الفروض کے ورثہ نہین پاسکتے ٭ استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے اولاد دوسری دختر متوفیہ کے ٭

مقدمہ ۲۶

س - مسماۃ ظہور النسا دو علاتی بہائی اور ایک علاتی بہن اور حقیقی بہائی کا ایک بیٹا اور اوسکی زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑ کر مرگئی اور حقیقی بہائی اوسکی حیات مین مرگیا تہا اور بحالت دائر رہنے مقدمہ کے مسماۃ مذکورہ کے حقیقی بہائی کی زوجہ مرگئی ایسی صورت مین ترکہ ظہور النسا سنجلہ قرابت داران مذکور الصدر شرعاً کنکو پہنچیگا اور کس حساب سے ٭

ج - حسب حالات مرقومہ بالا ظہور النسا کی کل جایداد اوسکے علاتی بہائیون اور بہن کو ملنی چاہیے یعنی جایداد کو پانچ حصون پر تقسیم کرکے سنجلہ اون کے برادران علاتی سے ہر واحد کو دو حصے ملینگے اور ہمشیر علاتی کو ایک حصہ دیا جائیگا اور برادر حقیقی کے دو بیٹے اور زوجہ اور دختران کو ترکہ متوفیہ کی نسبت کچھ استحقاق نہین پہنچتا ہے کیونکہ بہائی کی زوجہ کو حق وراثت حاصل نہین ہے اور بحالت موجود ہونے برادران علاتی اور ہمشیر علاتی کے برادر حقیقی کے بیٹے اور دختران کو از روے فرائض کے وراثت کا منصب نہین ہے ٭ استحقاق برادران ہمشیر گان علاتی بحالت موجود ہونے برادران و دختران برادر حقیقی کے ٭

مقدمہ ۲۷

س - زید جایداد اراضی اصل مالک تہا اوسکے ایک بیٹا بکر اور دختر زینب تہی بکر زید کی حیات مین ایک بیٹا عمرو چھوڑ کر مرگیا بعد ازان زید بہی زینب اور عمرو چھوڑ کر مرگیا اور قبل تقسیم کے زینب نے دو بیٹیان کلثوم اور سکینہ چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ زید اور بکر کا کلثوم اور سکینہ اور عمرو اون کے وارثون کو کس حساب سے ملیگا ٭

ج - چونکہ عمرو کا باپ یعنی بکر حین حیات زید کے جو عمرو کا دادا تہا مرگیا لہذا اس امر سے حجب نقصان ¶ اسکا لازم آتا ہے اور اگر ایسا نہوتا تو عمرو منجلہ تین حصون کے دو حصے پانیکا مستحق ہوتا اور زینب کو صرف ثلث پہنچتا بنظر حالات مندرجہ سوال ایک نصف زینب کا حق ہے ٭ اگر بیٹا باپ کی حیات مین مرگیا ہو تو بیٹے اور دوہتا سیونکا کیا حق ہوگا ٭

٭ اصول وراثت کی دفعہ ۹ ٭

٭ اصول وراثت کی دفعات ۲۶ اور ۳۰ مین مابین برادران علاتی و اخیافی کے امتیاز کیا گیا ہے یعنی برادران اخیافی کو ہر صورت مین استحقاق وراثت حاصل ہوتا ہے لیکن اگر برادر متوفی کی اولاد یا اوسکے بیٹے کی اولاد کسی درجہ تک موجود ہو یا باپ یا دادا وغیرہ موجود ہون تو برادران اخیافی مستحق ترکہ نہین ہوسکتے کیونکہ وے ذوی الفروض ہین اور برادران اخیافی صرف عصبات مین داخل ہین لیکن بمقابلہ برادران اخیافی اور علاتی کے بہائیون کی اولاد کو گو وہ ایک ہی والدین سے ہو حق وراثت نہین پہنچ سکتا ٭

¶ اس مقدمہ مین جو لفظ حجب نقصان استعمال کیا گیا ہے اوس سے اسمقدمہ کے فتوی مین غلطی معلوم ہوتی ہے حجب نقصان سے یہہ مراد ہے کہ وارث کا حق نسبت ایک حصہ کے خارج اور نسبت دوسرے حصہ کے جایز رکہا جاتا ہے اور یہہ صورت صرف پانچ شخصون کی نسبت صادق آتی ہے یعنی شوہر باپ

اور نصف ثانی عمر کو پہنچتا ہے اور چونکہ زینب دو بیٹیان یعنی کلثوم و سکینہ اور ایک پوتا عمر چھوڑکر مرگئی لہذا نصف جایداد جو اوسکو وراثتاً پہنچی تہی تین حصون پر تقسیم ہونی چاہیے منجملہ اون کے دو حصے کلثوم اور سکینہ کو ملنے چاہئین اور ایک حصہ عمر کو چنانچہ اس ذریعہ سے عمر کو اپنے دادا زید کے کل ترکہ سے آخرکار دو ثلث پہنچینگے اور کلثوم اور سکینہ زید کی نواسیان اوس کے ترکہ سے صرف ایک ثلث پانیکی مستحق ہین اور یہی طریق عمر کے ورثون اور کلثوم اور سکینہ کے ورثا کی نسبت بہی صادق آتا ہے +

مقدمہ ۲۸

س - مسمی شیخ احمد بابت کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ مساۃ موتی جان متوفیہ اور بہی واسطے اوس قرضہ کے جو مساۃ مذکورہ کا دو شخصون پر واجب تہا اس بیان سے وعویدار ہوا کہ میرے دادا نے کسی قدر اراضی متوفیہ کو اس شرط سے دی تہی کہ وہ حین حیات اپنے اوسکے منافع سے متمتع ہو اور بعد اوسکی وفات کے وہ اراضی بدستور اصل واہب کی طرف عود کرے اور مساۃ نے اپنی حین حیات مین تہوڑے عرصہ پیشتر مرنے سے ایک ہبہ نامہ میرے نام لکہدیا اوسکی رو سے اوس نے اراضی مذکور معہ اپنی اور جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے میرے نام منتقل کردی تہی اور چورانوے روپیہ تیرہ آنہ جو مساۃ کو دو شخصون مذکور الصدر سے پانے تہے وہ بہی اوس نے میرے نام لکہدیئے تہے علاوہ شیخ احمد کے چار شخص اور یعنی مانخان اور میان خان و جیون خان و چاند خان وعویدار ہین اور مانخان اوسکو اپنے ماموں کی بیٹی بیان کرتا ہے اور جیون خان اور چاند خان بیان کرتے ہین کہ وہ ہمارے دادا کے بہائی کی زوجہ تہی اور میان شیخ احمد اور میان خان نے ظاہر خواہ ثبوت اپنے بیانات کی تائید مین پیش کیا ہے ایسی صورت مین منجملہ وعویدارون کے کس شخص کو ترکہ متوفیہ کی نسبت استحقاق وراثت پہنچتا ہے +

برادر شوہر کے پوتونکا ذکر +

ج - مسمیان شیخ احمد یا جیون خان یا چاند خان کو جایداد متوفیہ کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہنچتا لیکن شیخ احمد کا بیان ہبہ کے باب مین گواہون سے بخوبی ثابت ہے اور ہبہ فی الحقیقت بصورت وصیت ہے کیونکہ گواہون کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ قبل وفات متوفیہ کے بیماری کی حالت مین

ہبہ بالوصیت +

عمل مین آیا ہے اور جو ہبہ کہ قریب المرگ ہونیکے وقت کیا جاے وہ بطور وصیت متصور ہوتا ہے چنانچہ شرح وقایہ مین یہہ لکہا ہے کہ اگر ہبہ بالوصیت فی الواقع عمل مین آئے تو بہی نفاذ اوسکا واہب کی وفات تک ملتوی رہنا چاہیے اس لیئے کہ تعمیل اوسکے شرائط کی واہب کی وفات پر منحصر ہے کیونکہ اگر ترکہ واہب کا واسطے ادا کل قرضہ کے مکتفی نہو تو ہبہ باطل ہوگا اور اگر ترکہ پر کچہہ قرضہ نہو تو ہبہ صرف بقدر ایک ثلث ترکہ کے نافذ ہوگا علاوہ اسکے معدن مین یہہ لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص قریب المرگ ہونیکی حالت مین ہبہ کرے تو نفاذ اوسکا اوسکے ترکہ کے صرف ایک ثلث کی نسبت ہونا چاہیے پس جو کچہ جایداد بعد ادا و مصارف تجہیز و تکفین اور ادا و قرضہ کے بچے منجملہ اوسکے ایک ثلث شیخ احمد کو بذریعہ وصیت ملنا چاہیئے چنانچہ اس امر کی نسبت سراجیہ مین یہہ لکہا ہے کہ متوفی کے ترکہ پر چار امور لازم ہین اوّل اوسکی تکفین و تدفین لیکن ان مراسم کے مصارف مین نہ زیادتی ہونی چاہیئے نہ کمی - دوم ادا کرنا

اور مان اور پوتی اور ہمشیر علاتی - زوجہ کا حصہ درصورت نہونے اولاد کے ایک ربع ہے اور بحالت موجود ہونے اولاد کے اوسکو ایک ربع نہین ملتا بلکہ حصہ اوسکا صرف ایک ثمن ہوتا ہے لیکن اگر بیٹا یا پوتا باپ کی حیات مین مرجاے تو اوسکا بیٹا وراثتاً حصہ باپ سے قطعی محجوب ہوتا ہے اور حصہ اوسکا صرف باستحقاق عصوبت باقی رہتا ہے اور زینب کا حصہ شرعاً نصف ہے اور نصف ثانی بیٹے یا پوتے کو عصبہ ہونیکی جہت سے پہنچتا ہے اور دوسری تقسیم کی رو سے کلثوم اور سکینہ کا حصہ دو ثلث ہے اور بقیہ ثلث بیٹے یا پوتے کو بذریعہ عصبہ ہونیکے ملیگا +

اوسکے کل قرضہ واجب کا جائداد باقی ہے - سوم تعمیل وصیت بقدر ثلث اوس جایداد کے جو بعد ادا قرضہ کے بچے - چہارم تقسیم کرنا بقیہ جایداد کا اوسکے وارثون مین بموجب قران اور احادیث اور احکام علماء کے - اوّل اون شخصونکو حصہ پہنچتا ہے جنکے واسطے قران مین حصص خاص معین ہین بعدہ عصبات یعنی واسطہ داردن کو اور یہہ وے شخص ہین جو بعد ذوی الفروض کے حصہ پاتے ہین اور بعد عصبات کے ایک خاص صورت مین رق معتق یعنی آزاد کیے ہوئے غلام کا ترکہ آقا اور اوسکے وارثان ذکور کو جو عصبات مین داخل ہون پہنچتا ہے بعد ازان اون شخصونکو جو اپنے حقوق کے مطابق نسباً حصہ پانیکے مستحق ہون اور اون کے بعد واسطہ داران بعید کو پس مان خان و میان خان واسطہ داران بعید سے ہین اور چونکہ عصبات یا ذوی الفروض موجود نہین ہین لہذا واسطہ داران بعید کو ورثہ پہنچتا ہے اور اس صورت مین بعد مصارف تجہیز و تدفین اور ادا قرضہ متوفی اور تقسیم جایداد موصی بہ بقدر ایک ثلث ترکہ مابقی کے اون دونون شخصونکو بموجب راجیہ کے دو ثلث ملنے چاہئین + †

مقدمہ ۲۹

س - ایک شخص نامی زید کو کچھہ جایداد اوسکے دادا سے وراثتاً ملی تہی بعد اوسکی وفات کے اوسکی زوجہ حمیدہ اوس جایداد پر قابض ہوگئی اور اپنی حین حیات اوسپر دخیل ہی لیکن یہہ بخوبی واضح نہین ہے کہ دخل اوسکا کس استحقاق کے ذریعہ سے ہوا اور اب حمیدہ کا سوتیلا بہائی اور زید کی ہمشیر علاتی کا پوتا دعویدار ہین اس صورت مین منجملہ ان دو دعویدارون کے جایداد اوسکو ملنی چاہئے اور اگر دونو نکو ملیگی تو کس حساب سے +

ہمشیر علاتی کے پوتے اور زوجہ کے سوتیلے بہائی کا استحقاق

ج - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جایداد مستنازعہ موروثی تہی لیکن یہہ بتحقیق نہین ہے کہ حمیدہ کس استحقاق کے ذریعہ سے اوسپر قابض ہوگئی اور چونکہ وہ موروثی تہی لہذا ہونا اوسکا زید کی ملکیت سے ظاہر ہے اور بعد اوسکی وفات کے وہ اوسکے وارثونکو پہنچی ہوگی اور حمیدہ کے قبضہ سے استحقاق ملکیت اوسکا ہرگز ثابت نہین ہوتا اور سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ زید کے وارث سوائے اوسکی زوجہ اور ہمشیر علاتی کے پوتے کے اور کوئی نہین ہے لیکن حمیدہ اوسکی زوجہ علاوہ وارث ہونیکے اوسکی قرضخواہ بہی ہے کیونکہ شرع کی رو سے ادا دین مہر نکاح کی صورت مین واجب ہے حتی کہ عقد نکاح بغیر مہر کیے درست نہین ہے پس اگر زید نے اپنی حیات مین زوجہ کا دین مہر ادا کر دیا یا وہ خود اپنی رضا و رغبت سے دست بردار ہوگئی تو باوجود اس کے قابض ہونیکے جایداد چار حصون پر تقسیم کیجائیگی منجملہ اون کے حمیدہ زوجہ زید کو ایک حصہ فرضاً ملیگا اور بعد اوسکی وفات کے وہی حصہ اوسکے سوتیلے بہائی کو پہنچیگا اور بقیہ تین حصے زید کی ہمشیر علاتی کے پوتے کو ملینگے اور اگر زید بغیر ادا دین مہر زوجہ کے مرگیا ہو اور حمیدہ اوس سے دست بردار نہوئی ہو تو دین مذکور حمیدہ کے وارث یعنی اوسکے سوتیلے بہائی کو قبل تقسیم ترکہ دینا چاہیے اور اگر بعد ادا دین مہر کے کچھہ جایداد فاضل بچے تو اوسکے چار حصے کیے جائین اور وہ حسب بہام مصرحہ بالا مستحقین مین تقسیم ہون اور اگر یہہ ثابت ہو کہ حمیدہ جایداد شوہری پر بالکل بالعوض مہر کے قابض ہتی تو ایسی حالت مین کل جایداد اوسکے سوتیلے بہائی کو بذریعہ وارث جائز ہونے اوسکے ملنی چاہیے اور زید کی ہمشیر علاتی کا پوتا ارث سے محروم رہیگا لیکن سوال سے حمیدہ کا اسطور پر قابض ہونا پایا نہین جاتا بلکہ یہہ ثابت ہے کہ وہ زید کی جایداد موروثی سے بس اس استحقاق

† اس صورت مین متوفی اور مامون کا بیٹا دونون مستحق ورثہ ہین یعنی پہوپی کے بیٹے کو بسبب واسطہ پدری کے دو ثلث ملینگے اور مامون کے بیٹے کو بذریعہ واسطہ مادری کے ایک ثلث دیا جائیگا اگر ایک ہی درجہ کے دعویدار خاندان کی جہات مختلف سے ہون تو ایک وارث کا حق مقابلہ دوسرے کے زائل نہین ہوتا لیکن اگر منجملہ دعویدارون کے ایک شخص چچیرا بہائی اور دوسرا پہوپی زاد بہائی ہوتا تو پہوپی زاد بہائی حصہ پانیکا مستحق نہوتا - دفعہ ۵۳ اصول وراثت +

سوال کا جواب صحیح وہی ہے جو پہلے لکھا گیا اور جایداد موروثی سے یہہ مراد ہے کہ وہ جایداد زید کے دادا کی ملک سے تھی اور زید کو وراثتاً ملی تھی چنانچہ ہدایہ مین یہہ لکھا ہے کہ اگر مورث کا استحقاق کسی جایداد کی نسبت ثابت ہو تو بھی وہ جایداد عدالت کے حکم سے وارثونکو نہین ملسکتی تاوقتیکہ مورث کا وفات پانا اور وارثون کا مستحق ہونا ثابت نکیا جاے پس چونکہ اسمقدمہ مین یہہ ثابت ہے کہ جایداد متنازعہ دادا کی تھی لہذا اوس سے متحقق ہے کہ بعد وفات دادا کے زید کو اوسکی نسبت استحقاق ملکیت حاصل ہوا اور ہدایہ مین یہہ بھی لکھا ہے کہ دین مہر کا ادا کرنا شرعاً واجب ہے اور سراجیہ مین بھی لکھا ہے کہ متوفی کی کل بقیہ جایداد سے اوسکا قرضہ واجب ادا کرنا لازم ہے اور جو کچھہ جایداد بعد ادا قرضہ کے بچے اوسمین سے ثلث وصیت کے نفاذ مین دیجاے اور بقیہ جایداد وارثون مین تقسیم کیجاے اور وارثون کی نسبت یہہ لکھا ہے کہ باپ یا بھائیون کی اولاد کو ترکہ ملنا چاہیے اور بعد ان کے واسطہ داران نسبی کا استحقاق مرجح تصور کیا جاتا ہے مثلاً مقابلہ برادر علاتی کے برادر حقیقی کو ترجیح ہے اور اگر ہمشیر حقیقی بحالت موجودگی دختر کے عصبات مین داخل ہو تو اوسکا استحقاق بمقابلہ برادر علاتی کے مرجح ہوگا اور ازان بعد ورثہ واسطہ داران بعید کو پہنچیگا اور تیسری قسم کے وارث وے ہین جو متوفی کے والدین کی اولاد سے ہون مثلاً بہن کی اولاد اور بھائی کی بیٹیان *

مقدمہ ۳۰

س - اگر کابین نامہ جو ایک عورت بیوہ نے پیش کیا ہے ناجائز قرار پاے تو اوسکے شوہر کا بھائی جو اوسکا مخالف ہے ازروے مسائل اہل سنت یا اہل تشیع کے اپنے بھائی کے ترکہ پر وراثتاً قابض ہونیکا مستحق ہوگا یا نہین اور جایداد اوسکی بموجب مسائل دونون طریق کے اوس کے وارثون مین کسطور پر تقسیم ہوگی *

استحقاق بھائی کا بموجب مسائل اہل سنت اور اہل تشیع کے

ج - ازروے مسائل اہل سنت کے متوفی کا بھائی بمنجملہ اوسکے ترکہ کے بعد دے جانے حصص ذوی الفروض کے بذریعہ عصوبت ایک حصہ وراثتاً پانیکا مستحق ہوگا اور حسطور پر کہ تقسیم جایداد بلحاظ بیانات ہر فریق کے ہونی چاہیے اوسکی نسبت دو فہرست جواب کی ذیل مین مندرج ہین - بموجب مسائل اہل تشیع کے بھائی کو بحالت موجودگی دختر کے برادر متوفی کے ترکہ سے ورثہ نہین پہنچتا بلکہ وہ اوسکی زوجہ اور دختر کو بالاشتراک پہنچیگا اور بسبب فرض کرنے اس امر کے تعین کرنا حصص ترکہ کا ضرور نہین ہے * †

مقدمہ ۳۱

س - ایک شخص صرف ایک بیٹی اور برادر علاتی چھوڑ کر مرگیا ایسی صورت مین متوفی کے برادر زادہ کو اوسکے ترکہ کی نسبت وراثتاً کچھہ حق پہنچتا ہے یا نہین *

دختر کا حق بمقابل برادر علاتی کے

ج - سوال سے واضح ہوتا ہے کہ متوفی نے ایک بیٹی اور برادر علاتی چھوڑ کر وفات پائی اور دونون وعویدار ترکہ ہین ایسی صورت مین متوفی کی جایداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے بیٹی کو نصف یعنی دو حصے فرضاً ملینگے اور نصف ثانی اوسکے

† ازروے نجرہ مدخلہ بیوہ کے اوسکے شوہر کا بھائی بمنجملہ ۲۱۶ سہام ترکہ متوفی کے ۳۸ سہام یعنی تخمیناً ترکہ مذکور کے پانچوین یا چھٹے حصہ کا مستحق ہوا اور بحساب کہ ازروے نجرہ مدخلہ برادر شوہر متوفی کے کیا گیا بلحاظ اوسکے وہ مستحق پانے ۴۲ سہام منجملہ ۲۱۶ سہام کے یعنی تخمیناً ترکہ کے چوتھے یا پانچوین حصہ کا متصور ہوا *

برادر علاتی کو عصبہ ہونیکے سبب سے پہنچیگا اور اوسکی وفات کے بعد اوسکا بیٹا قایم مقام ہوگا ✦ †

مقدمہ ۳۲

س - ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کیا اور نکاح کے وقت اوسکو زیورات اور دیگر قیمت چیزین دین اور اوسکے شوہر نے بھی بعد نکاح اوسکو کچھ زیور دیا زوجہ نے بعد پیدا ہونے ایک پسر کے وفات پائی اور وہ بیٹا بھی مرگیا اب متوفیہ کا باپ ثابت اون کل زیورات اور چیزون کے دعویدار ہے جو خود اوسنے اور متوفیہ کے شوہر نے اوسکو دین ایسی صورت مین متوفیہ کا باپ کل جایداد پانیکا مستحق ہے یا ایک جزو کا اور اگر وہ مستحق نہین ہے تو اشیاء اور زیور شرعاً کسکو ملنا چاہیے ✦

ج - بعد ادا مصارف تجہیز وتکفین متوفیہ اور انصرام دیگر امور واجبہ کے اوس کی جایداد کو عام اس سے کہ وہ نکاح کے وقت حاصل ہوئی ہو یا اور طور پر بارہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور منجملہ اون کے باپ دو حصے پانیکا مستحق ہوگا اور بقیہ دس سہام کے لینے کا اوسکے شوہر کو حق پہنچتا ہے ✦ ‡

زوجہ متوفیہ کی خاص جایداد ✦

مقدمہ ۳۳

س - ایک شخص ایک بہائی اور دو علاتی چچا اور ایک علاتی چچا کی دو بیٹیان چھوڑکر مرگیا اور یہہ شخص اوسکے ترکہ کے دعویدار ہین ایسی صورت مین منجملہ دعویدارون کے کون شخص از روے فرایض ورثہ پانیکا مستحق ہے ✦

بواسطہ داران بعید کا حق بحالت موجود ہونے ذوی الفروض یا عصبات کے ✦

ج - مان ذوی الفروض ہے اور علاتی چچا عصبات مین داخل ہین اور یہی شخص ترکہ متوفی کے وارث ہین اور چچا کی بیٹیان بواسطہ داران بعید ہی مین ہین اور یہہ لوگ بحالت موجود ہونے ذوی الفروض یا وارث عصبہ کے ترکہ سے کچھ نہین پاسکتے ✦ ¶

مقدمہ ۳۴

س - ایک عورت کچھ جایداد جو اوسکو اپنے شوہر سے بابت دین مہر ملی تھی چھوڑکر مرگئی اور باپ اوس کے ترکہ کی نسبت دو بہنین اور ایک دختر اوس بیٹے کی جو متوفیہ کے حین حیات مرگیا وعویدار ہین ایسی صورت مین جایداد مذکور اون شخصون کو کس حساب سے پہنچیگی ✦

† از روے رد فہ ۱۶ ایک دختر کو نصف جایداد ملنی چاہیے اور اس صورت مین صرف ایک وارث عصبات سے ہے اور اوسکو ترکہ کا نصف ثانی بغیر کسر کے پہنچتا ہے لہذا اسمقدمہ سے تقسیم کے پہلے قاعدہ یعنی رد فہ ۵۰ کی تمثیل حاصل ہوتی ہے ✦

‡ شوہر کو اسقدر زیادہ حصہ لینے کی وجہ یہہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کا وارث ہے اور اسی جہہ سے وہ مستحق ہوا ہے حسب قاعدہ رد فہ ۶۵ زوجہ کی وفات کے بعد اوسکی جایداد بارہ حصون مین تقسیم ہونی چاہیے تھی اور رد فہ ۳۴ کے بموجب باپ ایک حصہ اور از روے رد فہ ۵ ایک شوہر اگر یہ پانیکا مستحق ۱۶ اور چونکہ ان دونون کو حصص بغیر کسر کے یعنی ایک کو منجملہ ۱۲ کے ۲ اور دوسرے کو ۳ ملتے ہین اور بقیہ ۷ حصے بیٹے کے واسطے کہ وہی صرف وارث عصبہ ہے بچتے ہین لہذا اس صورت سے تقسیم کے پہلے قاعدہ یعنی رد فہ ۵۰ کی تمثیل پائی جاتی ہے ✦

اصول وراثت کی رد فہ ۴۷ معائنہ کیجاے ✦

¶ اس صورت مین مان کا حصہ حسب رد فہ ۳۴ ایک ثلث ہوتا ہے اور بقیہ دو ثلث دونون چچا کو بذریعہ عصبہ ہونیکے ملنے چاہئین اور ترکہ کے تین حصے بغیر کسر کے ہوجائین گے چنانچہ اس صورت سے اوّل قاعدہ تقسیم یعنی رد فہ ۵۰ کی تمثیل لازم آتی ہے ✦

۲۲۳۶

دونون بہنون کا حق بحالت موجودگی بیٹے کے دختر کے

ج - جو جایداد کہ متوفیہ نے چھوڑی وہ بلالحاظ اس امر کے کہ دین مہر کی بابت حاصل ہوئی یا اور طور پر چار حصون مین تقسیم ہونی چاہیے اور منجملہ اون کے اوسکے بیٹے کی دختر نصف † یعنی حساب کی رو سے روپیہ مین آٹھ آنہ کی مستحق ہوگی اور دونون بہنونکو بقیہ نصف ‡ یعنی ہر واحد کو ایک ربع ملیگا +

مقدمہ ۳۵

دختر کا حق بحالت موجودگی شوہر اور چچا کے

س - ایک عورت شوہر اور ایک بیٹی اور ایک چچا چھوڑکر مرگئی ایسی صورت مین ان وارثون مین سے ہر وارث کو اوسکا ترکہ کس حساب سے پہنچیگا

ج - ترکہ متوفیہ کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور منجملہ اون کے شوہر کو ایک حصہ یعنی ربع فرضاً ملیگا اور دختر کو دو حصے یعنی نصف جایداد فرض کی رو سے ملنا چاہیے اور باقی ایک حصہ چچا کو بذریعہ عصبہ ہونے کے ملیگا +

مقدمہ ۳۶

س - مساۃ شہامت نے ایک بیٹی مساۃ زینب چھوڑکر وفات پائی اور دختر بعد وفات اپنی ماں کے اوسکے کل ترکہ پر وراثتاً قابض ہوئی بعد ازان دختر بھی لاولد مرگئی ایسی صورت مین کل یا جزو اوس جایداد کا جو بیٹی کو ماں سے وراثتاً ملی تھی اوسکے ماموں کو ملنا چاہیے یا کل جایداد اوسکے شوہر کی متصور ہوگی اور اگر ورثہ دونون کو پہنچتا ہے تو ترکہ باہم اون کے کس حساب سے تقسیم ہوگا +

شوہر کا حق بحالت موجود ہونے ماموں کے

ج - سوال سے واضح ہوتا ہے کہ مساۃ شہامت ایک بہائی اور ایک دختر چھوڑکر مرگئی اور بیٹی صرف نصف ترکہ کی مستحق ہے اور نصف ثانی کی نسبت متوفیہ کے شوہر کو بوجہ اوسکے عصبہ ہونیکے استحقاق پہنچتا ہے +

مقدمہ ۳۷

س - ایک شخص ایک زوجہ اور چچا کا بیٹا اور دو ہمشیرزادہ اور ہمشیر کی تین بیٹیان اور چچا کے چھ پوتے چھوڑکر مرگیا منجملہ اون کے کن اشخاص کو متوفی کی جایداد پہنچیگی اور کس مقدار مین +

چچا کے بیٹے کا حق بحالت موجود ہونے بیوہ کے

ج - اوّل ادا ہونا متوفی کے مصارف تجہیز و تکفین اور اوسکے قرضہ واجب کا لازم ہے اور بعد ازان اوسکے ترکہ سے ثلث کی نسبت وصیت کا نفاذ ہونا چاہیے اور ان مراتب کے بعد ترکہ چار حصون پر تقسیم کیا جاویگا منجملہ اون کے ایک حصہ بیوہ کو فرضاً ملیگا ¶ اور باقی جایداد چچا کے بیٹے کو بوجہ عصبہ ہونیکے پہنچیگی اور چچا کے پوتے بسبب موجودگی اون کے باپ کے ورثہ نہین پاسکتے اور بقیہ اشخاص واسطہ داران بعید مین داخل ہین ¶ پس بلحاظ ان حالات کے چچا کے پوتے اور اور واسطہ دار ترکہ سے حصہ پانیکے مستحق نہین ہین + E

چچا کے پوتے واسطہ داران بعید مین داخل ہین

† اصول وراثت دفعہ ۱۸ +

‡ اصول وراثت دفعہ ۲۵ +

§ دفعہ ۵، مسائل تقسیم قاعدہ اوّل +

¶ اصول وراثت کی دفعہ ۴۱ ملاحظہ کیجاوے +

¶ اصول وراثت دفعہ ۴۵ +

E اس صورت مین بھی اوّل قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۵ کی تمثیل صادق آتی ہے یعنی درصورت نہونے اولاد کے بیوہ ایک ربع کی مستحق ہے

مقدمہ ۳۸

س - ایک عورت ایک بھائی اور بہن چھوڑکر مرگئی اس صورت مین ترکہ اوسکا اِن شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا +

ج - متوفیہ کا ترکہ تین حصون پر تقسیم ہونا چاہیے مُنجملہ اون کے دو حصّے بھائی کو ملینگے اور ایک حصہ بہن کو پہنچیگا + †

بھائی کا استحقاق بحالت موجود ہونے بہن کے +

مقدمہ ۳۹

س - ایک شخص نے زوجہ اور بھائی چھوڑکر وفات پائی پس ترکہ اوسکا اِن دونون مین کس قاعدہ سے تقسیم ہوگا اور ہر وارث کو کس قدر حصہ ملیگا +

ج - متوفی کے ترکہ کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے مُنجملہ اون کے زوجہ کو ایک حصّہ فرضاً پہنچیگا اور بقیہ تین حصے بھائی کو بذریعہ عصبہ ہونیکے ملینگے +

استحقاق بھائی کا بحالت موجود ہونے زوجہ کے +

مقدمہ ۴۰

س - زید اور بکر دو بھائی تھے اونکو جایداد پدری بحصص مساوی وراثتاً پہنچی بعد ازان زید ایک بیٹا عمرو چھوڑکر مرگیا اور اوسکے بعد عمرو نے بھی خالد ایک بیٹا چھوڑکر وفات پائی بعدہ بکر ایک زوجہ اور چار بیٹیان چھوڑکر مرگیا اور پھر زوجہ بھی مرگئی ایسی صورت مین دونون بھائیون کا ترکہ اون کے وارثان موجود مین کسطور پر تقسیم ہوگا +

زوجہ کا حصہ بحالت موجود ہونے چار بیٹیون اور بھائی کے بیٹے کے +

ج - کاغذات سے واضح ہوتا ہے کہ زید نے قبل بکر کے اور بکر نے قبل خالد کے وفات پائی ایسی صورت مین کل ترکہ زید کا اوسکی وفات کے بعد اوسکے بیٹے عمرو کو پہنچیگا اور اوسکے بعد بیٹے خالد کو اور مُنجملہ ترکہ بکر کے ایک ثمن اوسکی زوجہ کو ملیگا اور دو ثلث اوسکی بیٹیون کو بابت اون کے حصص کے پہنچینگے اور خالد عصبہ ہونیکی وجہ سے بقیہ جایداد پانیکا مستحق ہوگا مثلاً بکر کی جایداد ۲۴ حصون پر ‡ تقسیم کیجائیگی مُنجملہ اون کے زوجہ ایک ثمن یعنی تین حصے پانیکی مستحق ہوگی اور بیٹیون کو دو ثلث یعنی ۱۶ اسہام ملینگے اور باقی پانچ حصّے بھائی کے بیٹے باپوتے کو پہنچینگے اور چونکہ زوجہ تقسیم سے پہلے مرگئی لہذا اوسکا حصّہ اوسکے بیٹیون کو ملیگا +

مقدمہ ۴۱

س - ایک عورت نے شوہر اور ایک پسر نابالغ اور مان اور بہن چھوڑکر وفات پائی اور بحالت موجود ہونے اِن کل وعویداروں کے متوفیہ کی مان نے اپنے داماد پر بابت حصّہ دین مہر یافتی اپنی دختر کے نالش دایر کی ایسی صورت مین متوفیہ کی مان کو اوسکے شوہر پر دین مہر کا دعوی پہنچتا ہے یا نہین اور اگر پہنچتا ہے تو دین مہر سے کسقدر اور دیگر وعویداروں کو کس حساب سے ورثہ ملیگا +

بیٹے کا حق بحالت موجود ہونے نانی اور شوہر کے +

ج - متوفیہ کی مان کو داماد پر مُنجملہ دین مہر یافتی دختر کے اپنے حصّہ کی بابت نالش کرنیکا استحقاق حاصل ہے اور جو روپیہ مہر کی بابت واجب الادا ہوا اور ایسی صورت مین جایداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے مُنجملہ اِن کے زوجہ کو ایک حصہ فرضاً ملنا چاہیے اور بقیہ جایداد چچا کے بیٹے کو بغیر کسیکے پہنچتی ہے +

+ اصول وراثت کی دفعہ ۲۲ اور دفعہ ۵۷ یعنی تقسیم کا پہلا قاعدہ +

‡ پہلا قاعدہ تقسیم کا جو دفعہ ۵۷ مین درج ہے ملاحظہ کیا جاے اور وہ یہہ صورت ہے کہ جسمین اون کو بغیر کسیکے حصّہ پہنچتا ہے یعنی بموجب دفعہ ۱۴ اصول وراثت کے بیوہ کا حصہ درصورتیکہ نہونے اولاد کے ایک بیٹے کے اور جایداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے مُنجملہ اون کے ایک حصہ زوجہ کو اور بقیہ ترکہ وارث عصبہ کو ملنا چاہیے +

† اگر حصہ داروں کے ایک فریق کا حصہ ایک ثمن ہو اور دوسرے کا دو ثلث جیسا اس صورت مین ہے یا ایک ثلث یا ایک سدس تو حسب قاعدہ مندرجہ

ہے اوسکے بارہ حصے کیے جائین منجملہ بارہ حصون کے ایک ربع † یعنی تین حصہ شوہر کا حق ہے اور ایک سدس ‡ یعنی دو حصہ مان کو پہنچتے ہین اور سات حصے پسر نابالغ کو لیکن ہمشیرہ ۞ کو بسبب موجود ہونے بھائی ¶ کے کچھ استحقاق نہین پہنچتا +

مقدمہ ۴۲

س - ایک شخص دو زوجہ چھوڑ کر مرگیا پہلی زوجہ سے ایک بیٹا تہا اور دوسری سے دو بیٹے تہے اور پہلی زوجہ کا بیٹا ایک زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ کر مرگیا اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ اوس نے اپنی کل جایداد زوجہ کو دین مہر کی عوض دیدی تو زوجہ کے بھائی کو بعد وفات زوجہ مذکور اور اوسکے دو بیٹون کے کل جایداد مذکور کی نسبت استحقاق وراثت پہنچتا ہے یا نہین یا وہ مستحق صرف کسی قدر حصہ کا ہے اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ پسر متوفی نے جایداد اپنی دین مہر کی عوض منتقل نہین کی بلکہ اوسکی زوجہ اوسکے حصہ واجب پر قابض تہی تو اوسکا بھائی بعد اوسکی وفات کے حصہ پانیکا مستحق ہے یا نہین +

علاتی چچا کا استحقاق بمقابلہ مامون کے +

ج - اگر کوئی شخص اپنی کل جایداد دین مہر کی بابت منتقل کرکے زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ کر وفات پاے اور بیٹے اپنی مان سے پہلے مرجائین اور وہ ایک بھائی چھوڑ کر وفات پاے تو بھائی اوسکے کل ترکے پانیکا شرعاً حقدار ہے لیکن اگر مان دونون بیٹون یا ایک بیٹے سے پہلے مرگئی ہو اور وہ بیٹے علاتی چچا یا چچیرے بھائی چھوڑ کر مرجائین تو ایسی صورت مین علاتی چچا یا اوسکے بیٹے از روے استحقاق عصوبت مستحق پانے ترکہ متوفیان سے ہونگے اور مامون کو جو واسطہ داران بعید سے ہے مطلق کچھ نہین ملسکتا اور اگر متوفی نے اپنی جایداد زوجہ کے نام دین مہر کی بابت منتقل نہین کی ہو بلکہ وہ حصہ شوہری پر جو بسبب موجود ہونے بیٹون کے بقدر ایک ثمن کے ہے قابض ہو کر حین حیات بیٹون کے مرگئی ہو تو اوسکا حصہ بیٹون کو پہنچیگا اور اوسکے بعد علاتی چچا یا اوسکے بیٹون کو ملیگا اور مامون کچھ نہین پائیگا اور اگر ایک بیٹا مان اور بھائی ۞ چھوڑ کر مرگیا ہو تو اوسکی جایداد کے تین حصے

دفعہ ۶۶ کے جایداد کو ۲۴ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے یہہ مثال تقسیم کے پہلے قاعدہ کی ہے اور دفعہ ۵۰ کے مطابق اس صورت مین کل وارث اپنا اپنا حصہ بغیر کسر کے پائین گے +

† اصول وراثت کی دفعہ ۱ معاینہ کیجاے +

‡ اصول وراثت دفعہ ۳۷ +

۞ اصول وراثت دفعہ ۲۱ +

¶ مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۵۰ کا پہلا قاعدہ - اگر ایک حصہ دار ربع کا مستحق ہو اور دوسرا سدس کا تو بموجب قاعدہ دفعہ ۱۰ کے ترکہ کو بارہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور اگر اس تقسیم سے کل دعویداران جائز اپنا اپنا حصہ پاسکین تو عمل مزید کی ضرورت نہین ہے +

۞ عدالت ضلع ہوگلی کے مفتی نے اپنے فتوی مین یہہ لکہا کہ اگر مان اور بھائی دعویدار ہون تو ترکہ کو چھ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور مان ایسی حالت مین صرف ایک سدس کی مستحق ہوگی لیکن یہہ رائے ظاہراً غلط ہے کیونکہ اگر بجاے ایک بھائی کے چند بھائی ہوتے تو مان البتہ صرف ایک سدس کی مستحق ہوتی دفعات ۳۳ و ۳۴ - یہہ تمثیل تقسیم کے پہلے قاعدہ کی ہے جو دفعہ ۵۰ مین درج ہے اور اس صورت مین کہ بغیر کسر کے تقسیم ہو سکتا ہے +

کیے جائینگے اور منجملہ اوسکے مان کو ایک حصہ ملیگا اور بقیہ دو حصے اوسکے بھائی کو پہنچینگے اور اگر دو سرا بیٹا مان اور علاتی چچا یا اوس چچا کے بیٹے چھوڑ کر فوت ہوا ہو تو اوسکا ترکہ تین حصوں پر تقسیم ہوگا منجملہ اسکے ایک حصہ مانکو ملیگا اور باقی دو حصے علاتی چچا یا اوسکے بیٹوں کو بذریعہ استحقاق عصوبت ملینگے اور اگر بعد از ان مان صرف ایک بھائی چھوڑ کر مرجائے تو اوسکے کل ترکہ کا بھائی مستحق ہوگا اور چونکہ یہہ تحقیق نہیں ہے کہ منجملہ ان شخصوں کے کون شخص سب سے پیچھے مرا لہذا وراثت اوزکی بالانفراد مناسخت کی رو سے قایم نہیں ہوسکتی +

مقدمہ ۴۳

س - ایک شخص کسیقدر اراضی کا مالک بشمول اپنے نواسے کے قابض تھا بعدہ وہ اراضی خود اوسکے نواسہ مذکور کے نام حسب ضابطہ عطا ہوئی بعد ازاں اوسکی بیٹی ایک دختر اور اوسکا شوہر اور اپنا شوہر اور ایک بیٹا یعنی وہ جسکا نام عطا میں داخل تھا چھوڑ کر مرگئی اور چند عرصہ بعد اوسکی وفات کے شخص مذکور بھی مرگیا اور نواسہ اوسکا جو کسی مقام بعید کی جانب گیا تھا مدت مدید سے مفقود الخبر ہے بعدہ شخص مذکور کی نواسی نے بھی ایک بیٹا اور ایک دختر اور شوہر چھوڑ کر وفات پائی اور اوسکے بعد شخص مذکور کا داماد بھی ایک بیٹا دوسری زوجہ سے چھوڑ کر مرگیا ایسی صورت میں منجملہ اشخاص مذکورہ بالا یعنی نواسی کے شوہر اور پسر اور دختر اور حقیقی نواسے کے برادر علاتی کے کس کو اصل مالک متوفی کی اراضی کی نسبت شرعاً استحقاق پہنچتا ہے اور کس حساب سے +

نواسہ اور نواسی کا استحقاق +

ج - بنظر حالات سوال کے گو اراضی مذکور اصل مالک کے بشمول نام اپنے نواسے کے بذریعہ عطا حاصل ہوئی لیکن صرف وہی اوسکا مالک متصور ہے کیونکہ شرعاً اشتراک نام قابل لحاظ نہیں ہے بلکہ اصل مالکیت اگر دختر اصل مالک سے پہلے مرگئی تو وہ اوسکے ترکہ سے مطلق کچھ حصہ نہیں پاسکتی اور اگر شخص مذکور اپنے نواسہ اور ایک نواسی اور داماد اور نواسی کا شوہر چھوڑ کر مرگیا ہو تو بصورتین ترکہ اوسکا تین حصوں میں تقسیم کیا جائیگا منجملہ اوسکے نواسہ کو دو حصے ملینگے اور نواسی کو ایک اور داماد اور نواسی کا شوہر حصہ پانیکے مستحق نہیں ہیں جو شخص مفقود الخبر ہو اور اوسکی مرگ و زیست کا کچھ حال معلوم نہو اوسکا حق نسبت اوسکی ذاتی جایداد کے قیام اور نسبت اور شخصوں کی جایداد کے ساقط متصور ہوتا ہے اور ایسی صورتمیں حاکم وقت کو کوئی شخص واسطے انصرام اوسکے کاروبار کے مقرر کرنا چاہیے اور اوسکا حصہ ۹۰ برس تک قایم رکھا جائے + اور جو اقربا اور اوسکے اوس مدت میں فوت ہوں وے اوسکی جایداد سے حصہ پائینگے اور اگر نواسی ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور شوہر چھوڑ کر مرگئی ہو تو اوسکا ترکہ چار حصوں پر منقسم ہوکر اوسکے وارثوں میں اسطرح سے تقسیم ہوگا کہ ایک حصہ اوسکے شوہر کو ملیگا اور ایک اوسکی بیٹی کو اور دو حصے اوسکے پسر کو اور اگر اصل مالک کا داماد علاوہ جایداد مالک مذکور کے خاص اپنی

استحقاق بھائی کا بحالت موجود ہونے بہن کے +

جایداد چھوڑ کر فوت ہوا ہو تو وہ اوسکے بیٹے کو پہنچیگی ++ تصریح تین حصص

زید متوفی ۱۲/۳

بکر	جمیلہ	عمرو	خالد	فہمیدہ
جمیلہ کا شوہر	دختر کی دختر ۱/۴ حصہ	دختر کا پسر ۲ حصے	جمیلہ کا پسر دو حصے	جمیلہ کی دختر ایک حصہ

جمیلہ متوفیہ ۴ — جمیلہ کا شوہر ایک حصہ

میزان کل

فہمیدہ	خالد	بکر	عمرو ‡‡
۱/۴ ایک حصہ	۲ حصے	ایک حصہ	۸ حصے

† یہہ مدت تاریخ ولادت مفقود الخبر سے محسوب ہوگی +

‡ قاعدہ اوّل مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۴۷

‡‡ اول مرتبہ زید کے ترکہ کو تین حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے کیونکہ عمرو اوسکا نواسہ اور جمیلہ نواسی حصہ پانیکی مستحق ہیں اور نواسہ کا حصہ

مقدمہ ۴۴

س۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بد رویہ ہونیکی وجہہ سے نکال دیا اور عورت نے چار سال تک خاص اپنی محنت سے اوقات بسر کی بعد ازاں شوہر اور بھائی کا بیٹا چھوڑ کر مر گئی اسصورت مین منجملہ ان دونون شخصون کے کون شخص از روے فرایض اوسکے ترکہ کا مستحق ہے +

افتراق بلا قصور طلاق +

ج۔ اگر شوہر نے افتراق کے وقت زوجہ کو طلاق دیا تو صرف اوسکے بھائی کا بیٹا شرعاً مستحق اوسکے ترکہ کا ہے لیکن اگر شوہر نے اوسے بغیر طلاق کے نکال دیا ہو تو وہ بدستور شوہر کی حفاظت مین تصور کیجائیگی اور بعد اوسکی وفات کے شوہر اور اوسکے بھائی کا بیٹا ترکہ اوسکا بالاشتراک پائینگے اور ہر واحد مستحق نصف حصہ کا ہوگا یعنی شوہر † فرضاً اور بھائی کا بیٹا عصبہ ‡ ہونیکی وجہہ سے +

شوہر کا استحقاق بمقابلہ بھائی کے بیٹے کے +

مقدمہ ۴۵

س۔ ایک شخص ایک بیٹا اور تین بیٹیان چھوڑ کر مر گیا اور بعد اوسکی وفات کے اوسکی بیٹیون کا نکاح ہو گیا ایسی صورت مین ان شخصونکا حصہ ترکہ متوفی سے کسقدر ہوگا +

استحقاق ایک پسر اور تین دختر کا

ج۔ متوفی کی جایداد پانچ حصونمین تقسیم کیجائیگی منجملہ اون کے بیٹے کو ۲ ملینگے اور بیٹیونکو تین حصے ملینگے یعنی ہر دختر ﷺ کو ایک حصہ پہنچیگا +

مقدمہ ۴۶

س۔ ایک عورت نے کچھہ جایداد موروثی چھوڑ کر وفات پائی اور اوسکے وارثون مین سے صرف ایک بیٹی اور بھائی کا بیٹا موجود ہین ایسی صورت مین ترکہ اوسکا ان دونون شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا +

استحقاق دختر کا بحالت موجودگی دختر و بھائی کے پسر کے +

ج۔ اگر سوا اون دو وارثون کے جنکا ذکر سوال مین ہوا ہے متوفیہ کا اور کوئی وارث نہین ہے تو جایداد اوسکی ان دونون مین بالمناصفہ تقسیم ہوگی یعنی ایک نصف دختر کو فرضاً ﷺ اور نصف ثانی اوسکے بھائی کے بیٹے کو عصبہ ﷺ ہونیکی وجہہ سے ملیگا +

مقدمہ ۴۷

س۔ ایک زمیندار نے اپنی جایداد کے سولہ آنہ سے جو اوسکی بکسوبہ خاص تھی جہہ آنہ اپنے حین حیات بیع کیے اور بقیہ دس آنے اپنے وارثون

بہ نسبت نواسی کے دو چند ہے بعد وفات نواسی کے اوسکی جایداد چار حصون مین تقسیم کیجاے اور اون مین سے اوسکا شوہر ایکربع پائیگا لیکن جب اوسکے ایک حصہ کو چار مین ضرب دی گئی تو ضرور ہے کہ اور حصے بھی اوسی عدد کے ساتھہ ضرب دیے جائین مثلاً حصہ زید یہہ ہے ۳ × ۴ = ۱۲ اور حصہ عمرو کا یہہ ہے ۲ × ۴ = ۸ +

† اصول وراثت کی دفعہ ۱۵ +

‡ قاعدہ اوّل دفعہ ۵۷ تقسیم +

ﷺ اصول وراثت دفعہ ۳ +

ﷺ قاعدہ اوّل دفعہ ۵۷ تقسیم +

ﷺ اصول وراثت دفعہ ۱۶ +

ﷺ قاعدہ اوّل دفعہ ۵۷ تقسیم +

یعنی چچا کے ایک بیٹے اور ایک بہن کے واسطے چھوڑے ایسی صورتین ان شخصونکو از روے فرایض اوسکے ترکہ سے کس قدر حصّہ پہنچیگا +

بہن کا استحقاق جبکہ موجود ہو بیٹے کے

ج - ترکہ متوفی کا جو بقدر دس آنہ کے ہے اوسکے دونون وارثون مین بالمناصفہ تقسیم ہوگا یعنی ہر واحد کو پانچ پانچ حصے ملینگے + †

مقدمہ ۴۸

س - ایک شخص ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان چھوڑکر مرگیا ایسی صورت مین اوسکا ترکہ اوسکے وارثون مین کسطرح پر تقسیم ہوگا +

بیٹے کا استحقاق جبکہ موجود ہو زوجہ اور دو دختر ون کے

ج - متوفی کا ترکہ ۳۲ حصون مین تقسیم کیا جائیگا منجملہ اون کے زوجہ کو ایک ثمن یعنی چار حصے ملینگے اور بیٹے کو ۱۴ اور ہر دختر کو سات حصے پہنچینگے + ‡

مقدمہ ۴۹

س - ایک شخص دو بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑکر مرگیا اس صورت مین اوسکا ترکہ اوسکے وارثون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا +

استحقاق دو بیٹون کا بحالت موجودگی زوجہ کے

ج - متوفی کا ترکہ سولہ حصون مین تقسیم کیا جائیگا منجملہ اون کے زوجہ کو دو حصے ملینگے اور ہر بیٹے کو سات حصے

مقدمہ ۵۰

س - ۱ - ایک شخص نے اپنی دختر کے نکاح کرنیکے بعد چاہا کہ اگر وہ منجملہ اوسکی جایداد کے اپنے حصہ سے حسب قاعدہ دست بردار ہوجاے تو اوسکی بیٹیون کی وجہ معاش مقرر کردیجاے مگر بیٹی نے اس امر کو منظور نہین کیا اس وجہ سے شخص مذکور بہت ناراض ہوا کہ اوسکو عاق کردیا فعل شخص مذکور کا جائز ہے یا نہین +

---

† اصول وراثت دفعہ ۳۳ اور قاعدہ اوّل تقسیم دفعہ ۵۷ +

‡ یہہ مثال تقسیم کے تیسرے قاعدہ مندرجہ دفعہ ۷۷ کی ہے اور یہہ وہ صورت ہے کہ وارثون کے ایک فریق کے حصے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے یعنی تعداد سہام اور تعداد ورثہ مین نسبت متباین ہے یعنی مخرج اونکا مشترک نہین ہے مثلاً از روے دفعہ ۱۴ اصول وراثت کے زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہے ایسی حالت مین جایداد کو اوّل مرتبہ کم سے کم اٹھہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دینے حصہ زوجہ یعنی ایک ثمن کے سات حصے باقی رہینگے اور علاوہ زوجہ کے چار دعویدار اور رہین اور چار دعویدار رکھنے کی وجہ یہہ ہے کہ ایک پسر بمنزلہ دو دختر ون کے شمار کیا جاتا ہے کیونکہ حصّہ اوسکا دو حصہ ہوتا ہے پس اب یہہ دیکھنا چاہیے کہ حصہ دارون کی تعداد یعنی عدد ۴ اور ۷ باہم متوافق ہین یا غیر متوافق اور اوسکا طریق یہہ ہے کہ عدد کثیر کو عدد قلیل سے دونون طرف اسطرح گھٹاتے جائین کہ مخرج اون کا واحد قرار پائے مثلاً ۴ - ۷ - ۳ اور ۳ - ۴ - ۱ پس قاعدہ یہہ ہے کہ ۴ یعنی اون حصہ دارون کی تعداد کو جنکو بغیر کسر کے حصّہ نہین ملسکتا اصل تقسیم کے عدد یعنی ۸ کے ساتھہ ضرب دیجاے مثلاً ۴ × ۸ = ۳۲ ہماری نظر سے کوئی ایسا مقدمہ نہین گذرا جس سے تقسیم کے دوسرے قاعدہ کی تمثیل واضح ہو لیکن اوسکی ایک مثال صفحہ ۲۱ مین درج ہے +

§ اس صورت سے تیسرے قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ کے بہت سہل تمثیل پائی جاتی ہے چونکہ متوفی کی اولاد یہی ہے لہذا اوسکی زوجہ کا حصّہ از روے اصول وراثت دفعہ ۱۴ ایک ثمن ہے پس جایداد کو اٹھہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے کیونکہ ۸ وہ عدد اقل ہے جس سے زوجہ کا حصّہ مستخرج ہوسکتا ہے اور بعد دینے اوسکے ثمن کے ۷ حصے دو بیٹون کے باقی رہتے ہین مگر ظاہر ہے کہ یہہ سات حصے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے لیکن اگر حصہ دارون کے عدد یعنی ۲ کو ۳ مین ضرب دیجاے تو حاصل ضرب مساوی ہے ۷ - ۱ اور ان دو عددون مین نسبت متباین ہے ایسی حالت مین حسب قاعدہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ کے اصل تقسیم کے عدد کو اون حصہ دارون کے عدد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے جنکے حصے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے مثلاً ۸ × ۲ = ۱۶ +

عاق کرنا باپ کا دختر کو۔

ج - ۱ - سوال مین جو لفظ عاق مذکور ہوا ہے اوس سے احتمال ہوتا ہے کہ سوال کا مقصود یہ ہے کہ عاق کرنا باپ کا بیٹی کو شرعاً مانع ادسکی وراثت کا ہوسکتا ہے یا نہین لیکن ہوانع وراثت صرف چار ہین اوّل قتل کرنا وارث کا مورث کو دوّم اختلاف مذہب سوّم اختلاف دار چہارم رقیت پس اگر باپ نے دختر کو نزاع عاقی کی جہت سے عاق کر دیا تو یہ امر شرعاً مانع وراثت ایسی دختر کا جو صحیح النسب ہو یا جسکا اپنی صلب سے ہونا باپ نے تسلیم کیا ہو نہین ہوسکتا ۔

دختر کا حق بحالت موجودگی پسر باپ اور دو بھائیون کے ۔

س - ۲ - ایک عورت شوہر اور دو دختر صغیر سن اور دو بھائی چھوڑ کر مر گئی ایسی صورت مین شوہر اوسکے کل ترکہ پانیکا مستحق ہے یا کسیقدر حصہ کا ۔

ج - ۲ - بلحاظ ان حالات کے عورت کا چہارم حصہ † اوسکے شوہر کو پہنچیگا اور نصف ‡ اوسکی دختر صغیر سن اور باقی اوسکے بھائیون کو ۔

مقدمہ ۵۱

پسر کا استحقاق بحالت موجودگی دختر اور زوجہ ۔

س - ایک شخص زوجہ اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر مر گیا اس صورت مین ترکہ اوسکا کتنے حصون مین تقسیم ہوگا اور اونکو کس حساب سے ملیگا ۔

ج ... ترکہ متوفی کو ۲۴ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے زوجہ کو ایک ثمن یعنی تین حصے اور پسر کو ۱۴ یعنی بہ نسبت دختر کے دوچند ملینگے اور دختر بقیہ ۷ حصے پانیکی مستحق ہوگی ۔

مقدمہ ۵۲

استحقاق دو پسرون بحالت موجودگی ہمشیرہ ایک دختر کے ۔

س - ایک شخص زوجہ اور دو بیٹے اور ایک دختر چھوڑ کر مر گیا ایسی صورت مین اوسکا ترکہ اوسکے وارثون مین کس قاعدہ اور حساب سے تقسیم ہوگا ۔

ج - متوفی کا ترکہ چالیس حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ اون کے زوجہ کو ایک ثمن یعنی پانچ حصے ملینگے اور ہر پسر کو چودہ حصے اور دختر کو سات پہنچینگے ۔

---

† اصول وراثت دفعہ ۱۵ ۔

‡ ایضاً دفعہ ۱۶ ۔

اس صورت سے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ کے تیسرے قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہے جس صورت مین کہ ایک وارث نصف اور دوسرا ربع کا مستحق ہو تو بموجب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۵۷ اصول وراثت کے ترکہ کو پہلے چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے لیکن بعد ملنے شوہر کے چہارم یعنی ایک حصہ اور دختر کے نصف یعنی دو حصون کے صرف ایک حصہ دو بھائیون کے واسطے باقی رہتا ہے اور وہ اون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا لیکن چونکہ عدد ایک اور عدد ۲ مین نسبت متبائن ہے لہذا پہلی تقسیم کے عدد کو اون وارثون کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جنکو بغیر کسر کے حصہ نہین ملسکتا مثلاً ۴ × ۲ = ۸ ۔

اس صورت سے تیسرے قاعدہ تقسیم دفعہ ۷۷ کی تمثیل پائی جاتی ہے اور اگر ترکہ اقل مرتبہ آٹھ حصون پر تقسیم کیا جاے تو زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہوگا لیکن زوجہ کو ایک ثمن دیے جانیکے بعد ۷ حصے واسطے بقیہ حصہ داردن کے بچینگے اور باقی حصہ دار دن کی تعداد کو تین شمار کرنا چاہیے کیونکہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے حصے کے دوچند ہوتا ہے اور بقیہ ۷ حصے وارثون مین بحساب دوچند حصہ پسر کے بغیر کسر تقسیم نہین ہوسکتے پس یہ دیکھنا چاہیے کہ حصص باقی اور حصہ دارون کی تعداد مین کیا نسبت ہے چنانچہ نسبت مذکور متبائن پائی جاتی ہے مثلاً ۳ × ۲ = ۷ - ۱ اور اس صورت مین حصہ دارون کی تعداد کو پہلی تقسیم کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے تاکہ سہام مطلوبہ کی تعداد معلوم ہوجاے مثلاً ۳ × ۸ = ۲۴

اس صورت سے یہی مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ کے تیسرے قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہے اور واضح ہو کہ اس صورت خاص مین پانچ حصہ دار مین کیونکہ ہر بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہوتا ہے بعد منہائی ایک ثمن یعنی حصہ زوجہ کے سات حصے پانچ حصہ داردن کے واسطے

مقدمہ ۵۳

س - ایک شخص جو کیقدر جایداد غیر منقولہ پر قابض تہا دو زوجہ اور ایک برادرزادہ چہوڑکر لاولد مرگیا اور بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسری نے شوہر متوفی کے برادرزادہ کی حیات مین جایداد منقولہ متروکہ متوفی کو بیع کیا ایسی صورت مین بیع مذکور شرعاً جائز ہے یا نہین اور اگر ناجائز ہے تو متوفی کے برادرزادہ اور زوجہ ثانیہ کا حصہ کس قدر ہے +

استحقاق برادرزادہ کا بحالت موجود ہونے دو زوجہ کے +

ج - بعد وفات شخص لاولد کے اوّل ادا کرنا اوسکے اخراجات ضروری کا لازم ہے بعد ازان اوسکے ترکہ کو اوسکی دو زوجہ اور برادرزادہ مین بموجب حصص معینہ تقسیم کرنا چاہیے یعنی جایداد غیر منقولہ آٹہہ حصون پر تقسیم کیجاے، منجملہ اون کے دونون زوجہ کو † ایکربع یعنی دو حصے ملینگے اور بقیہ چہہ حصے برادرزادہ کو بوجہہ اوسکے عصبہ ہونیکے پہنچینگے جو بیع کہ زوجہ ثانیہ کی جانب سے بعد وفات پہلی زوجہ کے عمل مین آیا وہ صرف اوسکے حصہ ذاتی کی نسبت جائز ہے نہ بابت اون چہہ حصص کے جنکا مستحق اور مالک برادرزادہ ہے اور اگر پہلی زوجہ نے حصہ اپنا بذریعہ ہبہ یا بیع منتقل نہین کیا اور نہ اوسنے کوئی وارث جائز چہوڑا ہو تو حصہ اوسکا بعد اوسکی وفات کے داخل بیت المال ہے + ‡

مقدمہ ۵۴

س - ایک شخص نے دو بیٹیان اور ایک پوتی چہوڑکر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ اوسکا کیتے حصون مین تقسیم کیا جائیگا اور وارثان مذکور از روے فرایض کس حساب سے حصے پائینگے +

استحقاق بیتون بحالت موجود ہونے ایک پوتے اور ایک پوتی کے +

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے پہلے متوفی کی تجہیز و تکفین کے مصارف بقدر مناسب اور قرضہ کا ادا کرنا اور جایداد موصی بہ کا بقدر ثلث ترکہ کے دینا واجب ہے بعد ازان بقیہ جایداد کو ۹ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے دختردن کو دو ثلث کہ یعنی ہر واحد کو تین حصے ملینگے اور پوتے کو بوجہہ عصبہ ہونیکے دو حصے پہنچینگے اور پوتی کو ایک حصہ ملیگا + ¶

بچتے ہین لیکن تقسیم اون کی حصہ داران مذکور مین بغیر کسر کے نہین ہو سکتی اور پانچ یعنی حصہ دارون کا عدد مساوی ہے ۷ یعنی عدد سہام نفی ۲ کے اور ۲ × ۲ = ۵ - ۱ اور اس صورت مین نسبت متباین پائی جاتی ہے پس از روے قاعدہ کے حصہ دارون کی تعداد کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۵ × ۸ = ۴۰ +

† اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

‡ اس صورت سے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷ کے تیسرے قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہے اور بنظر اسکے کہ ہر دو زوجہ کو ایک ربع یعنی اپنا حصہ واجب ملیکے ترکہ کو ابتداءً چار حصون پر تقسیم کرنا لازم تہا لیکن عدد ایک یعنی عدد تقسیم کا چہارم دونون زوجہ مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا اور اونکی تعداد اور اون کے حصہ کی تعداد مین نسبت متباین پائی جاتی ہے مثلاً ۱ = ۲ - ۱ ہصورت مین بموجب قاعدہ کے اصل عدد تقسیم کو ان دارنون کی تعداد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے جنکا حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا ۲ × ۴ = ۸ +

¶ اصول وراثت دفعہ ۱۷ +

¶ قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷ - چونکہ اس صورت خاص مین حصہ جائز بقدر دو ثلث کے ہے لہذا جایداد ابتداءً تین حصہ نہین

مقدمہ ۵۵

س - ایک شخص نے بہ تحریر دست آویز اپنے برادرزادہ کو اپنا قایم مقام ملکیت قرار دیا یہ دست آویز شرعاً برادرزادہ کی نسبت قابل نفاذ ہے یا نہین اور اگر برادرزادہ بذریعہ دست آویز مذکور متوفی کے کل ترکہ کا استحقاق نہین رکھتا تو ترکہ مذکور وعویداردن مین کس حساب سے تقسیم ہوگا اور واضح ہو کہ وعویداردن مین مان اور تین ہمشیر اور ایک بہائی کہ وہ اسمقدمہ مین مدعا علیہ ہے اور ایک زوجہ اور خسر داخل ہین +

ج - شرعاً دست آویز مذکور ناجائز ہے اور اوسکے ذریعہ سے برادرزادہ کو استحقاق وراثت حاصل نہین ہوسکتا کیونکہ وہ دست آویز مذکور کے ذریعہ سے اصل مالک کی جایداد کا قایم مقام قرار پایا ہے یعنی اسمین بالعموم یہہ لکھا ہے کہ مالک کی کل جایداد بعد اوسکی وفات کے برادرزادہ کو پہنچیگی ایسی تحریر کی نسبت کسی قسم کے معاہدہ جائز کا اطلاق نہین ہوسکتا اور بدین وجہہ ایسی دست آویز سے حق مالکیت بطور جائز قایم نہین ہوسکتا اور متوفی کے وارث اوسکی مان اور بہائی اور تین ہمشیر اور اوسکی زوجہ ہین اور اوسکا خسر ورثہ نہین پاسکتا پس اوسکے ترکہ کو حسب تصریح ذیل تقسیم کرنا چاہیئے یعنی بعد ادا اوسکے قرضہ واجبہ کے اوسکی باقی جایداد ساتھہ حصون مین تقسیم کیجاے منجملہ اون کے پندرہ حصے یعنی ایکربع † زوجہ کو پہنچیگا اور دس حصے یعنی سدس ‡ مان کو اور چودہ حصے بہائی کو اور بقیہ اکیس سہام اوسکی تین ہمشیر کو یعنی ہر واحد کو سات سہم اور اوسکی زوجہ کا حصہ بعد اوسکے مرجانے کے اُسکے باپ یا اوسکے اور وارثان جائز کو پہنچیگا + ¶

اگر مالک جایداد کسی شخص کے نام دست آویز اس غرض سے لکھدے کہ شخص مذکور اوسکی وفات کے بعد اوسکی جایداد کا مستحق ہوجاوے تو ایسی دستاویز باطل و کالعدم ہے +

استحقاق زوجہ کا بحالت موجود ہونے مان اور بہائی اور تین ہمشیر کے +

مقدمہ ۵۶

س - ایک شخص کو کچھہ جایداد اراضی بذریعہ ہبہ کے حاصل ہوئی تھی اور وہ اوسپر قابض تھا اور قریب آٹھہ برس کا عرصہ ہوا کہ وہ ایک زوجہ اور چار دختر اور ایک بہائی اور دو بہن چھوڑکر مرگیا اور اوسکے بہائی نے بھی چار بیٹے چھوڑکر وفات پائی اور اوسکی ایک بہن بھی ایک دختر چھوڑکر مرگئی اور زوجہ نے اوسکے ترکہ کا ایک جزو بذریعہ بیع کے منتقل کیا ایسا بیع جائز ہے یا نہین - اور وعویداران جایداد جو برادر متوفی اور ہمشیر متوفیہ کے قایم مقام ہین جایداد سے کسیقدر حصہ پانیکے مستحق ہین یا نہین اور اگر ہین تو اونکو بذریعہ قایم مقامی اپنے مورثون کے کس حساب سے حصے ملینگے +

ترکہ شوہری کا بیع بجانب زوجہ کے بحالت موجود ہونے اور وعویداران جایز ہے +

ج - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شخص متوفی کی زوجہ اوسکے زمانہ وفات سے اوسکے ترکہ پر قابض ہے اور اوسنے ترکہ کا ایک جزو بذریعہ بیع کے منتقل کیا اور وعویداران نے استحقاق وراثت اپنا اوسکے ترکہ کی نسبت پیش کیا اور وہ تسلیم کرتے ہین کہ قابضہ جایداد متوفی کی زوجہ منکوحہ ہے اور واضح ہو کہ حسب واجب اس نوالے

تقسیم ہونی چاہیئے تھی لیکن بعد بٹنے دو ثلث یعنی دو حصہ دختروں کے صرف ایک حصہ واسطے تقسیم دو دیگر وعویداردن کے باقی رہتا ہے اور اون دونون وعویداردن کی شمار مین تین تصور کرنا چاہیئے کیونکہ بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہوتا ہے لیکن عدد ایک یعنی حصہ باقی اور عدد ۳ یعنی وعویداردن کی تعداد مین نسبت متباین ہے پس اصل تقسیم کے عدد کو وعویداران مذکور کی تعداد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیئے مثلاً ۳ × ۳ = ۹ +

† اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

‡ دفعہ ۳۳ +

¶ دفعہ ۲۲ +

¶ قاعدہ سوم مسکہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ - اگر ایک شخص مثن اور دوسرا سدس کا مستحق ہو تو از روے دفعہ ۹۵ اصول وراثت کے ترکہ کو ابتدا اً بارہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے منجملہ اون کے بعد دینے ایک ربع یعنی تین سہام زوجہ اور ایک سدس یعنی دو حصے مان کے سات حصے بقیہ وعویداردن کے

یعنی بروان کے دین مہر کا تعین ۶۵۰ روپیہ سے کم مقدار پر نہین ہوتا اور بسبب قلیل المقدار ہونے ترکہ کے وصول ہونا سا ہے جو ہو روپیہ کا ادین سے قابل تعین نہین ہے اور دعوی وراثت کا ادا ہونے مہر کے تسلیم نہین ہوسکتا اور اگر دین مذکور ادا ہو گیا ہو تو اصل مالک متوفی کا ترکہ اوسکے وارثان فرضیہ مین اسطور سے تقسیم ہونا چاہیے کہ اوسکے ۹۶ حصے کیے جائین منجملہ اون کے زوجہ کو ایک ثمن † یعنی بارہ حصے پہنچین گے اور دختر کو دو ثلث ‡ یعنی ۶۴ سہام اور ہر ایک پسر کو ۲۰ سہام اور ہر ہمشیر کو ۱۰ سہم اور اون حصون کے نام مقام پر اس حساب سے حصہ پائینگے اور بیع جو زوجہ کی جانب سے عمل مین آیا ہے اوسکی نسبت واضح ہو کہ وہ فرضا حصہ دار اور بہی این جایداد ہے اور اگر مشتری کو بیع کی نسبت کچھ عذر نہو تو بیع مذکور نسبت اوسقدر جایداد کے جو زوجہ کو وراثتا حاصل ہوئی ہے جائز متصور ہو کر نافذ سمجھا جائیگا + ¶

استحقاق چار پسر کا مجالت موجودگی زوجہ ایک بہائی اور دو پسر اور ایک زوجہ کے +

مقدمہ ۵۷

س - ایک شخص جو کسی قدر جایداد کا مالک تہا اوسکے ترکہ کی نسبت نزاع وراثت درپیش ہے اور اوسکے چار بیٹے تہے اور دو دختر تہین ایک بیٹا اوسکی حیات مین ایک پسر چہوڑ کر مرگیا اور بعد ازان مالک مذکور نے بہی ایک زوجہ اور تین بیٹے اور دو دختر اور ایک پوتا جسکا ذکر اوپر ہوا ہے چہوڑ کر وفات پائی اس صورت مین ترکہ کا ایسے شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا +

استحقاق تین پسر کا مجالت موجودگی زوجہ دو دختر اور ایک زوجہ کے +

ج - ترکہ کو ۹۶ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے ہر پسر کو ۱۴ حصے اور ہر دختر کو ۷ ¶ بلینگے اور زوجہ ایک ثمن E یعنی آٹھ حصے پائیگی اور پوتا جسکا باپ اپنے باپ کے حین حیات مرگیا محجوب الارث T ہوگا +

واسطے بچتے ہین اور اون باقی دعویداروں کی تعداد کو پانچ شمار کرنا چاہیے لیکن پانچ اور سات مین نسبت متباین ہے پس اصل تقسیم کے عدد کو اون دعویداروں کی تعداد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے جسکا حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا مثلاً ۱۲×۵=۶۰ +

† اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

‡ ایضاً +

§ دفعہ ۱۷ +

¶ قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۰ - چونکہ اس صورت مین ایک شخص کا حصہ ایک ثمن اور دوسرے کا دو ثلث ہے لہذا ترکہ کو موجب قاعدہ ۶۶ اصول وراثت کے پہلے ۲۴ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیے جانے زوجہ کے ایک ثمن یعنی تین حصون کے ۲۱ جیسے چار دختران کے واسطے باقی رہتے ہین اور ظاہر ہے کہ تقسیم اون کی دختران مذکور مین بغیر کسر کے نہین ہوسکتی اور باہم وارثان مذکور اور اون کے سہام میت کے نسبت متباین پائی جاتی ہے مثلاً ۴×۵=۲۱ - ابموجب قاعدہ کے اس صورت مین اصل تقسیم کے عدد کو اون وارثون کی تعداد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے جسکا حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا مثلاً ۴×۲۴=۹۶ +

¶ اصول وراثت دفعہ ۳ +

E دفعہ ۱۴ +

T قاعدہ دوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۰ - زوجہ کو ایک ثمن دینے کی غرض سے ترکہ کو ابتدا آٹھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیے جانے

مقدمہ ۵۸

س - ایک شخص متوفی کے ایک زوجہ اور مان اور دو بیٹے وارث ہین اس صورت مین ترکہ اوسکا ان مین کس حساب سے تقسیم ہوگا +

استحقاق زوجہ و بیٹون کا حالت موجودگی مان اور زوجہ کے

ج - اس صورت مین ترکہ متوفی کو از روے فرایض ۴۸ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے زوجہ کو ۶ اور مان کو ۸ حصے ملینگے اور بقیہ جایداد کی نسبت بیٹے مستحق ہونگے + چنانچہ تفصیل اون کے حصص کی ذیل مین لکھی جاتی ہے +

	مان	زوجہ	پسر	پسر متوفی	میزان کل
	۸	۶	۱۷	۱۷	۴۸

مقدمہ ۵۹

س - ایک شخص نے دو بیٹے اور دو دختر اور ایک زوجہ چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت مین اوسکی دنات کے بعد اوسکی جایداد اراضی ان شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے +

سلسلہ جواب وراثت مقدم ہین +

ج - مالک کی وفات کے بعد اوسکی جایداد سے گو وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اول ادا کرنا اوسکے اخراجات تجہیز و تکفین اور ہر قرضہ کا واجب ہے اور زائد بقیہ جایداد سے وصیت کا نفاذ بقدر ثلث ہونا چاہیے اور چونکہ اسصورت مین اولاد موجود ہے لہذا زوجہ کو ایک ثمن ‡ ملیگا اور جو کچھ جایداد بعد منہا ہونے اوسکے حصہ کے بچے اوسکو اوسکے دو بیٹون اور دو دخترون مین تقسیم کرنا چاہیے اور لحاظ رہے کہ پسر کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہوگا + §

مقدمہ ۶۰

س - عبد الرشید نامی ایک شخص ایک زوجہ اور ایک بیٹی اور دو حقیقی چچا جو اسمقدمہ مین مدعی ہین چھوڑ کر مرگیا ایسی صورت مین متوفی کا ترکہ کس طرح سے تقسیم ہوگا +

استحقاق زوجہ کا حالت موجودگی صرف ایک دختر و دو چچا کے +

ج - زوجہ کو ایک ثمن اور دختر کو کل کا ایک نصف ملیگا اور بقیہ جایداد دونون مدعیون مین ‖ بالمناصف تقسیم ہوگی +

اسکے حصہ کے صرف ۷ حصے بقیہ وارثون کے واسطے رہتے ہین اور گو وارثان مذکور تعداد مین صرف پانچ ہین لیکن اونکو ۸ شمار کرنا چاہیے کیونکہ مرد کو بہ نسبت عورت کے دوچند حصہ ملتا ہے لیکن عدد ۷ اور عدد ۸ مین باہم نسبت متباین ہے پس اصل تقسیم کے عدد کو اون وارثون کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو بغیر کسر حصہ نہین پاسکتے مثلاً ۸ × ۸ = ۶۴ +

† چونکہ اس صورت مین بیٹے موجود ہین لہذا اون کی مان کا حصہ ایک ثمن ہے اور متوفی کی مان ایک سدس پانیکی مستحق ہے لیکن قاعدہ یہ ہے کہ جب منجملہ حصہ دارون کے ایک شخص ثمن کا مستحق ہو اور دوسرا سدس یا دو ثلث کا تو ترکہ ۲۴ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے لیکن ۲۴ کا آٹھوان حصہ ۳ اور چھٹا حصہ ۴ ہے پس بعد منہا ہونے ۷ سہام بابت حصص زوجہ اور مان کے ۱۷ سہام دو بیٹون کے واسطے باقی رہتے ہین لیکن تقسیم اون کی بغیر کسر کے ممکن نہین ہے ایسی حالت مین وارثون اور سہام کی تعداد مین نسبت دریافت کرنی چاہیے ۲ × ۸ = ۱۷ - اچونکہ ان عددون مین نسبت متباین ہے لہذا اصل تقسیم کے عدد کو تعداد وارثون کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۲ = ۴۸ - قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۷ +

‡ اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

§ دفعہ ۳ +

‖ اسصورت مین بہ نسبت قاعدہ مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۷ کی تبدیل پائی جاتی ہے اور سہام خاص مین ترکہ کو ۴۸ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے زوجہ کو ۶ اور پسر کو ۱۷ اور دختر کو ۹ حصے ملینگے

†† مثلاً ترکہ کے ۱۶ حصے کیے جائینگے اور منجملہ اون کے دختر کو ۸ اور زوجہ کو ۳ اور پسر چچا کو ۵ حصے ملینگے - قاعدہ سوم مسئلہ تقسیم دفعہ ۷۷ +

مقدمہ ۶۱

س - ایک شخص نے اپنے بھائی کے چار بیٹے اور ایک زوجہ اور ایک حقیقی اور ایک چچا کا بیٹا چھوڑ کر وفات پائی اور منجملہ ان شخصوں کے ایک شخص متوفی کے کل ترکہ پر قابض ہو گیا تھا اور دو برس تک بلا شرکت غیرے دخیل رہا ایسی صورت میں متوفی کا ترکہ شرعاً کل وارثوں کو پہنچیگا یا نہیں اور اگر سب کو پہنچیگا تو وہ کسطور سے تقسیم کیا جائیگا *

ج - اگر قرضہ بغیر استحقاق کے حاصل ہوا تو بنظر حالات مندرجہ سوال ایسا دخل شرعاً مانع دعوی وراثت نہیں ہو سکتا اور بعد ادا ہونے دیون و مصارف کے جو تقسیم وراثت پر مقدم ہیں ترکہ کے ۱۶ حصے کیے جائینگے منجملہ ان کے بہن کو ۸ اور زوجہ کو ۳ حصے پہنچینگے اور بقیہ جائداد اور اسکے بھائی کے بیٹوں کو ملیگی یعنی ہر واحد ایک حصہ پائیگا اور چچا کا بیٹا کچھ نہیں پا سکتا *

استحقاق دین کا بحالت موجود ہونے زوجہ اور بھائی کے چار بیٹوں کے

مقدمہ ۶۲

س - اسمقدمہ کی صورت یہ ہے کہ زوجہ کو شوہر سے نکاح کے وقت کابین نامہ حاصل ہوا اور شوہر زوجہ کی حیات میں دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا بعد ازاں اوسکے چھوٹے بیٹے نے وفات پائی اور واضح ہو کہ شوہر اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ متنازعہ پر بلا شرکت غیرے قابض رہا اور اوس نے منجملہ دو پسران مذکور الصدر کے ایک پسر اور ماں اور چار دختر کنیز چھوڑ کر وفات پائی اور بیان یہ ہے کہ ایک کنیز کا نکاح متوفی سے ہو گیا تھا چنانچہ جو بیٹا اوسکے بطن سے ہوا وہ بھی اوسکی وفات کے وقت موجود تھا بعدہ اوسکی ماں نے وفات پائی پس سوال یہ ہے کہ متوفی کا ترکہ کن شخصوں کو ملیگا اور کسطور پر شرعاً تقسیم ہوگا اور اگر ماں بھی اوسکے ترکہ کی مستحق تھی تو اوسکی وفات کے بعد اوسکا حصہ کسکو ملنا چاہیئے اور اگر اس سوال کے جواب میں در باب جواز اور عدم جواز نکاح کنیز کے بحث واقع ہو تو مناسب ہے کہ جواب میں دونوں صورتیں قایم کیجائیں اور توضیح اس امر کی وجہ ثبوت پر منحصر کیجاوے *

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے اولاد کے

ج - چونکہ اسصورت میں زوجہ نے دو بیٹے اور شوہر چھوڑ کر وفات پائی لہذا ترکہ یعنی دین مہر یافتنی اوسکا آٹھ حصوں میں تقسیم ہونا چاہیئے منجملہ ان حصوں کے اوسکے ہر بیٹے کو تین حصے ملینگے اور شوہر کو دو حصے یعنی ربع * بعد مرنے اوسکے چھوٹے بیٹے کے اوسکے تین حصے باپ کو پہنچینگے پس منجملہ آٹھ حصہ دین مہر یافتنی زوجہ کے پانچ حصے شوہر کو ملینگے اور دعوی جائداد کی بابت پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے اور بقیہ تین حصوں کی نسبت صرف اسکا بڑا بیٹا استحقاق رکھتا ہے اور چونکہ شوہر ایک بڑا بیٹا اور ایک بیٹا جاریہ کے بطن سے اور ماں اور ایک جاریہ چھوڑ کر مر گیا اور منکوحہ ہونا اپنا بیان کرتی ہے پس بصورت صحیح و جائز ہونے نکاح کے شوہر کا ترکہ ۸ حصوں پر تقسیم ہوگا اور منجملہ ان کے ہر بیٹے کو ۳ حصے ملینگے اور ماں کو ۱ یعنی ایک حصہ پائیگی اور جاریہ منکوحہ ایک متن یعنی جیسے پائیگی اور اگر نکاح صحیح و جائز قرار پائے تو ترکہ شوہری کو ۱۲ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیئے منجملہ ان کے ان کو ۱ حصے اور ہر بیٹے کو ۵ حصے ملینگے لیکن چونکہ دین مہر مندرجہ کابین نامہ مقدار میں کثیر ہے یعنی ایک لاکھ اشرفی ہے یہی متجاوز ہے لہذا بعد منہا کرنے ۱۰ حصے منجملہ ۱۶ حصوں کے بجا متوفی کا کل ترکہ دعوی دین مہر میں محسوب ہو جائیگا اور دین مذکور کو وراثت پر تقدم ہے لیکن شوہر کی ان بذریعہ وراثت مستحق ایک متن کی تھی اور اوسکو اپنے دین مہر کی بابت جائداد منقولی پر استحقاق پہنچتا تھا اور بعد وفات اپنے بیٹے کے جائداد مذکور پر قابض و متصرف رہی اور چونکہ اوس نے

استحقاق اولاد کے بحالت موجود ہونے باپ کا

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے دو بیٹوں کا

استحقاق دو بیٹوں کا بحالت موجود ہونے ماں اور زوجہ کے

استحقاق دو بیٹوں کا بحالت موجود ہونے ماں کے

دین مہر وراثت پر مقدم ہے *

---

† قاعدہ سو مسئلہ تقسیم *

‡ فرضہا *

§ جزوہا *

ہمارے یہ بیٹے کو پوتا ہونا اپنا تسلیم کیا اسلیئے اوسکا کل حق وحصہ نسبت جایداد منقولہ وغیر منقولہ کے اوسکی وفات کے بعد دو حصون مین تقسیم ہو کر دونون بیٹون مین بالنصاف تقسیم ہونا چاہیئے ٭

مقدمہ ۶۳

س - ایک شخص تین بیوہ اور چھ بیٹے اور چھ بیٹیان چھوڑ کر مرگیا اس صورت مین ترکہ اوس کا ان شخصون مین کس حساب سے تقسیم ہوگا ٭

ج - ترکہ متوفی کا ۴۲ حصون پر تقسیم ہوگا بعد ان کے دونون زوجہ کو ایک ثمن † یعنی ہر واحد کو چھ چھ ملینگے اور ہر پسر کو ۴ سہام اور ہر دختر کو سات سہام ملینگے یعنی اوسکا حصہ بمقابلہ بیٹون کے نصف ‡ ہوگا ٭

استحقاق سہام بیٹون کا بمبانت موجود ہونے چھ دختردن اور تین زوجہ کے ٭

مقدمہ ۶۴

س - ایک شخص نے باپ اور ایک زوجہ اور تین بیٹے اور دو بیٹیان چھوڑ کر وفات پائی لیکن ایک اور عورت اور اوسکے دو بیٹے باب مجہز ترکہ متوفی کے دعویدار ہین اور عورت مذکور اپنے تئین متوفی کی زوجہ ظاہر کرتی ہے اور دو بیٹے اوسکے بطن سے ہین وہ ہونا اپنا متوفی کی اولاد سے بیان کرتے ہین اور ظاہر اس باب مین بہت شک ہے کہ عورت مذکورہ کا نکاح متوفی کے ساتھ ہوا یا نہین اور اوسکے بیانات کی صداقت کا صرف اسقدر ثبوت ہے کہ متوفی نے منکوحہ ہونا عورت مذکورہ اور اپنی اولاد سے ہونا دو بیٹون کا حین حیات اپنے تسلیم کیا تھا ایسی صورت مین منکوحہ ہونا عورت کا اور صلبی ہونا دو بیٹون کا شرعاً تصور کیا جا سکتا ہے یا نہین اور اگر ایسا تصور کیا جاے تو متوفی کا ترکہ از روے فرایض کتنے حصون مین تقسیم ہونا چاہیئے

اولاد کے نسب کا تسلیم کرنا ٭

ج - اگر متوفی نے اپنی اولاد سے ہونا اون لڑکون کا جو بالفعل دعویدار ہین اپنی حیات مین تسلیم کیا اور بعد اوسکی وفات کے بھی اون کی مان نے بھی امر ظاہر اور اپنے تئین متوفی کی زوجہ بیان کیا تو یہ تینون شخص اپنے حصص جایز پانیکے مستحق ہین چنانچہ بہ وقایع مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکے کو اپنا بیٹا قرار دے اور وفات پائے اور بعد اوسکے مرجانے کے لڑکے کی مان ہونا اوسکا متوفی ایک صلب سے ہے اور اپنے تئین زوجہ ظاہر کرے تو یہ دونو مستحق توارث ہین

---

† دفعہ ۱۴ ٭

‡ دفعہ ۳ ٭

ع اس صورت سے قاعدہ وجہ مسئلہ تقسیم مندرجہ ۹ کی تمثیل حاصل ہے یعنی ترکہ دونون حصہ دارون کے دونون فریقون مین کسر کے ساتھ تقسیم ہوتا ہے اور ایک فریق کی تعداد دوسرے فریق کے عدد سے بغیر باقی رہنے کسر کے تقسیم ہو جاتی ہے مثلاً جہ نکہ زوجگان کا ایک ثمن ہے لہذا متوفی کا ترکہ آٹھ حصون سے کم مین تقسیم نہین ہو سکتا بجملہ اُنکے زوجگان ایک حصہ پانیکے مستحق ہین لیکن ایک حصہ تین زوجگان مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا اور علاوہ زوجگان کے ۸ اور دیگر دعویدار ہین اور ۸ جونیکی وجہ یہ ہے کہ بیٹے کا حصہ بہ نسبت دختر کے دوچند ہوتا ہے اور اور اُنکا حصہ اسطرح پر شمار کیا جاتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بیٹے جیسے اٹھارہ شخصون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے پس ظاہر ہے کہ حصہ داروں کے ہر فریق مین حصہ بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا اور سہام اور حصہ داروں کی تعداد مین نسبت متباین ہے مثلاً پہلے حصہ دارون کے اوّل فریق کے بعد ہے ۱×۲=۲ - ۳-۱- اور فریق دوم کے حصہ دارون اور اُنکے سہام مین یہ نسبت ہے یعنی ۷×۲=۱۴ - ۲-۱ اور ۳=۷-۴ اور ۳=۴-۱ لیکن ایک فریق کی تعداد دوسرے فریق کے عدد سے بعد باقی رہنے کسر کے تقسیم ہو جاتی ہے کیونکہ عدد ۳ عدد ۱۸ کو تقسیم کرتا ہے اور ایسی نسبت کو متداخل کہتے ہین اسصورت مین تصحیح ہے کہ کسی فریق کے عدد سے تصحیح کے عدد کا ضرب دینا ضرب ۸×۱۸=۱۴۴ - ۱۴۴ - ۱۴۴ -

اگر یہ امر فرض کیا جاوے تو بعد ادا کرنے مصارف تجہیز و تکفین اور ادا قرضہ اور دینے جایداد موصی بہ کے ترکہ کو ۲۸۸ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ادن کے ۴۸ حصے باپ کو اور ۱۸ حصے ہر زوجہ اور ۳۴ سہام منجملہ پانچ پسران ہر واحد کو اور ۱۷ ہر دختر کو ملینگے +

استحقاق باپ کا بحالت موجود ہونے دو زوجہ اور پانچ بیٹون اور دو دختر کے

مقدمہ ۶۵

س - ایک شخص نے دو زوجہ چھوڑ کر وفات پائی منجملہ ادن کے ایک کے ساتھ بذریعہ اس رسم کے جو شادی کے نام سے معروف ہے اور دوسرے کے ساتھ بذریعہ کلمہ کے ازدواج ہوا پہلی زوجہ سے اوسنے تین پسر اور پانچ بیٹیان چھوڑین اور دوسری سے دو بیٹے اور ایک دختر ایسی صورت مین اوسکا ترکہ اشخاص مذکور الصدر مین کس طور پر تقسیم ہوگا +

استحقاق پانچ بیٹون کا بحالت موجود ہونے چہار دختران اور دو زوجہ کے +

ج - متوفی کے ترکہ کو ۱۸۸ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ادن کے دونون زوجہ کو ۱۶ یعنی ہر واحد کو ۸ + سہام ملینگے اور بیٹون کو ۷۰ یعنی ہر واحد کو ۱۴ اور بیٹیون کو ۴۲ یعنی ہر واحد کو ۷ حصے پہنچینگے +

مقدمہ ۶۶

س - ایک شخص چار زوجہ اور آٹھ بیٹے اور چھ دختر چھوڑ کر مر گیا ایسی صورت مین ترکہ اوسکا ان شخصون مین کسطور پر تقسیم ہوگا +

استحقاق آٹھ بیٹون کا بحالت چھ دختر اور چار زوجہ کے

ج - بعد ادا کرنے قرضہ واجب اور دیگر مطالبات مقدم کے بقیہ ترکہ ۳۵۲ حصون مین تقسیم ہوگا منجملہ ادن کے ۴۴ حصے متوفی کی زوجگان یعنی ہر واحد کو ۱۱ اور ۲۲۴ اوسکے آٹھ بیٹون یعنی ہر واحد کو ۲۸ سہام اور بقیہ ۸۴ حصے اوس کے

+ قاعدہ پنجم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۹ - اس صورت مین اوّل مرتبہ زوجگان کا حصہ بموجب دفعہ ۱۴ اصول وراثت کے ایک ثمن ہے اور باپ کا حصہ از روے دفعہ ۳۲ اصول مذکور کے ایک سدس ہے لیکن اگر ایک وارث ثمن کا مستحق ہو اور دوسرا سدس کا تو دفعہ ۶۶ اصول وراثت کی رو سے ترکہ کو اوّل مرتبہ ۲۴ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ادن کے زوجگان کو ایک ثمن یعنی تین حصے اور باپ کو ایک سدس یعنی چار حصے ملنے چاہئین اور بعد دئے جانے ادن کے حصون کے ۱۷ سہام واسطے تقسیم بارہ اور دعویداردن کے باقی رہتے ہین اور بارہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ بہ نسبت بیٹی کے دو چند تصور کیا جاتا ہے لیکن ان حصون کی تقسیم بغیر کسر کے عمل مین نہین آسکتی اور نہ تین سہام دو زوجہ مین بغیر کسر کے تقسیم ہو سکتے ہین اور عدد ۲ اور عدد ۳ مین اور فی الحقیقت ۱۲ اور ۱۷ مین نسبت متباین ہے اور جب یہ کیفیت واضح ہوئی تو حصہ داردن کے ایک فریق کی تعداد اور دوسرے فریق کی کل تعداد مین نسبت دیکھنی چاہیے مثلاً ۲ × ۶ = ۱۲ چونکہ ان دو عددون مین نسبت متداخل ہے لہذا قاعدہ کی رو سے عدد کثیر کو پہلی تقسیم کے عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۲۴ × ۱۲ = ۲۸۸

‡ اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

§ قاعدہ پنجم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۷۹ - زوجہ کا حصہ آنے دو دفعہ ۱۴ اصول وراثت کے ایک ثمن ہے اور اس وجہ سے ترکہ کو اوّل مرتبہ کم از کم ۸ پر تقسیم کرنا چاہیے لیکن بعد دئے جانے ایک ثمن یعنی ایک حصہ زوجگان کے ۷ حصے باقی رہتے ہین اور ۱۶ دعویداردن کے باقی رہتے ہین اور ۱۶ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ مساوی حصہ دو دختر کے ہے لیکن ۷ حصے ۱۶ دعویداردن مین بغیر کسر تقسیم نہین ہو سکتے اور نہ ایک حصہ زوجہ مین بلا کسر تقسیم ہو سکتا ہے اور عدد ۸ عدد ۱۶ مین نسبت متباین ہے اور یہی نسبت ۷ اور ۱۶ مین ہے اور جب یہ امر دریافت ہو گیا تو حصہ داردن کے ایک فریق کی کل تعداد کی نسبت دوسرے فریق کی کل تعداد کے ساتھ کیجیے مثلاً ۸ × ۸ = ۶۴ چونکہ ان دو زوجہ مین نسبت متداخل ہے لہذا قاعدہ کی رو سے عدد کثیر کو اصل تقسیم کے

دختر دن یعنی ہر واحد کو ۱۴ حصے ملینگے +

مقدمہ ۶۷

س ایک شخص نے دو زوجہ اور مان اور ایک دختر اور ایک ہمشیر اور تین بھائی چھوڑ کر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ اوسکا کتنے حصون پر اور کس حساب سے اشخاص مذکور الصدر مین درانتا تقسیم ہوگا +

ج - اس صورت مین ترکہ ۳۶ حصون مین تقسیم ہوگا بخلاف اون کے زوجگان ایک ثمن ‡ بابت حصہ شرعی کے پائینگی یعنی دونون کو ۴ یعنی ہر واحد کو ۲ سہام ملینگے اور مان کو ۶ حصے بابت ایک سدس کے § اور دختر کو ۱۸ سہام پہنچینگے یعنی ترکہ کا ایک نصف آ اوسکو ملیگا اور بقیہ ۷ سہام بھائی اور بہنون مین بذریعہ اون کے وارث عصبہ ہونیکے تقسیم کیئے جائینگے اور اس قاعدہ پر لحاظ رہے کہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے حصہ کے دوچند ہوتا ہے اور بموجب اسکے ہر بھائی کو ۲ سہام اور بہن کو ۱ سہام ملینگے +T

اتفاق دختر کا بحالت موجود ہونے دو زوجہ اور تین بھائی اور ایک بہن کے

مقدمہ ۶۸

س ایک شخص دو زوجہ اور دو پسر اور ایک دختر چھوڑ کر مر گیا بخلاف دو بیٹون کے ایک نے دونون عورتون اور بھائی پر نالش کی ایسی صورت مین

عدد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۸ × ۱۶ = ۱۲۸ +

† اسمقدمہ سے جسکے قاعدہ مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۸۰ کی ایک سہل تمثیل پائی جاتی ہے - چونکہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہے لہذا ترکہ اول مرتبہ کم سے کم ۸ حصون پر تقسیم ہونا چاہیے اور اصل تقسیم کا عدد ۸ ہے لیکن ۸ کا ثمن ایسا ہے اور وہ ۴ زوجگان مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا علاوہ ان کے ۲۲ دعویدار اور ہین اور ان دعویدارون مین دو عورت کی جگہہ ایک مرد شمار کیا گیا ہے اور وارثون کے دونون فریق اور اون کے سہام کی تعداد مین نسبت متباین پائی جاتی ہے مثلاً ۱ = ۴ - ۳ اور ۳ = ۴ - ۱ اور ۷ × ۳ = ۲۲ - ۱ اور وارثون کے فریق کی تعداد مین نسبت متوافق پائی جاتی ہے مثلاً ۵ × ۴ = ۲۲ - ۲ اور قاعدہ یہ ہے کہ پہلے عدد کے مقسوم الیہ کو جو اس صورت خاص مین ۲ ہے دوسرے عدد کے ساتھ ضرب دیجاے اور حاصل ضرب کو پہلی تقسیم کے عدد کے ساتھ مثلاً ۲ × ۲۲ = ۴۴ × ۸ = ۳۵۲ +

‡ اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

§ دفعہ ۳۳ +

آ دفعہ ۱۶ +

T اسمقدمہ سے مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۸۱ کے ساتوین قاعدہ کی تمثیل پائی جاتی ہے چونکہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن اور مان کا حصہ ایک سدس ہے لہذا بموجب دفعہ ۶۶ اصول وراثت کے ترکہ اول مرتبہ ۲۴ حصون پر تقسیم ہونا چاہیے اور ۲۴ اس صورت مین پہلی تقسیم کا عدد ہے لیکن بعد سہائی ۱۲ سہام یعنی نصف ترکہ کے جو دختر کا حصہ ہے اور ۴ سہام یعنی ترکہ سدس جو مان کا حق ہے اور ۳ سہام یعنی ترکہ کے ثمن جو زوجگان کا حصہ ہے صرف پانچ حصے واسطے وارثان عصبہ کے بچتے ہین اور ان وارثون مین ایک بھائی کا حصہ بجاے حصہ دو بہنون کے محسوب ہوا ہے اور یہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہو سکتی اور عدد ۳ بھی دو زوجون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتا پس وارثون کی دونون فریق مین تقسیم کرنے کے ساتھ ہوتی ہے اور سہام اور حصہ دارون مین ہر دو صورت نسبت متباین ہے مثلاً ۲ = ۳ - ۱ اور ۵ = ۳ - ۲ اور ۲ × ۵ = ۱۰ - ۱ اور ۲ × ۳ = ۱۰ - ۴

ان شخصون کو ترکہ متوفی کا کس حساب سے ملیگا اور جو عورت اسمقدمہ مین مدعا علیہا ہے وہ دعوی کل ترکہ کا دین مہر کی بابت کرتی ہے +

استحقاق دو مشتریون کا جبکہ مبیع موجود نہ ہو ایک دختر اور دو زوجہ کے +

ج - اس صورت مین ترکہ ۸۰ حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ ان کے ایک ثمن + یعنی ۱۰ جیسے دونون زوجہ کو یعنی از روے قاعدہ وراثت ہر واحد کو ۵ سہام ملینگے اور چونکہ قاعدہ یہہ ہے کہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دوچند ‡ ہوتا ہے لہذا دختر کو ۱۴ اور ہر پسر کو ۲۸ سہام پہنچینگے لیکن ادا کرنا دین مہر کا مثل اور مطالبات کے دعاوی وراثت پر مقدم ہے پس اگر زوجہ کا دعوی صحیح ہو تو الفا اسکا قبل تقسیم ورثہ کے ضرور ہے اور بقیہ جایداد ان مین تقسیم ہونی چاہیے + §

مقدمہ ۷۹

س - محمد تقی نامی ایک شخص حیاتی خانم کا شوہر اور مرزا مہدی کا دادا تہا اور اوسکو حکام عصر سے سند عطائے حق زمینداری بابت کسیقدر اراضی کے جو پیشتر اوسکے خسر عبد السبحان کی مملوکہ تہی حاصل ہوئی اور واضح ہو کہ اراضی مذکورہ بعد وفات عبد السبحان کے ضبط ہوگئی تہی اور بذریعہ سند کے محمد تقی کو اراضی کی نسبت حق مالکیت حاصل ہوا اور تہوڑے عرصہ بعد اوسنے اراضی کو حسب قاعدہ معینہ وقف کرکے اپنی زوجہ کے نام ایک وثیقہ وقف و ارباب تولیت و قبضہ اراضی مذکورہ کے لکہدی لیکن دخیل ہونا یا نہونا اوسکا بذریعہ اس دست آویز کے واضح نہین ہے اور بعد وفات محمد تقی کے اوسکا بیٹا علی نقی یعنی عبد السبحان کا نواسہ اراضی پر قابض ہوا اور اوسکے مرجانے کے بعد یہہ اراضی اوسکی زوجہ کلثوم خانم اور مرزا مہدی اوسکے بیٹے کے قبضہ مین آئی اب حیاتی خانم یعنی محمد تقی کی زوجہ اون شخصون پر بابت حصول دخل جایداد بذریعہ اوس دست آویز کے جو اوسکے شوہر نے اوسکے نام بابت تولیت اور قبضہ کے تحریر کی تہی نالشی ہے ایسی صورت مین دست آویز مذکور باوجود اسکے کہ اوسمین تصریح قبضہ ہے اور وہ عورت کے نام لکہی گئی جائز ہے یا نہین اور محمد تقی کو جیسے زمینداری اراضی حاصل ہوئی کل زمینداری یا صرف اسقدر جزو جو اوسکو اپنی زوجہ یعنی عبد السبحان اصل مالک کی دختر اور علی نقی کی ماں سے وراثتاً حاصل ہوئی وقف کرنیکا اختیار حاصل تہا یا نہین اور اگر اوسکو صرف جزو جایداد کے وقف کا اختیار تہا تو دست آویز تولیت جسکی رو سے کل جایداد پر اختیار انصرام دیا گیا ہے اوس جزو کی نسبت جسکے تصرف کا نابردہ مختار تہا صحیح و جائز ہے یا نہین +

جایداد اراضی پر متصرف غیر منصف کا وقف +

ج - حالات مندرجہ سوال سے یہہ امر صاف واضح نہین ہوتا کہ اراضی متنازعہ سابقاً عبد السبحان کی مملوکہ تہی اور بعد ضبطی کے محمد تقی کو اوسکی نسبت استحقاق حاصل ہوا یا انکہ یہہ اراضی محمد تقی کو از سر نو بطور عطیہ ملی لیکن محمد تقی کے ایک اقرار تحریری سے جو کاغذ مقدمہ مین موجود ہے اور یہی طرز

= ۵ - ۱ - ایسی صورت مین قاعدہ کی رو سے حصہ داروں کے فریق کی تعداد مین نسبت دیکہنی چاہیے مثلاً ۲ × ۳ = ۷ - ۱ اور یہہ نسبت متباین ہے یعنی تقسیم ان عددون کی صرف ایک عدد سے ہو سکتی ہے اور جب یہہ معلوم ہوا تو پہلے عدد کو دوسرے کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے اور حاصل ضرب اصل تقسیم کے عدد کے ساتہہ مثلاً ۲ × ۷ = ۱۴ × ۲۴ = ۳۳۶ +

+ اصول وراثت دفعہ ۱۴ +

‡ اصول وراثت دفعہ ۳ +

§ اسمقدمہ سے یہی قاعدہ ۷ مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۴ کی تمثیل پائی جاتی ہے - زوجگان کا حصہ بموجب دفعہ ۱۴ اصول وراثت کے ایک ثمن ہے لہذا ترکہ کو پہلے آٹہہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دیدینے اون کے ثمن یعنی ایک حصے کے ۷ جیسے دو حصے ۵ اور دو عویدارون کے باقی رہتے ہین اور منجملہ پانچ دختر کے شمار کیا ہے کہ جیسے اون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے اور ایک حصہ زوجگان مین بغیر کسر کے اور ۱ اور ۲ اور یہہ ۵ اور ۷ مین نسبت متباین ہے

سوال سے مستنبط ہوتا ہے کہ اراضی مذکورہ سابقاً عبد السبحان کی ملک سے تھی اور بعد ضبطی کے محمد تقی کو حاکم عصر کے حکم سے ملی پس ایسی صورت مین جایداد کو عبد السبحان متوفی کی ملک سے تصور کرنا چاہیے اور وہ پہلے اوسکے وارثون اور قایم مقامون مین تقسیم ہونی چاہیے اور بدرجہ اخیر محمد تقی اور علی نقی مین جنکے قایم مقام کلثوم خانم اور مرزا مہدی ہین چنانچہ مستحقین کے حصص شرعی کی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے اور محمد تقی نے جو کل اراضی حصہ اپنے بیٹے کے مساجد اور مصابدین وقف کیا یہہ عمل اوسکا صحیح اور جائز نہین ہے اور بموجب مسلہ امام محمد کے وقف کرنا محمد تقی کا اپنے بیٹے کے حصہ کو بوجہ نہونے اوسکے تعین کے بیجا ہے لیکن بموجب قول ابو یوسف کے جسپر اکثر علما کا اس باب مین عمل ہے وقف کرنا بیٹے کے حصہ کا جائز ہے اور اسمین سب کا اتفاق ہے کہ سپرد کرنا تولیت کا عورت کو درست ہے پس اسصورت مین مطابق مسلہ ابو یوسف کے عمل کرنا مناسب ہے اور محمد تقی نے جو اپنے بیٹے کا حصہ وقف کیا اوسکا جائز قرار دینا بنظر بحال کیونکہ تقسیم نامبردہ اور استحقاق ان وارثون کے جنکو اوس نے خود اپنے فعل سے محروم رکھنا چاہا لازم ہے اور اگر یہہ فرض کیا جاوے کہ اراضی متنازعہ کبھی عبد السبحان کی ملک سے نہ تھی بلکہ محمد تقی نے از سر نو حاصل کی اور یہہ بنا یا ہے کہ اوسکی زوجہ بذریعہ دست آویز نوشتہ اوسکے قابض ہوئی تو از روے قول امام محمد کے جسپر اس باب مین اکثر علما کا عمل ہے وقف ناجائز ہے اور بلحاظ اس صورت فرضی کے محمد تقی کی جایداد اوسکے وارثون مین مطابق اوسکے سہام شرعی کے تقسیم ہوگی چنانچہ تفصیل اون کی ذیل مین لکھی جاتی ہے اور اگر اسی مقدمہ مین امام محمد کے قول پر عمل کیا جاوے اور وقف ناجائز قرار پاوے تو وارث محروم نہین ہونگے اور اگر ابو یوسف کے قول کے مطابق وقف جائز ٹھہرے تو وارث محروم رہینگے پس بلحاظ جملہ حالات کے امام محمد کے قول پر عمل کرنا مناسب ہے ۱۲

ذکر اس صورت کا جب وقف کرنا متوفی کو جایداد وقف پر ضبط ہونے سے پہلے ہو

تقسیم جایداد بحالت فرض کرنے اس امر کے کہ وہ عبد السبحان متوفی کی مملوکہ ہے

عبد السبحان متوفی

پسر	دختر	دختر
مظفر حسین	مصری خانم	حیاتی خانم
دو حصہ	ایک حصہ	ایک حصہ

استحقاق پسر کا بحالت موجود ہونے دو دختر کے

مظفر حسین متوفی

استحقاق دو پسر کا

ہمشیر	ہمشیر
مصری خانم	حیاتی خانم
ایک حصہ	ایک حصہ

مصری خانم متوفیہ

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے دو ہمشیرہ اور ایک برادر کے

ہمشیر	شوہر
حیاتی خانم	محمد تقی †
	دو حصہ

اور چونکہ یہہ نسبت معلوم ہوگئی تو قاعدہ کے مطابق پہلے عدد کو دوسرے عدد کے ساتھہ ضرب دینی چاہیے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھہ

۲ × ۲ = ۴ ۳ × ۲ = ۶

† محمد تقی نے حیاتی خانم اور مصری خانم کے ساتھہ جو دونو عبد السبحان کی دختر تھین نکاح کیا اور واضح ہو کہ اگر بحالت زوجیت

پسر	پسر
علی نقی	حسن عسکری
۳ سہام	۲ سہام

اور بعد وفات حیاتی خانم کے

شوہر	ہمشیرزادہ	ہمشیرزادہ
محمد تقی	حسن عسکری	علی نقی
۴ حصے	۲ حصے	۲ حصے

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے ہمشیر کے دو بیٹوں کے ۔

حسن عسکری متوفی

بھائی	باپ
علی نقی	محمد تقی
۵ حصے	

استحقاق باپ کا بحالت موجود ہونے بھائی کے ۔

میزان

علی نقی	محمد تقی
۵ سہام	۱۱ سہام

تقسیم جایداد بحالت فرض کرنے اس امر کے کہ وہ مملوکہ عبدالسبحان نہیں ہے اور حیاتی خانم نے بعد اپنے شوہر کے وفات پائی ۔

محمد تقی متوفی

زوجہ	زوجہ	زوجہ
حیاتی خانم	ہندہ	زینب
۵ سہام	۵ سہام	۵ سہام

پسر	دختر	دختر	دختر
علی نقی	خدیجہ	فاطمہ	عائشہ
۴۲ سہام	۲۱ سہام	۱۱ سہام	۲۱ سہام

استحقاق بیٹے کا بحالت موجود ہونے تین زوجہ اور تین دختروں کے

اور واضح ہو کہ بحساب روپیہ کے عورتوں کے حصے بقدر روپے آنے اٹھہ گنڈہ کے ہوں گے اور علی نقی کا حصہ بقدر پانچ آنہ بارہ گنڈہ کے ہوگا ۔ †

اور کی بہن کے ساتھہ نکاح کرنا شرعاً منع ہے لیکن بعد وفات زوجہ کے اوسکی ہمشیر کے ساتھہ نکاح کرنا جائز ہے ۔

† بمقدمہ ہے قاعدہ ہفتم مسئلہ تقسیم مندرجہ دفعہ ۱۵ کے ایک یہاں تمثیل پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حصہ داروں کے دو فریق میں حصص بلا کسر تقسیم نہو سکیں اور دونوں فریق کی تعداد میں نسبت متباین پائی جاوے مثلاً جو کہ زوجگان کا حصہ ایک ثمن ہے لہذا ترکہ کو کم از کم آٹھہ حصوں پر تقسیم کرنا چاہیے بنجواں کے زوجگان کو ایک حصہ ملیگا لیکن ایک عدد تین زوجہ میں بغیر کسر کے تقسیم نہیں ہو سکتا اور باقیہ سے

مقدمہ ۷۰

س - ایک شخص نے ایک زوجہ اور مان اور ایک بہن چھوڑکر وفات پائی ایسی صورت مین ترکہ اوسکا کسطور پر تقسیم ہوگا +

استحقاق بہن کا بحالت موجود ہونے مان اور زوجہ کے +

ج - بموجب مسئلہ عول کے ترکہ متوفی کو ۱۳ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے زوجہ ۳ اور بہن ۶ اور مان ۴ سہام پائینگی + †

مقدمہ ۷۱

س - ایک عورت نے دختر اور مان اور باپ اور شوہر چھوڑکر وفات پائی ایسی حالت مین منجملہ دین مہر متوفیہ کے اوسکی مان کو کسقدر ملنا چاہیے +

استحقاق بہن کا بحالت موجود ہونے مان اور باپ اور شوہر کے

ج - متوفیہ کے کل ترکہ یعنی دین مہر اور اور قسم کی جایداد کو ۱۲ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے مان کو ۲ سہام اور باپ کو ۲ اور شوہر کو ۳ اور بیٹی کو ۶ سہام ملنے چاہین + ‡

مقدمہ ۷۲

س - ایک شخص نے جاریہ کے بطن سے دو دختر چھوڑکر جاریہ کی حیات مین وفات پائی ایسی صورت مین جاریہ یعنی لڑکیون کی مان اپنے آقا کے ترکہ سے کسقدر حصہ پانیکی مستحق ہے یا نہین اور اگر ہے تو ترکہ ان تین شخصون مین کسطور پر تقسیم ہوگا +

استحقاق دختران اور اون کی مان کا جو مالک متوفی کی جاریہ تھی +

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے جاریہ کو متوفی کے ترکہ سے حصہ پانیکا مطلق استحقاق نہین پہنچتا اور اگر سوال مین وارثون کی توضیح بصحت ہوئی ہے تو متوفی کے ترکہ سے پہلے اوسکے مصارف تجہیز و تکفین ادا ہون اور بعد ازان اوسکا قرضہ جائز دیا جاے اور اگر کچھ فاضل بچے تو اوسکو شرع کے بموجب تین حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اون کے دو حصے بیٹون کو ملینگے یعنی ہر واحد کو ایک حصہ ملیگا اور بقیہ ایک حصہ وارث عصبہ کا حق ہے درصورتیکہ ایسا وارث موجود ہو اور اگر موجود نہو تو کل ترکہ فرض اور رد کی رو سے بموجب اصول مسائل وراثت کے دخترون کو ملیگا چنانچہ سراجیہ مین یہہ لکھا ہے کہ موانع ارث چار ہین اول رقیت عام اس سے کہ وہ کامل ہو یا ناقص واضح ہو کہ لفظ کامل سے رقیت قطعی مراد ہے اور لفظ ناقص کا اطلاق رق مدبر و مکاتب اور اون کنیز پر ہے جو صاحب اولاد ہون متوفی کی بیٹیان تین صورتون مین مستحق ورثہ پانے کے ہوتے ہین اگر صرف ایک بیٹی ہو تو اوسکو نصف اور دو یا دو سے زیادہ کو دو ثلث ملتا ہے + §

باقی ۵ دعویدارون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے ہین اور ۵ دعویدار قرار دینے کی وجہ یہہ ہے کہ ایک بیٹے کا حصہ دختر کی نسبت دوچند ہوتا ہے لیکن تعداد زوجہ یعنی تین اور اور دعویدارون کی تعداد مین نسبت مباین ہے پس ایسی حالت مین قاعدہ یہہ ہے کہ حصہ دارون کے ایک فریق کی تعداد کو دوسرے فریق کی تعداد کے ساتھہ ضرب دیجاے اور حاصل ضرب کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھہ ضرب دین مثلاً ۳ × ۵ = ۱۵ × ۸ = ۱۲۰ +

† اسمقدمہ سے مسئلہ عول کی تقسیم لازم آتی ہے وفیات ۶۸ و ۹۰ اصول وراثت - بموجب فقہ ۶۵ اصول وراثت کے جایداد کو پہلے ۱۲ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تھا کیونکہ منجملہ حصہ دارون کے ایک حصہ دار ربع اور دوسرا ثلث اور تیسرا نصف کا مستحق ہے لیکن دیدئے جانے زوجہ کے ایک ربع یعنی ۳ سہام اور مان کے ایک ثلث یعنی ۴ سہام کے بہن کے واسطے ایک نصف باقی نہین رہتا پس بجاے ۱۲ کے ۱۳ سہام تصور کیے جائینگے تاکہ جملہ وارث اپنا اپنا حصہ پاسکین +

‡ اسمقدمہ سے مسئلہ عول کی ایک اور مثال پائی جاتی ہے تنبیہ مقدمہ ۷۰ معاینہ کیجاے +

§ اسصورت مین مسئلہ رد کی مثال پائی جاتی ہے - اصول وراثت فقہ ۹۲ - دختر ون کا حصہ ترکہ سے صرف دو ثلث ہے لیکن چونکہ سوا ان کے

مقدمہ ۳۷

س ۱ - ایک عورت نے بہن اور شوہر اور چند برادر زادے اور چچا کا بیٹا اور اور بہنوں کی اولاد چھوڑ کر وفات پائی اسصورت مین عورت مذکورہ کی وفات کے بعد اشخاص مذکورہ مین سے کون شخص مستحق پانے اوسکی جایداد کا ہوگا ۔

استحقاق بہنوئیون اور چچا کے بیٹے کا بحالت موجودگی شوہر اور بہن کے

ج - ۱ - عورت کے بھائی کے بیٹے اور اوسکے چچا کے بیٹے اور اوسکی اور بہنون کی اولاد کا بمقابلہ مستوفیہ کے شوہر اور بہن کے ورثہ مین کچھ استحقاق نہین ہے جایداد کو دو حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے نصف اوسمین سے ہمشیر کو اور نصف شوہر کو ملیگا ۔

س - ۲ - شوہر صرف ایک ہمشیر چھوڑ کر مر گیا علاوہ اسکے اور کوئی شخص مستحق حصہ یا عصبات مین سے موجود نہین ہے اسصورت مین کس شخص کو جایداد از روے شرع درانتا ملنی چاہیئے ۔

استحقاق ہمشیر کا اس صورت مین جب وہی صرف وارث ہو ۔

ج - ۲ - درحالیکہ صرف ہمشیر وعوید اور کوئی شخص مستحق حصہ یا واسطہ دار عصبی موجود نہین ہے تو ہمشیر اپنے بھائی کا کل ترکہ پائیگی اور گو وہ ترکہ متوفی کو زوجہ سے حاصل ہوا یا کسی اور طور پر نصف اوسکا شرع کی رو سے حصہ ہے اور نصف رد کے ذریعہ سے ۔ †

مقدمہ ۳۸

س - غلام حسین کی وفات کے بعد اوسکی زوجہ جایداد اراضی پر استحقاق کی رو سے قابض ہوئی بعد ازان وہ ایک ہمشیر حقیقی اور ایک علاتی چھوڑ کر مر گئی اسصورت مین جایداد مذکور جسپر متوفیہ قابض تہی اوسکی بہنون کو ملیگی یا غلام حسین کے بھائی کی بیوہ یا بھائی کے بیٹون کی بیوون کو پہنچیگی - اور اس پچھلی صورت مین جایداد مذکور کس حساب سے اونکو دیجائیگی ۔

علاتی بہن کا استحقاق بحالت موجودگی ہمشیر حقیقی کے ۔

ج - غلام حسین کی زوجہ مرتے وقت جایداد اراضی پر بطور مالک قابض تہی لہذا جایداد مذکور اوسکی ہمشیر حقیقی اور علاتی کو بلاشک ملیگی ہمشیر حقیقی کو تین حصے پہنچینگے اور علاتی کو ایک حصہ ملیگا ۔ ‡

مقدمہ ۳۹

س - ایک شخص نے ایک زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑ کر وفات پائی اون دونون شخصون کو منجملہ جایداد متوفی کے کس حساب سے حصہ ملیگا ۔

زوجہ کا استحقاق بحالت موجودگی دو دختر کے ۔

ج - کل جایداد ۹ حصون مین تقسیم کیجائیگی منجملہ اون کے دو حصے زوجہ کو دیئے جائینگے اور سات سات حصے ہر ایک دختر کو ملینگے ۔ §

اور وارث موجود نہین ہین لہذا اسمیر احصہ بھی حاصل جور ہتا ہے اون ہی کیطرف عود کرتا ہے ۔

† اصول وراثت دفعہ ۹۲ ۔

‡ اسمقدمہ سے مثل مسئلہ رد کی پائی جاتی ہے - اصول وراثت کی دفعہ ۹۳ ملاحظہ کیجایے - جایداد جو حصون مین تقسیم ہونی چاہیئے تہی منجملہ اوسکے سدس ہمشیر علاتی کا حق ہے اور نصف ہمشیر حقیقی کا - اصول وراثت کی دفعات ۲۳ و ۷۰ ملاحظہ کیجایئن لیکن سدس برابر ایک کے ہے اور نصف اوسی تین کے لہذا کل جایداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے منجملہ اون کے تین حصے ہمشیر حقیقی کو ملینگے اور ایک حصہ ہمشیر علاتی کا حق ہے اور یہی اون کے مخصص جائز ہین

§ اسمقدمہ سے بھی مسئلہ رد کی تمثیل پائی جاتی ہے منجملہ وارثون کے ایک ایسا ہے جسکو رد کی رو سے حصہ نہین پہنچ سکتا لہذا اس صورت مین وہ حساب کیا گیا ہے جو تیسرے درجہ کے اشخاص کیلئے مقرر ہے اور جو از روے مسئلہ رد مستحق پانے حصصیکے ہین - اصول وراثت کی دفعہ ۹۴ ملاحظہ کیجایے

مقدمہ ۷۶

س - ایک شخص نے ماں اور ایک زوجہ اور حقیقی بہائی کی دو دختر چھوڑ کر وفات پائی اسصورت مین اوسکی جایداد موروثی اشخاص مذکورہ بالا مین کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے ؟

استحقاق زوجہ کا بحالت موجودگی ماں کے ۔

ج - بعد اداے اخراجات ضروری کے متوفی کی کل جایداد اوّل بارہ ۱۲ حصون مین تقسیم کرنی چاہیے مگر چونکہ یہہ صورت مسئلہ ردّ سے متعلق ہے لہذا بارہ حصون کے پہر چار حصے کرنے چاہئین منجملہ اون کے ایک زوجہ کا حق ہے اور بقیہ تین حصے ماں کو شرعاً ملینگے اور چونکہ کوئی اور واسطہ دار عصبی موجود نہین ہے لہذا ردّ کی رو سے بھی حصے اوسے ہی پہنچینگے - متوفی کے حقیقی بہائی کی بیٹیان واسطہ دار ان بعید مین شمار کیجاتی ہین اور بحالت موجود ہونے وارثان جائز کے اونکو کچھہ حصہ نہین ملسکتا ۔

بہائی کی بیٹیون کا حق بحالت موجود ہونے زوجہ اور ماں کے ۔

مقدمہ ۷۷

س - ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک بیٹی چھوڑ کر وفات پائی اور واسطہ اون دونون کا متوفی کے ساتھہ ثابت ہے اس صورت مین متوفی کی جایداد سے یہہ دونون شخص کس حساب سے ترکہ پائینگے ۔

استحقاق زوجہ کا بحالت موجود ہونے دختر کے

ج - متوفی کی جایداد آٹھہ حصون پر تقسیم کرنی چاہیے منجملہ اون کے ایک حصہ زوجہ کو ملیگا اور باقی سات حصے بیٹی کو پہنچینگے مگر شرط اسمین یہہ ہے کہ متوفی کے کوئی اور واسطہ دار عصبی موجود نہو - اور درصورت موجود ہونے ایسے رشتہ دارون کے بیٹی کو صرف چار حصے ملینگے اور باقی تین واسطہ دار عصبی کو دیے جائینگے ۔ ‡

مثلاً اس صورت مین جبکہ بیوہ کو جو مستحق پانے حصے کی از روے ردّ نہین ہے اور صرف آٹھوین حصہ پانے کی حقدار ہے جایداد کو کم از کم آٹھہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اور بعد دینے پانے حصہ بیوہ کے ۷ حصے باقی رہتے ہین یہہ اون شخصون مین جو ردّ کی رو سے مستحق پانے حصص کے ہین تقسیم ہونے چاہئین مگر یہہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی لہذا اس صورت مین نسبت مابین تعداد اون مستحقین کے جو ردّ کی رو سے حصہ پائینگے اور تعداد حصص کی دریافت کرنی چاہیے یعنی ۲ × ۳ = ۷ - ۱ اور اون مین نسبت متبائن ہے - اب عدد ۸ کو جسمین کل جایداد تقسیم کی گئی ہے اون مستحقین کی تعداد سے جو ردّ کی رو سے حصہ پانیکے مستحق ہین ضرب دینی چاہیے مثلاً ۸ × ۲ = ۱۶ واضح ہو کہ شوہر ردّ کی رو سے شرعاً حصہ پانیکا مستحق نہین ہے اور نہ زوجہ اور جس صورت مین کہ شوہر اور زوجہ اور وارثون کے ساتھہ مستحق ترکہ ہون تو حصہ مزید صرف دیگر وارثان مذکور کو عود کرتا ہے ۔

† اصول وراثت کی دفعہ ۳۴ رو سے ماں کا حصہ ثلث ہے اور دفعہ ۳۱ کے بموجب زوجہ کا حصہ ربع ہے پس اصول وراثت کی دفعہ ۶۵ کے مطابق جایداد ۱۲ حصون مین تقسیم کرنی چاہیے لیکن چونکہ یہہ صورت مسئلہ ردّ سے متعلق ہے لہذا جایداد کو کم عدد مین تقسیم کرنی چاہیے اور عدد مذکور مطابق حصہ اوس شخص کے ہو جو ردّ کی رو سے کچھہ پانیکا مستحق نہین ہے اور اس صورت مین حصہ ایسے شخص کا ایک ربع ہے لہذا جایداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے - اصول وراثت کی دفعہ ۳۹ ملاحظہ کیجاے ۔

‡ درصورت ہونے اولاد کے زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہے اور اولاد اس صورت مین صرف ایک دختر ہے پس حصہ اوسکا کل جایداد سے نصف ہے لیکن چونکہ شوہر اور زوجہ دونون مستحق پانے حصص از روے ردّ نہین ہین لہذا تین مزید حصے دختر کو عود کرینگے بشرطیکہ کوئی اور واسطہ عصبی

مقدمہ ۷۸

س- ایک عورت نے جسکے ایک لڑکی پہلے شوہر سے ہے بتی کچھ جایداد اراضی خاص اپنے روپیہ سے خرید کی اور دست آویزات اپنے اور شوہر ثانی کے نام سے تحریر کرائین - عورت اپنے حین حیات اراضی مذکور پر قابض رہی بعد اوسکی وفات کے شوہر ثانی نے قابض ہوکر اوس اراضی کو اپنی دوسری زوجہ کے نام ہبہ کردیا اور زوجہ ثانیہ بعد وفات شوہر کے اوسپر قابض ہوئی اب اراضی کے استحقاق ملکیت کی نسبت باہم اوسکی اوّل زوجہ کی لڑکی اور دوسری زوجہ کے تکرار ہے اسصورت مین کون اون مین سے مستحق جایداد ہے اور اگر دونون مین تو کسقدر ہر ایک کو ملنی چاہیئے - اور شوہر بحالت موجود ہونے دختر کے جو زوجہ اوّل سے ہے دوسری زوجہ کو کل جایداد منتقل کرنیکا مجاز ہے یا نہین +

جو جایداد عورت اپنے روپیہ سے خریدے وہ اسی کی خاص ملکیت ہے گو دست آویز مین شوہر کا نام مندرج ہو استحقاق دختر کا بحالت موجود ہونے شوہر کے

ج - اگر جایداد جسکی دست آویز زوجہ اور اوسکے شوہر کے نام لکھی گئی زوجہ نے خاص اپنے روپیہ سے خرید کی ہو تو ایسی جایداد بلا شرکت غیرے زوجہ کی تصور کرنی چاہیئے کیونکہ مشار آئین یہہ ہے کہ امر واقعی پر لحاظ کیا جاے نہ کہ اوسپر جو برائے نام ہو - اس صورت مین شوہر کو اپنی دوسری زوجہ کے نام جایداد کے ہبہ کردینے کا مطلق استحقاق حاصل نہین ہے اور اوسکی زوجہ اوّل کی وفات کے بعد جو اراضی مذکور کی مالک تھی اگر کوئی لوارث ہو تو جایداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیئے منجملہ ان کے تین حصے مالکہ کی دختر کا جو شوہر اوّل سے ہے حق ہے اور باقی ایک حصہ شوہر ثانی کو ملنا چاہیئے + †

مقدمہ ۷۹

س- محمد واصل کے تین زوجہ تھین پہلی زوجہ سماۃ فہیدہ سے ایک بیٹا رحم علی تھا اور بیٹی منیض النسا اور دوسری زوجہ سے ایک لڑکی بہورن اور تیسری سے ایک دختر سوبن تھی - محمد واصل کی وفات کے بعد اوسکی تیسری زوجہ کی دختر سوبن مرگئی اور قاسم علی سوبن کا لڑکا حین حیات اپنی مان کے مرگیا قاسم علی کی لڑکی درگاہن یعنی سوبن کی پوتی موجود ہے رحم علی نے ایک زوجہ جو زندہ ہے چھوڑکر وفات پائی اور رحم علی کی بہن منیض النسا اور محمد واصل کی دوسری زوجہ کی لڑکی بہورن بھی زندہ ہین اس صورت مین اشخاص مذکور کے باہم کسطرح سے جایداد تقسیم ہونی چاہیئے +

استحقاق بیٹے کی زوجہ کا بحالت موجود ہونے دو دختر اور ایک اور دختر کے بیٹے کی دختر کے اوس صورت مین جبکہ مالک کا پیشتر مرجانا اپنی بیٹے اور پوتے زادہ کے مرگیا ہو +

ج - اگر رحم علی حین حیات سماۃ سوبن کے مرگیا تو کل جایداد محمد واصل کی ۲۷۰ حصون مین تقسیم ہونی چاہیئے ‡ منجملہ اون کے رحم علی ۲۷۲ حصے اوسکی زوجہ کو ملینگے اور ۱۹۵ حصے سماۃ بہورن کو اور ۱۷۵ حصے رحم علی کی ہمشیر کو جو سماۃ فہیدہ کی لڑکی ہے اور ۷۸ حصے سماۃ درگاہن کو ملینگے اگر بالفرض رحم علی نے بعد مرنے سماۃ سوبن کے وفات پائی ہو تو جایداد کے ۱۴۴۰ حصے ہونے چاہئین منجملہ ان کے رحم علی کے ۶۲۲ حصے اوسکی زوجہ کو پہنچینگے بشرطیکہ اسقدر مہر مقرر کیا گیا ہو - اور ۳۱۱ حصے سماۃ فہیدہ کی دختر کو اور ۱۵۱ حصے

موجود نہو - اگر ایسے واسطہ دار موجود ہون تو یہہ تینون مذکورہ حصے اونکو ملینگے اور دختر کو اوسکا صرف حصہ جائز جو نصف ہے یعنی آٹھ حصون مین سے چار حصے اوسکو دیئے جائینگے - اصول وراثت کی دفعہ ۱۴ ملاحظہ کیجاے - کم سے کم تعداد جسمین جایداد سطاین حصہ زوجہ کے تقسیم کیجاے آٹھ ہے +

† یہہ ایک مثال اوس قسم کے مسئلہ کی ہے جو تیسرے درجہ کے مستحقین رد کے واسطے مندرج ہے - اصول وراثت کی دفعہ ۹۴ ملاحظہ کیجاے +

‡ یہہ ایک مثال مسئلہ مناسخت کی ہے یعنی جایداد کی تقسیم حین حیات اشخاص کے جو کے بعد دیگرے مرگئے عمل مین نہین آئی طریق مرقومہ ذیل سے

استحقاق اس صورت مین جبکہ بیٹا اپنی ہمشیرا ور ہمشیرزاد کی وفات کے بعد مرگیا ہو۔

مسماۃ بہورن کو اور ۵۶ حصے قاسم علی ابن سوبن کی دختر مسماۃ درگاہن کو ملینگے۔

مقدمہ ۸۰

س۔ ایک شخص جایداد اراضی کا مالک ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور بھائی علاتی چھوڑکر مرگیا بعد ازان بیٹا بھی لاولد مرگیا اور دختر حین حیات

تقسیم حصص کے حساب کی ایک صورت یہہ پائی جاتی ہے۔

شجرہ خاندان محمد واصل متوفی

زوجہ	زوجہ	زوجہ
دختر فیض النسا	دختر	دختر
پسر رحم علی اور اوسکی زوجہ		پسر
		دختر

محمد واصل کی وفات پر اوسکی تین زوجہ اور تین بیٹیان اور بیٹا وارث ہین زوجگان کا حق بحالت ہونے اولاد کے ثمن ہے چنانچہ اس صورت مین ایسا ہی ہے تاکہ زوجگان کا حصہ اور پسر کا جو دختر کی بہ نسبت دوچند ہے بغیر کسر کے تعین کیا جاے مشکل ہے کہ کوئی ایسا کم سے کم عدد تلاش کیا جاوے جس سے ایسی تقسیم عمل مین آسکے ظاہر ہے کہ عدد آٹھ سے ایسا ہو سکیگا لیکن چونکہ عدد ۸ کو ۸ سے وہی نسبت ہے جو ۱۵ کو ۱۲۰ سے ہے لہذا ہر ایک زوجہ کو پانچ حصے یعنی تینون کو ۱۵ حصے یعنی ۱۲۰ کا ثمن پائیگا۔ پسر ۴۲ حصے یعنی ہر ایک دختر کی نسبت دوچند حصہ پائیگا دوسری اور تیسری زوجہ کی وفات کے بعد اون کے حصے اون کی دخترون کو پہنچینگے اور ہر ایک کو اس طریقہ سے ۲۶ حصے ملینگے اوّل زوجہ کی وفات کے بعد اسکے پانچ حصے مابین اسکے پسر اور دختر کے اس حساب سے کہ پسر کو دوچند پہنچے تقسیم ہونے چاہئین لیکن اسکی کل جایداد یعنی پانچ حصے اسطور سے بغیر کسر تقسیم ہونے ممکن نہین لہذا ایک بڑا عدد تلاش کرنا چاہیے چنانچہ اکو ۵ سے وہی نسبت ہے جو ۶ کو ہے ۳۰ سے ان مین سے بیٹے کو ۲۰ حصے ملینگے اور دختر کو ۱۰۔ پسر کی وفات کے بعد اوسکی کل جایداد بالعوض مہر کے اسکی زوجہ کو حاصل ہوگی۔ تیسری زوجہ کی دختر کے مرنے کے بعد اوسکی جایداد چار حصون مین تقسیم ہونی چاہیے جنمین سے ان کے دو حصے اسکے پسر کے دختر کو ملنے چاہئین ہے اور ایک ایک حصہ اسکے سوتیلی ہمشیر کا حق تھا لیکن اسکی کل جایداد یعنی ۲۶ حصون کو اس طریقہ سے بغیر کسر کے تقسیم کرنا غیر ممکن تھا اسلیے ایک بڑا عدد تلاش کرنا چاہیے چنانچہ اکو ۴ سے وہی نسبت ہے جو ۶ کو ہے ۱۵۶ سے منجملہ اس تعداد کے ۸ حصے پوتے کو اور ۳۹ ہر سوتیلی بہن کو ملینگے مگر چونکہ ایک حصہ کی نسبت بڑا ناپڑا تھا اسواسطے ضرور ہوا کہ کل حصون کو اسی مطابق بڑا ناچاہیے یعنی اکو ۱۲۰ سے وہی نسبت ہے جو ۶ کو ہے ۲۰ سے اس حساب سے رحم علی کی بیوہ کا حصہ یہہ ہوگا ۲۰×۶×۴۲ = ۵۰۴۰ اور بہورن کا حصہ یہہ ہوگا ۲۶×۶×۳۹ = ۱۹۵۰ اور فیض النسا کا حصہ یہہ ہوگا ۲۱×۶×۱۰ = ۱۲۶۰ باقی ۸۰ حصے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا پوتی کو پہنچینگے اس حساب مین یہہ فرض کر لیا گیا ہے کہ تقسیم جایداد بعد وفات رحم علی کے عمل مین آئی اور رحم علی نے قبل مرنے اپنی سوتیلی بہن سوبن کے وفات پائی اور بدین وجہ سوبن کی جایداد سے کچھ نہ پاسکا اور اسی سبب سے رحم علی کی زوجہ سوبن کی جایداد سے کچھ حصہ نہین پاسکتے لیکن اگر رحم علی کے حین حیات سوبن نے وفات پائی ہو تو سوبن کی جایداد سے

اپنے سوتیلے چچا کے کل جایداد پر قابض ہوئی اسصورت مین دختر مذکور مستحق پانچے کل جایداد کی ہے یا ایک جزو کی +

استحقاق دختر کا جبکہ موجود ہو بیٹے اور چچا کے اس صورت مین جبکہ بیٹا قبل تقسیم مرگیا ہو +

ج - صورت مذکورہ بالا مین دختر کا حصہ دو ثلث ہے اور اوسکے سوتیلے چچا کا ایک ثلث یعنی کل جایداد تین حصون مین تقسیم کیجائیگی جنمین سے دو دختر کو ملینگے اور ایک بوجہ وارث عصبہ ہونیکے چچا کا حق ہے + ‡

مقدمہ ۸۱

س - ایک عورت نے چار دختر اور ایک پسر اور ایک شوہر چھوڑکر وفات پائی - بیٹا قبل تقسیم جایداد کے بہن اور باپ چھوڑکر مرگیا اسصورت مین عورت مذکور کی جایداد ورثا رحی القایم یعنی شوہر اور چار دخترون کے باہم کس طور پر تقسیم ہوگی +

دختر اور شوہر کا حق اسصورت مین جبکہ بیٹا قبل تقسیم جایداد مرگیا ہو +

ج - اگر کل جایداد عورت متوفیہ کی ہے تو شرع کے موجب اول اوسکی تجہیز و تکفین کے صرف مین آنی چاہیے بعد ازان بقیہ جایداد کا ایک ثلث اوسکی وصیت کے بموجب صرف ہونا چاہیے اِن اخراجات کے بعد جو باقی بچے وہ آٹھ حصون پر تقسیم کیا جائے منجملہ اون کے چار حصے شوہر کو ملینگے اور ایک ایک حصہ چارون بیٹون کا حق ہوگا + ‡

نصف حصہ اوسکی پوتی کو ملیگا اور باقی جایداد دونون سوتیلی بہنون اور سوتیلے بھائی رحم علی کے مابین تقسیم ہوگی اس حساب سے کہ بھائی کو بہنون کی نسبت دوچند حصہ ملیگا لیکن ظاہر ہے کہ سو بیس کے ۲۶ حصے باہم ورثا مذکور بلا کسر تقسیم نہین ہوسکتے لہذا ایک بڑا عدد تلاش کرنا ضرور ہے مثلاً اگر ۲۶ سے وہی نسبت ہے جو ۱۲ کو ہے ۳۱۲ سے منجملہ اِن کے ۱۵۶ حصے پوتی کو اور ۷۸ سوتیلے بھائی کو اور ہر ایک سوتیلی بہن کو ۳۹ ملینگے مگر اسصورت مین اور حصص کو بھی بڑھانا ضرور ہے مثلاً اگر ۱۲۰ سے وہی نسبت ہے جو ۱۲ کو ہے ۱۴۴۰ سے - اس حساب سے رحم علی اور بعد ازان اوسکی زوجہ کا یہہ حصہ ہوگا ۴۲ × ۱۲ × ۴۰ × ۸ = ۱۶۲۲ اور بہورن کا حصہ یہہ ہوگا ۲۶ × ۱۲ × ۳۹ = ۳۵۱ اور منیف النسار کا حصہ یہہ ہوگا ۲۱ × ۱۲ × ۲۰ × ۳۹ = ۳۱۱۳ باقی ۱۵۹ احصے جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا پوتی کو ملینگے یہہ ایک عمدہ طریقہ حساب کا نہین ہے اور اوسکے قواعد معینہ کی نسبت جسکی تمثیلین یہہ تفسیر مقدمات آیندہ سے معلوم ہونگین زیادہ تر مشکل ہوتی ہے +

+ یہہ ایک آسان تمثیل مسئلہ منسوخہ کی ہے اصول وراثت کی وفات ۹۶ و ۹۷ و ۹۹ معاینہ کیجائین - اصل مالک کی وفات کے بعد اوسکی جایداد تقسیم ہونی چاہیے تھی اور اوسمین اصول وراثت کی وفہ ۲۱ کے بموجب اوسکے بھائی کا بوجہ موجود ہونے متوفی کے بیٹے کے کچھ حق نہ تھا جایداد مذکور کے تین حصے ہوکر دو حصے بیٹے کو ملنے چاہئین تھے اور ایک حصہ کی دختر مستحق تھی - پسر کی وفات کے بعد مابین اوسکے دو حصون اور اون حصص کی تعداد کے جنپر اوسکی جایداد کو تقسیم کرنا ضرور ہے نسبت دیکھنی چاہیے اور یہہ تعداد اوس صورت مین ۲ ہے یعنی اصول وراثت کی وفہ ۳ کے بموجب بہن کا حصہ نصف ہے اور باقی نصف سوتیلے چچا کا حق ہے جو اصلی مالک کا بھائی اور وارث عصبہ ہے عدد ۲ اور ۳ آپسمین متداخل ہین اور تعداد حصص کا مضروب فیہ نصف یعنی صرف ایک ہے لہذا وفہ ۹۹ کے بموجب ضرب دینا ضرور نہین ہے +

‡ اصل مالک کے وارث اوسکا شوہر اور اوسکا بیٹا اور چار دختر ہین چنانچہ اوسکی وفات کے بعد اوسکی جایداد آٹھ حصون پر تقسیم ہونی چاہیے تھی منجملہ اون کے شوہر اور بیٹا دو دو حصون کا مستحق تھا اور باقی ایک ایک حصہ چاردون دخترون کو ملنا چاہیے تھا پسر کی جایداد اوسکی وفات کے بعد تقسیم ہونی چاہیے تھی اور دونون حصے جو پسر کو مان سے ورثا گئے تھے اوسکے باپ کو ملنے چاہئین کیونکہ وہی اوسکا صرف وارث ہے

مقدمہ ۸۲

س - ۱ - ایک شخص نے حین حیات اپنی جایداد کو باہم پسر اور دختر کے مساوی تقسیم کرکے وفات پائی بعد ازان پسر بھی بہن اور زوجہ چھوڑکر مر گیا اس صورت مین بہن مستحق ورثہ پانے کی ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس قدر جایداد اوسکو ملیگی ؟

ج - ۱ - شرع کے بموجب دوسرے شخص متوفی یعنی بیٹے کی جایداد کو چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیے سنجملہ اون کے ایک حصہ زوجہ کو ملیگا اور باقی تین حصون کی متوفی کی ہمشیر مستحق ہے ؟

ہمشیر کا حق بمقابلہ زوجہ کے ؟

س - ۲ - اگر شخص مقدم الذکر بعد تقسیم کرنے اپنی جایداد کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑکر مرجاے اور بعد ازان بیٹا بھی زوجہ چھوڑکر وفات پائے اور جایداد مذکور تقسیم نہوئی ہو تو اس صورت مین کسقدر جایداد بیٹے کی زوجہ کو اور کسقدر دختر کو ملنی چاہیے ؟

ج ۲ - جو شخص اول مر گیا اوسکی جایداد کو تین حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اون مین سے دو حصے بیٹے کو دیئے جائین اور ایک حصہ دختر کا حق ہے - بعد ازان پسر متوفی کی جایداد کو چار حصون مین تقسیم کرکے سنجملہ اون کے تین حصے اوسکی بہن کو ملینگے اور ایک اوسکی زوجہ کو پہنچیگا اسیواسطے شخص اول کی کل جایداد کو چھ حصون مین تقسیم کرکے ایک حصہ اوسکے بیٹے کی زوجہ کو دیا جاے اور پانچ حصے دختر کو دیئے جائین ؟

دختر کا استحقاق بحالت موجودگی پسر کے زوجہ کے اس صورت مین جبکہ پسر بعد وفات اپنے باپ کے مرگیا ہو ؟

س ۳ - اگر پسر متوفی کی زوجہ کے ایک دختر ہوئی ہو اور اوس نے پانچ برس کی عمر مین وفات پائی ہو تو اس صورت مین دختر مذکور کسقدر جایداد کی مستحق تصور کیجائیگی اور اوسکی وفات کے بعد حصہ اوسکا کسکو ملیگا ؟

ج ۳ - صورت مذکورہ بالا مین متوفی اول کی جایداد تین حصون پر تقسیم ہونی چاہیے سنجملہ اون کے بیٹے کو دو حصے ملینگے اور ایک حصہ دختر کو اور پسر کی وفات کے بعد اوسکے دو حصون کو آٹھ حصون پر تقسیم کرنا لازم ہے ان مین سے ایک حصہ اوسکی زوجہ کو ملیگا اور چار اوسکی دختر کو اور تین ہمشیر کو پہنچینگے اور دختر کی وفات کے بعد اسکے چارون حصے اسکی ماں کو ملینگے - اسیواسطے متوفی اول کی کل جایداد کے ۱۲ حصے کرنے چاہئین منجملہ ان کے پانچ حصے اسکے پسر کی زوجہ کو اور سات اسکی دختر کو ملینگے ؟

دختر کا استحقاق بمقابلہ بیٹے کی زوجہ کے بصورت مین جبکہ بیٹا بعد وفات اپنے باپ کے ایک دختر چھوڑکر مرگیا ہو اور اس دختر نے بھی وفات پائی ہو ؟

بہنون کا ان مین کچھ حق نہین ہے - اسی وجہ سے جایداد کو آٹھ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے چار حصے سنہر کو یعنی دو جو اسی زوجہ اور دو پسر سے وراثتاً لیے بہن لینے چاہئین اور باقی ایک ایک حصہ چارون دخترون کو جو اوبہنین اون کی ماں سے ارث مین پہنچا ہے ملیگا ؟

؟ ان سوالات سے بہت آسان تمثیلین مناسخت کی بائی جاتی ہین پہلی تقسیم مین جایداد کے تین حصے کرنے چاہیئے تھے تاکہ پسر کو دختر کی نسبت دوچند حصہ ملتا - اور دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین پسر کی جایداد کے چار حصے کرنے لازم تھے منجملہ ان کے زوجہ کا حصہ ایکربع تھا لیکن چونکہ یہہ صورت مسئلہ مناسخت سے متعلق ہے لہذا مناسبت مابین تعداد حصص پسر متوفی اور اس تعداد کے جسپر جایداد تقسیم کیجایے دیکھنی چاہیے مثلاً ۲×۲ = ۴ اور اون کا وفق ۲ ہے پس مسئلہ مناسخت کی دفعہ ۹ کے بموجب قاعدہ یہہ ہے کہ اصل تقسیم کے عدد کو بالاجمال و بالانفراد دوسرے درجہ کے وارثون کی تعداد کے نصف سے ضرب دین اور اس تعداد وارثون کو ان حصص کی تعداد کے نصف سے جنکے بانکا متوفی مستحق تھا ضرب دین - اس صورت مین تعداد مذکور صرف ایک ہے لہذا ضرب دینا ضرور نہین ہے مثلاً ۲×۳ = ۶ منجملہ ایکے حسب تفصیل ذیل زوجہ کو ایک حصہ ملیگا اور بیٹی کو پانچ حصے دیئے جائینگے ؟

مقدمہ ۸۳

س۔ ایک شخص نے زوجہ حمیدہ اور تین بیٹے زید عمرو اور تین بیٹیاں جمیلہ سکینہ اور زوجہ چھوڑ کے تین بھائی اور دو بہن کی زوجہ سے مجموعہ

ترکہ تین حصص

۳ = ۲×۳

زید	حمیدہ
پسر	دختر
۴	۲
	پسر
	۴
جمیلہ	فہمیدہ
پسر کی زوجہ	ہمشیر
۱	۳

علی ہذا القیاس تیسرے سوال کے مطابق دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین پسر کی جایداد کے آٹھ حصے کرنے چاہیے تھے اُن مین سے زوجہ کا حصہ ایک ثمن اور دختر کا نصف ہونا چاہیے تھا مگر ۲ اور ۸ عدد ۲ پر متوافق ہین اور جو قاعدہ کہ پچھلے سوال کے جواب مین منقول ہے اوسکے بموجب ۳ کو ۴ کے ساتھ ضرب دینا چاہیے مثلاً ۳×۴ = ۱۲ سنجملہ اون کے پسر کی ہمشیر کو ۴ حصے یعنی ۴ اپنے باپ کے اور ۳ بھائی کے حق کی رو سے ملینگے اور پسر کی دختر ۴ حصے یعنی اپنا نصف حصہ جائز پائیگی اور پسر کی زوجہ کو ایک حصہ یعنی ایک ثمن جو اوسکا حصہ جائز ہے پہنچیگا۔ تیسری مرتبہ کی تقسیم مین کل جایداد دختر کی مالکو ملیگی اور بہن کا حصہ زیادہ نہین کیا جائیگا تفصیل اون حصص کی یہہ ہے +

۱۲ = ۴×۳

زید		حمیدہ
پسر		دختر
۸		۴
فہمیدہ	زید	سکینہ
ہمشیر	پسر	زوجہ
۳	۸	۱
	جمیلہ	
	دختر	
	۴	

چھوڑکر وفات پائی شخص مذکور کی وفات کے بعد اور جایداد کی تقسیم کے قبل اوسکی زوجہ حمیدہ اور دو بیٹے زید و بکر اور ایک بیٹی محمودہ نے کیا دیگر یہ وفات پائی اب ورثا حی القیام عمرو اور جمیلہ اور سکینہ ہیں ان میں اہل مالک کی جایداد کسطرح پر اور کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیئے +

ذکر اوسصورت کا جب ایک زوجہ اور تین پسر اور تین دختر اور ایک زوجہ متوفی ہو

ج - جایداد کے ۱۷۲۸ حصے کرنے چاہئیں منجملہ ان کے عمرو کو ۸۶۴ حصے اور جمیلہ کو ۴۳۲ اور اسیقدر سکینہ کو لینگے - فہرست ذیل سے اشخاص حی القیام کے اوس ورثہ کی کیفیت واضح ہوگی جو اون کے رشتہ داروں کی وفات کے باعث سے بطریق مناسخت اونکو حاصل ہوا اور جنکی وفات اصل مالک کے مرنے کے بعد مگر جایداد کی تقسیم کے قبل واقع ہوئی +

$$۱۷۲۸ = ۳ \times ۵۷۶ = ۸ \times ۷۲$$

حمیدہ	زید	بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	= ۷۲
	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۵۶	۵۶	۵۶	
		۳۳۶	۳۳۶	۱۶۸	۱۶۸	۱۶۸	

استحقاق تین پسر متوفی کا بمقابلہ تین دختر اور ایک زوجہ کے

حمیدہ متوفیہ

زید	بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۲	۲	۲	۱	۱	+	= ۸
۱۸	۱۸	۱۸	۹	۹	+	
	۵۴	۵۴	۲۷	۲۷		

استحقاق تین پسروں کا بحالت موجودگی دو بیٹیوں کے

زید متوفی

بکر	عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۲	۲	۱	۱	+	= ۶
۱۳۰	۱۳۰	۶۵	۶۵	+	

استحقاق دو بھائیوں کا بحالت موجودگی دو بہنوں کے

بکر متوفی

عمرو	جمیلہ	سکینہ	محمودہ	
۲	۱	۱	+	= ۴
۲۶۰	۱۳۰	۱۳۰	+	

استحقاق بھائی کا بمقابلہ دو بہنوں کے

محمودہ متوفیہ

عمرو	جمیلہ	سکینہ
۸۴	۴۲	۴۲

استحقاق سوتیلے بھائی اور سوتیلی بہن کا

کل

عمرو	جمیلہ	سکینہ †
۸۶۴	۴۳۲	۴۳۲

† اس صورت سے اوس قاعدہ کی تمثیل بخوبی پائی جاتی ہے جو در باب وراثت مناسخت یکے بعد دیگرے اول مرتبہ بنظر تقسیم جایداد کے مسئلہ تقسیم مندرجہ

مقدمہ ۸۴

س - ایک شخص نے دو بیٹے جو حقیقی بھائی ہین چھوڑکر وفات پائی دونون نے جایداد پدری کو باہم مساوی تقسیم کرلیا اور اپنے اپنے حصہ پر قابض ہوئے ورثہ کی تقسیم کے چند سال بعد چھوٹا بیٹا ایک زوجہ اور چار بیٹیان چھوڑکر مرگیا اور زوجہ بعد وفات اپنے شوہر کے اوسکی جایداد پر قابض

دفعہ ۷۷ کے تیسرے قاعدہ پر عمل کرنا چاہیے یعنی چونکہ زوجہ کا حصہ ایک ثمن ہے لہذا ظاہر ہے کہ ترکہ آٹھ حصون سے کم مین تقسیم کیا جائے لیکن بعد زوجہ ایک ثمن زوجہ کے باقی ۷ حصے ۹ وعویداروں مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے پس ضرور ہوا کہ سہام اور رؤس کی تعداد مین مناسبت دریافت کیجائے چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ اون مین نسبت متباین ہے مثلاً ۷ = ۹ - ۲ اور ۲ × ۳ = ۷ - ۱ - ایسی صورت مین قاعدہ ۵ کی رو سے حصہ دارون کی تعداد کو حصون کی کل تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۹ × ۸ = ۷۲ اور یہی حاصل ضرب مطلوب ہے - دوسرے قسم کے حصہ دارون کے تقسیم کا پہلا قاعدہ متعلق ہے سوتیلی بہنی کو کچھ نہین ملسکتا اور چونکہ مرد کا حصہ بہ نسبت عورت کے دوچند ہے لہذا حصہ دارون کی تعداد ۸ ہوئی اور اگر جایداد کے آٹھ حصے کیے جائین تو وہ بغیر کسر کے تقسیم ہوسکتی ہے لیکن زوجہ کی جایداد اوسکی وفات کے وقت تقسیم نہین ہوئی تھی پس یہہ دریافت کرنا ضرور ہوا کہ ہر وارث کا استحقاق مناسخت کی رو سے کسقدر ہے اور دریافت کرنا اس امر کا ضرور ہے کہ حصون کی کل تعداد اور اوس حصہ کی تعداد مین جو زوجہ کو پہلی تقسیم مین ملنا چاہیے تہا کیا نسبت ہے چنانچہ وہ عدد ۹ ہے مثلاً ۸ = ۹ - ۱ - اور چونکہ اون اعداد مین نسبت متباین ہے لہذا ہوجب قاعدہ مناسخت مندرجہ دفعہ ۹۸ اصول وراثت کے پہلی قسم کے حصہ دارون کے حصون کو بالاجمال اور بالانفراد دوسری قسم کے کل حصون کی تعداد کے ساتھ ضرب دینا چاہیے مثلاً ۸ × ۷۲ = ۵۷۶ اور ۱۴ × ۸ = ۱۱۲ اور ۷ × ۸ = ۵۶ - بعدہ دوسری قسم کے حصہ دارون کی تعداد کو بالانفراد اوس حصہ کی تعداد کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو زوجہ پہلی تقسیم کے وقت پانیکی مستحق ہوئی تھی مثلاً ۹ × ۲ = ۱۸ اور ۱ × ۹ = ۹ تیسری قسم کے حصہ دارون مین بہی تقسیم کا پہلا قاعدہ حسب وجوہ مذکورہ بالا صادق آتا ہے اور بنظر دریافت کرنے اوس حق کے جو تعداد کے جو ہر وارث کو طریق مناسخت کی رو سے حاصل ہوا اسی قاعدہ پر عمل کرنا چاہیے مثلاً زید متوفی پہلی تقسیم کے وقت ۱۱۲ اور دوسری تقسیم کے وقت ۸ اجسے یعنی کل ۱۲۰ پانیکا مستحق تہا لیکن اس قسم کے حصہ دارون کی کل تعداد ۶ ہے اور عدد ۲ انکا وفق ہے یعنی ان مین بہ نسبت متوافق ہے مثلاً ۶ × ۲۱ = ۲۳۰ - ۴ - ۲ اور ۴ = ۶ - ۲ ایسی حالت مین بموجب حکم مناسخت مندرجہ دفعہ ۹۹ کے قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی قسم کے وارثون کی تعداد بالاجمال اور بالانفراد اور بہی دوسری قسم کے حصہ دارون کے سہام کی تعداد بالانفراد کو تیسری قسم کے وارثون کے حصون کی نصف تعداد کے ساتھ ضرب دینے چاہیے مثلاً ۷ × ۳ = ۱۷۲۸ اور ۱۱۲ × ۳ = ۳۳۶ اور ۵۶ × ۳ = ۱۶۸ اور ۸ × ۳ = ۲۴ اور ۹ × ۳ = ۲۷ بعد ازان تیسری قسم کے وارثون کی تعداد کو بالانفراد اوس حصہ کے نصف کے ساتھ ضرب دینی چاہیے جو زید کو پہلی تقسیم کے وقت حاصل ہوا مثلاً نصف ۱۲۰ کا ۶۰ ہے اور ۲ × ۶۰ = ۱۲۰ اور ۱ × ۶۰ = ۶۰ - چوتہی قسم جسے بہی یہی تو احد متعلق ہین مثلاً بکر متوفی کے حصے پہلے تقسیم کے وقت ۳۳۶ اور دوسری کے وقت ۲۴ اور تیسری کے وقت ۱۲۰ ہوئے ہین اور اون کی کل تعداد ۴۲۰ ہوتی ہے لیکن ۴ × ۱۲۰ = ۴۲۰ اور یہہ عدد ۴ پر متوافق ہین یعنی ان مین نسبت متماثل پائی جاتی ہے اس صورت مین قاعدہ یہہ ہے کہ بموجب دفعہ ۹۹ اصول وراثت

ہوئے اور کئی سال کک متصرف رہی اور اوسکی حین حیات جایداد شوہری کی تقسیم عمل مین نہین آئی منجملہ متوفی کی بیٹیون کے تین کا نکاح ہوگیا اور ایک نا کتخدا ہے بعد ازان زوجہ مذکور نے انتقال کیا لیکن چار یا پانچ سال قبل اوسکی وفات کے اوسکے شوہر کا بھائی اور اوسکا بیٹا اور پوتا اوسکی جایداد شوہری پر قابض ہوئے اور بلا شرکت غیرے متمتع ہوتے رہے بہر حال معلوم نہین کہ اونہون نے جایداد مذکور پر غصباً قبضہ کیا تہا یا برضامندی زوجہ کے - چارون بیٹیان زندہ ہین منجملہ اون کے ایک بیٹی جایداد پدری سے ایکربع کا دعوی کرتی ہے اور اپنی بڑی ہمشیر جو اوسکے چچا کی زوجہ ہے اور چچا کے لڑکے اور پوتے پر جو جایداد مذکور پر قابض ہین نالشی ہے - شرع محمدی کے بموجب جایداد پدری سے مدعیہ مستحق پانے ایکربع کی ہے یا اوس سے کچھ کم اور اگر وہ مستحق ہے تو منکوحہ ہونے کی حالت مین اپنے یا اپنے شوہر کے نام سے نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین ؟

استحقاق بہائی کا بحالت موجودہ ایک زوجہ اور چار بیٹیون کے

ج - جایداد جو ابتدا راُدو بہائیون مین تقسیم ہوئی وہ تقسیم بہت درست اور مناسب تہی اب چونکہ متوفی بہائی کی جایداد کی نسبت تکرار ہے تو جایداد کو وارثون کے باہم حصص جائز پر تقسیم کرنا چاہیے اور اس نظر سے اوسکے ۹۶ حصے کرنے لازم ہین اون مین سے ۶۷ حصے چار بیٹیون کو اور ۲۰ پسر کو ملینگے اور ہر دختر کو خواہ وہ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ ۱۹ حصے دیے جائینگے - اسی وجہ سے منجملہ ۹۶ حصون کے مدعیہ صرف ۱۹ حصے بانکی مستحق ہے اور اس سے کچھ غرض نہین ہے کہ قابضان حال جایداد پر جائز یا ناجائز طور پر قابض ہوئے کیونکہ شرع کے بموجب بغیر موجود ہونے کسیطرح کے استحقاق مثلاً از روے ہبہ وغیرہ کے حق مالکیت تسلیم نہین کیا جاسکتا اور ظاہرا ایسا امر وقوع مین نہین آیا لہذا اسطرح کا قبضہ مدعیہ کے استحقاق کا مانع نہین ہے - مدعیہ کا شوہر کسی حالت مین مجاز نہین ہے کہ نالش مین جایداد کی زوجہ بنے جایداد پدری کی نسبت دائر کی ہے دخل ہے کیونکہ اسصورت مین استحقاق ملکیت مناسخت کی رو سے صرف زوجہ کو پہنچتا ہے ؟

اسصورت مین جبکہ زوجہ قبل تقسیم ترکہ وفات پائی ہو ؟

نالشی ہونا منکوحہ عورت کا ؟

مسئلہ مناسخت کے پہلی قسم کے حصہ کو بالاجمال اور بالانفراد اور دوسری اور تیسرے قسم کے حصہ کو بالانفراد جو تہی قسم کے حصون کی کل تعداد کے ربع کے ساتہہ ضرب دیا جائے لیکن چونکہ ۴ کا ربع ۱ ہے لہذا ضرب دینا فضول ہے لہذا وہ جو تہی قسم کے حصہ کو بالانفراد اوس کل حصہ کی تعداد کے چہارم سے جو بکر کو پہلی تقسیم مین ملتا ضرب دینی چاہیے مثلاً ۵۲۰ کا ربع ۱۳۰ ہے اور ۱۳۰ × ۲ = ۲۶۰ اور ۱۳۰ × ۱ = ۱۳۰ بعد وفات محمودہ کے منجملہ اسکے ۶۸ حصون کے ۸۴ سہام اوسکے سوتیلے بہائی کو ملینگے اور اوسکی سوتیلی بہنون سے ہر واحد کو ۲۲ سہام دیے جائینگے یعنی عمر کا حصہ زندہ ہے یہہ ہوگا ۸۴ × ۲۶۰ × ۱۳۰ × ۵۴ × ۳۳۶ = ۸۶۴ - اور جمیلہ کا حصہ یہہ ہوگا ۴۲ × ۱۳۰ × ۶۵ × ۲۷ × ۱۶۸ = ۴۳۲ - اور سکینہ کا حصہ یہہ ہوگا ۴۲ × ۱۳۰ × ۶۵ × ۲۷ × ۱۶۸ = ۴۳۲ + یہہ مثال مناسخت کی ہے برادر متوفی کا ترکہ بموجب دفعہ ۱۶۶ اصول مناسخت کے ابتدا ۱۲ حصون پر تقسیم ہونا چاہیے تہا لیکن چونکہ زوجہ تقسیم سے پہلے مرگئی لہذا اون سہام کی تعداد مین جو اوسکو ملنے چاہیے تہے بمقابلہ اوسکے وارثون کی تعداد کے نسبت دریافت کرنی چاہیے چنانچہ حصہ اوسکا ۳ ہے اور اوسکے وارثون کا ۴ ہے لیکن اون دونون عددون مین نسبت تباین ہے لہذا بموجب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۱۹۸ اصول مناسخت کے اون عددونکی تعداد کو جو ہر جایداد کر پہلے تقسیم کرنا چاہیے تہا متوفی کے وارثون کی تعداد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیے مثلاً ۴ × ۲۴ = ۹۶ منجملہ اون کے دختر کو ۴ یعنی دو ثلث نصیب ہوئے اسکے استحقاق وراثت اور ۱۲ یعنی ایک ثلث اوسکے استحقاق وراثت انکی لیکے لینے چاہیئن ؟

مقدمہ ۸۵

س - ایک شخص مرد زوجہ اور چار بیٹے اور دو بیٹیان چھوڑ کر مرگیا لیکن اوسکی جایداد کی تقسیم بعد وفات اوسکی دونون زوجہ اور ایک دختر کے عمل مین آئی - زوجہ اوّل سے اسکے صرف ایک پسر تہا اور دوسری زوجہ سے ایک بیٹا اور دو بیٹیان تہین اور باقی دو بیٹے ایک اور عورت کے بطن سے تہے زوجہ اوّل مین حیات زوجہ ثانی کے مرگئی اور زوجہ ثانی نے قبل اسکے دختر کے وفات پائی اور دختر ایک شوہر چہوڑ کر مرگئی اس صورت مین جایداد کے کتنے حصے کرنے چاہئین اور وہ جایداد کس حساب سے اونکے پانیکے مستحق ہین +

استحقاق جایداد متوفی بمقابلہ دو دختر اور زوجہ کے -

ج - متوفی کی جایداد اوّل ۸۰ حصون پر تقسیم کرنی چاہیے ان مین سے دس حصے یعنی ایک ثمن زوجگان کا حق ہے یعنی ہر ایک زوجہ پانچ حصے پائیگی اور اولاد ذکور کو اناث کی نسبت دوچند حصہ ملیگا لہذا ہر ایک بیٹے کو ۱۴ اور بیٹی کو ۷ حصے پہنچینگے زوجہ اوّل کی وفات کے بعد اوسکا اکلوتا بیٹا صرف وارث اوسکی جایداد کا ہوگا علاتی بہائیون کا اسمین کچہہ حق نہین ہے دوسری زوجہ کے وفات کے بعد اوسکے پانچ حصون کو اون حصص کی تعداد کے ساتہہ جنپر اوسکو تقسیم کرنا چاہیے ضرب دینے سے ۲۰ حصے ہوئے اون مین سے دس حصے اوسکے پسر کو اور پانچ پانچ دختر کو ملینگے - اور اون حصص کی تعداد کو جنمین جایداد پہلے تقسیم ہوئی تہی جار کے عدد کے ساتہہ جو تعداد بالفعل حصہ دارون کی ہے ضرب دینی چاہیے اس حساب سے زوجہ اوّل کی وفات کے بعد پسر کا حصہ یہہ ہوگا ۵ × ۴ = ۲۰ علی ہذا القیاس اوسکا حصہ بیٹے اور بیٹیون کے ساتہہ بعد وفات باپ کے یہہ ہوگا ۱۴ × ۴ = ۵۶ اور دختر کا حصہ یہہ ہوگا ۷ × ۴ = ۲۸ اور کل تعداد حصون کی یہہ ہوگی ۸۰ × ۴ = ۳۲۰ دختر کی وفات کے بعد اوسکے جایداد کے جو ۳۲۰ حصون پر مشتمل ہے ۱۹۰ حصے کرنے چاہئین اون مین سے اوسکا شوہر ۹۹ حصے یعنی ایک نصف کا مستحق ہے اور بقیہ نصف حصہ باہم اوسکے حقیقی بہائی اور حقیقی بہن کے اس حساب سے کہ دوچند حصہ ذکور کو پہنچے تقسیم ہوگا یعنی بہائی کو ۶۶ اور بہن کو ۳۳ سہام ملینگے اور سوتیلے بہائیون کا کچہہ حق نہوگا - اب اون حصص کی تعداد کو ۶ سے جو بالفعل تعداد حصہ دارون کی ہے ضرب دینا چاہیے مثلاً ۱۰ × ۶ = ۶۰ اور ۵ × ۶ = ۳۰ اور ۲۰ × ۶ = ۱۲۰ اور ۵۶ × ۶ = ۳۳۶ اور ۲۸ × ۶ = ۱۶۸ اور ۳۲۰ × ۶ = ۱۹۲۰ منجملہ اون کے بیٹے کو جو زوجہ اوّل سے ہے یہہ ملیگا ۳۳۶ × ۱۲۰ = ۴۵۶ اور زوجہ ثانی کے بیٹے کو ۳۳۶ × ۶۰ × ۶۶ = ۴۶۲ اور زوجہ ثانی کی دختر کا حصہ یہہ ہوگا ۱۶۸ × ۳۰ × ۳۳ = ۴۳۱ اور باقی دو بہائیون مین سے ہر ایک ۳۳۶ حصون کا مستحق ہے اور شوہر کو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ۹۹ حصے ملینگے + +

استحقاق شوہر کا بحالت موجود ہونے بہائی اور بہن کے استحقاق دو زوجون اور اول زوجہ کے ایک پسر اور زوجہ ثانی کی دو دختر اور ایک اور زوجہ کے دو بیٹون کا اس صورت مین جبکہ دو زوجہ اور ایک بیٹی اپنے بعد دیگرے وفات پائی ہو اور بیٹی ایک شوہر چہوڑ کر مرگئی ہو +

+ پہلی قسم کے حصہ داردن کے تقسیم کے قاعدہ پنجم کی مثال پائی جاتی ہے شرع کی رو سے زوجہ کا حصہ ثمن ہے لہذا جایداد کے کم سے کم آٹہہ حصے کرنے چاہئین - لیکن علاوہ ان کے دس اور وعیدار ہین اور ملحوظ رہے کہ دس شمار کرنیکی وجہ یہہ ہے کہ بیٹے کا حصہ بیٹی کی نسبت دوچند ہے - واضح ہوگا کہ اس صورت مین زوجگان اور اطفال کے حصص تعین کرنے مین کسر واقع ہوتی ہے کیونکہ ایک حصہ دونون زوجگان مین بغیر کسر کے نہین دیا جاسکتا اور بعد محسوب کرنے ان کے جیسے کے سات باقی جیسے دس وعیدارون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے اس صورت مین بعد دیگرے کرنے مناسبت باہم زوجگان اور ان کے حصص کی اور باہم اطفال اور ان کے حصون کی کہ وہ متباین ہے یہہ فرد ہے کہ مناسبت باہم حصہ دارون کے یا تو انفراد و مباینت کی ہے اور یہہ نسبت اس صورت مین متداخل ہے یعنی عدد قلیل کو عدد کثیر مین ضرب دینے سے حاصل ضرب پورا

مقدمہ ۸۶

س - ۱ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک پسر اور دو دختر وارث چھوڑکر وفات پائی بعدازان ایک بیٹی لاولد اور اوسکے پیچھے زوجہ مرگئی بعدہ شخص مذکور کا بیٹا ایک زوجہ اور ایک پسر چھوڑکر مرگیا اور اوسکے بعد پسر یعنی شخص مذکور کا پوتا بھی فوت ہوا اسصورت مین شرع محمدی کے بموجب اصل مالک کے بیٹے کی زوجہ اور دختر کے باہم جو موجود ہین جایداد کسطور پر تقسیم ہوگی اور واضح ہو کہ متوفیان متذکرہ بالا کی حیات مین جایداد کی تقسیم کبھی عمل مین نہین آئی +

استحقاق دو دختر اور ایک پسر کا اس صورت مین جب ایک دختر اور زوجہ اور ایک بیٹا اور پوتا کے بعد دیگرے مرگئے ہون اور بیٹا ایک زوجہ اور ایک پسر چھوڑ مرا ہو

ج ۱ - اصل مالک کی صرف ایک دختر اور پسر کی زوجہ موجود ہین اسصورت مین جایداد کے تین حصے کرنے چاہئین منجملہ اون کے بیٹے کی زوجہ کو دو حصے ملینگے اور دختر صرف ایک حصہ کی مستحق ہے کیونکہ اصل مالک ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث چھوڑکر مرگیا تہا اور زوجہ کا حصہ ایک ثمن تہا اور باقی جایداد کے مستحق بیٹے اور بیٹیان اس حساب سے کہ ذکور کا حصہ اناث کی نسبت دوچند ہوتا ہے یعنی بیٹے کا ایک نصف اور باقی نصف دونون بیٹیون کا حق تہا یعنی ہر ایک دختر کو ایک ایک ربع ملنا چاہیئے تہا - ایک دختر کی وفات کے بعد جو لاولد مرگئی اوسکی جایداد کے تین حصے کرنے لازم ہین اون مین سے دو حصے اوسکے بہائی کے ہین اور ایک اوسکی بہن کا حق ہے اور اصل مالک کی زوجہ کی وفات کے بعد اوسکا حصہ جائز تین حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تہا اون مین سے دو حصے اوسکے بیٹے کو ملنے چاہئین تہے اور ایک حصہ حی القایم دختر کو - اور منجملہ بیٹے کے حصے کے جو اوسکو اپنی بہن اور ماں سے وراثتاً حاصل ہونا چاہیئے تہا اوسکی وفات کے بعد ایک ثمن اوسکی زوجہ کو اور باقی اوسکے پسر کو ملنا چاہیئے - ایسکے پسر یعنی اصل مالک کے پوتے کی وفات کے بعد اوسکی کل جایداد مناسخت کی رو سے اسکی ماں کو پہنچتی ہے کیونکہ ایک ثلث اوسکا حصہ جائز ہے اور باقی دو ثلث

ہوتا ہے مثلاً ۲×۵=۱۰ اب تقسیم کے پانچوین قاعدہ دفعہ ۹۷ کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ عدد کثیر کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھہ ضرب دین مثلاً ۸×۱۰=۸۰ زوجہ اوّل کی وفات کے بعد جبکہ اوسکا بیٹا صرف اوسکا وارث ہے لہذا کچھہ تقسیم عمل مین نہ آئیگی - دوسری زوجہ کی وفات کے بعد اس قاعدہ کے بموجب کہ ذکور کا حصہ اناث کی نسبت دوچند ہے اوسکی جایداد کو چار حصون پر تقسیم کرنا لازم ہے لیکن چونکہ یہہ صورت مسئلہ مناسخت سے متعلق ہے لہذا مناسبت باہم اون حصص کی تعداد کے جنکی یہ اوّل مرتبہ کی تقسیم مین مستحق پائی گئی تہی اور اس تعداد کے جسمین اوسکی جایداد بعد وفات کے تقسیم ہوئی دیکھنی چاہیئے یہہ دونون عدد ۴ اور ۵ متباین ہین یعنی ایک عدد پر تقسیم ہوسکتے ہین اور تقسیم ان کی کسی تیسرے عدد سے ممکن نہین اسصورت مین اصول مناسخت کی دفعہ ۹۸ کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ پہلی تقسیم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد اون حصص کے ساتھہ جنمین زوجہ ثانی کی وفات کے بعد اوسکی جایداد تقسیم ہوئی ہے بالاجمال ضرب دیجایے مثلاً ۸×۴=۳۲ اور ۵×۴=۲۰ اور ۱۴×۴=۵۶ اور ۷×۴=۲۸ اور دعویداران حال کے حصص کو بالانفراد اون حصص کی تعداد کی ساتھہ جنکے پانیکی متوفیہ پہلی تقسیم کی رو سے مستحق تہی ضرب دین مثلاً ۲×۵=۱۰ اور ۱×۵=۵ تیسرے مرتبہ کی تقسیم مین دختر کی وفات کے بعد اون قواعد کے بموجب کہ مثبت ہر کو لاولد ہونیکی صورت مین نصف حصہ اور ذکور کو نسبت اناث کے دوچند حصہ بیٹے دختر مذکور کی جایداد مین جو حصہ بنتا ہے کم تقسیم کرنی چاہیئے لیکن چونکہ یہہ صورت مناسخت کی ہے لہذا وہی حساب جو پہلے عمل مین آیا ہے یہان بھی ملحوظ ہوگا اور تعداد کی مناسبت کا نتیجہ بھی وہی ہوگا کیونکہ ۳۲ اور ۲۰ مین نسبت متباین ہے مثلاً ۲×۵=۳۲-۳۰=۲ اور ۳=۵-۲ اور ۲=۳-۱ اور بموجب قاعدہ مرقومہ بالا کے ضرب دینے سے حاصل ضرب ۹۶۰ ہوگا مثلاً ۳۲×۳۰=۹۶۰ +

اونکو قاعدہ رد کی رو سے ملینگے - اوس تقسیم کے بموجب اصل مالک کی جایداد کا دو ثلث اوسکے بیٹے کی زوجہ کا حق ہے اور باقی ایک حصہ اوسکی دختر کو ملنا چاہیے † سراجیہ مین لکھا ہے کہ "زوجہ کو دو صورتون مین ترکہ ملتا ہے اگر ایک یا چند زوجہ ہون تو ربع اوس حالت مین دیا جاتا ہے کہ اوسکی یا اوسکے بیٹے کی یا اور اولاد سے اسی سلسلہ مین نہو اور ایک ثمن اوس صورت مین جب اوسکی یا اوسکے بیٹے کی یا اور اولاد اسی سلسلہ مین

† مناسخت کی اس صورت مین حساب مفصلہ ذیل کی رو سے تقسیم عمل مین آئیگی چونکہ ایک زوجہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث ہین اور جیسے وعویدارون کے بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے لہذا بموجب تیسرے قاعدہ تقسیم دفعہ ۷۷ کے ابتداءً جایداد کے ۳۲ حصے ہونے چاہئین اون مین سے زوجہ کو چار اور بیٹے کو ۱۴ اور ہر ایک دختر کو ۷ حصے ملینگے دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین بعد وفات ایک بیٹی کے اوسکی ماں اور بہائی اور بہن اوسکے وارث ہین اور تاکہ ایک سدس ماں کو دیا جانا متوفیہ کی جایداد کو ۶ پر تقسیم کرنا چاہیے تھا لیکن چونکہ جیسے وعویدارون کے باہم بغیر کسر کے تقسیم نہین ہو سکتے لہذا اوس دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین جایداد متوفیہ کو تیسرے قاعدہ تقسیم کے بموجب اٹھارہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اون مین سے ماں کو ۳ اور بہائی کو ۱۰ اور بہن کو ۵ حصے ملنے چاہئین لیکن چونکہ یہہ صورت مناسخت سے متعلق ہے لہذا ضرور ہے کہ مناسبت باہم ان حصص کی تعداد کے جو متوفیہ کو قبل وفات حاصل تھے اور ان کے جنہین اب اسکی جایداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کیجاوے مثلاً ۷ × ۲ = ۱۸ - ۴ اور ۴ = ۷ - ۳ اور ۳ = ۴ - ۱ اینین نسبت متباین ہے پس اسصورت مین بموجب اصول مناسخت دفعہ ۹۸ کے قاعدہ یہہ ہے کہ اوّل مرتبہ کی تقسیم کے حصصون کو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ساتھہ ضرب دین مثلاً ۳۲ × ۱۸ = ۵۷۶ اور ۴ × ۱۸ = ۷۲ اور ۱۴ × ۱۸ = ۲۵۲ اور ۷ × ۱۸ = ۱۲۶ اور دوسرے قسم کے حصص کو بالانفراد اون حصص کے ساتھہ جنکی تقسیم اول کے وقت دختر مستحق تھی ضرب دینا چاہیے مثلاً ۳ × ۷ = ۲۱ اور ۱۰ × ۷ = ۷۰ اور ۵ × ۷ = ۳۵ - تیسرے مرتبہ کی تقسیم مین ماں کی وفات کے بعد اول قاعدہ تقسیم کے بموجب اوسکی جایداد کو تین حصص مین تقسیم کرنا لازم تھا سنجلہ ان کے دو حصصونکا بیٹا مستحق تھا اور ایک حصہ دختر کو ملنا چاہیے تھا - لیکن چونکہ یہہ صورت مناسخت کی ہے لہذا مناسبت باہم اون حصص کی تعداد کے جو ماں متوفیہ کو قبل وفات حاصل تھے اور ان کے جنہین اب اسکی جایداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کرنی ضرور ہے پچھلی تقسیمون کے بموجب ایسکے ۹۳ حصے یعنی پہلے مرتبہ کی تقسیم مین ۷۲ اور دوسرے مرتبہ ۲۱ حصے ملے اب اوسکی جایداد کو تین حصصون پر بانٹنا چاہیے مثلاً ۳ × ۳۱ = ۹۳ اینین نسبت متداخل ہے اور یہہ ۳ کے عدد پر متوافق ہین اسصورت مین اصول مناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب اول مرتبہ کی تقسیم کے حصونکو بالاجمال اور بالانفراد تیسرے مرتبہ کے تقسیم کے حصص کے ایک ثلث کے ساتھہ بالاجمال ضرب دین اور چونکہ ایک ثلث بالاجمال حصونکا اسصورت مین صرف ایک ہے لہذا ضرب دینا فضول ہے اور ان کے ۹۳ حصے اوسکی وفات کے بعد باہم اوسکے بیٹے اور بیٹی کے اس حساب سے تقسیم کئے جائین کہ بیٹے کو دو چند یعنی ۶۲ اور بیٹی کو ۳۱ حصے ملین - یہہ اخیر حساب حصون کا پسر اور دختر کے حصونکو جو ۲ اور ۱ ہین ۳۱ کے ساتھہ ضرب دینے سے حاصل ہوا ہے اور ۳۱ ایک ثلث ہے ۹۳ حصون کا جنکے پانچوین زوجہ مستحق تھی - جو تیسرے مرتبہ کی تقسیم مین پسر کی وفات کے بعد اوسکی جایداد کو قاعدہ اوّل تقسیم کے بموجب اٹھہ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے تھا اون مین سے ایک حصہ زوجہ کا حق تھا اور سات حصے اوسکے بیٹے کو ملنے چاہیے تھے مگر چونکہ یہہ صورت مناسخت کی ہے لہذا مناسبت باہم اون حصص کے تعداد کی جو متوفی کو قبل وفات حاصل تھے اور اون کے جنہین اب اوسکی جایداد کو تقسیم کرنا چاہیے دریافت کرنی ضرور ہے - پچھلی تقسیمون کے بموجب اوسکے ۴۸ یعنی پہلی تقسیم مین ۴۰ اور دوسری تقسیم مین ۸

ماخذ در باب استحقاق وراثت دختر کے

موجود ہو"۔ علی ہذا القیاس دختروں کی ورثہ کی نسبت یہہ لکھا ہے "بیٹیان جو متوفی کے نطفہ سے ہون تین صورتون مین ورثہ پاتی ہین۔ اگر ایک دختر ہو تو نصف جایداد کی مستحق ہے اور دو یا دو سے زیادہ ہون تو انکو دو ثلث ملیگا اور اگر ایک بیٹا بھی موجود ہو تو ذکور کا حصہ دختر کی نسبت دوچند ہوگا اور نساء واسطہ دار عصبہ مین شمار ہوتی ہین"۔ بمنیر کے استحقاق وراثت کی نسبت کتاب مذکورین یہہ مندرج ہے "اگر بھائی حقیقی ہون تو اون کا استحقاق اخت کی نسبت دوچند ہوگا اور اناث اس وجہہ سے کہ متوفی کے ساتھہ واسطہ مساوی درجہ کا رکھتی ہین عصبہ شمار کیجاتی ہین"

ماخذ در باب استحقاق وراثت مان کے

مان کے استحقاق ارث کی نسبت اسطور پر مرقوم ہے "مان کو تین صورتون مین ورثہ ملتا ہے اگر اسکی بالا کے بیٹے کی یا اور اولاد اسی سلسلہ مین موجود ہو تو ایک سدس پہنچتا ہے اور اسیقدر اوس صورت مین بھی جب دو بھائی یا بہن یا دو سے زیادہ ہون اور لحاظ واسطہ کی جہت کا نکیا جائیگا اور ان کے نہونے کی صورت مین مان کو کل جایداد سے ایک ثلث دیا جاتا ہے"۔ اوسی کتاب مین مسکہ رد کی بابت یہہ درج ہے کہ "رد عول کی صورت معکوس ہے اور جب کچھہ جایداد بعد تقسیم سہمیون کے بچتی ہے اور اور کوئی وعویدار جائز باقی نہین رہتا اوسوقت اس صورت پر عمل کیا جاتا ہے یعنی جو جایداد فاضل رہتی ہے وہ حصہ دارون کی طرف بموجب ان کے حقوق کے عود کرتی ہے"۔

مقدمہ ۸۷

س۔ ایک شخص نے ایک زوجہ اور ایک بھائی اور ایک بہن اور زوجہ کی مان اور زوجہ کا بھائی چھوڑکر وفات پائی اسصورت مین منجملہ اشخاص مذکورہ کے متوفی کی جایداد کنکو اور کس حساب سے ملیگی۔

استحقاق بھائی اور بہن کا بقایا جایداد زوجہ کی مان اور زوجہ کے بھائی کے اس صورت مین جب زوجہ نے قبل تقسیم جایداد کے وفات پائی ہو

ج۔ اس صورت مین کل اشخاص مذکورہ بالا مستحق وراثت ہین جایداد کے بارہ حصے کرنے چاہئین منجملہ اون کے متوفی کے بھائی کو چھہ اور اوسکی بہن کو تین حصے ملینگے اور ایک حصہ زوجہ کی مان کا اور دو حصے زوجہ کے بھائی کا حق ہے +†

اور تصریح مین ۶۲ حصے پلے اب اس جایداد کے اٹھہ حصے کرنے چاہئین مثلاً ۸ × ۴۸ = ۳۸۴ انمین بسبب متداخل ہے اور عدد ۸ پر متوافق ہین اسصورت مین اصول مناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی تین تقسیمون کے کل حصص کو بالاجمال اور بالانفراد جو تیسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ایک ثمن کے ساتھہ بالاجمال ضرب دین لیکن چونکہ ایک ثمن بالاجمال حصون کا اسصورتمین صرف ایک ہے لہذا ضرب دینا فضول ہے اور بیٹے کے ۳۸۴ حصونکو اوسکی وفات کے بعد باہم اسکی زوجہ اور بیٹے کے تقسیم کرنا چاہئے انمین سے ۴۸ حصے یعنی ایک ثمن زوجہ کا حق ہے اور باقی ۳۳۶ بیٹے کو ملنے چاہئین یہہ اخیر حساب حصون کا بیٹے اور زوجہ کے حصونکو جو ۷ اور ۱ ہین ۴۸ کے ساتھہ ضرب دینے سے حاصل ہوا ہے اور ۴۸ ایک ثمن ۳۸۴ حصون کا جنکے بانٹنا اصل مالک کا بیٹا مستحق تھا۔ پانچوین مرتبہ کی تقسیم مین بیٹے کی وفات کے بعد ایکے ۳۳۶ حصے اسکی مان کو ملنے چاہئین اور اسطور سے بیٹے کی زوجہ کو ۴۸ حصے ملتے لیکن اصل مالک کی دختر نے جو زندہ ہے اپنے باپ اور بہن اور مان سے ۱۹۲ حصے وراثتاً پائے لہذا اب اخیر مرتبہ کی تقسیم مین جایداد کے ۶ حصے کرنے لازم ہین اون مین سے ۴ حصے یعنی دو ثلث بیٹے کی زوجہ کا حق ہے اور ایک ثلث یعنی ۱۹۲ حصے اصل مالک کی دختر کو ملینگے +

† چونکہ وعویدار اس صورت مین متوفی کی زوجہ اور بھائی اور بہن ہین لہذا جایداد ابتداءً چار حصے کرنے چاہئین یہہ کم سے کم تعداد حصص کی ہے اون مین سے زوجہ کو ایک ربع یعنی ایک حصہ پہنچتا ہے اور بھائی کو دو حصے ملینگے اور ایک حصہ بہن کا حق ہے زوجہ کی وفات کے بعد اوسکی جایداد کے

مقدمہ ۸۸

س - مالک ایک جایداد اراضی کا دو زوجگان کے بطن سے دو بیٹے اور چار بیٹیان چھوڑکر مرگیا ایک زوجہ اپنی حیات سے مالک کی وفات کے بعد اور دوسری زوجہ اول سے تہا تین بیٹے چھوڑکر مرگیا اب ایک بیٹا اور اوسکی حقیقی چار بہنین اور علاتی بہائی متوفی کے تین بیٹے اور مالک مذکور کی مان یعنی کل ۹ شخص وعویدار وراثت ہین اس حالت مین شرع کے بموجب ۹ اشخاص مذکورہ بالا کے باہم کس حساب سے جایداد تقسیم ہوگی +

استحقاق ایک بیٹے اور چار بیٹیون اور ایک زوجہ اور ایک اور بیٹے کے تین بیٹون کا اس صورت مین جب بہ بیٹا قبل تقسیم مرگیا ہو +

ج - اس صورت مین مسئلہ مناسخت کے بموجب مورث کی جایداد کے ۱۲ حصے کیے جائینگے منجملہ اون کے ۴ اوسکی زوجہ اور ۴ اوسکے بیٹے اور ۱ حصے ہر ایک دختر کو ملینگے اور ۱۴ حصے اوسکے تینون پوتون کو جو اوسکے پسر متوفی کے بیٹے ہین پہنچینگے اور پسر مذکور بعد وفات اپنے باپ اور قبل تقسیم جایداد کے مرگیا + †

مقدمہ ۸۹

استحقاق دو بیٹیون اور ایک بیٹی اور ایک دو بیٹے کی زوجہ کا جسکا شوہر قبل تقسیم مرگیا ہو +

س - ایک شخص نے جو نصف مکان اور جایداد موروثی کا مالک تہا تین بیٹے اور ایک دختر چھوڑکر وفات پائی اور قبل تقسیم ہونے جایداد موروثی کے اسکا ایک بیٹا بہی علاوہ اپنے دو بہائیون اور ایک بہن کے ایک زوجہ چھوڑکر مرگیا اس صورت مین جایداد مذکور ان اشخاص مین کس حساب سے تقسیم ہوگی

ج - اصول مناسخت کی رو سے مورث کی کل جایداد کے ۷ حصے ہونے چاہئین منجملہ ان کے ہر ایک بیٹے کو ۲ اور بیٹی کو ۱ اور متوفی بیٹے کی زوجہ کو پانچ حصے ملینگے + ‡

کم سے کم تین حصے کرنے چاہئین اون مین سے ایک ثلث زوجہ کی مان کو ملیگا لیکن قاعدہ مناسخت کے بموجب باہم اوس کے حصہ کی تعداد یعنی اعداد اور عدد تقسیم یعنی ۳ کے مناسبت دیکہنی چاہیئے اور چونکہ اون مین نسبت متباین ہے یعنی صرف ایک سے منقسم ہوسکینگے لہذا اصول مناسخت کی دفعہ ۹ کے بموجب اول قسم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسری قسم کے حصص کے ساتہہ بالاجمال ضرب دین مثلاً ۴ × ۳ = ۱۲ اور ۱ × ۳ = ۳ = ۶ بعد ازان عدد ان عدد حال کے حصص کو اوس تعداد کے حصص کے ساتہہ جسکے پانیکی زوجہ پہلی تقسیم کے وقت مستحق ہوتی ضرب دین لیکن چونکہ وہ عدد صرف ایک ہے لہذا ضرب دینا فضول ہے - پس منجملہ کل حصون کی تعداد کے جو ۱۲ ہے اصل مالک کا بہائی ۶ اور اوسکی بہن ۳ حصے پائینگی اور ایک حصہ زوجہ کی مان کا حق ہے اور ۲ اوسکی زوجہ کے بہائی کو ملینگے +

† اس نئی مناسخت مین تیسرے قاعدہ تقسیم کی دفعہ ۷ کے بموجب جایداد کے ۴ حصے کیے گئے تاکہ جملہ وعویداردن مین جو مورث کی وفات کے بعد حصہ پانیکے مستحق ہوے تقسیم ہون چونکہ بنظر دیئے جانے ایک ثمن یعنی حصہ زوجہ کے ابتداءً جایداد کے آٹہہ حصے کرنے چاہئین تہے اور بعد دیئے جانے زوجہ کے جسکے صرف ۷ حصے آٹہہ وعویدارون مین اس حساب سے کہ مذکور کو اناث کی نسبت دوچندے تقسیم ہونے چاہئین تہے لہذا اب ایک بیٹے کی وفات کے بعد باہم اوسکے ۱۶ حصون اور اوسکے وارثون کی تعداد کے جو ۳ ہے مناسبت دیکہنی چاہیئے اور ان مین مناسبت متباین ہے پس اصل تقسیم کی تعداد کو دوسرے قسم کے وارثون کی کل تعداد کے ساتہہ ضرب دینی چاہیئے مثلاً ۶ × ۳ = ۱۹۲ اصول مناسخت کی دفعہ ۹ مانگہ کیا ہے +

‡ اسطور پر حصون کی تقسیم ہونیکے واسطے اول یہ امر دریافت کرنا ضرور ہے کہ اگر مورث کی وفات کے بعد جایداد تقسیم ہوتی تو تینون بیٹون اور دختر کو کل کتنے حصے ملتے اور چونکہ مذکور کو اناث کی نسبت دوچند حصہ ملتا ہے لہذا جایداد کو بغیر کسر کے تقسیم کرنیکے واسطے سات حصون مین بانٹنا چاہیئے ان مین سے [illegible]

مقدمہ ۹۰

س - ایک شخص صرف ایک دختر حمیدہ چھوڑ کر مر گیا بعد ازاں حمیدہ نے ایک پسر زید اور شوہر بکر چھوڑ کر وفات پائی بعدہ شوہر بھی ایک زوجہ جمیلہ اور ایک بیٹا زید جسکا اوپر ذکر ہوا اور جو پہلی زوجہ سے تھا اور ایک اور بیٹا عمرو اور چار بیٹیان سکینہ و خاتون نہیدہ و عمدہ زوجہ حی القایم سے ہین چھوڑ کر مر گیا اور حین حیات شخص مذکور کے اسکی جایداد تقسیم نہین ہوئی اسصورت مین شخاص مذکورہ بالا کے باہم جایداد کس حساب سے تقسیم ہوگی ۰

استحقاق شوہر اور اسکا اس صورت مین جب شوہر شریک تقسیم ہے ایک زوجہ اور ایک اور بیٹا اور چار بیٹیان چھوڑ کر مر گیا ہو ۰

ج - صورت مذکورہ بالا مین جایداد کو ۲۵۶ حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے اینمین سے ۲۰۶ حصے زوجہ اول کے بیٹے اور ۱۴ زوجہ حی القایم کے بیٹے اور ۸ زوجہ کو ملینگے اور باقی ۲۸ حصے چارون بیٹیون مین تقسیم ہونگے یعنی ہر دختر کو ۷ حصے پہنچینگے ۰ †

بحالت لاولد ہونیکے ایک ربع ہے لہذا جایداد کم سے کم چار حصون مین تقسیم کیجایے - بعد دیئے جانے زوجہ کے حصے کے ۳ حصے ۵ وارثون مین تقسیم کیے جاینگے اصل مین وارث ۳ ہین مگر ۵ اسواسطے شمار کیے گیے ہین کہ بمحاظ حصہ کے ایک مرد و دو عورتون کی برابر تصور کیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہہ تقسیم بغیر کسر کے نہین ہوسکتی اسواسطے قاعدہ یہہ ہے کہ مناسبت باہم وارثون اور حصص کے دیکھنی چاہیئے اور وہ اسصورت مین مبائن ہے یعنی ان اعداد کی تقسیم بموجب تقسیم کے متیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷۷ کے صرف عدد ایک سے ہوسکتی ہے یعنی ۴ = ۵ - ۱ قاعدہ سوم کے بموجب وارثان کی تعداد کو اصل تقسیم کے عدد کے ساتھہ ضرب دین مثلاً ۴ × ۵ = ۲۰ اگر یہہ صورت مناسخت کی ہوتی تو ان اعداد سے مختلف حصے وارثون کے قائم کیے جاتے مگر چونکہ یہہ مناسخت کی صورت ہے لہذا مناسبت باہمین نتیجہ مذکورہ بالا اور متوفی کے حصص کی تعداد کے دیکھنی چاہیئے ان مین نسبت متداخل ہے مثلاً ۲ × ۱۰ = ۲۰ اسصورت مین مناسخت کی دفعہ ۹۹ کے بموجب قاعدہ یہہ ہے کہ پہلی تقسیم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے مقسوم الیہ کے ساتھہ ضرب دین مثلاً ۷ × ۱۰ = ۷۰ - الخ ۰

† اس صورت مناسخت مین فہرست مرقومہ ذیل سے درثا کے قایم مقام ہونیکی ترتیب واضح ہوگی ۰

حمیدہ ۴ × ۶۴ = ۲۵۶

بکر ۱ × ۶۴ = ۶۴ زید ۳ × ۶۴ = ۱۹۲

بکر ۱ × ۶۴ = ۶۴

عمدہ ۷ نہیدہ ۷ خاتون ۷ سکینہ ۷ عمرو ۱۴ جمیلہ ۸ زید ۱۴ = ۶۴

حمیدہ کی وفات کے بعد جو تقسیم ہونی چاہیئے تھی اوسمین حمیدہ کی جایداد کو کم سے کم چار حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے تھا تاکہ ایک بیع شوہر کو ملتا اور شوہر کی وفات کے بعد اسکی جایداد کے کم سے کم آٹھہ حصے کرنے چاہیئن تھے تاکہ اسکی زوجہ کو ایک ثمن دیا جاتا مگر ثمن دینے کے بعد بقیہ حصص اولاد عمرو مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتے اور چونکہ باہم ان کی تعداد حصص کے مناسبت دیکھنے کے بعد نسبت مبائن پائی گئی لہذا تقسیم کے متیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷۷ کے بموجب اصل تقسیم کے عدد کو ورثا کی تعداد کے ساتھہ جو ۸ ہے ضرب دینی چاہیئے اور ۸ تعداد اسواسطے ہے کہ باعتبار حصہ کے ایک دو عورتون کی بجایے شمار کیا جاتا ہے مثلاً ۸ × ۸ = ۶۴ - پس بموجب مناسخت کے مناسبت باہم ان حصص کی تعداد کے جنکے بایکا متوفی اول مرتبہ کی تقسیم کے وقت مستحق تھا اور ان حصص کی تعداد کے جنپر دوسرے مرتبہ کی تقسیم مین جایداد کو منقسم کرنا چاہیئے دیکھنی ضرور ہے اور اسی

مقدمہ ۹۱

س - ایک شخص زید ایک زوجہ حمیدہ اور تین بہنین جمیلہ و فہیدہ و عمدہ اور چچا کا بیٹا بکر چھوڑکر مرگیا بعد ازان اوسکی ایک بہن فہیدہ نے حین حیات اشخاص متذکرہ بالا ایک دختر خاتون چھوڑکر وفات پائی بعدہ عمدہ بھی ایک دختر سکینہ چھوڑکر مرگئی اسصورت مین شرع کے بموجب اصل مالک کی جایداد حی القایم کے باہم کس طور پر تقسیم ہونی چاہیے ؟

ج - صورت متذکرہ بالا مین اول زید کی تجہیز و تکفین عمل مین آنی چاہیے اور اخراجات ان مراسم کے فضول نہون بلکہ بطریق مناسب عمل مین آئین اور قرضہ واجبی ادا کیا جاوے بعد ازان جو بچے اسمین سے ایک ثلث اوسکی وصیت کے بموجب صرف ہو بقیہ جایداد مسئلہ مناسخت کے بموجب ۳۶ حصون مین تقسیم کیجاوے ان مین سے ۹ حصے حمیدہ اور ۱۴ جمیلہ اور ۳ عمدہ اور ۴ خاتون اور بقیہ ۵ سکینہ کو ملینگے ؟

استفتا ایک زوجہ اور تین بہنین اور چچا کا بیٹا بکر کا ہی صورت مین جو بہنین قبل تقسیم ایک دختر چھوڑکر مری ہون ؟

نسبت متباین پائی گئی پس مناسخت کی دفعہ ۹۰ کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ اول مرتبہ کی تقسیم کے حصص کو بالاجمال اور بالانفراد دوسرے مرتبہ کی تقسیم کے حصص کے ساتھہ ضرب دین اور اس حساب سے بیٹا جو زوجہ اول سے ہے ۲۰۶ حصے یعنی اول مرتبہ کی تقسیم کے وقت ۱۹۲ اور دوسرے مرتبہ ۱۴ حصے پاویگا ؟ اس صورتین اصول وراثت کی وفات ۱۴ و ۲۴ و ۶۵ کے بموجب جایداد کو ۱۲ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تہا اون مین سے زوجہ کا حق ایک ربع اور بہنون کا دو ثلث تہا لیکن عدد ۸ یعنی ۱۲ کا دو ثلث تین بہنون مین بغیر کسر کے تقسیم نہین ہوسکتا اور ۳ اور ۸ مین نسبت متباین ہے لہذا تقسیم کے تیسرے قاعدہ کی دفعہ ۷۰ کے بموجب اصل تقسیم کے عدد کو اون مرتبہ کی تعداد کے ساتھہ جنکو بلا کسر حصہ نہین ملسکتا ہے ضرب دین مثلاً ۱۲ × ۳ = ۳۶ - ان حصص کی تقسیم اسطور پر ہونی چاہیے ؟

حمیدہ	جمیلہ	فہیدہ	عمدہ	بکر
۹	۸	۸	۳	

فہیدہ کی وفات کے بعد ان حصص کی تعداد یعنی ۹ و ۸ مین جسکے پانیکی وہ مرتبہ اول کی تقسیم مین مستحق تہی اور ان حصص کی تعداد یعنی ۸ مین جنپر اوسکی جایداد کو اب تقسیم کرنا ضرور ہے نسبت متداخل پائی گئی لہذا اوسکے حساب کرنا ضرور نہین ہے اور اوسکے ۸ حصون کی اسطور پر تقسیم ہوگی ؟

جمیلہ	عمدہ	خاتون
۴	۲	۲

علی ہذا القیاس اسی قاعدہ کے بموجب عمدہ کی وفات کے بعد اوسکے دس حصون مین سے نصف اوسکی دختر سکینہ اور نصف اوسکی بہنیز جمیلہ کو ملیگا ؟

دوسرا باب

نظائر بیع

مقدمہ ۱

س - چند اشخاص کسیقدر اراضی پر بالاشتراک قابض ہے منجملہ ان کے ایک شریک نے بغیر استرضاء اور شرکا کے ایک دست آویز مشتمل بر مستقل جزو حقیت منجملہ اراضی مشترکہ مذکورہ کے ایک شخص اجنبی کے نام بغیر تصریح حدود اربعہ کے لکہدی اور دست آویز مین یہ قید لکہا کہ اراضی منتقلہ خاص میری ملک ہے ہے ایسی صورت مین دست آویز جایز ہے یا نہین ؟

فرق درمیان بیع وہبہ کیے شرائط جائز ہے۔

ج - اگر دست آویز انتقال کا مضمر ہن یہ ہے کہ مقر نے حقیت اپنی بجانب جایداد مشترکہ غیر منقسمہ منتقل کی تو درصورت ہونے دست آویز ہبہ کے وہ بیع ہم تصریح حدود اربعہ کے شرعاً جائز متصور نہین ہوسکتی کیونکہ وہ ہبہ بحالت نہونے تصریح جایداد موہوبہ ناجائز ہے لیکن اگر ہبہ دست آویز نہیں ہے تو وہ جائز تصور کیجائیگی کیواسطے کہ اس قسم کے معاہدہ کی نسبت شراکت اور عدم توضیح اور شرکا کی عدم رضا اور نہونا تصریح حدود اربعہ کا مانع نہین ہے پس معاملہ بیع بہرتقدیر جائز اور واجب التعمیل ہے +

مقدمہ ۲

س - ایک شخص نے ایک جزوی قطعہ اراضی کرایہ لیکر اسپر مکان تعمیر کیا اور درخت نصب کیے اور بعد ازان اوسکے دو بیٹے اور ایک زوجہ اور ماں چھوڑ کر وفات پائی اور جایداد غیر منقسم رہی اوسکی وفات کیے بعد اور اوسکی ماں کی حیات مین اوسکی زوجہ اور اوسکے بیٹون نے مکان اور درختون کو بیع کیا ایسی صورت مین اسطرح کا بیع جائز ہے یا نہین یا ماں بھی اپنے بیٹے کے ترکہ سے کسی قدر حصہ پانیکی مستحق ہے اور اگر ہے تو متوفی کے ترکہ سے اشخاص مذکور کو کس حساب سے حصہ ملیگا +

جایداد منقسمہ کا بیع بہ نسبت حصہ بائع کیے صحیح ہے بہ نسبت اور اشخاص کے جو شریک بیع نہون +

ج - اگر بقیہ وارثون نے جایداد غیر منقسمہ کو جسکو تصریح سوال کیے بیع کیا تو معاہدہ بیع ان کے حصص کی نسبت واجب التعمیل ہے لیکن جو وارث شریک بیع نہوا وہ ترکہ سے اپنا حصہ پانیکا مستحق ہے کیونکہ اسکا استحقاق اور وارثون کے فعل سے باطل نہین ہوتا + †

مقدمہ ۳

س - ایک شخص نے حین حیات اپنی جایداد اراضی کو تین مساوی حصون پر تقسیم کرکے ایک جزو اپنی ہر زوجہ کے نام بعوض دین مہر کے بیع کیا اور جایداد مبیعہ کا ایک جزو تقسیم ہوگیا اور باقی بدستور غیر منقسم رہا بعد ازان متوفی کا بیٹا جو دوسری زوجہ سے تہا اوس حصہ پر وراثتاً قابض ہوا جو اوسکی ماں کیے نام بیع ہوا تہا اور اوس نے بھی حصہ مذکور کو بعوض دین مہر اپنی زوجہ کیے نام بیع کیا مگر اراضی مبیعہ بظاہر اسیکے قبضہ اور اہتمام مین رہی ایسی حالت مین اسطرح کا بیع باوجود نہونے ثبوت قبض و تصرف مشتریہ کیے شرعاً جائز ہے یا نہین +

فوراً قابض کرانا یا جایداد مبیعہ کا منتقل ہونا لازم نہیں ہے +

ج - معاہدہ بیع کا جواز اسپر موقوف نہین ہے کہ مشتری فوراً قابض کرایا جاوے اور اگر جایداد مبیعہ غیر منقسمہ ہو تو بھی معاہدہ بیع مین کچھ خلل واقع نہین ہوتا پس جب بیع کیے ذریعہ سے کہ اصل مالک نے اراضی کو بقدر تین مساوی حصون کے اپنی تین زوجگان کیے نام منتقل کیا وہ جائز ہے گو کسیقدر جزو اراضی مذکورہ کا تعین نہوا ہو اور بائع کی دوسری زوجہ سے جو بیٹا تہا وہ اپنی ماں کیے حصہ پر وراثتاً قابض ہوا لہذا جو بیع کہ اوسکی جانب سے اوسکی زوجہ کیے نام دین مہر کی عوض بابت حصہ مذکور عمل مین آیا وہ بھی جائز ہے اور خود قابض اور متصرف رہنا نامبردہ کا حصہ مبیعہ پر بعد بیع کے قابل لحاظ نہین ہے مشتریہ کو اختیار ہے کہ جب مناسب سمجھے حصہ مبیعہ پر دخیل ہوجاوے + ‡

† شرع کی رو سے بیع اور ہبہ مین فرق ہے یعنی اگر صورت مذکورہ بالا مین جایداد بجائے بیع کیے بذریعہ ہبہ منتقل ہوئی ہوتی تو معاہدہ جائز نہین تصور کیا جاتا کیواسطے کہ ہبہ کی صورت مین قبضہ ضرور ہے اور ظاہر ہے کہ بحالت عدم تصریح و تعین اس جزو کیے جسکو ہبہ کی رو سے منتقل کرنا منظور ہو قرضہ نہین دیا جاسکتا +

‡ جو مسئلہ کہ اسمقدمہ مین قرار پایا ہے تائید اسکی مراتب مندرجہ دو فون مقدمات مذکورالصدر سے ہوتی ہے +

مقدمہ ۴

س - زید نے اپنا مکان معہ اراضی متعلقہ عمرو کے ہاتھہ متعین دو ہزار روپیہ کے بیع کیا چنانچہ عمرو نے اس شرط کو قبول کیا اور زید کو پچیس روپے بیعانہ دیکر باقی روپیہ کے ادا کرنیکا وعدہ متعین تاریخ خاص کیا اور یہہ قرار پایا کہ اسی تاریخ بیعنامہ حسب ضابطہ لکھا جائیگا زید نے ان شرائط پر راضی ہو کر جایداد عمرو کے حوالہ کی اور عمرو نے اسپر قابض ہو کر اپنی جانب سے چند شخصوں کو آباد کیا ایسی صورت مین اسطرح کا بیع کامل ہے یا احد المتعاقدین کو اسکے استرداد کا اختیار حاصل ہے یا عمرو سے کل زر ثمن جبراً ادا کرانا چاہیے +

راتب جبکی رو سے بیع مکمل اور واجب التعمیل تصور کیا جاتا ہے +

ج - از روے حالات مندرجہ سوال کے بیع کامل ہے اور متعاقدین سے کسی کو اسکے استرداد کا منصب نہین ہے اور زر ثمن مشتری پر واجب الادا ہے چنانچہ ہدایہ مین یہہ لکھا ہے کہ معاملہ بیع کا ایجاب و قبول سے مکمل ہوتا ہے اور ان دونون لفظون کا استعمال بزمانہ ماضی اس نہج پر ہوتا ہے یعنی ایک فریق کہے کہ "مینے بیع کیا" اور دوسرا کہے کہ "مینے خرید کیا" اور واضح ہو کہ اگر کسیطرح کے اور الفاظ بھی جنکا یہی مقصود ہو بیان کیے جائین تو بھی معاملہ بیع مکمل ہوتا ہے مثلاً بایع کہے کہ "مجھکو یہہ مبیعت منظور ہے" یا مبیع یہہ شے بعوض اسقدر ثمن کے تمکو دی ایکہے کہ تم اس شے کو اسقدر ثمت کی عوض لیلو جسپر ایجاب قبول کا اظہار بغیر کسی شرط کے بخوبی ہو جائے تو بیع واجب التعمیل ہوتا ہے اور متعاقدین سے کسیکو استرداد کا اختیار نہین رہتا + بیع اوسصورت مین جائز ہوتا ہے کہ زر ثمن نقد دیا جائے یا اسکے ادا کرنیکا زمانہ معین کیا جائے علی ہذا القیاس کنز الدقایق مین بھی یہہ لکھا ہے کہ "جب ایک شے کا مبادلہ دوسری شے کے ساتھہ فریقین کی رضامندی سے عمل مین آئے اوسکو بیع کہتے ہین اور تکمیل اسکی ایجاب و قبول سے ہوتی ہے اور عمل مین آنا اسکا بابت زر نقد یا بوعدہ ادا اور آئندہ جائز ہے" تعریف بیع +

مقدمہ ۵

س - ایک شخص نے اپنے بیٹے کے نام اپنی جایداد غیر منقولہ مختار کے ذریعہ سے بیع کی اور اسکے نام بیعنامہ مہر و دستخط سے مصدق کر کے حسب ضابطہ لکھدیا بعد ازان باپ نے بیٹے کو زر ثمن بیعنامہ کے ذریعہ سے دیدیا اور باپ بوجہہ نابالغ ہونے بیٹے کے جایداد پر قابض رہا اور اوسنے بیعنامہ وہ نامہ اپنے پاس رکھا بعد تکمیل بیعنامہ کے جسمین کچھہ شرط مندرج نہ تھی اور قبل دیئے جانے ایسکے مشتری کو استرداد اسکا بایع کو اس اظہار سے منظور ہوا کہ یہہ دست آویز بلحاظ ایک ایسی شرط کے لکھی گئی تھی جس سے خلاف ورزی وقوع مین آئی اور جب نوبت بعد البلوغ پہنچی تو بایع نے تحریر ہونا بیعنامہ کا بپابندی شرط مذکورہ ظاہر کیا اور بنا بر اپنے اظہار کے اوسنے قابض رہنا اپنا جایداد مبیعہ پر اور نہ حوالہ کرنا بیعنامہ کا مشتری کو بیان کیا اور مظہر ہوا کہ جس شرط کی رو سے بیعنامہ لکھا گیا تھا اسکی خلاف ورزی منجانب مادر مشتری کے ہوئی اور اسی وجہہ سے بیع ناجایز ہے ایسی حالت مین اسطرح کا بیع جائز ہے یا ناجائز +

بیع کرنا باپ کا نابالغ بیٹے کے نام +

ج - اگر باپنے اپنے پسر نابالغ کے ہاتھہ ایک شخص ثالث کی معرفت اپنی جایداد کو بیع کیا ہو اور شخص مذکور نے نابالغ کے باپ کے سامنے یہہ ظاہر کیا کہ مینے بحیثیت مختاری جایداد بیٹے کے ہاتھہ بیع کی اور باپنے رضامندی اپنی نسبت اس امر کے ظاہر کی تو بیع جائز ہوگا اور اگر ایسا نہین ہوا بیع مین ایسی شرط کی گئی جو اسطرح کے معاوضہ کے خلاف ہو تو بیع باطل اور ناجائز ہوگا چنانچہ فصول عمادیہ اور فصول استروشنی مین یہہ لکھا ہے کہ "اگر ایک شخص دوسرے کو اپنی طرف سے بغرض بیع کرنے جایداد اپنے پسر نابالغ کے نام مختار قرار دے یا مختار مذکور بغرض خریدنے جایداد و اسطے پسر نابالغ کے مقرر کیا جائے تو بغیر موجود ہونے اور رضامند ہونے

اگر بیع مین ایسی شرط واقع ہوں جنکو ایسے معاوضہ سے علاقہ نہین ہے تو وہ بیع ناجائز متصور ہوگا +

+ اگر جایداد مبیعہ مین کچھہ نقص پایا جائے یا معائنہ اوسکا نہو ہو تو مشتری استرداد کا مجاز ہے - دفعات ۲۱ و ۲۲ اصول بیع ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ واضح ہو کہ بیع مین شرط نفی متعاقدین کو تا برخاست ہونے مجلس عقد بیع کے استرداد کا اختیار حاصل ہے لیکن یہہ شرط ممنوع ہو گئی ہے +

باپ کے اسطرح کا معاہدہ جائز نہین ہے" علی ہذا القیاس ہدایہ مین یہہ لکھا ہے کہ اگر کوئی ایسی شرط جو لازمہ معاہدہ نہو درج کیجاے اور اس سے بایع یا مشتری کا فائدہ متصور ہو یا شے مبیعہ کو فائدہ پہنچتا ہو تو ایسا معاہدہ ناجائز ہے † پس عدالت کو تجویز و تنقیح اس امر کی چاہیے کہ بیع بصورت مقدم الذکر واقع ہوا یا نہین اور اگر ہوا تو جائز ہے اور اگر انعقاد پچھلی صورت کے موافق ہوا ہے تو ناجائز ہے لیکن مضمون دست آویز اسطرح کا ہے جو بالعموم اسطرح کے معاملات بیع و شری مین لکھا جاتا ہے اور اس سے یہہ پایا نہین جاتا کہ کوئی شرط خلاف معاہدہ ہوئی ہو +

مقدمہ ۶

س ح ایک عورت کے ایک نابالغ بیٹا تھا اور صرف وہی اوسکی ولی اور محافظ تھی مبلغ کی جایداد غیر منقولہ ایسے ایک جزو ایسطے سبل معارف نانس کے جرایت حصول جایداد مشترکہ دونون کے دائر کی گئی تھی بیع کیا اور وہ مقدمہ آخر کار حسب مراد ایسکے فیصل ہوا۔ بعد ازان اس نے بمیانہ مجریہ ۔۔۔ اور بیٹے کے دستخط لکھدیا ایسی صورت مین اسطرح کا بیعنامہ مصدقہ او بیع جائز ہے یا نہین +

بسر نابالغ کی جایداد بیع مان کی جایداد غیر منقولہ کے ایک جزو کا

ج ۔ ان کو در اثنا‡ اپنے بسر نابالغ کی جایداد کی نسبت نفاذ استحقاق کا منصب نہین پہنچتا پس بیع کرنا بسر نابالغ کی جایداد غیر منقولہ کے ایک جزو کا محض ناجائز اور غیر صحیح ہے ۔ ۴

† اصول بیع دفعہ ۱۶ ۔ اس قاعدہ کا مقصود یہہ ہے کہ ناجائز معاہدات کا انسداد ہو اور بعد تکمیل معاملہ بیع و شری کے تکرار واقع نہو چنانچہ ہدایہ مین ایک یہہ مثال لکھی ہے کہ ایک شخص نے غلام اس شرط سے بیع کیا کہ مشتری اوسکو بعد لینے کے آزاد کردے اسصورت مین ایسی شرط سے معاہدہ بیع ناجائز متصور ہوتا ہے کیونکہ مشتری بر بلا معاوضہ کے نقصان عاید ہوتا ہے اور اس صورت خاص مین شے مبیعہ یعنی غلام کا فائدہ متصور ہے لیکن اگر شرط لازمہ معاہدہ نہو اور اس سے کسی فریق یا شخص خاص کا فائدہ متصور نہو تو معاہدہ ناجائز نہین ہو سکتا مثلاً ایک شخص دوسرے کے ہاتھ کوئی جانور اس شرط سے فروخت کرے کہ مشتری اوسکو پھر بیچدے تو ایسی صورت مین تکرار واقع نہین ہو سکتی کیونکہ کوئی خاص شخص مشتری کی نسبت دعویدار نہین ہو سکتا ہدایہ صفحہ ۴۶ جلد ۲ پس اگر مقدمہ مذکورہ بالا مین وجہہ ثبوت سے یہہ پایا گیا ہو کہ باپ نے وقت کرنے بیع اپنے بیٹے کے کوئی ایسی شرط کی ہو جس سے خاص اوسکا نفع متصور تھا تو بیع کو ناجائز اور باطل تصور کرنا چاہیے +

‡ ایک ہی سال ماہ کی نوین تاریخ کو یہی سوال دوسرے مفتی سے جو اہل عہدہ دار کا قایم مقام تھا پوچھا گیا اونہون نے بجواب اوسکے لکھا کہ اگر بیع سے بسر نابالغ کی نسبت نفع کی امید ہتی تو یہی مان اوسکی جایداد اراضی کے بیع کرنیکی مجاز نہین ہے لیکن ہرگاہ نابالغ بیعنامہ پر دستخط کردیئے تو اوس سے رضامندی اوسکی ثابت ہے اور اگر شعور کافی وایسطے سمجھنے بیع و شری کے حاصل ہے تو ایسا ہے بشرطیکہ اوسکا باپ یا ادیکے باپ کا وصی یا اوسکا دادا یا حاکم وقت منظور کرے تو جائز ہوگا لیکن یہہ فتوی مقدمہ مذکورہ سے غیر متعلق تھا کیونکہ یہہ کے وقت نابالغ کا کوئی ایسا ولی موجود نہ تھا +

‡‡ ان کو در اثنا صرف اسقدر اختیار ہے کہ بچہ کو بحالت طفولیت پرورش کرے اور اوسکا ازدواج کردے لیکن پچھلا امر صرف اوسی حالت مین فرد ہے جب سوا ماں کے کوئی واسطہ دار پدری موجود نہو اور جن شخصون کو نابالغون کی جایداد کی نسبت اختیار حاصل ہے اون کی تفصیل اسی ترتیب سے ہے یعنی باپ یا وہ شخص جسکو باپ نے ولی مقرر کیا ہو یا دادا یا جس شخص کو دادا نے ولی نامزد کیا ہو ۔ اور اگر اونمین سے کوئی نہو تو حاکم وقت دفعات ۸۰ اصول ولایت و نابالغی +

مقدمہ ۷

س۔ ایک شخص نے جایداد مادری کا ایک جزو بتین حصص بیع کیا اور شے مبیعہ کے کل زرثمن کے وصول پانے سے مقرر ہو کر بیع کو تسلیم کیا اور مشتری نے بھی جائز ہونا معاملہ کا ظاہر کیا اور بایع و مشتری نے بایع کے اور شرکا پر وسیلے حصول مدخل جایداد مبیعہ کے بنظر تکمیل معاہدہ نالش کی اور مدعا علیہوں نے استحقاق بایع تسلیم کیا ایسی صورت مین بیع صحیح و جائز ہے اور مشتری بذریعہ اوسکے تبضہ پانیکا استحقاق رکھتا ہے یا تقسیم ہونا جایداد کا کل وارثون مین وسیلے ناجوازی بیع کے کافی ہے اور اگر بایع اپنے بیان تحریری مین ہونا بیع اور وصول پانا زرثمن کا تسلیم کرکے بسبب زبردست مدعا علیہوں کے کہ اون مین سے ایک اوسکی نانی اور باقی خالات ہین دعوی سے دست بردار ہو تو ایسی دست برداری سے استحقاق دوسرے دعویدار یعنی مشتری کا زائل ہوگا یا نہین +

جایداد غیر منقولہ مشترکہ کے جزو کا بیع بصورتین جب بایع بعد انعقاد ایکے مبیع سے دست بردار ہو +

ج۔ جس بیع کا ذکر سوال مین ہے وہ شرعاً ہر طور پر جائز اور واجب التعمیل ہے اور تقسیم ہونا جایداد کا بموجب شرح وقایہ کے عدم جواز بیع نہین ہے اور منجملہ سو حصون کے دس حصہ تک کا بیع جائز ہے علی ہذا القیاس ہدایہ مین یہہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص منجملہ کسی مکان یا حمام کے جسمین سو حصے ہون دس حصے خرید کرے تو ایسا بیع کل علما کے نزدیک جائز ہے اور بایع جو بعد تسلیم بیع اور وصول کل زرثمن کے دست بردار ہو یہہ امر کسی طرح باعث ناجوازی استحقاق مشتری نہین ہو سکتا اور ہدایہ مین یہہ بھی مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص بصحت حواس اور سن بلوغ مین کسی حق کو تسلیم کرے تو ایسا اقرار ساقط و بیع واجب التعمیل ہے پس ایسی حالت مین مشتری کو حصہ مبیعہ کا استحقاق پہنچتا ہے +

مقدمہ ۸

س۔ ایک شخص نے اپنا مکان بیع کرکے مشتری سے زرثمن وصول کر لیا اور بیعنامہ بتصدیق چار گواہون کے لکھدیا لیکن آپ بایع نے دستخط نہ کیے اور نہ قاضی کی مہر ہوئی اور نہ رجسٹری سے سجل اور نہ تاریخ و ماہ تحریر ہوا بعدہ بایع نے معاملہ بیع کی نسبت اعتراض پیش کیے اور چھ مہینے بعد تحریر ہونے دست آویز مذکور کے اوس نے مشتری مذکور پر کرایہ کی بابت نالش دایر کی ایسی صورت مین اسطرح کا معاملہ بذریعہ بیعنامہ کے جائز ہے یا نہین +

اگر بیع اور طریقہ کامل ہو تو بیعنامہ بطلی بیعنامہ سے کچھ خلل واقع نہین ہوتا +

ج۔ بیع کی تکمیل بذریعہ ہونے ایجاب و قبول فیما بین بایع و مشتری کے ہوتی ہے علاوہ اسکے مشتری نے زرثمن بایع کو ادا کر دیا اور بایع نے اوسے بلا تامل لیلیا ایسی صورت مین اعتراض بایع کا شرعاً موثر نہین ہے اور بایع کو شخص ثالث سے جو دعویدار حق شفعہ ہے کچھ واسطہ نہین ہے شفیع کو مشتری پر † نالش کرنیکا اختیار ہے اور تحریر نہونا تاریخ کا بیعنامہ مین یا نہونا مہر اور رجسٹری کا فی الواقع داخل بیعنامہ بطلی ہے لیکن اس امر سے نفس بیع ‡ مین کچھ خلل واقع نہین ہوتا اور بایع کا دعوی بابت کرایہ قبل بیع کے جائز ہے +

مقدمہ ۹

س۔ ایک شخص نے دو بیعنامہ یکے بعد دیگرے اپنی زوجہ کے نام لکھدیئے اور بعد تحریر ایکسو برس تک اپنی کل جایداد پر قابض رہا اور اس عرصہ مین حسب اقرار مصرح دست آویزات سابق اسنے کوئی بیعنامہ باضابطہ ایسا نہ لکھدیا جو قاضی کی مہر سے سجل ہوا ہو اس صورت مین جایداد مذکورہ بالا

† اسمقدمہ مین بایع نے یہہ بیان کیا کہ مجھکو مشتری کے ہاتھہ جایداد کے بیع کرنیکا اختیار حاصل نہ تھا کیونکہ اسے استحقاق شفیع کا حرمان متصور تھا لہذا بیع ناجائز ہے لیکن یہہ عذر اسکا مقابلہ مشتری کے بیجا قرار پایا +

‡ دفعہ ۳ مطالبات وغیرہ +

بعد وفات شخص مذکور کے اوسکی زوجہ کی تصور کیجائیگی یا خاص متوفی کی متصور ہوکر اوسکے ورثا مین تقسیم ہوگی +

شے مبیعہ کی نسبت ابہام کے باعث سے معاہدہ باطل ہوجاتا ہے +

ج - مینا مون سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنی کل جایداد اراضی اور مکانات مصرحہ دست آویزات اور اثاث البیت اور کل اشیاء کو جو در اشتعمال ہو معہ اوس جایداد کے جو یوم بیع تک اسکو حاصل ہو بالعوض پندرہ ہزار روپیہ مہر کے اپنی زوجہ کے نام بیع کیا شرائط اس معاہدہ کی ناجائز ہین اور یہہ معاہدہ باطل اور نادرست ہے کیونکہ شے مبیعہ کی تصریح نہین ہوئی اور معاہدہ جمیع ابہام کے باعث سے باطل ہوجاتا ہے † لہذا بایع کے ورثا کو ایسے بینامہ کے مسترد کرنیکا اختیار ہے اور ضابطہ کے بموجب قاضی ‡ کی مہر ہونے یا بعد بیع کے § نو برس تک بایع کے قابض رہنے سے یہہ ضرور نہین ہے کہ بیع ناجائز تصور کیا جاوے اور بیع مسترد ہونے اور بایع کے قرضہ ادا کے جانے کے بعد اوسکی جایداد ورثا مین تقسیم ہونی چاہئے

مقدمہ ۱۰

س - ایک شخص نے اپنی کل جایداد بیع مقاصہ کے ¶ طور پر اپنی زوجہ کے نام بیع کی اور دست آویز انتقال مین بجملہ اور جایداد کے کچھ اراضی ایسی مندرج ہے جسکی نسبت مالک نے قبل تکمیل بیع مقاصہ کے ایک شخص غیر کے نام چھ سال کے واسطے بالعوض چار ہزار پانچ سو ایک روپیہ کے پٹہ کردیا تھا اسصورت مین اگر مشتریہ کو بینامہ کے بموجب اراضی مذکور پر قبضہ حاصل نہوا ہو تو ایسی دست آویز صحیح متصور ہوگی یا نہین +

بیع مقاصہ کی صحت مین فی الفور حصول قبضہ کا ضرور ہونا قبضہ کا ضرور نہین ہے +

ج - صورت مذکورہ بالا مین شرعاً مواضع مصرحہ دست آویز بیع مقاصہ خواہ ایک ہو یا دو یا دو سے زیادہ دست آویز کی رو سے منتقل ہوجائینگے گو بایع نے قبل تحریر ایسی دست آویز کے جایداد مذکور کو چھ برس کے واسطے اجارتاً دیدیا ہو اور معاہدہ مذکورہ بالا کے بموجب مشتریہ یعنی اسکی زوجہ مالک جایداد متصور ہوگی اور چونکہ معاہدہ بیع مقاصہ سے شرعاً حاصل ہونا دخل قبضہ کا ضرور نہین ہے لہذا دست آویز بیع مقاصہ آئندہ صحیح تصور کیجائیگی گو مشتریہ کو کئی سال تک قبضہ حاصل نہوا ہو + H

مقدمہ ۱۱

س - اگر ایک شخص نے اپنے حین حیات اپنی جایداد بطور بیع بالوفا دس برس کے واسطے منتقل کردی ہو تو بعد اوسکی وفات کے اوسکی زوجہ قبل انقضاء مدت مینہ بلا ایفاء شرائط معاہدہ کے شخص ثالث کے نام ایسی جایداد کو بطور بیع کامل فروخت کرسکتی ہے یا نہین +

ذکر بیع کامل کا بیع بالوفا کے مقابلہ

ج - ایسا بیع شرعاً صحیح ہے لیکن نفاذ اسکا بیع بالوفا دار کی خوشی پر منحصر ہے اگر اسکی مرضی ہو تو نفاذ اسکا ہوسکتا ہے لیکن وہ اسکو مسترد نہین کرسکتا

† اصول بیع دفعہ ۱۳ +

‡ اصول مطالبات دفعہ ۳ +

§ اصول بیع دفعہ ۱۴۱ +

¶ مبادلہ جایداد کا بالعوض جایداد کے بیع مقاصہ کہلاتا ہے یعنی یہہ ایک صورت بیع و شرا کی ہے لیکن ایسا مبادلہ جو درشخصونین ہوتا ہے اوسکی نسبت بجائے ایک دوسرے کے قطعی بیع کا اطلاق نہین ہوسکتا ہے - ہدایہ مترجمہ ہملٹن صاحب جلد سوم صفحہ ۳۱ +

H اگر سوال یا اوسکے جواب مین تصریح یہہ اور نہین لکھا ہے کہ یہہ مقدمہ بابت مہر کے مابین زوج و زوجہ کے تھا مگر گمان کیا جاتا ہے کہ شوہر نے اپنی کل جایداد بالعوض مہر مشروط کے منتقل کردی لہذا یہہ معاملہ مثل بیع بالعوض کے ہے - نظائر وراثت کے اتہار مین مقدمہ کی تنقیح معائنہ کیجاوے +

بیع کامل کیمشتری پر بھی نفاذ ایسے معاہدہ کا منحصر ہے اگر وہ چاہے تو تا انقضاء میعاد انتظار کرے یا وہ فوراً بیع بالوفا دار کو اسکا روپیہ ادا کردے اور اگر ضرورت ہو تو عدالت سے بیع مشروط کا استرداد کرادے کیونکہ بیع مشروط اور رہن کا اثر اعیناً مساوی ہے اگر راہن شے مرہونہ کو بلا اجازت مرتہن کے بیع کرے تو ایسا بیع جائز ہے مگر بیع کا نفاذ مرتہن کی رضامندی پر موقوف ہے اور مشتری کو بھی اختیار ہے کہ تا انقضاء مدت رہن کے انتظار کرے یا عدالت مین نالش کرکے فک الرہن کرالے چنانچہ وقایع مین یہہ لکھا ہے "راہن کا بیع کرانا اپنی شے مرہونہ کا مرتہن کی خوشی پر منحصر ہونا چاہیے ہمارا بیع کا نفاذ مرتہن کی رضامندی یا اسکے قرض ادا کرنے سے ہوسکتا ہے پہلی صورت مین زر ثمن بعوض شے مرہونہ کے جمع کردینا چاہیے مسائل صحیحہ کی رو سے مرتہن کو بیع کے مسترد کرنیکا اختیار حاصل نہین ہے لیکن مشتری کو اختیار ہے کہ الفکاک رہن تک انتظار کرے یا عدالت کے ذریعہ سے فک الرہن کرالے"

رہن کے قواعد بیع مشروط ہی متعلق ہین

خلاصہ مین بھی فتاوا رنجم الدین نقی سے یہہ منقول ہے کہ "قواعد جو رہن سے متعلق ہون وہی بیع بالوفا سے بھی تعلق رکھتے ہین"

مقدمہ ۱۲

س - شوہر نے حالت بیماری مین یا بفرز قبل وفات کے اپنی کل جایداد کو منجملہ زوجگان کے ایک زوجہ کے ہاتھہ بیع کیا اسصورتین یہہ بیع شرعاً جائز ہے یا نہین +

ذکر اس بیع کا جو قریب المرگ ہونیکی حالت مین ایک وارث کے نام کیا جاے

ج - جو بیع قریب المرگ ہونیکی حالت مین ایک وارث کے نام کیا جاے اسکا صحیح ہونا اور دیگر ورثا کی رضامندی پر منحصر ہے اگر انہون نے بیع کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کی ہے تو ایسا معاہدہ جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا ورنہ باطل اور ناوارست تصور کیا جائیگا چنانچہ خزینۃ المفتیین مین لکھا ہے کہ "اگر ایک شخص قریب المرگ ہونیکی حالت مین منجملہ ورثا کے ایک وارث کے نام اپنی جایداد بیع کرے اور بفرز بعد مرجاے اور اوسکی وفات کے بعد ایسے اور وارث ایسے بیع کی نسبت رضامندی ظاہر نہ کرین تو وہ باطل اور ناجایز متصور رہوگا" +

مقدمہ ۱۳

س - ایک شخص نے جو مقروض تھا بلا ادا قرضہ زندگی اپنے کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کو بلا تصریح اپنی زوجہ کے نام بعوض مہر کے ہبہ کردیا اور زوجہ نے اس ہبہ کی عوض مین مہر معاف کیا جایداد مذکور دونون واہب اور موہوب الیہ کے قبضہ و تصرف مین رہی اور ظاہرا دونون کی غرض اوسسے یہی متعلق معلوم ہوئی شوہر ابھی تک بقید حیات ہے اسصورت مین زوجہ بترجیح دعاوی اور قرضہ داروں کے جو شخص غیر ہین اپنے قرضہ مہر کے پانے کی مستحق ہے یا نہین +

جایداد کے جملہ معاملات مین تقدیم شے کی ضرور ہے

ج - شرعاً زوجہ کا مہر داخل قرض ہے اور ادا کرنا اسکا مثل مطالبات واجب اور قرضخواہون کے لازم ہے اور قرضہ اور دین مہر کا ادا کرنا اور دیون پر مقدم ہے اور یہ بھی کہنا چاہیے کہ ان دونون قسم کے قرضون سے جسکو چاہے پہلے ادا کرے یا منجملہ اپنی جایداد کے ایک جزو سے کسی خاص قرضخواہ کا قرضہ دیدے پس بلحاظ اس قاعدہ کے اگر شوہر زوجہ کا دین مہر قبل ایفاء مطالبات اور قرضخواہون کے جو شخص غیر ہین ادا کرے تو یہہ امر جائز ہے اور اگر وہ اپنی جایداد غیر منقولہ دین مہر کے عوض ہبہ کردے تو یہہ عمل بھی جائز ہے اور گو ایسا معاملہ درحقیقت داخل بیع ہوگا

+ وجہ اسکی یہہ ہے کہ جو شخص قریب المرگ ہوتا ہے اسکا استحقاق فعلی اسکی جایداد کی نسبت ناجز قیاس نہین کیا جاسکتا کیونکہ ایسے وارثون کا دعوی بھی جو بیچ میں ہوتا ہے +

لیکن بسبب نام یہ کہلائیگا لیکن اسصورت مین دین مہر کی تصریح پائی نہین جاتی اور نہ جایداد غیر منقولہ کا موقع وحدود اربعہ درج مین حالانکہ شرعاً مبادلہ کے + جملہ معاہدات مین تصریح شے متبدلہ کی ضرور ہے لہذا یہ نامہ بسبب عدم تصریح ان امرات کے ناجائز اور ناقابل نفاذ ہے اور اگر قطع نظر اس اعتراض کے یہ معاملہ مثل بیع تصور کیا جائے تو یہہ پایا نہین جاتا کہ موہوب لہا کو شرع کے مطابق قبضہ ملا +

مقدمہ ۱۴

س ۱ - ایک شخص نے اپنی جایداد بشمول جایداد دوسرے شخص کے معاہدہ واحد کے ذریعہ سے بیع کی اور تصریح اس امر کی نہوئی کہ منجملہ زرثمن موصولہ کے کس شخص کا حصہ کس قدر ہے پس ایسا معاہدہ جو دوسرے شخص کی جایداد کی نسبت ہوا جائز ہے یا صحیح و نافذ متصور ہو سکتا ہے ۔

قواعد در باب بیع اس جایداد کے جو بایع کی ملک سے نہو ۔

ج ۱ - اگر کوئی شخص اپنی جایداد بشمول دوسرے شخص کی ملکیت کے بغیر تصریح زرثمن ہر جایداد کے بیع کرے تو ایسی حالت مین دو صورتین لازم آتی ہین یعنی ایک صورت یہہ ہے کہ بایع دوسرے شخص کی جایداد کو بشمول اپنی جایداد کے بیع کرکے ہونا اوسکا خاص اپنی ملک سے بیان کرے اور ایسی حالت مین وقت دعویدار ہونے اصل مالک کے مشتری اسقدر زرثمن بایعکا بایع سے مستحق ہوگا جو منجملہ جایداد مبیعہ بقدر اوسکے حصے کے ثابت ہو اور بقیہ جایداد مبیعہ کی نسبت معاہدہ بیع نافذ متصور رہیگا کیونکہ اگر ایک جزو کی نسبت دعوی ثابت ہو تو اس سے کل معاملہ کے جواز مین خلل واقع نہین ہو سکتا اور وجہ اوسکی یہہ ہے کہ زرثمن بابت کل جایداد مبیعہ کے دیا جاتا ہے اور اسی حساب سے نسبت زرثمن کی بمقابل ہر جزو جایداد مذکورہ کے دیکھی جاتی ہے دوسری صورت یہہ ہے کہ ایک شخص اپنی جایداد بشمول دوسرے کی ملکیت کے بیع کرے اور جزو جایداد فی الحقیقت دوسرے شخص کا ہو اور گو فائدہ اوسکا بیع سے متصور ہو لیکن بیع بغیر اوسکی رضامندی کے عمل مین نہ آئے اور زرثمن مین کسیطرح کی تصریح نکیجائے تو اسطرح کا بیع ناجائز ہے اور جواز اسکا مالک کی رضامندی پر منحصر ہے یعنی مالک کو اختیار ہے کہ اپنی جایداد کی نسبت بیع کو بحال رکھے یا مسترد کرے لیکن بایع کے حصہ کی نسبت بیع جائز اور اوسپر واجب التعمیل ہوگا +

س ۲ - ایک شخص نے جو نہایت مقروض تہا کل جایداد اپنی زوجہ کے نام دین مہر کی عوض بیع کردی اور اس بیع کے ہونے سے ایسے اور قرضخواہون کو اپنے مطالبات کے وصول کی کچھہ امید باقی نرہی اسطرح کا بیع صحیح و جائز ہے یا نہین +

بیع جو مدیون کی جانب سے حالت بیماری مین ہو +

ج ۲ - اگر شخص مذکور اوسوقت جب اوسنے اپنی کل جایداد اپنی زوجہ کے نام بعوض دین مہر بیع کی مرض مہلک مین مبتلا تہا تو بیع ناجائز ہے کیونکہ ایسی صورت مین مالک کو یہہ اختیار نہین ہے کہ جزو دین ادا کرکے یقیہ قرضخواہون کو محروم رکہے لیکن اگر شخص مذکور بیع کے وقت تندرست اور صحیح الحواس تہا تو بیع جائز ہے کیونکہ اوسکو ایسی حالت مین باوجود نہایت مقروض ہونیکے اپنی ملکیت پر اختیار کلی حاصل تہا +

بیع جو بحالت صحت واقع ہو +

مقدمہ ۱۵

س - ایک عورت نے اپنی جایداد اراضی کسی شخص غیر کے ہاتہہ بعینامہ کے ذریعہ سے منتقل کی اور بعد ازان وہ مرگئی اور دس برس بعد اوسکی وفات کے اوسکا بیٹا جایداد مبیعہ کی نسبت استحقاق وراثت کی رو سے دعویدار ہوا اور دو گواہان حاشیہ بعینامہ کی شہادت سے واضح ہوتا ہے کہ عورت مذکورہ بعینامہ تحریر ہونے کے وقت صحیح الحواس نہ تہی ایسی صورت مین شرع کا حکم کیا ہے +

+ یہہ امر ضرور بات ہے کیونکہ دفعہ ۱۲۰ اصول بیع کی رو سے لازم ہے کہ اس قسم کے معاہدات مین ایسی تصریح کردیجائے جس سے دربارہ مقصود متعاقدین نزاع واقع نہو سکے

بیع بحالت عدم صحت حواس عل مین ہونا جائز ہے شرط مفید فسخ ہے

ج - بیع اشخاص جلیل کی جانب سے بحالت نزع اور اختلال حواس کے عمل مین آنیکے شرعاً ناجائز ہے لیکن بایع کے وارث اور قرضخواہ جایداد مبیعہ کو بغیر واپسی زرثمن موصولہ کے واپس نہین کرسکتے اور جب تک زرمذکور واپس نہوگا جایداد مبیعہ مشتری کے قبضہ مین کفالتاً رہیگی ۔

تیسرا باب
نظائر شفع
مقدمہ ۱

س - ایک شخص نے کچھ اراضی بیع کی اور شفیع اور بھی اوسکا مختار اس اراضی سے فاصلہ بعید پر رہتا تھا بیع کے ساتھ یا آٹھ مہینے بعد مختار کو بیع کے حال سے اطلاع ہوئی اور اوسنے مشتری اور بھی بایع کو اپنے دعوی سے بذریعہ تحریر کے اطلاع دی اور زرثمن بھیجدیا اور اس اثنا مین ایک مہینہ اور گذر گیا اسکے اخیر پر مختار مذکور نے دعوی اپنا عدالت مین پیش کیا ایسی صورت مین دعوی شفیع جائز ہے یا نہین ۔

دعوی شفع بن تعمیل چند مراتب کی ضرور ہے ۔

ج - سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ شفیع فاصلہ بعید پر تھا اور اسکا مختار بھی موقع انعقاد بیع سے دور رہتا اور سات آٹھ مہینے بعد بیع کے شفیع کے مختار نے اراضی مشفوعہ کے بیع سے اطلاع پاکر بایع اور مشتری کو اپنے دعوی سے بذریعہ تحریر مطلع کیا اور مشتری کے پاس بھی زرثمن بھی بھجوادیا جو اوسنے ادا کیا تھا اور بعد ایک مہینے کے دعوی اپنا عدالت مین رجوع کیا ایسا دعوی شرعاً جائز ہے کیونکہ وقوع مین آنا مراتب مواثبت اور استشہاد کا بعد اطلاع کے لازم ہے اور اس مقدمہ مین سات آٹھ مہینے بعد واقع ہونے بیع کے مختار نے دعوی اپنا بمجرد ہونے اطلاع بیع کے بذریعہ تحریر کے پیش کیا اور زرثمن بھی بھجوادیا اور اگر اس اثنا مین ایک مہینہ زاید گذر گیا تو اس سے حق شفیع زایل نہین ہوسکتا اسکو عدالت مین دعوی رجوع کرنیکا اختیار ہے جن شرائط کی تعمیل شرعاً واسطے اظہار استحقاق شفیع کے واجب ہے وے یہہ ہین کہ دعوی بگواہی گواہان فوراً پیش کیا جاے یعنی شفیع عقار پر جسکی نسبت اوسکو شفع کا دعوی ہو بایع یا مشتری کے پاس جو قابض جایداد مذکور ہو جاوے اور کہے کہ مین دعویدار حق شفع کا ہون اور بینے اپنا دعوی بھی پیش کردیا ہے اور اتنک دعویدار ہون اور اوسوقت اس دعوی کی تایید مین یہہ امر گواہون کے سامنے بیان کیا جاے اگر دعویدار فاصلہ بعید پر ہو اور خود موجود نہوسکتا ہو تو اپنا مختار بھیجدے اور اگر مختار بھی بیچ کے تو بایع یا مشتری کو بذریعہ خط اطلاع دے اور اگر یہہ بھی نکرسکے تو بھی اسکا استحقاق شفیع قایم رہتا ہے اور جب کبھی اوسکو اس امر کی طرف متوجہ ہونیکا موقع ملے وہ اپنے دعوی کو پیش کرسکتا ہے اگر بعد اظہار دعوی بگواہی گواہان بایع یا مشتری جایداد دعویدار کے حوالہ کرے تو عدالت مین رجوع کرنیکی ضرورت نہین ہے لیکن اگر دے حوالہ کرنے مین انکار کرین تو ایک مہینے کے اندر دعوی عدالت مین رجوع کرنا چاہیے اگر دعویدار اس عرصہ مین بسبب استحقاق کی نسبت نالش نکرے تو امام محمد کے قول کے بموجب اسکا دعوی قابل سماعت نہوگا اور مصنفان حال کی رائے بھی اسی رائے کے مطابق ہے اور وقایہ کی شارح نے بھی ایسا ہی لکھا ہے لیکن ابو حنیفہ کے قول کے بموجب عدالت مین دعوی پیش کرنے کے واسطے زمانہ کا تعین نہین ہے اگر قبل انقضاے عرصہ بعید کے دعوی پیش کیا جاے تو مسموع ہوگا گو ایک مہینہ سے متجاوز ہوگیا ہو یہہ منقول مصنفان سلف کا ہے اور مصنف ہدایہ نے بھی اوسی کے مطابق لکھا ہے لیکن اس مقدمہ مین منقولہ امام محمد کے بموجب بھی استحقاق شفیع کی نسبت کچھ خلل عاید نہین ہوتا کیونکہ دعوی پیش کرنیکی طلبی مین ایک مہینہ گذر گیا لہذا اسکا دعوی گو ایک مہینہ منقضی ہوگیا آئندہ قابل سماعت ہے ۔ اس مقولہ کی تایید مین اقوال مندرجہ ذیل لکھے جاتے ہین ۔ شرح وقایہ مین

فوراً دعوی پیش کرنیکا ذکر

لکھا ہے کہ "دعویدار حق شفع کو چاہیے کہ مجلس مین جہان عمل مین آنا بیع کا سنے فورا بعد برخاستگی مجلس کے اپنا دعوی صاف بیان کرے سنا گیا کہ سنے حق شفع کا دعوی پیش کیا یا کہ مین شفع کا دعویدار ہون یا کہ مین اسکی نسبت دعوی کرتا ہون" اگر کوئی یکسکے بعد جب دعوی پیش کریگا استحقاق برخاستگی مجلس تک ہے لیکن اور علما کے بموجب اگر بعد اطلاع عیابی بیع کے تھوڑی دیر بھی حقدار خاموش رہے تو اوسکا استحقاق جاتا رہتا ہے - یہی معنی طلب مواثبت کے ہین یعنی دعوی پیش کرنے مین عجلت درکار ہے بعد ازان دعویدار کو لازم ہے کہ عقار یا بایع یا مشتری کے سامنے جو جایداد مذکور پر قابض ہو چند شخصونکو اپنا گواہ قرار دے اور یہہ کہے کہ "فلان شخص نے فلان جایداد خریدی ہے اسپر مجھے شفع کا استحقاق ہے اور مینے اپنا دعوی پیش کیا ہے اور مجھکو اسی تک اوسپر دعوی ہے ایسکے تم گواہ رہو" یہہ طریقہ استشہاد کا ہے واضح ہو کہ جہان تک ممکن ہو اور دعویدار سے ہو یہی طریقہ عقار پر یا شخص قابض کے سامنے عمل مین لانا چاہیے اور اگر اس باب مین دعویدار سے غفلت وقوع مین آئے تو اوسکا دعوی باطل اور نادرست ہو جایگا اور ذخیرہ مین یہہ لکھا ہے کہ "اگر کوئی شخص جو استحقاق شفع رکھتا ہو مجمع کو کہہ گیا ہو اور اپنا دعوی فی الفور ظاہر کرے مگر موقع جایداد پر یا شخص قابض کی موجودگی مین اس امر کی بابت گواہ قرار نہ دیکے تو اوسکو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو اس امر کے واسطے اپنا نمایندہ مقرر کرے اور یہہ نہو سکے تو قاصد یا خط بھیجے اور اگر یہہ بھی وہ نکر سکے تو بھی اوسکا استحقاق قایم رہیگا اور جب کبھی ممکن ہو وہ اپنا دعوی پیش کر سکتا ہے لیکن اگر وہ دیدہ و دانستہ مطابق قاعدہ مصرحہ بالا کاربند نہو کر غفلت کرے تو اوسکا دعوی باطل اور نادرست متصور ہوگا - بعد ازان وہ اپنا دعوی عدالت مین اسطور پر پیش کر سکتا ہے - "فلان شخص نے فلان جایداد خریدی ہے اور میری جایداد ایسے موقع پر واقع ہونیکی جہت سے مجھکو جایداد مبیعہ شفع کا استحقاق پہنچتا ہے لہذا مجھکو قبضہ دلایا جاوے" اسکو طلب قبض و خصومت کہتے ہین - دعوی پیش کرنے مین تاخیر ہونے سے شفع کے استحقاق مین خلل واقع نہین ہوتا اگرچہ امام محمد کے قول کی رو سے جسکے بموجب بعض اوقات عمل ہوا ہے ایک مہینہ کے بعد حق مذکور زایل ہو جاتا ہے لیکن ہدایہ مین یہہ لکھا ہے کہ "اگر وہ شخص جسکو حق شفع کا استحقاق پہنچتا ہے طلب خصومت کی رو سے دعوی پیش کرنے مین تاخیر کرے تو بھی حنفیہ کے بموجب اسکا استحقاق نہین جاتا رہتا ہے اور یہی قول مسلمہ ہے اور اوسی کے بموجب اکثر فیصلہ ہوتا ہے علی ہذا القیاس ابو یوسف کی رائے بھی یہی ہے امام محمد لکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص باوجود مستحق ہونیکے ایک مہینہ تک بعد قرار دینے گواہون کے خصومت کے پیش کرنے مین توقف کرے تو اسکا حق ساقط ہو جاتا ہے اور یہی رائے زفر کی بھی ہے - اور ایک روایت ابو یوسف کی یہہ ہے کہ اگر قاضی کے ایک اجلاس سے بعد تک خصومت دایر کرنے مین تاخیر ہو تو استحقاق باطل اور نادرست ہو جایگا کیونکہ اگر وہ بلا اظہار کسی عذر کے دانستہ اول اجلاس قاضی مین خصومت دایر نکرے تو بموجب ظنی اس امر کا ہوگا کہ اوسنے طلب خصومت منظور نہین ہے اور محمد نے اپنی رائے کی تایید مین یہہ وجہ بیان کی ہے کہ اگر تاخیر کرنیکے باعث سے استحقاق شفع کبھی زایل نہ سمجھا جاے تو مشتری کو بڑی دقت ہوگی کیونکہ وہ جایداد اوسنے بدین اندیشہ (کہ شفع کے دعوی کیے باعث سے وہ اسکے قبضہ سے جاتی رہیگی) استعمال نہین اور بنا سکتا اسلیے محمد کہتا ہے کہ "زیادہ سے زیادہ مہلت ایک مہینہ کی قرار دی جاوے" اور حنیفہ کی رائے کی تایید مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ جب استحقاق بگواہی گواہان مجوزہ ثابت ہو جاے تو وہ مثل اور قسم کے استحقاق کے زایل نہین ہو سکتا الا اس صورت مین کہ مستحق خود اسکا استرداد علانیہ ظاہر کرے اور یہہ رائے محمد کی کہ توقف سے مشتری کو دقت ہوگی موافق نہین ہے کیونکہ اگر شفع موجود نہو تو اوسکو جامع نالش مین توقف ہونیکی وجہ سے استحقاق اسکا ناجایز نہین ہوتا پس اگر دعویدار شفع موجود ہو یا غیر حاضر

استشہاد

دونون حالت مین مشتری کی نسبت مساوی وقت عاید ہوتا ہے اور اگر بعد پایا جاے کہ قاضی شہر مین موجود نہتھا اور اس سبب سے ارجاع خصومت مین توقف ہوا تو بموجب رائے متفقہ متینین علماء مذکور الصدر شفیع کا استحقاق ناجائز نہین ہوسکتا کیونکہ ارجاع خصومت صرف قاضی کی موجودگی ممکن ہے اور یہی وجہ ہے کہ توقف بر لحاظ نہین کیا جاتا اور واضح ہو کہ اصول شفع مسلمان اور ذمی کی نسبت بدرجہ مساوی موثر ہین تعمیل انکی دونون پر یکسان واجب ہے اور اسطرح کا استحقاق جملہ حالتون مین صورت مساوات رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مرد یا عورت یا خاص شخص آزاد یا رقیق مکاتب یا ماذون کو استحقاق شفع بلا خصومت کے بطور مساوی پہنچتا ہے ۰ †

دعوی دار استحقاق شفع

مقدمہ ۲

مدعیہ شہادت علی مشمول مدعیان اس مقدمہ کی جایداد مورد دعوی پر بالاشتراک قابض تہا اور ہر شخص کا حصہ معین تہا اور ہر ایک اپنے اپنے حصہ کے بابت مالگذاری سرکار جداگانہ ادا کرتا ہے ماہ بہادون مین مدعیہ علیہ نے متصل جایداد کے اپنے حصہ کا ایک جزو منی رام کے ہاتھہ بیع کیا اور ماہ اسوج کے اخیر مین مدعیونکو اس معاملہ کے حال سے اطلاع ہوئی اور پندرہوین ماہ کاتک کو یعنی تخمیناً اطلاع یابی کی تاریخ سے ایک مہینہ بعد ادنہون نے استحقاق شفع اپنا پیش کیا لیکن وہ بہ ارنابت نکر سکے کہ ادنہون نے اطلاع یابی کے بعد میعاد مناسب کے اندر دعوی اپنا بایع اور مشتری کے روبرو فوراً پیش کر کے گواہون سے تائید اوسکی چاہی ایسی صورت مین دعوی شفع الکا بحالت نہونے ثبوت استشہاد اور فوراً پیش نہونے دعوی کے جائز صحیح ہوگا یا نہین ۰

حق شفع کسطرح زائل ہوتا ہے ۰

ج ۔ جب تک دعوی شفع فوراً پیش نہو اور گواہون کے روبرو ظاہر کیا جاے استحقاق شفع شرعاً قایم نہین ہوتا چنانچہ وقایہ مین یہہ لکہا ہے کہ شفع کا استحقاق گواہون کے روبرو ظاہر کرنے سے ثابت ہوتا ہے اور اگر دعوی فوراً پیش کیا جاے اور اظہار اوسکا گواہون کے روبرو نہو تو وہ زائل ہوجاتا ہے مختار الفتاوی سے جو معدن مین عبارت انتخاب کی ہے اوسمین یہہ لکہا ہے کہ اگر دعوی شفع فوراً پیش کیا جاے تو وہ زائل ہوجاتا ہے اور شرح وقایہ مین بہی یہہ مرقوم ہے کہ اگر ممکن ہو تو جایداد مبیعہ پر دعوی کا اظہار گواہون کے روبرو لازم ہے یا قابض جایداد کے روبرو اور اگر باوجود ممکن ہونے اس امر کے دعوی اسطور پر پیش نکیا جاے تو استحقاق جاتا رہتا ہے ۰

مقدمہ ۳

س ۔ دعوی شفع کے پیش کرنے کیلیے کوئی میعاد خاص شرعاً مقرر ہے یا نہین اور اگر ہے تو کسقدر اور اگر کوئی شخص دس مہینے بعد تحریر ہونے بیعنامہ کے جو حسب مطالبہ مہر و دستخط سے مکمل ہے اور بعد ادا ہونے زرثمن مناسب بایع کے مشتری کو جایداد مبیعہ کی نسبت استحقاق شفع اپنا پیش کرے تو ایسا دعوی قابل سماعت ہے یا نہین اور دعویدار شفع دخیل ہونا اپنا جایداد مبیعہ پر بذریعہ اجارہ ظاہر کرتا ہے اور بعد بیع کے مشتری نے بایع پر واسطے ثابت کرنے استحقاق مالکانہ اور اوحال نام اپنے بطور مالک کے نالش دائر کی مگر تصفیہ اس نالش کا فریقین مین رضامندی کے ذریعہ سے ہوگیا اور بعد اسکے دعویدار کو بیع کے حال سے اطلاع ہوئی اور اوسکا بیان ہے کہ اگر پیشتر سے مطلع ہوتا اوسکا نسبت بیع کے تسلیم کیا جاتا تو بہی یہہ امر قابل لحاظ نہین ہے کیونکہ جب تک صداقت بیعنامہ کی آپکا ثابت نہوتی بیع مکمل اور واجب التعمیل متصور نہین کیا جاتا اور وجہ

† اصول شفع دفعہ ۳ و ۸ ۰

نالش تاریخ فیصلہ مقدمہ مرجوعہ مشتری سے ایک مہینہ کے اندر دائر ہوئی ہے ایسی حالت مین مدت مہینہ مہینا مہ کی تاریخ سے جو مشتری کے نام لکھا گیا محسوب ہونی چاہیئے یا اوس نالش کے تصفیہ کی تاریخ سے جو مشتری نے دائر کی تھی ۔

پیش ہم نا دعوی شفع کا اس صورت مین کہ شفیع نے بائع کے مطلع ہونے سے پیشتر دعوی پیش کیا ہو باعث ضابطہ ہونے استحقاق مشتری کے دعوی پیش نکرنے ۔

ج - جب تک طلب مواثبت ثابت نہو استحقاق شفع قایم نہین ہو سکتا اور اس امر کے واسطے سیاد خاص معین نہین ہے بلکہ جملہ عالمون کا اس باب مین اتفاق ہے کہ جب دعویدار کو بیع سے اطلاع ہوا وسیوقت بلا توقف دعوی شفع پیش کرے اور یہہ امر اس مرتبہ ضرور ہے کہ اگر کچھہ توقف واقع ہو تو دعوی شفع باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہہ دعوی ضعیف بنیاد پر مبنی ہے اور بعد طلب مواثبت اور استشہاد کے طلب خصومت واجب ہے اور طلب خصومت سے یہہ مراد ہے کہ دعوی عدالت مین پیش کیا جاے اور ایک مسئلہ کے مطابق سیاد طلب خصومت کا تین اسطور پر کیا گیا ہے کہ اگر کسیطرح کا ہرج کامل واقع نہو تو تاریخ مواثبت سے ایک مہینہ † کے اندر طلب خصومت لازم ہے اور اسمقدمہ مین معلوم ہوتا ہے کہ شفیع قبل ہونے تصفیہ نالش مرجوعہ مشتری کے بیع کے حال سے مطلع تھا اور اوسوقت اوسکی جانب سے اول طلب مواثبت اور بعدہ طلب خصومت کا ہونا واضح نہین ہوتا بلکہ قاصر رہنا اوسکا ان امور کی تعمیل سے ظاہر ہوتا ہے پس دعوی اوسکا قابل سماعت نہین اور مدعی خود واقف ہونا اپنا بیع سے بعد ہونے راضینامہ مقدمہ مرجوعہ مشتری کے بیان کرتا ہے یہہ امر اسکے دعوی مین مفید نہین ہے کیونکہ اسطور پر واقف ہونا اوسکا فی الحقیقت بطور اطلاع مرتبہ ثانی کے ہے اور اوسپر شرعاً لحاظ نہین ہو سکتا کیونکہ شرع کا مقصود اول مرتبہ کی اطلاع سے ہے پس مدعی کے بیانات اس باب مین التفات کے قابل نہین ہین ۔

مقدمہ ۴

س - دو شخص ایک ہندو اور دوسرا مسلمان کچھہ اراضی پر بالاشتراک قابض ہے مسلمان کے وارثون نے جایداد مشترکہ کا ایک جزو ایک شخص ثالث کے ہاتھہ جو ہندو ہے اور فریقین سے کچھہ واسطہ نہین رکھتا بیع کیا ہندو شریک نے بیع کی نسبت بدیں پیش کر کے حصہ قسمت مشتری نے دی تھی اوس سے زیادہ پیش کی اور استحقاق شفع حسب ضابطہ ظاہر کیا ایسی حالت مین دعوی شفع اراضی مبیعہ کی نسبت جائز متصور ہوگا یا جو بیع شخص اجنبی کے ہاتھہ ہوا ہے اوسکو جائز تصور کرنا چاہیئے ۔

ہندو کو بمقابلہ مسلمان بائع کے بھی استحقاق شفع پہنچتا ہے ۔

ج - چونکہ شخص شریک کی جایداد اراضی مبیعہ سے مختلط ہے اور مشتری شخص اجنبی ہے لہذا مسلمان شریک کے وارثون کا فعل ناجائز اور ہندو شریک کے حق مین جسنے عذر دار ہو کر استحقاق شفع حسب ضابطہ پیش کیا سفر متصور ہے پس اوسکا استحقاق قابل تسلیم ہے اور بیع جو شخص اجنبی کے ہاتھہ ہوا ہے مسترد ہونا چاہیئے ۔

مقدمہ ۵

س - تین شخصون نے اراضی کے بایع و مشتری پر باستحقاق شفع نالش کی اور اون کے حق مین فیصلہ اس مضمون سے صادر ہوا کہ مدعا علیہم اسکے روبرو سکہ بابت زر ثمن اراضی متنازعہ مدعیان سے لیکر ان کو اوسپر دخیل کرادین لیکن مدعیون نے مطابق حکم فیصلہ کے نہ زر ثمن ادا کیا اور نہ فیصلہ کو جاری کرایکے اراضی پر دخیل ہوئے اس اثنا مین ایک مدعی اور ایک مدعا علیہ نے وفات پائی اور بقیہ مدعیان نے بعد گذر جانے گیارہ برس گیارہ مہینے سولہ یوم تاریخ صدور فیصلہ سے درخواست اجازت دایرے جمع کرنے زر ثمن اراضی مذکورہ اور دخیل کے گذرانی ایسی حالت مین

† اکثر فتاوی مین بالاتفاق یہہ تجویز ہوا ہے کہ گذشتہ غفلت کا طلب خصومت سے پیشتر دعوی شفع کو بذاتہ باطل نہین کر سکتا کیونکہ طلب مواثبت اور استشہاد کے بعد استحقاق شفع کامل اور ناقابل ابطال ہو جاتا ہے ۔

مدعیکو اپنے استحقاق کے نفاذ کا اختیار بذریعہ اس فیصلہ کے جو ابتداءً اُنکے حق مین صادر ہوا پہنچتا ہے یا نہین +

کس صورت مین فیصلہ سابقہ شفیع کے حق مین غیر مفید تصور کیا جاتا ہے +

ج - شرع کے بموجب دعوی شفع جائز ہے اور اگر شفیع نے اراضی متنازعہ کا زرثمن وقت دائر ہونے نالش داخل نکیا ہو تو بھی فیصلہ حاکم کا جسکی رو سے استحقاق مذکور تسلیم ہوا ہے اسکے حق مین مفید ہے لیکن اسپر واجب ہے کہ جب حاکم اسکے حق مین فیصلہ صادر کرے اسوقت زرمذکور داخل کردے چنانچہ ہدایہ مین یہہ لکھا ہے کہ شفیع اپنے استحقاق شفع کی بابت نالش دائر کرسکتا ہے گو اسنے زرثمن اراضی متنازعہ عدالت مین داخل نکیا ہو مگر جب قاضی اسکے حق مین فیصلہ کرے تو اسکو زرثمن لانا ضرور ہے اگر یہہ فیصلہ ہوا ہو کہ زرثمن اراضی فوراً جمع کیا جاے اور اراضی پر مدعیان کو قبضہ دلایا جاے تو اسصورت مین مسئلہ مذکورہ بالا کے بموجب اگر زرثمن کے ادا کرنے مین توقف عائد ہو تو شفع کا دعوی باطل ہو جاتا ہے علی ہذا القیاس زرثمن کے ادا کرنے کے واسطے زمانہ خاص معین کیا جاے یا مہلت معمولی ایک مہینے کی دیجاے اور قبل انقضاے اس مدت کے زرمذکور ادا نکیا جاے تو شفع کا استحقاق زائل ہو جاتا ہے چنانچہ فتاوا عالمگیری مین یہہ لکھا ہے کہ "اگر کوئی شخص ایک مکان بالعوض کسیقدر زر نقد کے خریدے تو قاضی دعویدار حق شفع کے مفید فیصلہ نہین کرسکتا تاوقتیکہ دعویدار زرثمن داخل نکرے یا زمانہ خاص ادا کرنیکے واسطے معین نہو جاے اگر وہ مطابق اقرار ادا کردے تو اسکا دعوی بحال رہیگا ورنہ ساقط ہو جائیگا" اسمقدمہ مین دونون مسائل مذکورہ بالا کے بموجب شفع کا استحقاق زرثمن کے ادا کرنے مین توقف ہونیکے باعث سے باطل ادرنا درست ہے +

مقدمہ ۶

س - اگر کوئی شخص اپنی جایداد اراضی کو اپنے باپ بابہائی کے ماتہہ بیع کرے تو شرع کے بموجب ایسی بیع کے باعث سے جو واسطہ دار کے نام عمل مین آئے شخص اجنب کا استحقاق شفع جاتا رہتا ہے یا نہین +

حق شفع کا دعوی بمقابلہ باپ کے بیٹے اور دادا کے پوتے کے +

ج - شرعاً شخص اجنب کا دعوی جو استحقاق شفع رکہتا ہو اس وجہہ سے کہ مشتری بایع کا واسطہ دار ہے زائل نہین ہو جاتا واسطہ دار ہونا شفع کے استحقاق کی کوئی وجہہ نہین ہے +

مقدمہ ۷

س - ایک شفیع اور بایع و مشتری کے باہم اراضی کی بابت تنازعہ پیدا ہوا شفیع کا بیان ہے کہ مشتری نے زرثمن صرف دو سو روپیہ ادا کیا اور بایع اور مشتری کہتے ہین کہ زرثمن آٹہہ سو روپیہ کا ادا کیا گیا ہے اور بوجہہ مساوی ہونے وجہہ ثبوت طرفین کے فیصلہ نہین ہو سکتا اور شفیع کہتا ہے کہ اگر ایسے معاملون مین تنازع ہو تو شرع کا حکم ہے کہ بایع اور مشتری کو حلف دلانا چاہیے لہذا استفسار کیا جاتا ہے کہ شرع محمدی کے بموجب بایع اور مشتری کو اپنے اظہار کی تصدیق کے لیئے حلف دلانا ضرور ہے +

فائدہ اسصورت مین جبکہ باہم شفیع اور مشتری کے زرثمن کی بابت اختلاف ہو +

ج - اگر باہم شفیع اور مشتری کے زرثمن کی بابت جو ادا کیا گیا ہو اختلاف ہو تو شرع کے بموجب صرف مشتری کو حلف دلانا ضرور ہے اگر دونون وجہہ ثبوت کرین تو شفیع کی وجہہ ثبوت کو ترجیح ہے یہہ رائے بموجب مسئلہ مندرجہ ہدایہ کے ہے - اگر مشتری اور شفیع مین زرثمن کی بابت اختلاف ہو تو مشتری کے اظہار کا اعتبار کرنا چاہیے کیونکہ اسصورت مین شفیع اپنے حق شفع کا دعوی بالعوض کم قیمت کے کرتا ہے جسکی نسبت مشتری کا انکار ہے شرع کے بموجب مدعا علیہ کا بیان حلفی معتبر متصور ہونا چاہیے دونونکو حلف دینا چاہیے کیونکہ شفیع بمقابلہ مشتری مدعی نہین ہے نہ مشتری بمقابلہ شفیع کے اور شفیع کو اختیار ہے چاہے جایداد مذکور کا دعوی کرے یا دعوی سے دست بردار ہو پس دونونکو حلف نہین

دلایا جاسکتا - اگر دونون وجہہ ثبوت بیش کرین تو حنیفہ اور محمد کے قول کے بموجب شفیع کی وجہہ ثبوت کا زیادہ تر اعتبار کرنا چاہیے +

مقدمہ ۸

س ۱ - ایک قطعہ اراضی بیع کیا گیا اوسکے ایک جانب ہندو کا مندر اور دوسری جانب ایک شخص کی جایداد ہے مندر کا مہتمم اور شخص مذکور دونون شفع کے حق کا دعوی کرتے ہین اسصورت مین فریقین سے کس شخص کا استحقاق زیادہ ہے +

صورت جسمین حنیفہ اشخاص معاوضہ شفع ہون +

ج ۱ - صورت مذکورہ بالا مین فریقین سے کسی کو ترجیح نہین ہے حق شفع کے دونون دعویدار مساوی ہین اور تمیت جایداد بحصص مساوی ادا کرنے کے بعد ہر ایک مستحق پانے ایک نصف کا ہے چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ "جب حق شفع کے متعدد اشخاص مستحق ہون تو سب کا استحقاق مساوی متصور ہوگا اور انکی جایداد کی کمی وبیشی پر لحاظ نکیا جایگا" اور علی ہذا القیاس اوسی کتاب مین یہہ لکہا ہے کہ "اصول شفع مسلمان اور ذمی کی نسبت بذات مساوی موثر ہین اور تعمیل ان کی دونون پر یکسان واجب ہے اور اسطرح کا استحقاق جملہ حالتون مین صورت مساوات رکہتا ہے اور یہی وجہہ ہے کہ مرد یا عورت بالطفل یا بالغ یا مرد نیک یا فاسق یا شخص آزاد یا رق مکاتب یا ماذون کو استحقاق شفع یا خصومت بطور مساوی پہنچتا ہے"

س ۲ - اگر جایداد مشفوعہ کی نسبت کچہہ تنازع دار ہو تو اس وجہہ سے شفع کا دعوی ناجائز ہو جایگا یا نہین +

شفع کا دعوی اس جایداد کی نسبت جو متنازعہ ہو

ج ۲ - جس شخص کو شفع جار کا استحقاق حاصل ہو اسکا دعوی ہر صورت درست ہے جایداد مذکور متنازعہ ہونیکی جہت سے شفع کا استحقاق باطل نہین ہو سکتا +

مقدمہ ۹

س - ایک شخص نے اپنی اراضی ایمہ کو بیع بالوفا کے طور پر دس برس کے واسطے بیع کیا اور بیع بالوفا دار کو جایداد مذکور پر متصفہ واقعی دلایا اور چند سال کے بعد بایع مذکور نے بیع بالوفا دار کا زر بیہ ادا کرنے کے واسطے جایداد مذکور کو شخص ثالث کے ہاتہہ بذریعہ بیع کامل فروخت کیا - اسصورت مین اس عرض کے مالک کا دعوی شفع جسمین اراضی ایمہ مذکور واقع ہے قابل سماعت ہے یا نہین اور مالک مذکور زر مالکانہ پاتا رہا ہے +

ج - اگر حاکم اہل اسلام کوئی ملک فتح کرے تو اوسکو اختیار ہے کہ وہ اصل قابضان اراضی کو پہر آباد کرے اور اون سے مالگذاری لیے یا اراضی مذکور کو اونہی شرایط پر ملک کے اور باشندگان کے متصفہ مین منتقل کرے یا اپنی فوج کے سپاہیون مین بدین شرط کہ محاصل سالانہ کا دسوان حصہ داخل کیا کرین تقسیم کردے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح کے اوایل زمانہ مین کل اراضی داخل بیت المال متصور ہوتی ہے حاکم کو اختیار ہے کہ اپنے حکمران ہونے کے زمانہ مین اراضی کا محاصل داخل خزانہ عامرہ کرے اور کسی جزو اراضی کا استحقاق مالکیت کسیکو عطا نکرے اور اراضی کو اجارہ پر دے علی ہذا القیاس حاکم وقت کو اختیار ہے کہ جو اراضی بسبب لاوارث فوت ہونے مالکان سابق کے داخل بیت المال ہو اوسکو اجارہ پر دے نسخہ بحر الرایق کے مصنف نے بیان مسئلہ شیخ ابن حمام کے اوس اراضی کی نسبت جو شہر کے اندر واقع ہو یہہ لکہا ہے کہ "جو اراضی شہر اندر واقع ہو وہ قابل ادا خراج نہین ہے لیکن چونکہ شہر مین کوئی ایسا شخص نہین ہوتا جس سے اراضی کا خراج لیا جاتا لہذا اسکی بابت خراج بصورت کرایہ مکان

+ اصول شفع صفحہ ۱۲ - ابو یوسف کی رائے مخالف ہے اسکے نزدیک سنتری کا وجہہ ثبوت زیادہ تر قابل اعتبار ہے لیکن مصنف مذکور کی دلایل کی تردید ہدایہ مین بخوبی ہوئی ہے - ترجمہ سلیمن صاحب جلد سوم صفحہ ۵۰۰ ملاحظہ کیا جاے - اسمقدمہ مین جو فتوی دیا گیا ہے وہ شہادت کے قواعد عامہ کے مطابق ہے یعنی مدعا علیہ کا حلف زیادہ تر قابل اعتبار ہے اور مدعی کا وجہہ ثبوت +

لیا جاتا ہے" — یہی کیفیت ہندوستان کی بھی پائی جاتی ہے یعنی اکثر ملک حاکم کے قبضہ مین فتح کے ذریعہ سے آیا ہے اور بہت سی اراضی بعد فتح کے ملکیت سرکار ہوگئی ہے یا بسبب وفات یا بالکان سابق اور موجود نہونے اون کے وارثون کے اراضی معافی ضبط ہوگئی ہے اور بعض شخص مقدم یعنی سرگروہ مواضع مساجران کہلاتے ہین اور وے مالک تصور کیے جاتے ہین اور اون کو محاصل اراضی سے کچھ حق نامزد نا لکار یا مالکانہ ملتا ہے اور جیسا کہ حاکم وقت کو اختیار ہے کہ جب وقت چاہے مطالبہ بابت اپنے خراج کے چھوڑ دیوے ویسا ہی یہہ بھی اختیار ہے جو شخص مستحق متصور ہو اوسکو اراضی بطور معافی عطا کرے اس باب مین گو اختلاف ہے کہ جو اراضی حاکم کی جانب سے عطا ہووہ موہوب الیہ کی ملکیت سے متصور ہوسکتی ہے یا نہین لیکن وجوہ اختلاف ایسے ہین جنکا بیان کرنا اس موقع پر فضول ہے — حقیقت یہہ ہے کہ موہوب لہ کو بعد استحقاق پہنچتا ہے جو اوسکو انتقال کی رو سے حاصل ہو اخواہ وہ استحقاق صرف بابت معافی خراج کے ہو یا بابت تبض و دخل بالکانہ اوس اراضی کے جو بیشتر سرکار کی ملک ہے ہو — نسخہ محیط مین یہہ لکھا ہے کہ "جو جاید اد بذریعہ عطیہ دوام کے واسطے پڑے وہ ملکیت مطلق تصور کیجاتی ہے" اور مختصر المحیط بھی یہہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے ابو حنیفہ سے یہہ سوال پوچھا کہ اگر بادشاہ کچھ مال خزانہ عامرہ سے کسی شخص مستحق کو عطا کرے تو ایسا موہوب لہ مالک مطلق متصور رہیگا یا نہین ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ موہوب لہ کو مال مذکور کے بطور مالک صرف کرنیکا اختیار ہے اسی شخص نے ایک اور سوال پوچھا کہ اگر موہوب الیہ وارث چھوڑ کر مریجاے اور اوسکی وفات کے بعد حاکم عصر وہی جاید اد کسی اور شخص کو عطا کردے تو عطیہ ثانی جائز ہے یا نہین ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ عطیہ ثانی ناجائز و باطل ہے تعہد واقعی اس مسئلہ کی صرف ایسی جاید اد کی نسبت صادق آسکتی ہے جو حسبانی اور قابل قبضہ واقعی ہو اور غیر حسبانی یا ایسی شے کی نسبت جسمین کمی بیشی کا احتمال ہو مثلاً آمدنی خراج کی نسبت اطلاق اسکا نہین ہوسکتا و الیان ہندوستان فرمان کے ذریعہ سے اراضی عطا کرتے تھے اور فرمانون مین عہدہ داران محصل کے نام یہہ حکم ہوتا تھا کہ یہہ پیمائش اراضی اور تصریح اوسکی حدود کے بایند گان عطیہ کو اوسپر دخل کامل دلایا جاے اور اسطرحکی عطیات کی رو سے صرف محاصل کا استحقاق حاصل نہین ہوتا تھا بلکہ حقیت کا اور اسی نظر سے عہدہ داران مذکور اراضی کی پیمائش کرکے بتصریح حدود اوسکے اوسپر بایندگان عطیہ کو ان زمینداروں کی رضامندی سے جنکے علاقہ مین وہ واقع ہوتی تھی قابض کراتے تھے اور جب زمینداروں کے ساتھ بندوبست کیا جاتا تھا اوسوقت بابت اسقدر اراضی کے جو اون کے علاقہ مین لی جاتی تھی خراج منہا کردیا جاتا تھا سوال سے واضح ہوتا ہے کہ زمیندار کا دعوی شفع اسقدر مین اس غرض پر مبنی ہے کہ ایمہ دار مالک مطلق ہے اور بلحاظ رواج اس نواح کے جسمین یہہ سوال متعلق ہے ایمہ دار کو اراضی کے بیع کرنے یا اجارہ دینے کا اختیار حاصل ہے ایسی صورت مین دعوی شفع کا اوس زمیندار کی جانب سے جسکے علاقہ مین اراضی واقع ہے بوجہ قرب و اختلاط دونون علاقون کے صحیح و جائز ہے ✦

س ۲ — شفیع کو اسقدر زرثمن دینے سے انکار ہے جو مالک اراضی مشفوعہ طلب کرتا ہے اور شفیع مذکور ایک رقم خاص سے زاید قیمت نہین دیا چاہتا بعد ازان مالک اراضی مذکور کو معوض زرثمن معہودہ اپنے شخص ثالث کے ہاتھہ بیع کیا ایسی صورت مین شفیع کو بعد اس معاملہ کے نالش شفع دائر کرنیکا استحقاق پہنچتا ہے یا نہین

ج ۲ — جبتک اراضی فی الواقع دوسرے شخص کے ہاتھہ بیع نہوئی ہو شفع کا دعوی قایم نہین ہوسکتا اور سوال سے واضح ہوتا ہے کہ شفیع نے قبل بیع یعنی جبتک بیع واقع نہوئی استحقاق شفع کے اراضی کے اپنے سے انکار کیا اور بیان کیا کہ مین زیادہ قیمت نہین دیسکتا چونکہ اسکی جانب سے انکار قبل

اراضی کا بیع شرعاً جائز ہے اور جیسا زمیندار کے علاقہ مین اراضی مذکور واقع ہے اوسکو شفع کا استحقاق پہنچتا ہے ✦

اگر شفیع زرثمن کہ جسپر بیع واقع ہوئی ہو دینے سے انکار کرے جبکہ بیع قبل طلب کیا ہو تو استحقاق شفع زائل ہوجاتا ہے ✦

بیع یعنی مبنیر قایم ہونے استحقاق شفع کے ہوا لہذا یہہ انکار سابق اسکا مزیل دعوی شفع ما بعد نہین ہوسکتا لیکن اگر بیع ہوجانیکے بعد شفیع نے اراضی کو بعوض اسی قیمت کے خریدنا چاہا جو وہ مبنیر دیا جاتا تہا اور جو قیمت باہم بایع و مشتری کے قرار پائی ہو اسکا دینا منظور نہو تو اسطرحکا انکار مرجح بمنزلہ دست برداری استحقاق شفع کے ہے +†

† اس سوال کی اصل یہہ ہے کہ ضلع شاہ آباد کی عدالت مین ایک مقدمہ وابر ہوا اور عدالت مذکور کے مفتی نے فتوی اس مضمون سے دیا کہ زمیندار کو استحقاق شفع حاصل نہین ہے اور اپنی رائے کی تائید مین اونہون نے یہہ لکہا کہ اراضی امیہ جو زمیندار کے علاقہ مین واقع ہے قابل بیع نہین ہے کیونکہ امیہ دار صرف حق سرکار کا مالک ہے اور سرکار نے اوسکو اپنا حق بعد منہائی مالکانہ بقدر دسوین حصہ کے دیدیا ہے پس امیہ دار کو اراضی مین کچہہ استحقاق کامل حاصل نہین ہے بلکہ اسکو صرف بقدر اپنے محاصل کے حق پہنچتا ہے اور محاصل کی بابت شفع کا دعوی نہین ہوسکتا بعد ازان یہی سوال پٹنہ کی عدالت اپیل کے مفتی سے پوچہا گیا جو اب اسکا خلاف جواب مفتی شاہ آباد کے تہا اور اس اختلاف کی جہت سے بہیجا جانا سوال کا صدر دیوانی عدالت مین مناسب تصور ہوا چنانچہ پہلے سوال کے جواب مین مفتیون نے بنظر تردید اس رائے کے کہ عطیہ شاہی مین حق محدود حاصل ہوتا ہے بطوالت بحث کی ہے اور یہہ لکہا ہے کہ بعض صورتون مین اس قسم کے عطیات سے حق مالکیت کامل حاصل ہوتا ہے یہی قاعدہ قوانین سرکاری مین بہی تسلیم کیا گیا ہے اور اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ جن شخصونکو عطیات شاہی حاصل ہوئے اور معافی صورونی اون کی حاکم مجاز کے حکم سے بعد حاصل ہونے حکومت دیوانی کے سرکار کمپنی کو منظور ہوئی ان شخصونکو مثل زمینداران خراج گذار کے استحقاق منتقل کرنے اپنی اراضی کا حاصل ہے اور اسمقدمہ مین جو اختلاف رائے ہوا اوسکی وجہہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ چند مفتیونکو امیہ داران کو صرف بقدر پیداوار کا مستحق تصور کیا جو درصورت خراجی ہونے اراضی کے حق سرکار ہوتا اور بقیہ حق اصل مالک کا سمجہا گیا اور باقی مفتیونکی یہہ رائے ہوئی کہ امیہ دارونکو کل اراضی معافی پر استحقاق کامل پہنچتا ہے اور اصل زمیندار محاصل کا دسوان حصہ پاتا ہے اور اسی جہت سے زمیندار مذکور ہر شخص سے جسکے ہاتہہ اراضی منتقل ہو حصہ مذکور پانیکا مستحق ہے چنانچہ پہلی رائے نہایت معقول اور رواج کے مطابق معلوم ہوتی ہے اور اگر پہلی رائے زیادہ تر صحیح تصور کیجاتی تو اسصورت مین حق شفع لازم نہین آتا کیونکہ اس حالت مین صرف محاصل کا بیع ہوا ہوتا حالانکہ مطابق دفعہ ۳ اصول شفع کے شفع کا استحقاق مال منقولہ سے متعلق نہین ہے +

چوتھا باب

نظائر ہبہ

مقدمہ ۱

س - ایک شخص نے تین وارث چہوڑکر وفات پائی اور اسنے اپنی حین حیات ہبہ نامہ ان مین سے ایک کے نام یا اپنی کل جایداد منجملہ وصی اور دیگر کے تحریر کیا اب فعل اسکا جائز ہے یا نہین اور اگر جائز ہے تو ثبت ہونا باقی وارثون کے دستخط کا ہبہ نامہ پر ضرور ہے یا نہین اور ایسی شہادت وا سطے اسکے جواز کے لابد متصور ہے یا نہین +

ج - اگر واہب یہہ کرتیوقت صحیح الحواس اور تندرست ہو تو جائز ہے کہ وہ اپنی کل جایداد منجملہ چند وارثون کے ایک وارث کے نام بذریعہ

یہہ ہبہ جائز ہے یا بعد موت باطل ہوجاتا ہے

منتقل کردے اور گروہ ہبہ کے وقت بیمار ہو تو بھی ہبہ جائز ہے الّا اسصورت مین کہ وہ بیماری سے شفا پائے لیکن اگر ایسی بیماری کے باعث سے وہ وفات پائے تو واہب کی جایداد کا انتقال صرف ایک ثلث کی نسبت درست متصور ہوگا یعنی موہوب لہ صرف ایک ثلث پانیکا مستحق ہوگا اور باقی دو ثلث اسکے اور وارثون مین تقسیم ہونگے † چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ "عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جایداد کی نسبت کسیطرح کی ایسی دست آویز لکھدے جسکا نفاذ فوراً منظور ہو یعنی اوسکے وفات کی قید نہو تو دست آویز مذکور اسکی کل جایداد کی نسبت درست ہوگی اور اگر وہ بیمار ہے تو صرف ایک ثلث کی نسبت ۔ اور یہبھی واضح ہو کہ بیماری جس سے کوئی شخص شفا پاوے بمنزلہ تندرستی کے تصور کیجاتی ہے کیونکہ شفا پانیکے بعد ظاہر ہے کہ کوئی اور شخص مستحق اوسکی جایداد کا نہین ہے" دست آویز کے جواز کے واسطے شہادت اور وارثون کی فرار نہین ہے وجہ بلا ان کی شہادت کے بوجہ الوجوہ صحیح ہے اسکی صداقت شخص اجنبی کی گواہی سے ہوسکتی ہے علاوہ اسکے گواہون کی شہادت سوا نکاح کے اور کسی معاہدہ مین ضرور نہین ہے اور اسطرح کی گواہی بحالت ضرورت صرف مقدمات مرجوعہ عدالت مین درکار ہوتی ہے ۔

نکاح کے علاوہ اور کسی معاہدہ کیلئے گواہون کا ہونا ضرور نہین ہے ۔

مقدمہ ۲

س ۔ ایک شخص نے اپنی جایداد اراضی سے بارہ آنہ کا حصہ زوجہ کے نام حسب ضابطہ ہبہ کردیا بعد ازان زوجہ نے قابض و متصرف ہوکر اوسے اپنے پوتے کی زوجہ کے نام زبانی ہبہ کیا ایسا زبانی ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہین اور اسکی وجہ سے پوتے کی زوجہ اسطرح پر منتقل کی ہوئی جایداد پاسکتی ہے یا نہین ؟

ج ۔ اسصورت مین اگر واہب نے جایداد اراضی کو ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کرکے علیحدہ کردیا ہو اور زوجہ کا اوسپر قبضہ کامل کرادیا ہو تو ایسا ہبہ شرع کی رو سے درست اور صحیح ہے اور اگر بعد ازان موہوب لہا نے اسطرح پر حاصل کی ہوئی جایداد اپنے پوتے کی زوجہ کے نام زبانی ہبہ کرکے اوسکو اوسپر قابض کرادیا ہو تو یہہ ہبہ بھی درست اور صحیح متصور ہونا چاہیے بشرطیکہ عمل مین آنا اس معاہدہ کا دو مردون یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے ثابت ہو ۔ ‡

اراضی کا زبانی ہبہ جائز ہے ۔

مقدمہ ۳

س ۔ ہبہ بالعوض یا بلا عوض بایع ایسی جایداد جسکا تعین ہوا ہو یا جسکی تعریف دیگر جایداد سے عمل مین نہ آئی ہو جائز ہے یا نہین ؟

ج ۔ ہبہ بالعوض یا بلا عوض جایداد غیر معینہ کا ناجائز ہے الا اس صورت مین کہ تعین اسکا ممکن ہو یا علیحدہ کی اسکی عمل مین آسکتی ہو لیکن ایسی جایداد کا بیع ہوسکتا ہے اور نفاذ اسکا بقدر استحقاق بایع کے ہوگا اور اس سے ان شخصون کے استحقاق مین جو شریک معاہدہ نہون کچھ خلل واقع نہوگا ۔

ذکر اس ہبہ اور بیع کا جسکا تعین نہوا ہو ۔

مقدمہ ۴

س ۔ ۱ ۔ ایک شخص تین زوجہ چھوڑ کر مرگیا اول زوجہ سے ایک پسر اور دختر اور دوسری اور تیسری سے ایک ایک دختر تھی قبل وفات کے اوسنے اپنی تینون زوجہ کے نام کل جایداد کا ہبہ نامہ لکھدیا لیکن جایداد مذکور ان کے باہم تقسیم نکی اور نہ انکو قابض کرایا اس صورت مین ایسا ہبہ نامہ درست ہے یا نہین اور دست آویز مذکور کے ذریعہ سے زوجگان کے وارث جایداد پر قابض ہوسکتے ہین یا نہین ؟

† لیکن چونکہ موہوب لہ وارث ہے لہذا وہ بلا رضامندی اور وارثون کے ایکمشت پانیکا بھی مستحق نہین ہے ۔ اصول ہبہ دفعہ ۱۱ ۔

‡ اصول مطالبات دفعہ ۳ ۔

ہبہ فی مشترکہ جو تین شخصون کے نام کیا گیا ہو اور جسے اسپر دخل بھی نہوا ہو ناجائز ہے

ج ۱ - ہبہ نامہ جائز نہین ہے واہبکے وارث اوسکی جایداد وراثتاً پائینگے ۔ †

س ۲ - اگر منجملہ زوجگان کے کوئی زوجہ یا ان کے وارثون مین کوئی شخص جزو اراضی کو جو زوجگان کے شوہر متوفی کی تہی بذریعہ ہبہ یا بیع منتقل کرے تو ایسا بیع یا ہبہ کسی قدر جائز متصور ہوگا یا نہین ۔

اپنے استحقاق سے زیادہ ہبہ کرنا جائز نہین ہے اور بقدر اپنے استحقاق کے بیع کرنا جائز ہے

ج ۲ - عمل مین آنا ہبہ کا منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کسی شخص کی جانب سے جائز نہوگا لیکن انمین سے ہر ایک کو اپنے اون حصص جائز کے بیع کرنیکا اختیار ہے جو اونکو وراثتاً ملے ہون مگر وے اپنے حصونکو بتعین بیا پیش اراضی کے بیع نہین کر سکتے ۔ ‡

مقدمہ ۵

س - ایک عورت نے دو شخصون کے نام ہبہ نامہ لکھدیا اور اپنی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے حقوق منتقل کردیئے اور اونسے یہ بھی اجازت دی کہ جایداد کو آپسمین تقسیم کرلین چنانچہ اونہون نے جایداد کو دو یا تین مہینے بعد ہبہ کے باہم تقسیم کرلیا - ایسا امر شرعاً درست ہے یا ہبہ نامہ کے جواز کے لئے انتقال جایداد کے وقت اوسکا تقسیم ہونا ضرور رہتا ۔ +

اگر دو شخصون کے نام ہبہ ایسی جایداد کا جو تقسیم کے قابل ہو عمل مین آئے تو قبل حوالہ کرنیکے تقسیم کردے تاکہ مشاع یعنی غیر مفرز ہونیکا اعتراض عاید نہو اور قبضہ کامل جو ہبہ کے جواز کیلئے ضرور ہے حاصل ہوجائے معہذا متبین معلوم ہوتا ہے کہ موہوب لہم برضامندی واہب کے دو یا تین مہینے بعد تحریر دست آویز انتقال کے جایداد آپسمین تقسیم کرلی ہبہ امر جائز نہین ہے اور اسکے جائز ہونیکے واسطے ضرور رہتا کہ جایداد حوالہ کیجانیکے وقت تقسیم کیجاتی ۔ ‡

مقدمہ ۶

س - ایک شخص نے اپنے بیٹے کے نام ہبہ نامہ تحریر کیا اور اوسکی رو سے ایک ایسی جایداد کا استحقاق مالکیت اسکو دیا جسپر واہب قابض نہ تہا مگر اسکے حاصل کرنیکے واسطے اپنے اپنی زوجہ کے نام نالش دایر کی تہی اور اوسی ہبہ نامہ کے ذریعہ سے اسنے اور حقیت اراضی بہی جسپر وہ قابض نہا منتقل کی تحریر دست آویز کے ایک مہینہ بعد واہب نے وفات پائی موہوب لہ ہبہ نامہ مذکورہ کی رو سے جایداد متنازعہ کی نسبت دعوی پیش کرتا ہے

† شرع کے بموجب ایسا معاہدہ خواہ وہ وصیت سے متعلق ہو یا ہبہ سے ناجائز قرار دینا چاہیئے - پہلی صورت مین وہ خلاف شرع اس باعث سے ہے کہ مسلمان کو اپنی جایداد کے ایک ثلث سے زیادہ وصیت کرنیکا اختیار نہین ہے اور دوسری صورت مین قبضہ کا ہونا ضرور ہے ۔

‡ اس رائے کی وجہ یہ ہے کہ ہبہ کے جواز کیلئے قبضہ دلانا ضرور ہے لیکن چونکہ زوجگان کے حصص کی تصریح نہین ہوئی تہی لہذا ایسی شے پر جو نامعلوم اور غیر مشاع ہو قبضہ نہین ہوسکتا بخلاف اسکے بیع جائز ہے کیونکہ ایسے معاہدہ کے جواز کے لئے فوراً قبضہ دلایا جانا ضرور نہین ہے تقسیم کی رو سے حصہ مبیعہ کی تصریح اور تنقیح ہوجانیکے بعد قبضہ دلایا جاسکتا ہے - اصل یہ ہے کہ بیع بایع کے حق و حقوق کا ہے جسکی تنقیح آیندہ ہوگی لیکن بیع کرنا بجا ہے بیا پیش راضی اس صورت مین کہ تعداد نامعلوم اور غیر مشاع ہو باطل و ناجائز ہے ۔

ضلع شاہ آباد کی عدالت کے مفتی نے اس سوال کے جواب مین جائز ہونا ایسے امر کا قرار دیا اور اوسکے نزدیک تقسیم کرنیکی نسبت زوجہ کی اجازت ہبہ کے جواز کیلئے کافی تہی کہ یہ تقسیم اور موہوب لہم کی جانب سے اوسکا نفاذ دو یا تین مہینے بعد انتقال جایداد کے عمل مین آیا اگر جبکہ اور شعبہ

ایسی صورت مین دعوی اسکا ہبہ نامہ کے ذریعہ سے درست ہے یا نہین ؟

ہبہ اس جایداد کا جو حین حیات واہب کے قبضہ مین نہو ناجائز و باطل ہے

ج - ہبہ اس جایداد کا جو حین حیات واہب کے قبضہ مین نہو ناجائز و باطل ہے اور جس دست آویز کی رو سے ایسا ہبہ عمل مین آئے وہ غیر مؤثر ہے کیونکہ ہبہ کا لازمہ قبضہ ہے اور ہبہ ایجاب بقبول قبضہ کے ذریعہ سے جائز ہوتا ہے اور ہبہ ہونے کی صورت مین دخل کا ہونا واسطے ثبوت حقیت مالکیت کے ضرور ہے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ ہبہ کا جواز بذریعہ ایجاب و قبول اور قبضہ کے ہوتا ہے اور حضرت پیغمبر نے فرمایا ہے کہ ہبہ بغیر قبضہ کے جائز نہین ہے علی ہذا القیاس اگر شیے موہوبہ رہن ہو یا اوسکو کسی شخص نے غصب کر لیا ہو تو اوسکا ہبہ بھی جائز نہین ہے اور شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ ہبہ کی تکمیل قبضہ کامل سے ہوتی ہے - چونکہ ہبہ ناجائز ہے لہذا موہوب لہ کا دعوی قابل سماعت نہین ہے اور ہبہ نامہ بابت اسقدر اراضی کے جسپر واہب کبھی قابض نہ تھا ناجائز ہے لیکن اور اراضی موہوبہ کی نسبت موہوب لہ استحقاق رکھتا ہے بشرطیکہ واہب نے اوسکو اراضی مذکورہ پر قابض کرایا ہو اور اگر واہب نے موہوب لہ کو اوسپر بھی قبل وفات اپنے دخل نہ دیا ہو تو موہوب لہ کا دعوی اوسکی بابت بھی قابل سماعت نہین ہے ؛

مقدمہ ۷

س - ایک شخص نے منجملہ ایک موضع کے کسیقدر جزو اراضی جسکا تعین نہین ہوا تھا اپنے نواسونکو دیا بعد ازان اوس نے بسبب وفات اپنے بیٹے کے کل اراضی موضع مذکور سمہ کل اور جایداد کے اپنے پوتے کے نام ہبہ کی لیکن شخص مذکور کے سوا جایداد منتقلہ مین اور شخص بھی شریک تھے اور ہبہ کے وقت ان کی وہ بیشیان بھی موجود نہین اور وہ جایداد موہوبہ پر حین حیات اپنے قابض رہا اور موہوب لہ کا دخل اسپر نہین ہوا اسطرح کا ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہین ؟

ہبہ کے ناجائز ہونے کی صورت

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے پہلا ہبہ جو نواسون کے نام ہوا باطل اور ناجائز ہے کیونکہ جایداد موہوبہ کا تعین نہین ہوا تھا اور اس سے استرداد ؛ عمل مین آیا اور ہبہ ثانی بھی جسکے ذریعہ سے کل اراضی سمہ کل جایداد شخص مذکور کے اوسکے پوتے کے نام منتقل ہوئی باطل اور ناجائز ہے کیونکہ واہب کو حقیت مطلق حاصل نہ تھی اور وہ خود اپنی حیات مین اوسپر قابض رہا اور موہوب لہ کو دخل نہین ملا پس جو شرائط کہ واسطے جواز ہبہ کے درکار ہین وے اس ہبہ مین نہین ہین ؛

مقدمہ ۸

س - ایک شخص نے دو بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑ کر وفات پائی اور بڑا بیٹا اپنی حین حیات پدر تولی کے جایداد پر قابض رہا اور مان اور چھوٹے بھائی کی پرورش کرتا رہا بعد ازان بڑا بیٹا علاوہ مان اور چھوٹے بھائی کے ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر فوت ہوا اور اسکے بعد باہم اوسکی زوجہ اور دختر اور بھائی کے یہ قرار پایا کہ منجملہ

اور آخر کار مفتیان متینہ صدر دیوانی عدالت سے پوچھا گیا تو جو مسئلہ اسجگہ بیان کیا گیا ہے وہی صحیح معلوم ہوا ؛

؛ اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ تقابض بدلین اسصورت مین نہین ہو سکتا جب واہب شیے موہوبہ پر قابض ہو اور اوسپر لحاظ نہین کیا جاتا کہ جایداد موہوبہ واہب کے قبضہ سے کسطرح پر جاتی رہی گو استحقاق اسکا صریح قایم ہو یا اوسپر اوسکو دعوی ہو جیسا کہ رہن یا غصب کی صورت مین ہوتا ہے - لیکن اگر واہب جایداد مذکورہ کو حاصل کر کے موہوب لہ کو اوسپر قابض کرا دے تو یہ امر کافی ہے ؛

؛ ہر چند موجب دفعہ ۱۲ اصول ہبہ کے ہبہ بالعموم مسترد نہین ہو سکتا لیکن اسصورت مین استثنا رخاص کیا گیا ہے جب واہب اپنے بیٹے یا پوتے کے نام کچھ جایداد ہبہ کرے یعنی ایسے ہبہ کے استرداد کو جائز قرار دیا ہے ؛

سولہ حصون جایداد اراضی یکے دس حصے اسکے بھائی اور مان کو لیں اور بقیہ چھ حصے اوسکی زوجہ اور دختر باہمن چنانچہ اقرار نامہ لکھا گیا
اور اوسکو جملہ اشخاص مذکور نے سوا رمتوفی کی مان کے مصدق کیا اور یہہ معلوم نہین ہوتا کہ مان شریک تحریر دست آویز ہوئی یا نہین اور
ہر چند اراضی کی تقسیم عمل مین نہین آئی لیکن اشخاص مذکورہ بالا اپنے حصون پر جداگانہ قابض ہکر محاصل سے متمتع ہوئے تھوڑے عرصہ بعد
بھائی نے منجملہ اپنے حصہ دس آنہ کے دو آنہ کا منافع ایک شخص اجنبی کے نام بصورت ہبہ منتقل کر دیا پس اگر واہب نے موہوب لہ کو اپنی حیات مین
قابض نکرایا ہو تو اسطرح کا انتقال اوسکی وفات کے بعد جائز ہے یا نہین اور اگر دخیل ہونا موہوب لہ کا فرض کیا جاے تو انتقال مذکور جائز ہے یا نہین
اور دونون صورتون مین صرف مان کو موہوب لہ کے بیدخل کرنیکا اختیار پہنچتا تھا یا نہین اور اگر متوفی کی زوجہ نے اپنے شوہر کی کل جایداد کو
موہوب لہ مذکور کے نام قبل تحریر ہونے اقرار نامہ کے قطعی ہبہ کر دیا ہو تو کیا صورت ہوگی ۔

ج ۔ مقدمہ کے کل حالات سے واضح ہوتا ہے کہ ہبہ ناجائز ہے اور بعد وفات واہب کے وہ قطعاً باطل و بیکار ہے اور جایداد منتقلہ واہب کے وارثون
کی طرف عود کریگی کیونکہ ظاہر ہے کہ صرف محاصل کا انتقال عمل مین آیا اور اراضی کل وارثون کی جایداد مشترکہ تھی اور تقسیم اوسکی عمل مین
نہین آئی حالانکہ شرع کے مطابق محاصل غیر موصولہ کا ہبہ بغیر اراضی کے قطعی ناجائز ہے اور قابض و متصرف ہونا یا نہونا موہوب لہ کا اراضی
مشترکہ کے محاصل پر قابل لحاظ نہین ہے کیونکہ دونون حالتون مین ہبہ ناجائز ہے اور جب تک شے موہوبہ کا تعین نکیا جاے قبضہ جائز متصور
نہین ہوسکتا پس ایسی حالت مین واہب کی ان یا اوسکا کوئی اور وارث موہوب لہ کے بیدخل کرنیکا مجاز ہے اور مان کو اپنے شوہر کی کل جایداد
کے ہبہ کرنیکا اختیار حاصل نہ تھا کیونکہ جایداد مذکور اوسکے کل وارثون کی حقیت مشترکہ تھی اور چونکہ خود اوسکا حصہ بھی مجمل اور ناقابل سلیم
قبضہ محکومہ شرع کے ہے لہذا اسکا ہبہ بھی ناجائز ہے اور بہر صورت ہبہ کلیہ باطل اور غیر صحیح متصور ہے چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ

جو درخت واہب کی اراضی پر پیدا ہون انکا یا ان کے پیداوار غیر موصولہ کا ہبہ بغیر ہبہ اراضی کے ناجائز ہے ۔

شیر غیر دوشیدہ اور اون جو بکرے کی پیٹھ سے تراشا گیا ہو اور فصل اور اشجار ایستادہ یا وہ میوہ جو درختون پر ہو اون اشیا سے ہین
جبتک تعین ممکن ہین اور جب تک اون کی علیحدہ گی واہب کی جایداد سے عمل مین نہ آئے اور بعد ازان اون کا قبضہ دیا جاے اون کا ہبہ ممنوع ہے
لیکن چونکہ اس صورت خاص مین درخت قطع نہین ہوئے تھے اور موہوب لہ کو واہب کی حیات مین حسب ضابطہ قبضہ حاصل نہین ہوا تھا لہذا
موہوب لہ کا وارث کسی فعل کے ذریعہ سے واسطے ثبوت جواز ہبہ کے دعویدار ہونیکا مجاز نہین ہے کیونکہ وہ معاملہ سے محض بے علاقہ ہے اور
ایجاب اسکی جانب سے نہین ہوا تھا بلکہ اسکے مورث کی طرف سے اور صورت مذکور تفریق اور قبضہ ملنے سے پیشتر مر گیا ہدایہ کے اس باب مین
جو نسبت استرداد ہبہ کے ہے یہہ لکھا ہے کہ اگر واہب مر جاے تو اوسکے وارثون کو معاوضہ ہبہ سے کچھ تعلق نہوگا کیونکہ شے موہوبہ اون کی
جانب سے نہین رہگئی پس چونکہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تفریق جایداد عمل مین نہ آئی اور نہ موہوب لہ کو اوسپر دخل ملا لہذا جایداد کا انتقال
واہب کی جانب سے اوسکی حیات مین نہین ہوا اور بعد اوسکی وفات کے وہ جایداد اوسکے وارثون کو پہنچی ہے ہدایہ مین بھی یہہ لکھا ہے کہ ہبہ
کی صورت مین قبضہ دینے کی نسبت حکم صریح ہے اور اسی وجہ سے قبضہ کامل لازمہ ہبہ ہے لیکن جو شیا قابل تقسیم ہین اون کے جزو مجمل کی
بابت قبضہ کامل حاصل ہونا ممکن نہین ہے کیونکہ جزو موہوبہ بغیر جزو مستثنا اوسکے قابض کا ممکن نہین ہے اور یہہ صورت قبضہ ناقص کی ہے اور وقایہ مین بھی یہہ لکھا ہے کہ
ہبہ کی تین قبضہ کامل ہے اور غرر و وقایہ مین یہہ ہے کہ جو شے قابل تقسیم ہو اوسکے جزو کا ہبہ جب تک جزو مذکور متصور ہو جائز نہین ہے یعنی قبضہ

شے مصرحہ پر ہونا چاہیے اور اس سے کوئی اور شے متعلق نہو پس ظاہر ہے کہ جس جایداد کا تعین نہوا اوسکا قبضہ بھی بذاتہ بلا تعین ہے اور اسی وجہ سے جائز متصور نہین ہوسکتا ۔

مقدمہ ۹

س ۔ ایک دختر صغیر کا باپ جو اسکا ولی جائز بھی ہے دختر سے تین منزل کے فاصلہ پر مقیم ہے اور دختر کی امانی کچھ جایداد اسکے نام ہبہ کردی اور چونکہ موہوب لہا نہایت صغیر سن ہے لہذا اوسکی جانب سے ایجاب ہبہ نہین ہوسکا اور بسبب دختر کی نابالغی کے اوسکی مان یعنی واہبہ جایداد موہوبہ پر قابض رہی ایسی صورت مین اسطرح کا ہبہ جسکے ذریعہ سے موہوب لہا کو قبضہ حاصل ہوا جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین ۔

ہبہ بنام موہوب لہا نابالغہ کے بحالت موجود ہونے ولی جائز ہے ۔

ج ۔ اگر مان نے خاص اپنی جایداد اپنی دختر صغیرہ کے نام جو اسکے پاس رہتی ہے ہبہ کی اور دختر کی جانب سے بسبب اسکی نابالغی کے ایجاب ہبہ نہو سکا اور اسی سبب سے جایداد موہوبہ واہبہ کے قبضہ مین رہی اور باپ اوسوقت کسی مقام بعیدہ پر رہتا تو ایسا ہبہ شرعاً جائز و واجب التعمیل ہے ایسی صورت مین مان کا قبضہ بمنزلہ قبضہ دختر کے متصور ہوگا اور جب مان نے رضامندی ظاہر کردی تو ہبہ بغیر قابض ہونے موہوب لہا کے مکمل ہے یہہ مسئلہ مطابق ہدایہ اور چند اور کتابون کے ہے چنانچہ جوہر نیر مین جو نکاح کا باب ہے اوسمین مصنف اور فتاوار کبری سے لفظ غیبت منقطع کی تصریح اسطور پر لکھی ہے کہ نابالغ کا ولی تین منزل کے فاصلہ پر ہو اور فتاوار سراجیہ مین اسی لفظ کی توضیح اسطور پر کی گئی ہے کہ ولی تین روز کی راہ پر ہو اور رسول الارکان مین اس لفظ کی نسبت یہہ لکھا ہے کہ ایک منزل سے اسقدر مسافت مراد ہے جو ایک شخص پر فتار مناسب سال کے جہوٹے سے چھوٹے دن مین طلوع آفتاب سے غروب تک طے کر سکے ۔

مقدمہ ۱۰

س ۔ دو بہائیون کا ترکہ تمام و کمال ان کی زوجگان کو ملیگا یا نہین اور اگر کل انکو نہین ملیگا تو وہ کس قدر حصہ کی مستحق ہین اور باقی جایداد کسکو ملیگی اور زوجگان کو اپنے شوہر متوفی کی جایداد کے ہبہ کرنیکا اختیار ہے یا نہین اور اگر ہے تو ہبہ نامہ جو اونہون نے اپنے شوہر کے ورثا سے ایک شخص کے نام تحریر کیا شرعاً صحیح ہے یا نہین ۔

ج ۔ اگر شوہر کا ترکہ واسطے ادا دین مہر زوجگان کے جسکے دعوی کا انکو استحقاق پہنچتا ہے کافی نہو تو کل ترکہ ان کو ملنا چاہیے اور اگر ادا ہونا دین مہر کا اس سے بخوبی ممکن ہو تو پہلے وہ ادا کیا جائے اس سے جو کچھ بچے ایسے چار حصے کئے جائین منجملہ ان کے ایک ربع زوجگان کو بذریعہ وراثت شوہر کے ملیگا بشرطیکہ اون کے یا اون کے بیٹے کے اولاد نہوا اور اگر دین مہر واجب نہوا اور اسکا ایفا کسیطرح پر ہوگیا ہو تو کل ترکہ کا ایک ربع زوجگان کو ملیگا اور بقیہ تین ربع شوہر کے اور وارثون کو دیئے جائین گے اور اگر زوجگان اپنے شوہر کی جایداد پر بذریعہ استحقاق مالکیت مثلاً بعوض دین مہر کے قابض ہوئین تو انکو اسکے ہبہ کرنیکا اختیار ہے ورنہ وہ مرشد بقدر اپنے حصہ کے ہبہ کرسکتے ہین اور شوہر کی کل جایداد کا ہبہ جو

† اس قاعدہ کی وجہ یہہ ہے کہ جو درخت اراضی پر نصب ہون اور قطع نہ کئے گئے ہون وہ زمین سے متعلق متصور کئے جاتے ہین اور زمین ایک جایداد جداگانہ ہے اور یہہ مین داخل نہتی پس یہہ کی رو سے شے موہوبہ پر بغیر استعمال قبضہ اوس شے کا جو یہہ نہین ہوئی قبضہ نہین ملسکتا اور یہی اعتراضات مماثل پر موصول کے یہہ کی نسبت بھی صادق آتے ہین اور قطع نظر اسکے جس شے کا وجود زمانہ آیندہ پر منحصر ہو اوسکا ہبہ بھی ناجائز و باطل ہے مگر ایسے پیدا کرنیکا ذریعہ موہوب لہ کو حاصل ہوگیا ہو ۔ ۱۲ منہ ۔ اصول یہہ ۔

۱ کیسکے ایک وارث کیے نام ہوا ہے ناجائز ہے شوہر کیے وارث سے نے جو جایداد پہلی صورت مقروضہ مین بذریعہ قبضہ کامل ہبہ کی وہ موہوب لہ کی ملکیت خاص متصور ہوگی اور دوسری صورت مین موہوب لہ صرف بقدر حقوق واہبون کیے جایداد پائیگا اور بقیہ جایداد ان شخصون کو ملیگی جو استحقاق وراثت کی رو سے مستحق ہون کیونکہ قابض نہونا واہبان کا بذریعہ استحقاق مالکیت مطلق کے موجب عدم جواز و ابطال ہبہ مستصور نہین ہوسکتا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ تعین نہونا ان کے حصون کا بزمانہ مابعد + معلوم ہوا ہر چند زوجگان ہبہ نامہ کیے تحریر ہونیکے وقت جایداد موہوبہ پر قابض نہ تھین لیکن اگر موہوب لہ ان کی رضامندی سے بذریعہ فیصلہ عدالت بعد ازان قابض ہوگیا تو قابض نہونا واہبان کا ہبہ کیے وقت ایسے عدم جواز کیے لیئے کافی نہین ہے + بحر الرائق مین در باب ہبہ قرضہ یافتنی کیے یہہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا قرضہ یافتنی دوسرے شخص کو جو اسکا قرضدار نہین ہے ہبہ کرکیے اوسکو ہدایت کی کہ قرضہ مبراد صول کرکیے اپنے تصرف مین لاؤ تو ایسا ہبہ جائز ہے ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین قرضہ منتقلہ واہب کے قبضہ مین نہ تہا لیکن یہہ باوجود اس امر کیے جائز ہے اور موہوب لہ بعد وصول کرنیے قرضہ کیے اسکا مالک مطلق متصور ہوگا اور یہی صورت اسمقدمہ کی ہے کیونکہ ہبہ نامہ کیے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ واہبان نے موہوب لہ کو واسطے حاصل کرنیے قبضہ کامل کیے ہدایت کی ہے +

عدم تعین جایداد موہوبہ کیسکے ہبہ بہ کیے معلوم ہونے کیے

مقدمہ ۱۱

س ۱ - اگر آقا اپنے غلام کیے نام کل جایداد اپنی ہبہ کردیے تو شرعاً واسطے جواز ایسے ہبہ کیے اوّل آقا پر آزاد کرنا غلام کا واجب ہے یا نہین +

ہبہ بنام غلام

ج ۱ - اگر آقا غلام کیے نام اپنی کل جایداد بغیر مستثنیٰ کیے آزاد کرنیے غلام کیے ہبہ کرکیے تو ایسا ہبہ باطل و ناجائز متصور ہوگا کیونکہ جو شے غلام حاصل کریگا آقا اوسکا مالک ہے پس اگر آقا غلام کیے نام جایداد ہبہ کیا چاہیے تو اوّل آزاد کرنا غلام کا شرعاً لازم ہے +

س ۲ - ایک ہبہ نامہ مین یہہ لکھا گیا کہ واہبان نے موہوب لہ کو کل اراضی واقعہ فلان مقام قطعاً ہبہ کی اسطرح کا ہبہ نامہ بحالت عدم تصریح حدود اراضی کیے ناقص تصور کیا جائیگا یا نہین +

اگر اراضی کیے حدود معروف ہون تو ہبہ نامہ مین ان کی تصریح ضرور نہین ہے

ج ۲ - اگر اراضی موہوبہ کی حدود معروف ہون اور ان کی تصریح کی ضرورت نہو اور نہ ان کی نسبت کسیطرح کا شک واقع ہو تو ہبہ کیے وقت ان کی تصریح ضرور نہین ہے اگر ہبہ نامہ مین حدود درج نہوئی ہون تو نہ لکھا جانا ان کا بسبب ہونیکے متصور ہونا چاہیے کیونکہ اس قسم کی دست آویزات شرعی مین حدود کا لکھنا دستورات سے ہے لیکن ایسے سہو کیے سرزد ہونیسے یہہ ناقص نہین ہوسکتا اور اگر

+ مراد اس سے یہہ ہے کہ جسوقت کوئی شخص جایداد کسی کیے نام ہبہ کردیے اوسوقت واہب بظاہر اوسکا مالک مطلق ہو لیکن اگر یہہ ہبہ کسی زمانہ مین حقدار ہونا شخص ثالث کا نسبت ایک جزو جایداد موہوبہ کیے ثبوت کو پہنچے تو ایسی حالت مین موہوب لہ بقدر حقیت واہب کیے بلا لحاظ اس امر کیے کہ غیر معین ہونا جایداد کا بزمانہ مابعد دریافت ہوا مستحق ہوگا یعنی گو یہہ امر بزمانہ مابعد دریافت ہو کہ واہب ہبہ کیے وقت کل جایداد موہوبہ کا مالک مطلق نہ تہا تو بہی یہہ بقدر اپنیکے حصہ خاص کیے جائز سمجہا جائیگا اور اگر شخص ثالث کیے استحقاق کا وجود جایداد موہوبہ کی نسبت ہبہ کیے وقت تسلیم ہوا ہوتا تو ایسا نہوتا کیونکہ ایسی حالت مین یہہ ابتدا سے کالعدم و غیر صحیح تصور کیا جاتا +

+ لیکن یہہ ضروری ہے کہ بقدر حصہ خاص کیے موہوب لہ کو قابض کرادینے مگر جسقدر ہونا اقرار جدید کا ہبہ کی نسبت لازم نہین ہے اور گو یہہ قطعاً ضروری نہین ہے کہ کل جایداد موہوبہ واہب کیے قبضہ مین ہو لیکن جو جایداد کا وقت ہبہ کیے ہونا چاہیے اصول ہبہ دفعہ ۵ +

اراضی موہوبہ کی حدود مین ملک واقع ہو تو تصریح ان کی ہبہ کے وقت ضرور ہے +

س ۳ - اگر مدن خان اور اصالت کا وارث غلام حسین خان اور وہ اسوقت موجود نہو جب مدن خان اور اصالت نے مدعی کے نام ہبہ کیا تو اس باعث سے ہبہ ناجائز ہوگا یا نہین +

ہبہ کیلئے باپ ہونے سے آدمی کے وارثون کی اجازت ضرور نہین ہے +

ج ۳ - جب کوئی شخص اپنی جایداد کو شخص اجنبی کے نام ہبہ کرے تو ورثا کا علم یا انکا موجود ہونا ہبہ کے جواز کیلئے شرعاً ضرور نہین ہے +

س ۴ - مدعی نے مدن خان کے گھر مین ایام طفولیت سے تربیت پائی اور اپنے باپ اور اپنے قوم اور مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہوگیا اور مدن خان اور اسکی زوجہ کے مسن اور ضعیف اور لاولد ہونیکے باعث سے چلہ کا روبار کا اہتمام اسیکے ذمہ تہا اور ہر امر اسیکے اختیار مین تہا انہون نے اپنی کل جایداد اور اسباب کو مدعی کے نام ہبہ کیا اگر صرف ایک جزو ہبہ کیا جاتا تو اسصورت مین البتہ شک پیدا ہوتا کہ کسقدر جایداد دیگئی اور کسقدر نہین اسصورتمین شرع کے موجب ہر ایک شے کی تصریح ضرور رہتی یا نہین اور ہر چیز کا نام اور ذکر ہبہ نامہ مین تصریح بحاد رج کرنا چاہئے یا نہین +

جب باپ اپنا جایداد اور صرف ایک شخص کے نام ہبہ کرے تو تصریح ضرور نہین ہے +

ج ۴ - جو اشیا کہ ہبہ کی گئین وے واہبون اور موہوب لہ کو بخوبی معلوم تہین اور موہوب لہ نے لینا اُن کا قبول کیا اور بہ قبضہ حاصل کیا پس اسصورتمین جواز ہبہ کیلئے تصریح ضرور نہین سوت آویزات باضابطہ مین تصریح عموماً درج کیجاتی ہے لیکن اگر یہ امر فروگذاشت کیا گیا تو یہ شرع کے موجب ناجائز نہین قرار دیا جائیگا +

مقدمہ ۱۲

س - ایک شخص کے دو بیٹے تہے ان مین سے ایک حین حیات باپ کے ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر مرگیا شخص مذکور نے اپنی نصف جایداد کو بسپر متوفی کی زوجہ اور دختر کے نام بلاتعین حصص ہبہ کیا اور اینکے ساتہہ جایداد پر بالاشتراک قابض رہا اور تہوڑے عرصہ بعد اوس نے موہوب لہم سے ایک اقرارنامہ بدین مضمون کہ اونہون نے اپنی جانب سے جایداد موہوبہ کا اوسے مہتمم مقرر کیا لکہا لیا - شخص مذکور اپنی حین حیات نصف جایداد کا محاصل موہوب لہم کو ہمیشہ دیتا رہا اسصورتمین واہب کی وفات کے بعد الیا ہبہ بلاتعین جایداد جو دو شخصونکے نام عمل مین آیا شرعاً جائز متصور ہوگا یا نہین

جایداد غیر منقسمہ کا ہبہ دو مفلسون کے نام جائز ہے تو جایداد مذکور قابل تقسیم ہے +

ج - اسمقدمہ مین معلوم ہوتا ہے کہ مالک متوفی نے اپنے پسر کی زوجہ اور دختر کے نام اپنی نصف جایداد کو غیر مبین طور پر ہبہ کیا اور اُن کے حصص کی کچہہ تخصیص نہ کی اور ان سے ایک اقرارنامہ بدین مضمون کہ انہون نے اپنی جانب سے اوسے منصرم مقرر کیا تحریر کرالیا اور وہ حین حیات اپنے ہمیشہ نصف جایداد کا منافع موہوب لہم کو دیتا رہا اس صورت مین اگر جایداد مذکور تقسیم کے قابل نہو مثلاً باغ یا مکان وغیرہ کی قسم سے ہو تو ہبہ جائز متصور ہوگا لیکن اگر جایداد موہوبہ مثل اراضی قابل تقسیم کے ہو، اور موہوب لہ دو شخص ہے اور اُن کے حصص کا تعین نہین کیا گیا تو جملہ علما کا رائے یہ ہے کہ اگر موہوب لہم مفلس اور محتاج ہون تو ایسا ہبہ جائز ہے اور بعد وفات واہب کے استرداد اسکا نہوگا لیکن اگر موہوب لہم دولتمند ہون تو یہ ناجائز ہوگا اور حیثیت کا حاصل ہوجانا قابل لحاظ نہوگا اور واہب یا موہوب لہ کے مرجانیکی صورت مین استرداد نہین ہوسکتا + †

† اصول یہ دفعہ شرع کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ جب دو یا دو سے زیادہ موہوب لہم ہون تو ان کے حصص کا تعین اور تفریق ضرور ہے لیکن اس قاعدہ کی نسبت اسصورت مین استثنا ہے جب یہ مفلس ہونیکے نام عمل مین آئے اور اوسکی دو وجہین ہین اور ان دو وجہون کے جواز کی جو تعلیل کی گئی وہ عدم کی نفی کی وجہ سے قابل اعتراض نہین ہے بعض علما نے یہ دو وجہ لکہی ہے کہ جو شے یہ کیجاتا ہے وہ فی الحقیقت خداوند کریم کے نام

مقدمہ ۱۳

س ۱ - دو شخص ایک جایداد کے بالاشتراک مالک ہین ان مین سے ایک نے اپنی حصہ دوسرے کے نام منتقل کی اسصورت مین واہب کے شریک جایداد ہونیکی وجہ سے ایسا انتقال ناجائز ہوگا یا نہین +

اعتراض شاع اور صورت مین صحیح واہب کا انتقال ناجائز ہوجاتا ہے عائد نہین ہوتا

ج ۱ - واہب صحیح الحواس ہے تو ایسکے شریک جایداد ہونے سے انتقال ناجائز نہین قرار دیا جائیگا کیونکہ اسصورت مین شاع کا اعتراض جس سے انتقال ناجائز ہوجاتا ہے عائد نہین ہوتا اور یہہ صورت وہ ہے جسمین جایداد منتقلہ پر مالکیت کا استحقاق واہب اور موہوب لہ کے علاوہ اور کسیکو حاصل نہین ہے +

صرف ایک شریک ہبہ نہین کرسکتا ہے

س ۲ - اگر موہوب لہ جایداد کے انتقال کے وقت طفل نابالغ ہو اور اسکی جانب سے ایسکے دادا کا بھائی قابض ہو تو ایسا قبضہ شرعاً کافی متصور ہوگا یا نہین +

ہبہ جو باپ کی جانب سے پسر نابالغ کے نام کیا جائے

ج ۲ - ایسا قبضہ شرعاً کافی تصور کیا جائیگا کیونکہ شرع کے موجب موہوب لہ کا قبضہ ضرور ہے الا اس صورت مین کہ یہہ باپ کی جانب سے پسر نابالغ کے نام عمل مین آئے علاوہ ایسکے استثنا کی اور چند صورتین بھی ہین شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ باپ اگر اپنے طفل نابالغ کے نام ہبہ کرے تو صرف اظہار ایسے امر کا جواز ہبہ کیلئے کافی ہے لیکن اگر شخص اجنب ہبہ کرے تو بشرطیکہ ہوش ہونیکے طفل کا قابض ہونا ضرور ہے یا اسکا باپ یا دادا یا مان اسپر قابض ہو اور مان اس حالت مین قابض ہوسکتی ہے جب طفل ایسکے پاس رہتا ہو - اور شخص اجنب بھی اگر وہ طفل کا محافظ ہے قبضہ پاسکتا ہے یہہ مسئلہ ہدایہ اور دیگر کتب کے موجب ہے معنی اس مسئلہ کے یہہ ہین کہ اگر باپ اپنے پسر یعنی نابالغ بیٹے کے نام جسکو نیک و بد کا تمیز نہو ہبہ کرے تو صرف اظہار ہبہ اسکی تکمیل کیلئے کافی ہے اور موہوب لہ کی جانب سے ایجاب یا اسکا قبضہ ضرور نہین ہے لیکن اگر کوئی شخص اجنب طفل نابالغ کے نام ہبہ کرے تو تکمیل ہبہ اسصورت مین ہوگی جب موہوب لہ بشرطیکہ ہوش ہونیکے اسپر قابض ہو یا اسکی جانب سے اسکا باپ یا دادا یا وہ شخص جسکو انہون نے طفل مذکور کا ولی مقرر کیا ہو قبضہ پائے اور اگر انمین سے کوئی بھی نہو تو جایداد مان کے قبضہ مین رہے یا اس شخص غیر کے قبضہ مین جسکے ذمہ طفل مذکور کی تربیت ہو اور اسکی حفاظت مین وہ رہتا ہو لہذا دادا کے بھائی کا قبضہ شرعاً کافی متصور نہوگا الا اس صورت مین کہ موہوب لہ بزمانہ نابالغی اسکی حفاظت مین رہتا ہو +

بعض صورتون مین ولی کا قابض ہونا کافی ہے +

س ۳ - اگر دادا کے بھائی نے موہوب لہ کو ایسکے بالغ ہونیتک قبضہ نہ دیا ہو تو اس وجہ سے انتقال ناجائز متصور ہوگا یا نہین گو نابالغ کا بزمانہ نابالغی واسطہ اور مذکور کی حفاظت مین رہنا تسلیم کیا گیا ہو +

قابض ہونا محافظ کا +

ج ۳ - یہہ وجہ ناجواز ہونے انتقال کی نہین ہے کیونکہ اسصورت مین قابض ہونا دادا کے بھائی کا نابالغ کے قابض ہونیکے برابر ہے +

س ۴ - حقیت کے انتقال کے وقت اگر ایک تیسرا شخص بھی جایداد مذکور کا شریک ہو تو اس وجہ سے واہب کے حصہ کا انتقال ناجائز متصور ہوگا یا نہین

کہ وہی سبب فیض ہے دیجاتی ہے اور اوسیکے وسیلہ سے محتاج کو پہنچتی ہے اور بعض علما کے نزدیک جسلئے کہ اس لڑکی کی بہبود ہے کہ ایسا ہبہ بطور ہبہ بالعوض کیجائے اور اسمین صحت ہبہ کی وغیرہ ایک موجب تقابض بدلین ضرور نہین ہے اور اسی وجہ سے اعتراض شاع جو مانع قبضہ ہے ایسی حالت مین وارد نہین ہوسکتا اور جو مسرت کہ ایسے فعل نیک کے کرنے سے طبیعت کو حاصل ہوتی ہے وہی مطابق رہے علما مذکور کے شیخ موہوب کا معاوضہ تصور کیجاتی ہے +

ہبہ شائع ہونیکی وجہ سے کس صورت مین ناجائز متصور نہ ہوگا ۔

ج ۴ - اس صورت مین انتقال جایداد بلاشک ناجائز ہوگا کیونکہ اس سے اعتراض مشاع عاید ہوتا ہے تاوقتیکہ جایداد مشترکہ سے واہب کے حصہ کی علیحدگی و تفریق قبل یا بعد ہبہ عمل مین نہ آئے استحقاق مالکیت کا انتقال جائز متصور نہو گا ۔

مقدمہ ۱۴

س - ایک شخص دو زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر مرگیا چند سال بعد اسکی وفات کے دونون زوجہ نے اپنی جایداد شوہری کا کل حق و مرافق دختر کے نام ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کیا اور دختر نے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ اپنی دونون ماں کہاون کی حین حیات خورد و پوش دیتی رہیگی اور بعد اون کی وفات کے تجہیز و تکفین عمل مین لائیگی واہبون نے جایداد کا زر محاصل موہوب لہا کو ادا کیا اور موہوب لہا نے بعد ازان قبل وفات اپنی سوتیلی ماں کے جایداد اراضی کو جو اسطور حاصل ہوئی تھی مدعا علیہ کے نام ہبہ کیا اور مدعا علیہ چار مہینے بعد وفات واہبہ کے جو اپنی سوتیلی ماں کے حین حیات مرگئی جایداد موہوبہ پر ہبہ نامہ کے ذریعہ سے قابض ہوا یہہ امر بگواہی گواہان ثابت ہوا کہ موہوب لہ واہبہ کا یا تو چچا کا بیٹا تہا یا ماموں کا - موہوب لہا اول کی ماں یعنی منجملہ دو زوجگان کے ایک زوجہ جو بقید حیات ہے چاہتی ہے کہ ہبہ کو جو اوس نے بیشتر کیا تہا مسترد کرے اسصورت مین شرع کے بموجب وہ ہبہ کے مسترد کرنے اور جایداد کو موہوب لہ نانی کے قبضہ سے لینے کی مجاز ہے یا نہین ؟

ہبہ جبکی شرایط ناجائز ہون ۔

ج - ہبہ جو دو زوجگان نے اپنے حصص جائز کا کیا وہ شرع کی رو سے جائز ہے چنانچہ وقایہ مین لکہا ہے کہ "اگر دو شخص بالاشتراک ایک مکان ہبہ کرین تو ایسا جائز ہے" - دختر نے جو اقرار نامہ اپنی ماں کے نام لکہدیا اس سے یہہ کہ جواز مین فرق نہین آتا چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ ہبہ کے شمول مین جو اور شرایط ناجائز کیجائین ان سے ہبہ کی نسبت کچہہ اثر نہین ہوتا اور موہوب لہ کو قبضہ دینے سے ہبہ کی تکمیل ہوجاتی ہے - واہبہ اوس ہبہ کے جو اوس نے اپنی دختر کے نام کیا مسترد کرنیکی مجاز نہین ہے اور اسکے استرداد مین دو موانع عاید ہوتے ہین بموجب مسئلہ مندرجہ کنز الدقایق کے اول مانع موہوب لہا کی وفات ہے بہ تیقین سے ایک کا مرجانا استرداد ہبہ کے لیئے مانع ہے - اور مانع ثانی یہہ ہے کہ ہبہ اس شخص کے نام ہوا ہو جسکے ساتہہ نکاح ہونا ممنوع ہے چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ "اگر ایک شخص کوئی شے ایسے واسطہ دار کے نام جس سے نکاح کرنا منع ہے ہبہ کرے تو اسکا استرداد ناجائز ہے" † موہوب لہا نے اپنی کل جایداد موہوبہ کو اپنے چچا یا ماموں کے بیٹے کے نام ہبہ کیا لیکن موہوب لہ حین حیات واہبہ کے جایداد پر قابض نہوا اس وجہ سے ایسا ہبہ باطل و ناجائز ہے چنانچہ ابراہیم شاہی مین لکہا ہے کہ "تاوقتیکہ موہوب لہ کو جایداد پر قبضہ کاملہ نہ دلایا جائے ہبہ کی تکمیل نہین ہوتی" اور ہدایہ مین یہہ بہی لکہا ہے کہ "اگر مجلس مین جو تحریر دست آویز ہبہ کے وقت منعقد ہو موہوب لہ بلا اجازت واہب کے جائداد موہوبہ پر قابض ہوجائے تو رعایتاً یہہ امر جائز ہے - اگر بخلاف اسکے وہ بعد برخاستگی مجلس کے قابض ہو تو یہہ امر جائز نہین ہے الا اس صورت مین کہ قبضہ باجازت واہب کے حاصل ہوا ہو" - ہبہ جو واہبہ نے اپنے چچا یا ماموں کے بیٹے کے نام کیا باطل و ناجائز ہے لہذا جایداد متنازعہ دختر کی جایداد تصور کیجایے اور اسمین سے اول اسکی تجہیز و تکفین بمقدار مناسب کیجائے بعد ازان اسکا قرضہ واجب الادا ہو ادا کیجائے اور بعد ادا ہونے قرضہ کے جو کچہہ بچے اسمین سے ایک ثلث بموجب اسکی وصیت کے صرف کیا جایے اور بعدہ اگر کچہہ جایداد باقی رہے تو اسکے

اگر موہوب لہ کو قبضہ نہ ملا ہو تو جایداد موہوبہ ماں کی طرف رجوع کر سکتی ہے ۔

† اصول ہبہ دفعہ ۱۳ ۔

ماں کا حصہ بجائے تین حصے کے جائین منجملہ ایکے ایک حصہ ماں کو فرضاً پہنچیگا اور باقی دو حصے ایسے چچا کے بیٹے کو عصبہ ہونیکی وجہ سے ملینگے اور اگر وہ چچا کا بیٹا نہیں ہے بلکہ ماموں کا تو وہ ترکہ سے کچھ حصہ پانیکا مستحق نہوگا اور کل ترکہ مختر کا ماں کو فرضاً اور رد کی رو سے ملیگا ۔

سوجود ہونے چچا کے بیٹے کے ۔ ماں کا حصہ بجائے تہائی کے ۔ سوجود ہونے ماموں کے ۔ کچھ نہ ملیگا ۔

مقدمہ ۱۵

س ۔ ایک شخص نے بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسرا نکاح کیا اور گو پہلی زوجہ اپنے دین مہر سے دستبردار نہیں ہوئی تھی اور نہ اسکا ایفا عمل مین آیا شخص مذکور نے اپنی کل حقیت دین مہر کے عوض دوسری زوجہ کو دیدی لیکن اسکو حقیت پر قابض نکرایا بلکہ خود دخیل رہا بعد ازان اوسنے صحت حواس مین ایک دستاویز تحریر کی اور اوسکے ذریعہ سے اپنی دونون زوجگان کے وارثون کے نام اپنی کل حقیت بعد باقی رہنے کسی جزو کے بالاشتراک منتقل کی ایسی صورت مین یہ جو دین مہر کی عوض دوسری زوجہ کے نام ہوا باوجود واجب الادا ہونے دین مہر پہلی زوجہ کے جائز و قابل بحالی ہے یا نہین اور باوجود عمل مین آنے ہبہ المبہ کے شخص مذکور اختیار تقسیم کرنے اپنی جایداد کا دونون زوجگان کے وارثون مین حاصل ہے یا نہین ۔

تعریف ہبہ بالعوض

ج ۔ اگر شخص مذکور نے بعد وفات پہلی زوجہ کے دوسری زوجہ کے نام جایداد بتحریر اس امر کے منتقل کی کہ انتقال کل حقیت کا بعوض کسیقدر دین مہر زوجہ ثانیہ کے عمل مین آیا تو ایسی صورت پر شرعاً یہ بالعوض کا اطلاق نہین ہوسکتا بلکہ اسطرح کا معاہدہ بلحاظ شرط اور اوسکے اثر کے مثل بیع ہے چنانچہ یہ امر مسلمہ عام ہے اور ایسی صورت مین حاصل ہونا قبضہ کا لابد نہین ہے اور وہ واجب الادا ہونا پہلی زوجہ کے مہر کا مانع انعقاد اس قسم کے معاہدہ کا نہین ہے کیونکہ جو شخص قرضدار ہو اوسکی نسبت در باب انتقال جایداد کے امتناع نہین ہے پس اسطرح کا معاہدہ بجا کے قابل ہے اور نہ مبیعہ مشتری کی ملک تصور کیجائیگی اور بایع کو اختیار نہین ہے کہ اوسی شے کو دونون زوجگان کے وارثون کے نام بیع ہوجانے کے منتقل کرے لیکن اگر شخص مذکور نے دوسری زوجہ کے نام اپنی کل حقیت کو اس شرط سے یہ کیا تھا کہ موہوب لہا بعوض اس ہبہ کے کسیقدر دین مہر اپنا اوسکو دیوے اور موہوب لہا نے اس شرط کو تسلیم کیا تو یہ صورت ہبہ بشرط العوض کی ہے اور ایسا معاملہ بلحاظ شرط کے شرعاً ہبہ اور بلحاظ تاثیر کے بیع تصور کیا جاتا ہے اور اسکے جواز کے لیئے قبضہ کا حاصل ہونا ضرور ہے اور تاوقتیکہ تقابض بدلین عمل مین نہ آئے یہ قابل دونو تصور نہین کیا جاسکتا بلکہ جایداد موہوبہ بدستور واہب کے تصرف مین رہتی ہے پس ایسی صورت مین شخص مذکور کو اختیار ہے کہ اپنی جایداد دونو زوجگان کے ورثا کے نام منتقل کردیوے کیونکہ مالک کو اپنی ملکیت پر اختیار مطلق حاصل ہوتا ہے شرح جلبی مین جو ماخذات لکھے ہین اوسکی تفصیل یہ ہے ۔ وہ یہ ہبہ غلام بکو بعوض ہتا ہے اس التباس ایک ہزار درم کے دیا ۔ اگر شخص مخاطب نے اس امر کو قبول کیا تو یہ صورت بلحاظ شرط اور یہی بنظر تاثیر معاوضہ کے مثل بیع ہے اور یہ رائے مطابق مسلک کافیہ اور بالعموم بموجب اور کتب کے ہے اور شرح وقایہ مین بھی یہ لکھا ہے کہ "جس صورت مین استحقاق کسی شے کا بمبادلہ دوسری شے کے حاصل ہوتا ہے اوسکو بیع کہتے ہین" اور ہدایہ مین یہ مرقوم ہے کہ "اگر ایک شخص دوسرے سے یہ کہے کہ مینے تمکو یہ شے اس شے کے عوض دی تم اس چیز کو اسقدر مبادلہ کی عوض لو" ان الفاظ کی مراد یہی ہے کہ

ماخذات ہبہ بالعوض

---

۲ وجہ اسکی یہ ہے کہ چچا کا بیٹا عصبات سے ہے اور بشمول ذوی الارحام کے ترکہ سے حصہ پاسکتا ہے حالانکہ ماموں کا بیٹا صرف واسطہ داران بعید مین داخل ہے اور واسطہ داران مذکور کو اور صورتیکہ ذوی الارحام سے کوئی شخص بذریعہ استحقاق رد ترکہ پاسکے ورثہ نہین ملسکتا ۔

بیچے فلان شے تمہارے ہاتھ بیع کی یا تمسے خریدی" علی ہذا القیاس وقایہ مین یہہ درج ہے کہ "جب یہہ صورتین ہون تو بیع مکمل تصور کیجاتی ہے" ان صورتون سے ایجاب و قبول مراد ہے یعنی ایجاب و قبول ہونیکی حالت مین واجب التعمیل ہوتا ہے اور اس سے یہہ مستنبط ہے کہ قبضہ دیا جانا لابد نہین ہے اور اگر ایجاب و قبول نہو تو بیع واجب التعمیل نہین ہو سکتا شرح وقایہ مین یہہ لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص صحت حواس مین جایداد منتقل کرے تو اسکا ضعیف العقل یا بدوضع یا مقروض ہونا مانع انتقال نہین ہو سکتا یہہ ملا ابو حنیفہ کا ہے لیکن بموجب طریقہ شافعی اور دو حلفا کے ضعیف العقل ہونا مانع انتقال ہو سکتا ہے اور اونہین اکابر کی یہہ رائے ہے کہ اگر قرضخواہ عدالت مین سوال اس مضمون سے گذرانے کہ قرضدار نا دہندہ اپنی جایداد بذریعہ بیع یا اور کسیطرح کے معاہدہ کے منتقل کرے تو حکم امتناعی صادر ہو سکتا ہے اور بموجب رائے علماء شافعی کے شخص بدوضع کی نسبت بنظر اصلاح اسکے انتقال کے باب مین امتناع ہو سکتا ہے اور شرح جلبی مین یہہ لکہا ہے کہ اگر قرضہ کے حفظ کے واسطے قرضخواہون کو حکم امتناعی صادر کرانا منظور ہو تو ان کو چاہیے کہ عدالت سے واسطے انسداد اتلاف جایداد کے † درخواست کرین لیکن امتناع یہہ یا یا نہین جاتا کہ قرضخواہون نے کوئی درخواست اس قسم کی پیش کی اور وقایہ مین یہہ لکہا ہے کہ یہہ بشرط العوض بلحاظ اسکی شرط کے مثل ہبہ مطلق کے ہے اور اسی وجہ سے حاصل ہونا قبضہ کا ضروری اور اسی نسخہ مین یہہ درج ہے کہ اسطرح کا ہبہ بلحاظ اسکی تاثیر کے بیع کی مثل ہے۔ شرح وقایہ مین بشرط العوض کی تعریف اسطور پر لکہی ہے کہ ایک شخص دوسرے سے یہہ کہے کہ "مینے تمکو یہہ شے اس شرط سے دی کہ تم مجہے فلان شے دو" علی ہذا القیاس ہدایہ مین یہہ درج ہے کہ یہہ بشرط العوض کی صورت مین تقابض بدلین ضرور ہے ‡

امتناع بسبب شخص ضعیف العقل

امتناع بحالت بدوضعی

امتناع قبضہ کی صورت مین

ماخذات بسبب ہبہ شرط العوض

مقدمہ ۱۶

س۔ ایک شخص مریض کے جسکی وفات کو سات یا آٹہ برس گذرے تین زوجہ تہین پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور دو بیٹیان تہین اور دوسری سے

† اس صورت خاص مین بہی امتناع بصورت عام نہین ہو سکتا ہے لیکن بدیون کی نسبت امتناع ہو سکتا ہے وہ کوئی ایسا فعل نکرے جو صریح شانہ ہو اور اسکے قرضخواہون کے حق مین مضر ہو۔ دفعہ ۷ اصول مطالبات ۔

‡ اس مقدمہ سے الفاظ ہبہ بالعوض اور ہبہ بشرط العوض مین امتیاز معلوم ہوتا ہے۔ دفعات ۱۵ و ۱۶ اصول ہبہ۔ بادی النظر مین یہہ امتیاز صرف لفظی معلوم ہوتا ہے لیکن جب ان دونون معاملون کی شرائط پر نظر کیجاتی ہے تو امتیاز قطعا بلا وجہ نہین پایا جاتا یعنی علماء کا یہہ قول ہے کہ ہبہ بالعوض باعتبار اس لفظ کے ہر معنی کے بیع کے مثل ہے اور جواز بیع کے واسطے تقابض بدلین ضرور نہین ہے اور جن شرائط کی رو سے اسطرح کا معاہدہ عمل مین آتا ہے انکا مفہوم یہہ ہے کہ جن دو چیزون کا مبادلہ منظور ہے وے موجود ہین اور ایک فریق کو دوسرے فریق سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہین ہے یعنی اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ مینے تمکو یہہ شے دی مراد اسکی یہہ ہے کہ معاوضہ موجود ہے اور پہلے قبضہ دیا کر لے اپنی جایداد کے معاوضہ لے لیے اور اسی وجہ سے اسطرح کا معاملہ بلحاظ اسکی شرط اور بہی بنظر اسکی تاثیر کے شرعا داخل بیع ہے اور یہہ بشرط العوض کی نسبت علماء کی یہہ رائے ہے کہ اسطرح کا ہبہ بیع کی قبیل سے نہین ہے کیونکہ جو الفاظ اوسکی تعریف مین لکہے گئے ہین اونسے متعلق ہونا ایک شرط کا پایا جاتا ہے مثلاً ایسی صورت مین یہہ کہا جاتا ہے کہ "مینے تمکو یہہ شے دی بشرطیکہ تم مجہکو فلان شے دو" ایسے معاہدہ کو اہل شرع نے بلحاظ اوسکی شرط کے داخل ہبہ قرار دیا ہے اور ایسی حالت مین حاصل ہونا قبضہ کا ضرور ہے کیونکہ اگر وہ نہین

دو بیٹے اور تین بیٹیان اور تیسری سے صرف ایک بیٹی تھی پہلی زوجہ سمیت اپنی اولاد کے بقید حیات اور متوفی کے کل ترکہ پر قابض ہے اور دوسری اور تیسری زوجہ نے شوہر سے قبل وفات پائی لیکن اولاد اون کی موجود ہے اور اب دوسری زوجہ کی اولاد پندرہ ہزار سے کسی قدر کم روپیہ کی بابت یعنی منجملہ ۹۲ سہام ترکہ کے ۴۹ سہام کی دعویدار ہے اور پہلی زوجہ اور اوسکی اولاد کو جو اسمقدمہ مین مدعا علیہ ہین جوابدہی مین یہہ عذر ہے کہ شخص مذکور نے چند سال پیشتر اپنی وفات کے کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ موروثی و مکسوبی اپنی پہلی زوجہ کے نام دست آویز ہبہ بالعوض کے ذریعہ سے بابت اسکے دین مہر کے جو بقدر تین لاکھ روپیہ کے تھا منتقل کردی اور تصدیق دست آویز مذکور جسپر ضابطہ عمل مین آئی بتائید اس عذر کے مدعا علیہون نے دست آویز ہبہ بالعوض پیش کی اور گواہون کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ شخص متوفی نے یہہ دست آویز بنظر رفع خفگی زوجہ کے تحریر کی تھی اور زوجہ کسی امر خانگی کی وجہ سے ایک مدت تک ناراض ہوکر شوہر کے گھر بھائی کے گھر جانا چاہتی تھی علاوہ اسکے شہادت سے پایا جاتا ہے کہ ہرچند دست آویز ہبہ بالعوض مین یہہ لکھا ہے کہ متعاقدین کے باہم تقابض بدلین عمل مین آیا لیکن فی الواقع شوہر اپنی کل جایداد پر تا وقت وفات قابض رہا ایسی صورت مین اسطرحکی دست آویز اصول وراثت کے بموجب مانع ارث ہے یا نہین

ہبہ کی دو قسمین ہین ہبہ مطلق و ہبہ مقید

ج - ہبہ کی دو قسمین ہین - اوّل ہبہ مطلق اور وہ یہہ صورت ہے کہ شے موہوبہ کی بابت کچھہ معاوضہ نہین لیا جاتا اور واہب اپنی جایداد کو قطعاً دیدیتا ہے اور ایسی حالت مین جواز ہبہ کیواسطے حاصل ہونا قبضہ کا شے موہوبہ پر ضرور ہے اور دوسری قسم ہبہ کی مقید ہے اور اسکی دو قسمین ہین یعنی ہبہ بشرط العوض اور ہبہ بالعوض - ہبہ بشرط العوض کی یہہ صورت ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کوئی شے بشرط لینے دوسری شے کے موہوب لہ سے دے اور اس حالت مین بھی حاصل ہونا قبضہ کا شے موہوبہ پر لابد ہے اور اسکی علیحدگی اور تفریق بھی واہب کی جایداد سے ضرور ہے لیکن اسطرحکا ہبہ اول مرتبہ مین صرف بطور عام ہبہ کے ہے اور مرتبہ اخیر مین یعنی بعد لینے معاوضہ کے مثل بیع کے ہے پس اگر اسطرحکا ہبہ بغیر قبضہ عمل مین آئے تو وہ بعد اداہونے جملہ مطالبات سابقہ دنگی جایداد مثل قرضہ و دین مہر و وصیت وغیرہ اصول وراثت کے بموجب مانع ارث نہین ہوسکتا دوسری قسم ہبہ بالعوض ہے اور اسکی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ مینے تمکو یہہ فلان شے کی بابت مثلاً بعوض اوسن یا روپیہ یا اوس غلام یا بابت ایک ہزار درم کے فلان شے دی - اس قسم کا ہبہ بموجب رائے مسلمہ عام کے مرتبہ اول و اخیر مین مثل ہبہ بشرط العوض کے ہے اور ایسی حالت مین دیا جانا قبضہ کا موہوبہ کو لابد نہین ہے چنانچہ دست آویز نوشتہ شوہر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی قسم کی ہے اور اگر وہ حسب ضابطہ ثابت ہو تو فی الواقع وراثت کا دعوی باطل متصور ہوگا یہہ سب مطابق مسئلہ حدیہ وخلاصہ دیگر رسایل خفیہ کے ہے ✦ †

ہبہ بالعوض

مقدمہ ۱۷

س - ایک شخص دو زوجہ چھوڑ کر مر گیا مگر اپنے حین حیات کل جایداد کو سوا اثاث البیت روپیہ و زر نقد و زیور کے ایک زوجہ کے نام دین مہر کے عوض ہبہ کیا شخص مذکور کی وفات کے بعد باہم اوسکی دونون زوجہ کے ورثہ کی بابت تنازع پیدا ہوا - ایک زوجہ کے جسکے نام اوسنے کل جایداد

ایسی شرط کے جائز اور واجب التعمیل تصور کیا جائے تو ممکن ہے کہ معاوضہ نہ دیا جائے اور ایسی صورت مین معاہدہ کالعدم متصور ہوگا اور بنا بر اسکے یہہ کے اسطرحکا معاہدہ بیع کے قبیل سے قرار دیا گیا ہے یعنی بعد تقابض بدلین کے اوسکا اثر مثل بیع کے ہو جاتا ہے ✦

† وفیہ تامل ۱۲ ✦

ہبہ کی ایک دختر ہے اور دوسری کے دو دختر ہین - اس صورت مین شوہر کا ہبہ کرنا جائز ہے یا نہین اور اگر نہین ہے تو ان دونون مین جایداد کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے +

ہبہ بالعوض کی وہ صورت جسمین طرفین سے روپیہ معاوضہ مین دیا گیا ہو

ج - اسصورت مین معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ اوس قسم کا عمل مین آیا جسکو شرع کے موجب ہبہ بالعوض کہتے ہین اور اس قسم کا ہبہ بلحاظ بنا و تاثیر کے مشابہ بیع کے ہے لیکن اس معاملہ کے جواز مین اس وجہ سے شبہ ہے کہ معاوضہ کی چیزون مین کچھ زر نقد بھی داخل تھا اور ایسے معاہدہ کو صحیح صرف کہتے ہین اس قسم کے معاہدہ کے جواز کے لیے قبضہ لابد ہے اگر قبضہ ہوگیا ہے تو ایسا معاہدہ صحیح متصور ہوگا ورنہ باطل و ناجائز اور طرفین کو معاہدہ کی استرداد کا اختیار رہے علی ہذا القیاس رہن اور قرضخواہون کو اختیار ہے کہ معاہدہ کو مسترد کرکے شے متنقلہ کو بعد ادا کرنے اس چیز کے جو اسکے معاوضہ مین دی گئی ہو واپس لین تاوقتیکہ یہ عمل مین نہ آئے شے مذکور مشتری کے قبضہ مین بطور کفالت رہے لیکن جب معاوضہ پھر واپس لیا جاوے اوسوقت شے مذکور کی نسبت حکم فرائض جاری ہوگا اور اس صورت مین شے مذکور کے ۸ ہم حصے کرنے چاہئین منجملہ ان کے ہر زوجہ کو ۳ اور ہر دختر کو ۱۴ سہام ملینگے +

مقدمہ ۱۸

س - ایک عورت نے اپنی جایداد دوسری عورت کے نام اس شرط سے ہبہ کی کہ وہ اپنے حین حیات جایداد مذکور سے متمتع رہے اور بعد اسکی وفات کے موہوب لہا کو ملے چنانچہ موہوب لہا نے اس اقرار کے بموجب جایداد کا محاصل و منافع وصول کرکے واہبہ کے حوالہ کیا اور جایداد کے ایک جزو پر واہبہ بھی ہمیشہ قابض رہی ایسا ہبہ شرع کے بموجب جائز ہے یا نہین اور اسکے ذریعہ سے موہوب لہا جایداد مذکور کو بذریعہ بیع منتقل کرنیکی مجاز ہے یا نہین اور بیعنامہ جو موہوب لہا نے تحریر کیا اس وجہ سے کہ اوسکی تحریر مین واہبہ بھی شریک تھی اور اوس نے اپنے دستخط بامضا بطہ کردیئے تھے جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین - اور بعد اسکے اگر واہبہ اوسی جایداد کو شخص ثالث کے ہاتھ ہبہ کرے تو ایسا ہبہ درست سمجھا جائیگا یا نہین +

اگر ہبہ ناجائز ہو اور واہبہ اس بیعنامہ پر جو موہوب لہا کی جانب سے لکھا جاوے دستخط اپنا کرے تو بیع جائز ہے +

ج - ہبہ کی تکمیل بغیر حاصل ہونے قبضہ کامل کے نہین ہوسکتی اور اس مقدمہ کے حال سے واضح ہوتا ہے کہ واہبہ نے جایداد کے ایک جزو پر خود قابض رہکر بقیہ جایداد پر موہوب لہا کو قابض کرادیا حالانکہ اسطرح کا قبضہ واسطے اثبات جواز ہبہ کے کافی متصور نہین ہوسکتا اگر واہبہ نے موہوب لہا کو کل جایداد پر قابض کرایا ہو تو ہبہ مکمل ہوتا اور جو شرط قرار پائی وہ باطل اور ناجائز ہوجاتی لیکن جبکہ واہبہ جزو جایداد پر خود قابض رہی تو قبضہ کامل قرار نہین پاسکتا اور بغیر اسکے ہبہ غیر مؤثر ہے لیکن چونکہ واہبہ نے اوس بیعنامہ پر جو موہوب لہا کی جانب سے تحریر ہوا دستخط اپنا حسب ضابطہ ثبت کردیا لہذا اسکے اس عمل سے رضامند ہونا نسبت بیع کے واضح ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ معاہدہ بیع واہبہ اور موہوب لہا کی رضامندی سے عمل مین آیا ایسی صورت مین بیعنامہ کو جائز اور واجب التعمیل متصور کرنا چاہیے اور جو معاہدہ بذریعہ اسکے عمل مین آیا قابل بحالی ہے اور واہبہ کو اختیار نہین ہے کہ اوسی جایداد کو بعد ازان دوسرے کے ہاتھ منتقل کرے + †

† بادی النظر مین فیصلہ اسمقدمہ کا قاعدہ عام ہبہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے اور اگرچہ واسطے تسلیم جواز بیع کے کوئی وجہ صراحتاً نہین لکھی ہے لیکن وہ وجہ یہ ہے کہ واہبہ نے موہوب لہا کو شے موہوبہ پر اس نظر سے قابض کرادیا کہ شے مذکور مشتری کو دیجائے اور اس وجہ سے

دو بیٹے اور تین بیٹیان اور تیسری سے صرف ایک بیٹی تھی پہلی زوجہ سوا اپنی اولاد کے بقید حیات اور متوفی کے کل ترکہ پر قابض ہے اور دوسری اور تیسری زوجہ نے شوہر سے قبل وفات پائی لیکن اولاد اون کی موجود ہے اور اب دوسری زوجہ کی اولاد پندرہ ہزار سے کسقدر کم روپیہ کی بابت یعنی سنجملہ ۹۲ سہام ترکہ کے ۹۴ سہام کی دعویدار ہے اور پہلی زوجہ اور اوسکی اولاد کو جو اسمقدمہ مین مدعا علیہ ہین جوابدعوی مین یہہ عذر ہے کہ شخص مذکور نے چند سال پیشتر اپنی وفات کے کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ موروثی و مکسوبی اپنی پہلی زوجہ کے نام دست آویز ہبہ بالعوض کے ذریعہ سے بابت اسکے دین مہر کے جو بقدر تین لاکھ روپیہ کے تہا منتقل کردی اور تصدیق دست آویز مذکور حسب ضابطہ عمل مین آئی بنا بیٔ اس عذر کے مدعا علیہون نے دست آویز ہبہ بالعوض پیش کی اور گواہون کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ شخص متوفی نے یہہ دست آویز بنظر رفع خفگی زوجہ کے تحریر کی تہی اور زوجہ کسی امر خانگی کی وجہ سے ایک مرتبہ ناراض ہوکر شوہر کے گہر بہائی کے گہر جانا چاہتی تہی علاوہ اسکے شہادت سے پایا جاتا ہے کہ ہرچند دست آویز ہبہ بالعوض مین یہہ لکہا ہے کہ متعاقدین کے باہم تقابض بدلین عمل مین آیا لیکن فی الواقع شوہر اپنی کل جایداد پر تا وقت وفات قابض رہا ایسی صورت مین اسطرحکی دست آویز اصول وراثت کے بموجب مانع ارث ہے یا نہین

ہبہ کی دو قسمین ہین ہبہ مطلق و ہبہ مقید ۔

ج - ہبہ کی دو قسمین ہین - اوّل ہبہ مطلق اور وہ یہہ صورت ہے کہ شئے موہوبہ کی بابت کچہہ معاوضہ نہین لیا جاتا اور واہب اپنی جایداد کو قطعاً دیدیتا ہے اور ایسی حالت مین جواز ہبہ کے واسطے حاصل ہونا قبضہ کا شئے موہوبہ پر ضرور ہے اور دوسری قسم ہبہ کی مقید ہے اور اسکی دو قسمین ہین یعنی ہبہ بشرط العوض اور ہبہ بالعوض - ہبہ بشرط العوض کی یہہ صورت ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کوئی شئے بشرط لینے دوسری

ہبہ بشرط العوض

شئے کے موہوب لہ کو دیوے اور اس حالت مین بہی حاصل ہونا قبضہ کا شئے موہوبہ پر لابد ہے اور اسکی علیحدگی اور تفرق بہی واہب کی جایداد سے ضرور ہے لیکن اسطرحکا ہبہ اول مرتبہ مین صرف بطور عام ہبہ کے ہے اور مرتبہ اخیر مین یعنی بعد بدلنے معاوضہ کے مثل بیع کے ہے پس اگر اسطرحکا ہبہ بغیر قبضہ عمل مین آئے تو وہ بعد اداہونے جملہ مطالبات سابقہ دنگی جایداد مثل قرضہ و دین مہر و وصیت وغیرہ اصول وراثت کے بموجب مانع ارث نہین ہوسکتا دوسری قسم ہبہ بالعوض ہے اور اسکی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میںنے تمکو یہہ فلان شئے کی بابت مثلاً بعوض اوسن یا روپیہ

ہبہ بالعوض

یا اوس غلام یا بابت ایک ہزار درم کے فلان شئے دی - اس قسم کا ہبہ بموجب رائے مسلمہ عام کے مرتبہ اول و اخیر مین مثل ہبہ کے ہے اور ایسی حالت مین دیا جانا قبضہ کا موہوب لہ کو لابد نہین ہے چنانچہ دست آویز نوشتہ شوہر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بہی اسی قسم کی ہے اور اگر وہ حسب ضابطہ ثابت ہو تو فی الواقع وراثت کا دعوی باطل متصور ہوگا یہہ رائے مطابق مسئلہ حمدیہ و خلاصہ و دیگر رسایل حنفیہ کے ہے ۔ †

مقدمہ ۱۷

س - ایک شخص مرد زوجہ چہوڑ کر مر گیا مگر اپنے حین حیات کل جایداد کو سوا ثاث البیت روپیہ و زر نقد و زیور کے ایک زوجہ کے نام دین مہر کے عوض ہبہ کیا شخص مذکور کی وفات کے بعد باہم اوسکی دونون زوجہ کے وزنہ کی بابت تنازع پیدا ہوا - ایک زوجہ کے جسکے نام اوسنے کل جایداد

ایسی شرط کے جائز اور واجب التعمیل تصور کیا جائے تو ممکن ہے کہ معاوضہ نہ دیا جائے اور ایسی صورت مین معاوضہ کالعدم متصور ہوگا اور بیع تمام کے اسطرحکا معاوضہ بیع کے قبیل سے قرار دیا گیا ہے یعنی بعد تقابض بدلین کے اوسکا اثر مثل بیع کے ہو جاتا ہے ۔

† وفات ہوا ۱۷ ۔

ہبہ کی ایک دختر ہے اور دوسری کے دو دختر ہین - اس صورت مین شوہر کا ہبہ کرنا جائز ہے یا نہین اور اگر نہین ہے تو ان دونون مین جایداد کس حساب سے تقسیم ہونی چاہیے *

ہبہ بالعوض کی وہ صورت جسمین طرفین سے روپیہ یا عوضہ مین دیا جاتا ہے

ج - اسصورت مین معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ اوس قسم کا عمل مین آیا جسکو شرع کے موجب ہبہ بالعوض کہتے ہین اور اس قسم کا ہبہ ملحاظ بنا و تاثیر کے مشابہ بیع کے ہے لیکن اس معاملہ کے جواز مین اس وجہ سے شبہ ہے کہ معاوضہ کی چیزون مین کچھ رزنقد بھی داخل تھا اور ایسے معاہدہ کو سیح صرف کہتے ہین اس قسم کے معاہدہ کے جواز کے لیئے قبضہ لابد ہے اگر قبضہ ہوگیا ہے تو ایسا معاہدہ صحیح متصور ہوگا ورنہ باطل و ناجائز اور طرفین کو معاہدہ کی استرداد کا اختیار رہے علی ہذا القیاس ورثا اور قرضخواہون کو اختیار رہے کہ معاہدہ کو مسترد کرکے شے متنقلہ کو بعد ادا کرنے اس چیز کے جو اسکے معاوضہ مین دی گئی ہو واپس لین تاوقتیکہ یہ عمل مین نہ آئے شے مذکور مشتری کے قبضہ مین بطور کفالت رہے لیکن جب معاوضہ پھر واپس لیا جاوے اوسوقت شے مذکور کی نسبت حکم فرایض جاری ہوگا اور اس صورت مین شے مذکور کے ۴ سہم جیسے کرنے چاہئین منجملہ ان کے ہر زوجہ کو ۳ اور ہر دختر کو ۱۴ سہام ملینگے *

مقدمہ ۱۸

س - ایک عورت نے اپنی جایداد دوسری عورت کے نام اس شرط سے ہبہ کی کہ وہ اپنے حین حیات جایداد مذکور سے متمتع رہے اور بعد اسکی وفات کے موہوب لہا کو ملے چنانچہ موہوب لہا نے اس اقرار کے موجب جایداد کا محاصل و منافع وصول کرکے واہبہ کے حوالہ کیا اور جایداد کے ایک جزو پر واہبہ بھی ہمیشہ قابض رہی ایسا ہبہ شرع کے موجب جائز ہے یا نہین اور ایسے ذریعہ سے موہوب لہا جایداد مذکور کو بذریعہ بیع منتقل کرنیکی مجاز ہے یا نہین اور بیعنامہ جو موہوب لہا نے تحریر کیا اس وجہ سے کہ اوسکی تحریر مین واہبہ بھی شریک تھی اور اوس نے اپنے دستخط بامضابطہ کردیئے تھے جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین - اور بعد اسکے اگر واہبہ اوسی جایداد کو شخص ثالث کے ہاتھ ہبہ کرے تو ایسا ہبہ درست سمجھا جائیگا یا نہین *

اگر ہبہ ناجائز ہو اور واہبہ اس بیعنامہ پر جو موہوب لہا کی جانب سے لکھا جاوے دستخط اپنا کرے تو بیع جائز ہے *

ج - ہبہ کی تکمیل بغیر حاصل ہونے قبضہ کامل کے نہین ہوسکتی اور اس مقدمہ کے حال سے واضح ہوتا ہے کہ واہبہ نے جایداد کے ایک جزو پر خود قابض رہکر بقیہ جایداد پر موہوب لہا کو قابض کرادیا حالانکہ اسطرح کا قبضہ واسطے اثبات جواز ہبہ کے کافی متصور نہین ہوسکتا اگر واہبہ نے موہوب لہا کو کل جایداد پر قابض کرایا ہو تو ہبہ مکمل ہوتا اور جو شرط قرار پائی وہ باطل اور ناجائز ہوجاتی لیکن جبکہ واہبہ جزو جایداد پر خود قابض رہی تو قبضہ کامل قرار نہین پاسکتا اور بغیر اسکے ہبہ غیر موثر ہے لیکن چونکہ واہبہ نے اوس بیعنامہ پر جو موہوب لہا کی جانب سے تحریر ہوا دستخط اپنا حسب ضابطہ ثبت کردیا لہذا اسکے اس عمل سے رضامند ہونا نسبت بیع کے واضح ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ معاہدہ بیع واہبہ اور موہوب لہا کی رضامندی سے عمل مین آیا ایسی صورت مین بیعنامہ کو جائز اور واجب التعمیل تصور کرنا چاہیئے اور جو معاہدہ بذریعہ اسکے عمل مین آیا قابل بحال ہے اور واہبہ کو اختیار نہین ہے کہ اوسی جایداد کو بعد ازان دوسرے کے ہاتھ منتقل کرے * †

† باوی النظر مین فیصلہ اسمقدمہ کا قاعدہ عام ہبہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے اور اگرچہ واسطے تسلیم جواز بیع کے کوئی وجہ صراحتاً نہین لکھی ہے لیکن وہ وجہ یہ ہے کہ واہبہ نے موہوب لہا کو شے موہوبہ پر اس نظر سے قابض کرادیا کہ شے مذکور مشتری کو دیجائے اور اس وجہ سے

مقدمہ ۱۹

س ۱- ایک عورت نے اپنی کل جایداد اپنے پوتے کے نام جو پانچ برس کا تہا ہبہ کی اور پانچ برس بعد اوس نے جایداد موہوبہ کو اپنے کل وارثون مین کہ منجملہ اون کے پوتا بہی داخل ہے تقسیم کی ایسی صورت مین جایداد کا ہبہ جو ایک وارث کے نام ہوا جائز اور درست ہے یا نہین اور اوسکو بعد ہبہ کے جایداد موہوبہ کے واپس لینے کا اختیار ہے یا نہین +

ج ۱- اس طرحکا ہبہ جائز و درست ہے اور قابل استرداد نہین ہے کیونکہ دادی اور پوتے مین ایسا واسطہ ہے جسمین نکاح جائز نہین ہے اور اسطرحکا واسطہ مانع استرداد ہبہ ہے - دادی نے جو اپنی جایداد کو پانچ برس بعد ہبہ کیے اپنے کل وارثون مین بالعموم تقسیم کیا یہہ امر ناجائز اور نادرست ہے اور پہلا ہبہ بدستور نافذ تصور کیا جائیگا - شرح وقایہ مین لکہا ہے کہ جو شے موہوب لہ کے قبضہ مین ہو اسکی ہبہ کی تکمیل کیلیئے قبضہ جدید ضرور نہین ہے اور جو ہبہ باپ کی جانب سے اولاد کے نام عمل مین آئے تکمیل اوسکی محض بیان سے ہو جاتی ہے اور جو ہبہ شخص اجنب کی طرف سے طفل کے نام عمل مین آئے اور اگر طفل ذیشعور ہو تو اوسکو شے موہوبہ پر قابض ہونا چاہیئے اسکا باپ یا دادا اسکی طرف سے جایداد پر دخیل ہون یا ولی ہوا ون کی جانب سے مقرر کیا جاے بشرطیکہ طفل اپنے ساتہہ رہتا ہو قبضہ حاصل کرین یا شخص اجنب قابض ہو سکتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ طفل مذکور اسکے گہر مین تربیت پاتا ہو اور اسی نسخہ مین استرداد ہبہ کے موانع سات قرار دیے ہین - ۱ داخل ہونا شے غیر مملوکہ کا ہبہ مین - ۲ وفات موہوب لہ - ۳ دیا جانا معاوضہ کا موہوب لہ کی طرف سے واہب کو - ۴ انتقال ہبہ - ۵ ہبہ کا ہونا باہم زوجہ و شوہر کے - ۶ ہونا ہبہ کا اون واسطہ دارون مین جنکے ساتہہ نکاح ناجائز ہے - ۷ تلف ہو جانا شے موہوبہ کا +

ہبہ جو دادی کی جانب سے پوتے کے نام عمل مین آئے

ہبہ غیر قابل استرداد

س ۲- مدعی یعنی موہوب لہ کی دادی اور مانے بعد وفات پدر موہوب لہ اور پانچ برس بعد ہبہ یکے جایداد موہوبہ کو اپنے اور وارثون مین تقسیم کیا ایسی صورت مین اسطرحکی تقسیم جائز ہے یا نہین +

ج ۲- چونکہ ہبہ ابہی جائز قرار دیا گیا ہے اور استرداد اسکا ناجائز ہے لہذا تقسیم بعد کو باطل تصور کرنا چاہیئے اور زندہ ہونا یا وفات پانا موہوب لہ کے باپ کا ہبہ کے وقت اس امر مین مطلق موثر نہین ہے چنانچہ جو فقرہ شرح وقایہ سے منقول ہوا ہے وہ اس جواب کی تائید کیلیے کافی ہے اور وہ اسکے فقرہ ذیل جو ہدایہ سے منقول ہے اس صورت سے متعلق ہے اور وہ فقرہ یہہ ہے کہ "اگر باپ کوئی شے اپنے پسر صغیر السن کے نام ہبہ کرے تو پسر بذریعہ ہبہ کے مالک ہوتا ہے الا اوس صورت مین" الخ یہی قاعدہ اس صورت کی نسبت بہی صادق آتا ہے جب مان کوئی شے اپنے پسر صغیر السن کو جسکی وہ پرورش کرتی ہو ہبہ کرے اور شرط یہہ ہے کہ باپ اسکا مر گیا ہو اور کوئی شخص ولی مقرر نکیا گیا ہو علی ہذا القیاس یہی قاعدہ اس حالت سے بہی متعلق ہے جب پسر صغیر السن بسبب وفات پانے باپ اور نامزد نہونے ولی کے کسی اور شخص کی حفاظت مین ہو اور اسکے نام ہبہ عمل مین آئے - اور اگر شخص اجنب کی جانب سے کسی طفل کے نام ہبہ عمل مین آئے تو تکمیل ایسے ہبہ کی اسصورت مین

طفل کی جانب سے کس کو قبضہ ملنا چاہیئے

ناجوازی ہبہ مرتفع ہو گئی اور قاعدہ یہہ ہے کہ جب کوئی جایداد شخص ثالث کے نام منتقل ہو جاتی ہے تو استرداد اوسکا نہین ہو سکتا +

† اصول ہبہ دفعہ ۱۳- اس دفعہ مین استرداد ہبہ کے موانع پانچ لکہے ہین اور رشتہ دارون کی نسبت جو استثناء ہے اسمین ہبہ مابین شوہر و زوجہ کے بہی داخل ہے اور تلف ہو جانا شے موہوبہ کا موانع مذکور کی تفصیل مین سہوا متروک ہو گیا اور وفات پانا واہب کا بہی مانع استرداد ہے +

ہوتی ہے کہ طفل کے باپ کو شیئے موہوبہ پر قابض کرادیا جائے - اگر کوئی شخص کسی یتیم کے نام کچھ جایداد ہبہ کرے اور اوسکی جانب سے اوسکا ولی یعنی وصی جو باپ نے نامزد کیا ہو یا دادا اوسپر قابض ہو تو ایسا ہبہ جائز ہے اگر کسی طفل کا باپ مرگیا ہو اور اوسکی پرورش اوسکی ماں کرتی ہو اور ماں اوس شیئے پر جو طفل کے نام ہبہ ہوئی ہو متصفہ حاصل کرے تو اسطرح کا ہبہ صحیح ہے یہی قاعدہ اس حالت مین بھی صادق آتا ہے جب طفل یتیم کسی شخص اجنبی کی حفاظت مین ہو - اور اگر طفل شیئے موہوبہ پر خود قابض ہوجائے تو یہ امر جائز ہے الّا اسصورت مین کہ طفل ذیشعور ہو" *

مقدمہ ۲۰

س ۱ - دو بھائی بالاشتراک رہتے ہیں دونون کا ازدواج ہوگیا تہا اور ایک بھائی کے ایک پسر اور تین بیٹیان تہین دونون بھائیون نے اپنی کل جایداد پسر مذکور کے نام جو صرف سات برس کا تہا ہبہ کردی اور اوسکے نام ایک ہبہ نامہ لکہدیا ایسا ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہین *

باپ اور چچا کا ہبہ کرنا پسر نابالغ کے نام

ج ۱ - باپ اور چچا جو اپنے مال مشترکہ کو نابالغ کے نام ہبہ کیا وہ جائز ہے بشرطیکہ متصفہ کامل دلایا گیا ہو یعنی چچا جایداد منتقلہ کی شرکت سے دست بردار ہوگیا ہو اور جایداد مذکور باپ کے حوالہ کی گئی ہو جو نابالغ پسر کی جانب سے قابض ہونیکا مجاز ہے - لیکن اگر چچا باپ کے ساتہہ جایداد پر بالاشتراک قابض رہا ہو تو ہبہ ناجائز ہوگا - باوجود اس مسئلہ کے اگر باپ قریب المرگ ہونیکی حالت مین اپنی کل جایداد ایک پسر کو بحرومی اور دون کے ہبہ کرے تو یہ ہبہ بالکل ناجائز متصور ہوگا کیونکہ ایسی حالت مین ورثا کو عموماً اسکی جایداد پر استحقاق قایم بالوجود حاصل ہوجاتا ہے لہذا اسطور کا انتقال ناجائز ہے لیکن اگر اسطرح کا ہبہ بحالت تندرستی کیا جائے تو واہب کا یہ فعل مذموم اور داخل زیادتی تصور کیا جائیگا اور مورث کا اپنے

قریب المرگ ہونیکی حالت مین

دیگر ورثا کو محروم رکہنا مذموم ہے

ورثا کو ضرر پہنچانا گناہ ہے *

س ۲ - اگر صورت مذکورہ بالا مین واہب اتلاف استحقاق کا ملزم قرار دیا جائے تو بہی یہ درست اور صحیح تصور کیا جائیگا یا نہین *

اگر ہبہ جائز متصور ہوگا

ج ۲ - کل جایداد کا ایک وارث کے نام بحرومی دیگر ورثا کے ایسی صورت مین یہ کرنا جسکا ذکر سوال اول کے جواب مین کیا گیا درست اور صحیح ہے اگرچہ ایسا فعل ابوحنیفہ کے مسائل کے بموجب مذموم ہے لیکن نعمان ابن بشیر محدث اور امام ابو یوسف اور محمد امجد مصنف فتاوا رقنوجی نے ایسے ہبہ کو فعل بیجا سمجہکر ناجائز بیان کیا ہے اور لکہا ہے کہ ایسی صورت مین جایداد وارثون کے نام باہم مساوی طور پر تقسیم ہونی چاہیئے فتاوا رسراج المنیر

مواخذہ بابت جواز ایسے ہبہ کے

مین درباب جواز مسائل مذکورہ بالا کے یہ مواخذ مندرج ہین - "اگر دو شخص یا دو سے زیادہ ایک مکان ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز ہے" ہدایہ مین لکہا ہے کہ "اگر دو شخص بالاشتراک ایک مکان ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز ہے" فتاوا رسراج المنیر مین مندرج ہے کہ "جایداد موہوبہ کی تفریق اور تقریغ قبضہ لانیکے وقت فرض ہے" اور درر مختار مین یہ درج ہے کہ "اگر حالت تندرستی مین کوئی شخص اپنی کل جایداد ایک لڑکے کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے مگر واہب گنہگار متصور کیا جائیگا" مشکوۃ شریف مین نعمان بن بشیر کی ایک روایت اسطور پر لکہی ہے کہ "جب مین صرف سات برس کا تہا تو میرے باپ نے مجہے ایک غلام دیا مگر میری ماں اس بات مین معترض ہوئی اس وجہہ سے حضرت پیغمبر کو بلایا اور اون کے سامنے یہ امر بیان کیا گیا حضرت نے میرے باپ سے پوچہا کہ تمہارے اور بہی اولاد ہے یا نہین اور جب جواب مین ہونا اور اولاد کا تسلیم کیا گیا تب حضرت نے میرے باپ سے پوچہا کہ تمنے اپنی اولاد سے ہر ایک کو اسطور کا ہبہ کیا ہے یا نہین اس سے میرے باپ نے انکار کیا تب حضرت نے کہا کہ یہ بڑی بے انصافی ہے اور فرمایا کہ گہر جا اور خدا کا خوف کر اور اپنی جایداد کو

ایسا ہبہ مذموم ہے

اولاد کے باہم مساوی طور پر تقسیم کرے" در مختار مین لکھا ہے کہ "ایک طفل کی جانب از دیاد محبت کا اظہار قابل الزام نہین ہے کیونکہ یہہ امر طبیعت سے متعلق ہے علی ہذا القیاس ہبہ کی صورت مین بھی کمی وبیشی الزام کے قابل نہین ہے بشرطیکہ صورت کا منشا یہہ نہو کہ اور وارثون کو سفر تبہ پہنچے ورنہ جایداد مساوی طور پر تقسیم ہونی چاہیے" مصنف مؤخر الذکر کی رائے کے بموجب دختر اور بیٹے کے نام ہبہ مساوی جائے اور یہی رائے مسلمہ ہے مصنف مؤخر الذکر سے یہان ابو یوسف مراد ہے مسائل مین اوسکی رائے کے مطابق عمل ہوتا ہے چونکہ سفرت رسانی کی وجہ سے استحقاق ورثا کا مساوی سمجھا گیا ہے لہذا صورتین جبکہ جایداد کی تقسیم بنظر سفرت رسانی غیر مساوی طور پر عمل مین آئی ضرور ہے کہ مساوی طور پر جایداد تقسیم کرائی جاے لیکن جب ایک شخص اپنی کل جایداد ایک طفل کو دیدے تو اسصورت مین ضرور ہے کہ اور ونکو مفرت بھی پڑی پہنچگی۔ مولانا محمد امجد شارح مصنف فتاوائے قنوجی نے اس باب مین اپنی رائے یہہ لکھی ہے کہ وہ مقولہ یہہ ہے کہ مورث کا جبر اپنے ورثا کی جانب جائز نہین ہے اور گو فی الواقع مراد اس مقولہ کی یہہ ہے اگر باپ حالت صحت مین ایک بیٹے کے نام اپنی کل جایداد یا کسیقدر جزو اسکا زاید اسکے حصہ سے ہبہ کرے تو یہہ امر موجب اتلاف استحقاق اور وارثون کا ہے لیکن اس سے بالعموم جبر یہی معنی مفہوم نہین کیے جاتے ہین"۔ **مقدمہ ۲۱**

س ۱۔ ایک شخص کے دو زوجہ ہین ان مین سے ایک کے نام اس نے دست آویز تحریر کی اور اسکے ذریعہ سے اپنی جایداد منقولہ وغیر منقولہ کے کل حقوق بالعوض دین مہر منتقل کر دیئے دو برس بعد اس نے ایک دست آویز دوسری زوجہ کے نام لکھدی اور اسکے ذریعہ سے اپنی منصفہ جایداد کا استحقاق بالعوض دین مہر کے اسکے نام منتقل کر دیا اور اس امر مین زوجہ اول کی منظوری تحریری حاصل کر لی اسصورت مین شخص مذکور کی وفات کے بعد زوجہ ثانی دعوی دین مہر کے ذریعہ سے مستحق پانے نصف جایداد کی ہے یا نہین ؟

ج ۱۔ اس صورت مین شوہر نے اپنی جایداد کے کل حقوق زوجہ اول کے نام قبل دینے نصف جایداد کے دوسری زوجہ کو دین مہر کے عوض منتقل کر دیئے لہذا دوسری مرتبہ کا انتقال نادرست ہے کیونکہ حق بالکیت نسبت شے موہوبہ کے شوہر سے منتقل ہو کر زوجہ کو حاصل ہوا تھا اور یہہ رائے اوس صورت مین صادق آتی ہے کہ پہلی زوجہ کی جانب سے اجازت حاصل نہین ہوئی تھی لیکن اگر یہہ تسلیم کیا جاے کہ دست آویز مشتمل اجازت بخوبی مصدق ہے تو اسمین صرف اسقدر لکھا ہے کہ شوہر کو اختیار ہے کہ منجملہ اس جایداد کے جو اوس نے بیشتر اپنی پہلی زوجہ کے نام دین مہر کی عوض منتقل کی نصف اوسکا بذریعہ دست آویز اپنی دوسری زوجہ کے نام منتقل کرے اور یہہ جو دوسری زوجہ کے نام عمل مین آیا اسکے حق مین محض بیفایدہ ہے کیونکہ بعد تحریر ہونے دست آویز یہہ منجانب شوہر کے رضامندی پہلی زوجہ کی اسکے نفاذ کے واسطے ضرور ہے لیکن حاصل ہونا اسکی اجازت کا پایا نہین جاتا اور صرف اجازت تحریری کی رو سے دوسری زوجہ کو نصف جایداد † پانیکا استحقاق شرعاً حاصل نہین ہو سکتا لیکن اسمقدمہ کے ثبوت سے پایا جاتا ہے کہ پہلی زوجہ کی اجازت کبھی حاصل نہین ہوئی ؛

زوجہ کے نام ہبہ کرنا جایداد دہر کا درست نہین ہے گو شخص مذکور کی تحریری اجازت سے ایسا عمل مین آیا ہو ؛

س ۲۔ اگر پہلی زوجہ نے دوسری زوجہ کی نسبت اجازت تحریری مذی ہو تو وہ بعد وفات شوہر کے مستحق پانے نصف جایداد کی جو پر اسکو

† یہہ مسئلہ فی الحقیقت شرع کے مطابق ہے اگو اسکے جواز مین کسیقدر شبہہ معلوم ہوتا ہے اور وجہہ اسکی یہہ بیان کی گئی ہے کہ جبتک پہلی زوجہ کی جانب سے جایداد کا انتقال شوہر کے نام بذریعہ ہبہ اور طور پر عمل مین نہین آتا شوہر اوسکو ہرگز منتقل نہین کر سکتا تھا یا اگر پہلی زوجہ نے شوہر کو اپنا مختار دا منتقل کے نامزد کیا ہوتا تو وہ مجاز انتقال تصور کیا جاتا اور انتقال اصل مالکہ یعنی زوجہ کی طرف سے تصور کیا جاتا نہ مختار کی جانب سے ؛

شوہر کی حیات مین قبضہ حاصل نہین ہوا ہوگی یا نہین +

اجازت ہونیکی صورت مین دوسری زوجہ کو مدرجہ اولی کچھہ نہ پائیگی

ج ۲ - ایسی صورت مین دوسری زوجہ بدرجہ اولی کچھہ نہ پائیگی +

س ۳ پہلی زوجہ نے اپنی کل ملکیت کا ہبہ نامہ اس شخص کے نام تحریر کیا جسکو اس نے بحالت نابالغی متبنی کیا تہا اور نام اسکے پسر متبنی کا اسکی درخواست کے مطابق ملکیت کے بعض حصص کی نسبت بطور مالک درج ہوا لیکن بعض کی نسبت نہین لکہا گیا اور یہہ ثابت ہے کہ تحریر یہہ نامہ سے ڈھائی برس تک زوجہ قابض رہی اور بظاہر مالک تصور کی گئی اور یہہ بہی ثابت ہوا کہ اس نے باوصف موجود ہونے والدین نابالغ کے جسکو اس نے متبنی کیا تہا جزو جایداد کو اپنے نام سے رہن کیا ایسی صورت مین اگر مان کو اپنے پسر نابالغ کی جانب سے قبضہ حاصل ہوا ہو تو یہہ بخوبی جائز تصور کیا جائیگا یا کل ملکیت کا ہبہ اس وجہ سے نادرست اور ناجائز متصور ہوگا کہ موہوب لہ کو قبضہ کامل حاصل یا نام اسکا بطور مالک مطلق داخل نہین ہوا +

ج ۳ - جایداد کے اون حصص کا ہبہ جنکی نسبت نابالغ کا نام بطور مالک داخل ہوا اور جنپر وہ بطور جائز قابض ہوا بلاشک درست ہے مگر اہل فقہ کی رایے بابت اون حصص جایداد کے مختلف ہے جنپر واہب بظاہر مالک کے طور پر قابض رہا بعض کی یہہ رایے ہے کہ واہب کا قبضہ نابالغ موہوب لہ کی جانب سے جو واہب کے کنبہ کے ساتہہ رہتا ہو مگر اس سے رشتہ داری نرکہتا ہو یہہ کے جواز کیلئے کافی نہین ہے بشرطیکہ موہوب لہ کا باپ زندہ نہو اور صورت زندہ اور موجود ہونے باپ کے ایسا قبضہ کافی تصور نکیا جائیگا - بعض کی یہہ رایے ہے کہ ایسے واہب کا قبضہ جو موہوب لہ سے قرابت نزدیکہ رکہتا ہو اس ہبہ کے جواز کیلئے جو نابالغ کے نام عمل مین آئے کافی ہے یہہ رایے حال کے اہل فقہ مثلاً مصنفان جامع رموز و ہندی و در مختار و ابراہیم شاہی و کوہستانی و ملتقط وغیرہ کی ہے اور اون کا بیان یہہ ہے کہ فصیلیات مطابق اس مسئلہ کے ہین جسکی رو سے ایسے شخص اجنب کا قبضہ جیسکے گہر مین نابالغ موہوب لہ رہتا ہو کافی تصور کیا گیا ہے اور وے اہل فقہ جنکی رایے بالعکس رایے مذکورہ بالا کے ہے یہہ بیان نہین کرتے کہ انکی رایے کے بموجب عمل کیا جاتا ہے - موہوب لہا کا اپنے نام سے رہن کرنا ناجائز تہا یہہ فعل اسکا نابالغ سن بلوغ کے استحقاق کی نسبت کچھہ موثر نہوگا نہ کسی صورت سے یہہ ناجائز قرار پا سکتا ہے کیونکہ واہب کی جانب سے رہن کرنا ہبہ کے استرداد کا ثبوت نہین ہو سکتا اسلیے کہ ایسی صورت مین ہبہ کا استرداد ناجائز ہے علاوہ اسکے واہب کا جایداد موہوبہ کے محاصل کو اپنے تصرف مین لانا اور اسی قبیل کے فعل کا اظہار صراحتاً ہونا چاہیے نہ کنایتاً اور کسی جگہہ یہہ نہین لکہا ہے کہ ہبہ کے استرداد کی دو قسمین ہین یعنی ایک صراحتاً اور دوسری کنایتاً + †

کس صورت مین مفصلہ شخص اجنب کا موہوب لہ نابالغ کی جایداد کا قابض متصور ہوتا ہے +

س ۴ - اگر جایداد پر جسکو موہوب لہا نے اپنے متبنی پسر کے نام منتقل کیا موہوب لہا بالاشتراک اپنے بہائی کے قابض رہے تو اسوجہ سے

† اول اور سوم سوال کی بابت فاضلون کے باہم اختلاف رایے تہا قاضی القضات نجم الدین علی خان کی یہہ رایے تہی کہ زوجہ اول کی تحریری اجازت زوجہ ثانیہ کے حق مین انتقال جایداد کے جواز کے لیے جو شوہر کی جانب سے اوسکے نام عمل مین آیا کافی ہے علاوہ ازین ان کی یہہ بہی رایے تہی کہ رہن جو واہبہ کی جانب اور اس کے نام سے عمل مین آیا اس ہبہ کے استرداد کی کنایتاً مراد تہی اور اسپر عمل ہونا چاہیے مگر کثرت رایے کے بموجب جو جوابات مذکورہ بالا مین مندرج ہے کیا گیا +

اوس حصہ کے ہبہ کے جواز مین جو اوسکی ملک سے تہا اعتراض عاید ہوگا یا نہین +

ہبہ کرنا جایداد مشترکہ کا

ج ۴ - چونکہ بہائی کو بالاشتراک استحقاق مالکیت حاصل ہے لہذا بوجہ مشاع ایسا ہبہ باطل و ناجائز ہے +

مقدمہ ۲۲

بالاشتراک

س ۱ - ایک شخص نے اپنا مکان سکونت دوسرے شخص کے نام منتقل کیا مگر قبضہ اوسکا نہ چہوڑا واہب اور موہوب لہ دونون شیے موہوبہ پر بالاشتراک قابض رہے اس صورت مین ایسا ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہین +

ہبہ مکان کا اس صورت مین باطل اور ناجائز ہے جب واہب بعد ہبہ اوسپر یا اوسکے کسی جزو پر دخیل رہے

ج ۱ - ایسا ہبہ شرعاً جائز نہین ہے کیونکہ ہبہ کی صورت مین شرط محکومہ شرع یہ ہے کہ موہوب لہ بلا شرکت غیرے شیے موہوبہ پر قبضہ کامل حاصل کرے اور واہب اسکو بالکل حوالہ کردے اور جایداد منتقلہ کا بالکل قبضہ چہوڑ دے اور موہوب لہ کو اوسپر کلیتہً اختیار حاصل ہوجایے لیکن اسصورت مین معلوم ہوتا ہے کہ واہب نے شیے موہوبہ کا قبضہ نہین چہوڑا بلکہ بالعکس اسکے واہب اور موہوب لہ بالاشتراک شیے مذکور پر دخیل رہے ہے اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی وفات تک اس مکان مین رہا بلکہ اسی گھر مین اوسنے وفات پائی یہہ امر بخوبی ثابت ہوگیا ہے اور کتب فقہ مین یہہ امر صاف لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مکان کسی دوسرے شخص کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کرے و وہ خود اوسمین رہے یا اوسمین کچہہ اپنا مال بہی رکہے تو ایسا ہبہ بوجہ نہ حوالہ کیے جانے اور نہ دلائے جانے قبضہ کامل کے ناجائز ہے الا اسصورت مین جب زوجہ ایک مکان اپنے شوہر کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ صحیح تصور کیا جایگا گو وہ اپنے شوہر کے ساتہہ اوسپر دخیل رہے اور اپنا کل مال اوسمین رکہے کیونکہ زوجہ اور اوسکا مال دونون شوہر کے قبضہ جائز مین رہتے ہین علی ہذا القیاس بعض اہل فقہ کی رائے یہہ ہے کہ اگر باپ اپنے نابالغ بیٹے کے نام مکان ہبہ کرے اور وہ خود اوسپر دخیل رہے اور وہ اپنا اسباب اوسمین رکہے تو ایسا ہبہ اس مسئلہ کے موجب کہ باپ کا قبضہ جایداد موہوبہ پر مختاراً تصور کیا جاتا ہے جائز ہے اور اس مسئلہ کی رو سے باپ کا قبضہ بیٹے کے قبضہ کے مساوی ہے لیکن بعض اہل فقہ کو اس مسئلہ کی نسبت بہی اعتراض ہے لیکن یہہ امر صاف ظاہر ہے کہ باستثنا ردونون صورتون مذکورہ بالا کے یعنی یہہ جو زوجہ کی جانب سے شوہر کے نام یا باپ کی طرف سے نابالغ بیٹے کے نام عمل مین آئے اگر کوئی شخص اپنا مکان دوسرے شخص کے نام ہبہ کرے تو یہہ کے جواز کیلئے مکان کے قبضہ سے دست بردار ہونا ضرور ہے اور مکان مذکور کو اسطور پر کلیتہ خالی کرے کہ اپنی جایداد سے ایک تنکا تک وہان نہ چہوڑے اور اسکے استعمال اور نفع سے کسیطور پر تمتع نہ اور اوسکو تمام و کمال موہوب لہ کے حوالہ کردے اور صرف اسی صورت مین تفویض و قبضہ کامل اور جائز ہونا ہبہ کا متصور ہوگا — اسصورت مین واہب مکان موہوبہ مین بعد ازان مثل سابق تا دم زیست سکونت پذیر رہا لہذا ایسا ہبہ قطعی اور بلاشبہ باطل اور ناجائز ہے اور بدین وجہ مکان کی نسبت واہب کا استحقاق مالکیت اوسکے مرنے تک قایم رہا اور اوسکی وفات کے بعد اوسکے وارثون کو وہ استحقاق پہنچیگا چنانچہ مواخذ ہبہ ہین - ہدایہ مین لکہا ہے کہ "ہبہ کی صورت مین قبضہ کا بالتخصیص حکم ہے لہذا قبضہ کامل داخل شرط ہبہ ہے" شرح وقایہ مین مندرج ہے کہ "ہبہ کی تکمیل اسطور کے قبضہ کامل سے ہوتی ہے جو بلحاظ قسم موہوبہ کے موزون ہو منقولہ و غیر منقولہ جایداد کی نسبت قبضہ کا طور مناسب جداگانہ ہے" شارح مرزا چلپی کہتا ہے کہ "ہبہ کے استحقاق کا ثبوت شیے موہوبہ کی علیحدگی اور تفویض پر منحصر ہے" - قاضی خان

مواخذ ہبہ

اس مسئلہ پر بحث کی رو سے واہب کا کلیتہ قبضہ جانا اور اوسکے غیر کو قبضہ کامل حاصل ہونا ضرور ہے

† اصول ہبہ دفعہ ۸ و ۹ +

لکھتا ہے کہ "ایک شخص نے اپنا مکان دوسرے آدمی کے حوالہ کیا لیکن اپنا اسباب اوسمین رہنے دیا یہہ امر ناجائز ہے کیونکہ شے موہوبہ کا استعمال بابت شے غیر موہوبہ کے عمل مین آیا لہذا یہہ تفویض کامل نہین ہے یعنی واہب کی جانب سے تفویض کامل عمل مین نہین آئی کیونکہ گو مکان حوالہ کیا گیا مگر بدستور واہب کے تصرف مین رہا"۔ مصنف مذکورہ بالا نے یہہ مثال بھی لکھی ہے کہ "اگر کوئی شخص اپنا مکان دوسرے شخص کو دے اور اوسمین اوسکا مال یا ایک کیسہ محمولہ خوراک رکھا ہو تو ان صورتون مین ہبہ ناجائز ہوگا کیونکہ شے موہوبہ کا استعمال اوس شے کے واسطے عمل مین آیا جو داخل ہبہ نہین ہے اور یہہ امر مانع تفویض کامل ہے گو بلحاظ معنی متعارفہ کے مانع تفویض نہین ہے مگر تفویض کامل ہبہ کی شرط ہے نہ صرف تفویض"۔ فصول عمادیہ مین لکھا ہے کہ "ہبہ اسصورت مین جب اجازت استعمال شے موہوبہ کی مذکور ہے صحیح نہین ہے اگر واہب شے موہوبہ کو اپنے کام مین لائے تو یہہ امر مانع تکمیل ہبہ ہے کیونکہ ہبہ کی شرط قبضہ ہے موہوب لہ کو قبضہ کامل حاصل کرنا چاہیے جو اسصورت مین نہین ہو سکتا ہے اگرچہ قبضہ کا ہونا بلحاظ عام معنی کے قرار دیا جا سکتا ہے مگر استعمال شے موہوبہ کا حاصل نہین ہوتا"۔ نسخہ اشباہ نظائر کی کتاب اول مین جو در باب ہبہ ہے یہہ لکھا ہے کہ "ہبہ اسصورت مین جب استعمال شے موہوبہ کا حاصل ہونا جائز ہے الا اس حالت مین جب ہبہ باپ کی جانب سے نابالغ بیٹے کے نام عمل مین آئے یہہ امر ذخیرہ مین لکھا ہے اور مصنف نسخہ مذکور نے یہہ صورت جسمین باپ نے نابالغ بیٹے کو کچھہ دیا ہو مستثنی کی ہے" قاضی خان نے لکھا ہے کہ "اگر اراضی کا ہبہ باپ کی جانب سے نابالغ بیٹے کے نام عمل مین آئے اور باپ بعد ازان اوسمین زراعت کرے یا ایک مکان اوسکو دیکر بعد ازان اوسمین رہے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے"۔ نسخہ مجرد مین ابو حنیفہ کی یہہ رائے لکھی ہے کہ "اگر باپ اپنے نابالغ بیٹے کو مکان دے اور پھر وہ اوسمین رہے یا اپنا اسباب رکھے یا اور لوگون کو اوسمین بلا کرایہ رہنے کی اجازت دے تو ایسا ہبہ جائز اور باپ کا یہہ فعل بطور مختار تصور کیا جائیگا لیکن اگر باپ مکان کا کرایہ حاصل کرے تو یہہ باطل و نادرست متصور ہوگا" ابو حنیفہ کا یہہ مقولہ وہ ہے جو اونہون نے پیچھے لکھا ہے ابتداءً اونہون نے باپ اور نابالغ بیٹے کی صورت کو مستثنی نہین کیا تھا اور لوجہہ نہ حاصل ہونے استعمال شے موہوبہ کے ایسے ہبہ کو ناجائز قرار دیا تھا +†

س ۲ - ہبہ جو زبانی بلا تحریر دست آویز عمل مین آئے وہ جائز ہے یا نہین +

تکمیل ہبہ کی شرائط ضروری۔

ج ۲ - زبانی ہبہ جائز ہے اسواسطے کہ صرف ایجاب و قبول امور ضروریہ ہبہ کے ہین اور مکان کا قبضہ کامل حاصل ہونا اور اوسمین نہونا واہب کے مال کا اور اوسکا واہب کے تصرف مین نہ آنا تکمیل ہبہ کی شرائط ہین اور دست آویز نہ امور ضروریہ مین داخل ہین اور نہ شرائط ہین - اسواسطے ایسے ہبہ کی صورت مین جو زبانی عمل مین آیا ہو ایجاب و قبول کا ہونا قرار پائے اور قبضہ کامل کی شرائط کا ہونا بھی پایا جائے یعنی شے موہوبہ کسیطور پر واہب کے تصرف مین نہو اور شے مذکور کی نسبت اعتراض مانع عاید نہو تو ایسا ہبہ جائز ہے گو کوئی دست آویز تحریر نہوئی ہو لیکن اسمقدمہ کی کیفیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مکان موہوبہ مین اہتمام مرگ سکونت پذیر رہا پس واہب کی شے موہوبہ پر متصرف

† مراد اس سے یہہ ہے کہ جواز ہبہ کے مقولہ کے بالعموم بیان کرنے مین جسکے واسطے واہب کے قبضہ کا کلیتہً جاتا رہنا اور موہوب لہ کا بالکل قابض ہونا ضرور ہے ابو حنیفہ نے کوئی استثناء اس ہبہ کی نسبت نہین بیان کیا جو باپ کی جانب سے بیٹے کے نام عمل مین آئے بیٹے کی جانب سے مختار تاً اوس جایداد پر قابض ہو سکتا ہے جو اس نے بزمانہ نابالغی بیٹے مذکور کو دی ہو +

اور اس سے متمتع ہونیکی وجہ سے ہبہ باطل و ناجائز متصور ہوگا اور اس صورت مین ایک اور وجہ ہبہ کے باطل اور ناجائز تصور کرنیکی
ہبہ ایک شخص کی جانب سے دو آدمیون کے نام ہبہ ہے کہ ہبہ امر ثابت ہوگیا کہ مکان مذکور دو شخصون یعنی واہب کی بیوی اور اسکے شوہر کو دیا گیا اور ہدایہ اور اور کتب فقہ مین یہہ لکھا ہے
کہ اگر کوئی شخص دو آدمیون کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے کیونکہ ایسے ہبہ مین اعتراض شاع عابد ہوتا ہے اور اسصورت مین مکان
دو شخصونکو بالاشتراک دیا گیا اور اون کے حصص کی تفریق نہین کی گئی اور جس ہبہ کی تصریح نکیجاے وہ شرعاً ناجائز ہے لہذا وہ وجہ
سے ہبہ ناجائز ہے اوّل یہہ کہ واہب اوسمین سکونت پذیر رہنے کے باعث سے اوسپر متصرف اور اوس سے متمتع ہوتا رہا اور ہبہ کا غیر مقسم
ہونا دوسری وجہ ناجوازی کی ہے - اور تحریری دست آویز کا ہونا یا نہونا مساوی ہے - وجوہات ناجوازی کے باعث سے ہبہ ناجائز قرار
دیا جائیگا گو دست آویز تحریری موجود ہو اور اگر ہبہ کے جوانیکے لیئے وجوہ کافی ہین تو وہ جائز متصور ہوگا گو دست آویز نہ تحریر ہوئی ہو اسصورت
مین نہونا دست آویز کا سبب ناجوازی ہبہ کا نہین ہے مگر وجوہ یہہ ہین کہ واہب مکان مذکور پر متصرف اور اس سے متمتع ہوتا رہا اور ہبہ مین
اعتراض مشاع لازم آتا ہے - ماخذات - ہدایہ مین لکھا ہے کہ "ایجاب و قبول ضرور ہے کیونکہ ہبہ ایک معاہدہ ہے اور جملہ معاہدات مین ایجاب و
ماخذات و رباب ہبہ ایجاب و قبول کا ہونا ضرور ہے اور ہبہ کی نسبت استحقاق ملکیت قایم ہونیکے واسطے قبضہ لازم ہے" اور اوسی کتاب مین یہہ بھی لکھا ہے کہ "اگر دو شخص بالاشتراک
ہبہ ایک آدمی کے نام و شخصون کی جانب سے ایک مکان کو ایک شخص کے نام ہبہ کرین تو جائز ہے کیونکہ وے اسکو کلیتہ حوالہ کر دیتے ہین اور موہوب لہ کل مکان پر متصرف ہوجاتا ہے اور قبضہ
ہونیکے وقت اشتراک جایداد نہین ہوتا ہے" اگر ایک شخص ایک مکان دو آدمیون کے نام ہبہ کرے تو ابو حنیفہ کے بموجب ایسا ہبہ ناجائز ہے مگر
دو خلفا کے نزدیک ایسا ہبہ جائز ہے کیونکہ واہب بمنجملہ موہوب لہم کے ہر ایک کو اپنا کل مکان دیتا ہے اور اسمین صرف انتقال واحد ہے لہذا اجزا
کی نسبت اسطرحکا اشتراک نہین ہے جو ایک مکان کو دو آدمیون کے ہاتھہ رہن رکھنے مین ہوتا ہے - اس امر کی نسبت ابو حنیفہ اپنی رائے کی تائید
مین دو وجہہ لکھتا ہے اول یہہ کہ ایسی صورت مین ہر ایک کو نصف مکان ہبہ کیا جاتا ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص کوئی ایسی شے
جو تقسیم کے قابل ہو دو شخصونکو دے اور انمین سے ایک لینا ہبہ کا قبول کرے تو یہہ اوسکے حصہ کی نسبت جائز متصور ہوگا پس ظاہر ہے کہ ہر ایک
موہوب لہ قابض ہونیکے وقت جایداد کا اشتراک واقع ہوگا - دوسری وجہہ یہہ ہے کہ جب ہر ایک موہوب لہ کا استحقاق ملکیت نصف
مکان کی نسبت قرار پایا تو ظاہر ہے کہ انتقال مین بھی اسقدر تصور کیا جائیگا کیونکہ ملکیت اور انتقال کا استحقاق متحد ہے پس جب استحقاق موہوب لہ
رہن رکھنا مکان کا دو شخصون کے نام کا بہ نسبت ایک نصف کے ثابت ہے تو غیر معین ہونا اشتراک نسبت شیے موہوبہ کے بخوبی متحقق ہے - رہن کی صورت مین ایسا نہین ہوتا کیونکہ
رہن کے ذریعہ سے تصرف حاصل ہوتا ہے نہ استحقاق مالکیت اور منجملہ دونون مرتہنون کے ہر مرتہن کا استحقاق تصرف کلیتہ وقطعاً ثابت ہوتا ہے
کیونکہ اگر راہن ایک مرتہن کا قرضہ ادا کرے تو بھی دوسرے مرتہن کا استحقاق در باب تصرف کامل بدستور قایم رہتا ہے اوسی کتاب مین یہہ بھی
ماخذات لکھا ہے کہ "ایسی شیے کے جزو کا ہبہ جو قابل تقسیم ہو ناجائز ہے الا اس صورت مین کہ اوسکی تقسیم اور تفریق عمل مین آئے" اور تقسیم سے
اسجگہہ مراد یہہ ہے کہ واہب کی جایداد سے شیے موہوبہ کی علیحدگی عمل مین آئے اور اوسپر ملکیت کے استحقاق کا نفاذ واہب کی جانب سے جاتا رہے
اور شرع کے بموجب مراد اوسکی یہہ ہے کہ انتقال شیے موہوبہ کا بنظر نفع واہب کے عمل مین نہ آئے - مثلاً ایک شخص اپنا مکان دوسرے آدمی کو دیکر
مگر اوسمین اپنا اسباب رکھے یا اوسمین رہے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے کیونکہ صورت اول مین مکان موہوبہ واہب کی جایداد یعنی اسکے اثاث البیت

نفع کیلیے کام مین لایا گیا اور دوسری صورت مین گو وہ اوسکی جایداد کی نظر سے کام مین نہ آیا مگر اوسمین رہنے کی وجہ سے واہب کو نفع پہنچا

س ۳ - اگر ایک شخص اپنی بوتی کے شوہر کے نام بحالت موجود ہونے ایک دختر اور تین اور پوتون کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جایز ہے یا نہین ؟

باپ کا اختیار اپنی جایداد کی نسبت ۔

ج ۳ - سوال مذکورہ بالا کی صورت مین یہہ شرعاً جایز ہے کیونکہ ہر شخص کو اپنی مرضی کی مطابق اپنی جایداد دے ڈالنے کا اختیار ہے اگر اسکی خوشی ہو تو وہ اوسے اپنی اولاد سے صرف ایک طفل کو یا اشخاص اجنب یا محتاجون کو دیسکتا ہے اسکے اطفال یا اوسکی اولاد سے کیسکو اسکی اس بات کے خلاف معترض ہونیکا استحقاق نہین ہے کیونکہ ورثا کو استحقاق جایداد صورف کی وفات کے بعد حاصل ہوتا ہے نہ کہ اوسکے حین حیات - لہذا اگر باوجود ہونے ایک دختر اور چار پوتون کے وہ اپنی کل جایداد کو ایک پوتی کے شوہر کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کرے تو ایسا ہبہ بلاشک جایز ہے لیکن اسصورت مین مابین دعوی شدہ موہوبہ اور گواہون کی شہادت کے بڑا اختلاف معلوم ہوتا ہے اور ہدایہ مین لکھا ہے کہ جب دعوی اور شہادت مین اختلاف ہو تو ایسی شہادت کو نامنظور کرنا چاہیے اختلاف یہہ ہے کہ مدعا علیہا نے جواب مین یہہ دعوی پیش کیا ہے کہ یہہ اوسکے اور اوسکے شوہر کے نام بالاشتراک عمل مین آیا پس اس دعوی کے بموجب ایک ہبہ دو شخصون کے نام ہوا جو مشاع کی وجہ سے ناجایز ہے اور

واقع ہونا اختلاف بیانی کا کاغذات سوال وجواب مین مزیل دعوی ہے ۔

اسیواسطے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس امر پر لحاظ نہوگا کہ ایسے ہبہ کا ہونا گواہون سے ثابت ہے یا نہین - لیکن رد جواب مین یہہ دعوی پیش کیا گیا کہ یہہ صرف مدعا علیہا کے نام ہوا اور وجہ ثبوت سے جو بتاید جواب گذرا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ صرف شوہر مدعا علیہا کے نام عمل مین آیا

شوہر کے حقوق زوجہ کے حقوق سے مختلف ہین ۔

یہہ تینون بیان ایک دوسرے کے مخالف ہین اول بیان یہہ ہے کہ مدعا علیہا اور اسکا شوہر دونون موہوب لہین اور دوسرا یہہ کہ صرف مدعا علیہا موہوب لہا ہے اور تیسرا یہہ کہ صرف مدعا علیہا کا شوہر موہوب لہ ہے یہہ فرض کرنا کہ یہہ شوہر بازوجہ کے نام بوجہان کے شامل ہونیکے بمنزلہ اوس یہہ کے ہے جو دونون کے نام بالاشتراک عمل مین آئے غلط عام ہے اور شرع مین اوسکی کچھہ اصل نہین ہے اسیواسطے گواہون کی شہادت جو دعوی مظہرہ کے جواب کے مطابق نہین ہے اور نہ دعوی مظہرہ رد جواب کے شرعاً کالعدم اور ناقابل سماعت ہے اور اون کی گواہی کاغذات سوال وجواب کے خلاف ہے اور اس لیے غیر صحیح ہونا گواہی کا واضح ہے پس ہبہ کا ہونا قرار نہین دیا جاسکتا علاوہ اسکے یہہ بھی واضح ہے کہ چونکہ خود واہب مکان مین سکونت پذیر تھا اور اس وجہ سے قبضہ غیر مکمل رہا لہذا ہبہ بنفسہ ناجایز ہے پس ایسے ہبہ کے ثبوت اور غیر ثبوت سے کچھہ غرض نہین ہے چونکہ مکان موہوبہ کی علیحدگی واہب کی جایداد سے تادم مرگ اسکے عمل مین نہین آئی لہذا اوسکی وفات کے بعد وہ اوسکے ورثا کو ملیگا چنانچہ ہدایہ مین یہہ لکھا ہے کہ " وجہ ثبوت جو مدعی نے پیش کیا ہو اسکے دعوی کے مطابق ہو تو ایسا دعوی قابل اعتبار ہے اور مخالف ہونیکی صورت مین ایسا نہوگا کیونکہ استحقاق کے امور مین وجہ ثبوت کی تسلیم کے واسطے اول دعوی کا پیش کرنا ضرور ہے اور یہہ امر پہلی صورت مین ہوتا ہے اور پچھلی مین نہین " †

ماخذ

مقدمہ ۲۳

س ۱ - مسماۃ ساجدالنسا نے فخرالدین حسین کے نام اپنا حصہ یعنی باپ کی جایداد کا ایک ربع جو اوسکو وراثتاً ملا تھا ہبہ کیا اگر ایسا ہبہ جو مہہ غیر منقسم ہونے جایداد اوسکے یا بسبب کسی اور وجہ ناجایز ہونے کے باطل و نادرست قرار پائے اور موہوب لہ یہہ بیان کرے کہ واہبہ کی وفات سے

† مراد اس سے یہہ ہے کہ دعوی کی تائید مین قبل پیش کرنے وجہ ثبوت کے اول نوعیت دعوی کا اظہار ضرور ہے اور دعوی کا استحکام وجہ ثبوت کے ذریعہ سے ہونا چاہیے نہ وجہ ثبوت کا دعوی سے ۔

وہ اور اوسکا ولی جایداد موہوبہ پر قابض رہا تو اس صورت مین موہوب لہ پر واجب ہے ورنہ کو جایداد کے اس منافع کا حساب دینا جو اوسنے قابض ہونیکے زمانہ مین حاصل ہوا شرعاً ضرور ہے یا نہین +

ذکر زر و جواہر کا ناجائز ہبہ کی صورت مین +

ج ۱ - اس صورت مین زر و اصلات مطابق قاعدہ متعلقہ بیع ناجائز کے جایداد مبیعہ سے متعلق تصور نہین کیا جاتا ہے یعنی داخل جایداد موہوبہ متصور نہوگا چنانچہ ابو حنیفہ کی رائے کے بموجب فخر الدین حسین پر ساجد النسا کے دارثون کا مطالبہ بابت منافع کے عائد نہین ہوسکتا دونون خلفا کی رائے بالعکس ہے مگر ابو حنیفہ کی رائے مسلمہ ہے اور اسکے بموجب عمل ہوتا ہے + †

س ۲ - منجملہ چند دیہات کے ایک موضع کا زرگان کا شکاران سے وصول کرنا موہوب لہ کی نسبت قرار دیا گیا مگر موضع مذکور کا محاصل کل شرکا نے بالاجمال وصول کیا اراضی متعلقہ کاشکاران کی تفریق اور حدود کی تصریح عمل مین نہین آئی اور نہ اس موضع کی تصریح دستاویز ہبہ مین درج ہوئی اسمین صرف جایداد موروثی کا ذکر عموماً مندرج ہے اس صورت مین موضع مذکور کا ایک ربع ایسی دست آویز ہبہ کے بموجب موہوب لہا کا حق ہے یا نہین +

ہبہ اراضی کی تکمیل محاصل کے انتقال سے نہین ہوتی +

ج ۲ - منجملہ دیہات کے صرف ایک موضع کے کاشکاران کی تصریح سے موضع کے کسی جزو کا ہبہ درست نہین ہے الا اس صورت مین کہ اون اراضیات کی تفریق جنپر دے دخیل ہون اور حدود کی تصریح اور تقسیم جایداد عمل مین آئی ہو لیکن اگر اراضی مذکور دیگر جایداد پیمایش کے بموجب علیحدہ کی گئی ہو اور اراضی مقبوضہ کاشکاران کی تصریح ہوئی ہو تو ایسی اراضی منقسمہ کا جایداد سے کچھہ تعلق نہوگا اور بوجہہ عاید نہونے اعتراض مشاع کے ایسے موضع کے ایک ربع کا ہبہ موہوب لہ کے قابض ہوجانیکے زمانہ سے کامل اور واجب التعمیل تصور کیا جائیگا

† اس مسئلہ کی نسبت بڑا ابہام واقع ہے - عبارت منقولہ ذیل ہدایہ سے شاید انکشاف اس مسئلہ کا ہو - واضح ہو کہ اگر ایک شخص دوسرے کی نسبت ایکہزار درم کا دعوی کرکے زر مذکور اس سے وصول کرے اور بعد ازان فریقین اس امر کو تسلیم کرین کہ قرضہ واجب نہ تھا تو مدعی جو منافع اس عرصہ مین زر مذکور سے حاصل کرے جائز ہے کیونکہ بے اصلی اس معاملہ کی استحقاق کی ناجوازی کے باعث سے واقع ہوئی اور وجہہ اسکی یہہ ہے کہ قرضہ مدعی کے دعوی اور مدعا علیہ کے اقبال کے باعث سے عاید ہوا تھا اور بعد ازان یہہ ظاہر ہوا کہ قرضہ کی بابت مدعی کا استحقاق نہین ہے بلکہ طرفینی یعنی مدعا علیہ کا ہے مگر پھر بھی ہزار درم جو مدعی نے اپنے دعوی کے مطابق وصول پائے وہ اسکی ملک مین داخل متصور رہونگے گو استحقاق ناجائز کے ذریعہ سے ایسا تصور کیا جاے اور چونکہ بے اصلی اس معاملہ کی صرف ناجوازی استحقاق جایداد کے باعث سے تصور کی گئی ہے نہ قطعی معدوم ہونے استحقاق کی وجہہ سے لہذا ایسی ناجوازی شے غیر مبیعہ مثلاً زر نقد کی نسبت کچھہ موثر نہوگی +

پانچوان باب

نظائر وصیت

مقدمہ ۱

س - ایک شخص واسطے حصول قبضہ کیقدر جایداد استحقاق ملکیت کی بنا پر اس بیان سے نالش کرتا ہے کہ متوفی نے اپنے حین حیات کل جایداد

منقولہ وغیر منقولہ کو معہ جملہ حقوق و منافع کے اسکے یعنی مدعی کے نام باستثنا اس جایداد کے جسکی بابت اب نالش دائر کی ہے اور جسکی نسبت اوسوقت تنازع درپیش تھا منتقل کیا اور اوسپر قابض کرادیا اور علاوہ اسکے مالکہ نے اوسکے نام زبانی وصیت کی † اور باضابطہ اور علانیہ اوسکو اپنا وصی مقرر کرکے واسطے وصول کرنے ہر قسم کے زر باقی کے جو اوسکا یا منتی تھا اور اپنی جایداد اور جملہ مطالبات زندگی جایداد کے تصفیہ کا اختیار دیا۔ ایسی صورت مین مدعی ایسے انتقال اور وصیت کے ذریعہ سے ایسی جایداد کی نسبت جو حین حیات مالکہ متوفیہ کے قبضہ مین نہ تھی استحقاق جائز رکھتا ہے یا نہین اور مابین ہبہ اور تملیک کے شرعاً کیا فرق ہے اور نیز ایسے انتقال اور وصیت مذکورہ بالا کے جواز مین کیا مواخذ ہین ؟

وصیت کی تعریف

ج - وصیت سے جایداد کا وہ انتقال مراد ہے جو بعد وفات عمل مین آئے مثلاً ایک شخص دوسرے شخص سے یہہ کہے کہ "فلان چیز میری وفات کے بعد فلان شخص کو دیدے" اسطرح کی دی گئی شے کو موصیٰ بہ کہتے ہین اور جو شخص دے اسکو موصی اور جسکو دیجاے اوسکو موصیٰ الیہ کہتے ہین اور جس شخص کے ذمہ وصیت کی تعمیل ہو وہ وصی ہے اور وصیت کے جواز کے لیئے جایداد موصیٰ بہ کا موصی کے قبضہ مین اوسکی وفات کے وقت ہونا ضرور ہے † ورنہ وصیت کا کچھ اثر نہوگا مثلاً اگر کوئی شخص یہہ وصیت کر جاے کہ اسکی بہیڑون مین سے ایک ثلث فلان شخص کو دیدے اور یہہ معلوم ہو کہ موصی کے پاس وفات کے وقت بہیڑین نہ تھین تو ایسی وصیت اس قاعدہ کی رو سے کہ موصیٰ کی وفات کے وقت جایداد کا اسکے قبضہ مین ہونا ضرور ہے باطل اور نادرست متصور ہوگی تملیک ایک عام اصطلاح ہے جو ہبہ سے خواہ وہ مشروط ہو یا غیر مشروط یا بیع یا وصیت سے متعلق ہو سکتی ہے لیکن ہبہ سے مراد یہہ ہے کہ جایداد دوسرے شخص کے نام فوراً بلا معاوضہ منتقل کیجاے پس فرق مابین انتقال استحقاق الکیت اور ہبہ کے یہہ ہے کہ استحقاق الکیت کا انتقال ایک عام اور ہبہ ایک خاص امر ہے - اسواسطے جایداد جو مالکہ متوفیہ کے قبضہ مین نہ تھی اسپر مدعی کا استحقاق وصیت یا ہبہ کے ذریعہ سے شرعاً تصور نہین کیا جاسکتا §

ذکر اوس جایداد موصیٰ بہ کا جو موصی کی وفات کے وقت اوسکے قبضہ مین نہو۔ فرق مابین تملیک اور ہبہ کے۔

مقدمہ ۲

س - ایک عورت کچھ جایداد منقولہ چھوڑ کر مرگئی اور کوئی وارث نہونیکی وجہ سے اوسکی جایداد کا عدالت مین تعلقہ ہوگیا اور دعویداردن کے اعتراض کے لیئے اشتہار جاری ہونیکے بعد ایک عورت نے حاضر ہوکر اپنے تئین متوفیہ کی دختر اور اوسکی جایداد کا وارث ظاہر کیا اور مظہر ہوئی کہ متوفیہ نے اسکا نکاح کیا علاوہ اسکے مدعیہ نے چار گواہ پیش کیے اونہون نے از روے حلف بیان کیا کہ متوفیہ نے اونکے سامنے متبنی کرنا مدعیہ کا بطور اپنی دختر کے بارہا تسلیم کیا اور اسکا نکاح بہی کیا اور بہی اوسکی وارث جائز ہے اسصورت مین مدعیہ کو متوفی کی جایداد پانیکا استحقاق ہے یا نہین یا جایداد مذکور داخل بیت المال کیجاے ؟

---

† بہ زبانی بلحاظ جواز شرعاً بہ تحریری کے مساوی ہے - اصول وصیت دفعہ ۱ ؟

‡ وصیت کے عمل مین آنیکے وقت شے موصیٰ بہ کا موجود ہونا ضرور نہین ہے - اصول وصیت دفعہ ۵ ؟

§ فتوئی مذکورہ بالا سے معلوم ہوگا کہ شرائط ہبہ اور وصیت مین فرق بہت کم ہے یعنی وصیت کی صورت مین واہب کو شے موصیٰ بہ سے بلا لحاظ موجود ہونے موصیٰ الیہ کے قطعاً دست بردار ہونا لازم ہے اور اس سے شرط محکومہ شرع کی تعمیل لازم آتی ہے لیکن ہبہ کے جواز کے لیئے موہوب الیہ کا قبول کرنا ضرور ہے اور وصیت کا ابطال بلا اذن موصی کی مرضی پر منحصر ہے - ایک بڑا فرق وصیت اور ہبہ مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وصیت اسصورت مین بہی جبتک کہ شے موصیٰ بہ وصیت کے وقت موصی کے قبضہ مین نہو عمل مین اسکی ہے بخلاف اسکے ہبہ ایسی صورت مین باطل

اگر مالک کسی شخص کو اپنا وارث قرار دیے تو شخص مذکور بطور موصی الیہ مستحق ارث ہوگا

ج - سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ متوفیہ عورت نے چار گواہوں کے سامنے مدعیہ کو اپنا وارث قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس اظہار سے نیت اور مراد اسکی یہ تھی کہ مدعیہ اوسکی وفات کے بعد وارث ہو اور ان الفاظ کی تعبیر بجز اسکے اور کسی طرح پر نہیں ہوسکتی کہ ایسی وصیت نسبت کل جایداد کے مفہوم کیجاے اور ہر چند یہ امر عبارت سے واضح نہیں ہے لیکن بیان کے سیاق پر لحاظ ہونا ضرور ہے + †

مقدمہ ۳

س - اگر کوئی شخص اپنی جایداد چار اجنبی شخصوں کے نام وصیت کرے تو ایسی وصیت جائز ہے یا نہیں اور اگر وصیت کی کوئی شرط خلاف شرع ہو تو یہ امر قطعاً باعث ناجوازی وصیت ہوگا یا صرف شرط ناجائز کی نسبت موثر ہوگا اور اگر شرط ناجائز سے کل وصیت غیر صحیح قرار پاے تو تسلیم ہونا اوسکا اور اوسپر عمل کیا جانا دو یا تین برس تک بعد وفات موصی کے موجب اسکے جواز کا ہوگا یا نہیں +

وصیت جسکی ایک شرط ناجائز ہو

ج - ترکہ کے ایک ثلث کی نسبت وصیت شرعاً جائز ہے اور باقی دو ثلث وارثوں کا حق ہے اور اسمقدمہ خاص میں دو زوجہ اور ایک بہن متوفی کی وارث ہیں اور دونوں زوجہ کا حصہ ایک ربع اور مابقی بہن کا حق ہے پس اگر منجملہ ان وارثوں کے کوئی شخص دعوی اپنا بصورت جائز پیش کرے تو وصیت کی کل شرائط قایم نہیں رہ سکتیں اور جو جایداد ترکہ کے ایک ثلث سے زائد ہو وہ ان شخصوں کو جو ورثا میں داخل نہوں نہیں ملسکتی پس وصیت کا ایک جزو خلاف اور دوسرا جزو مطابق شرع کے ہے لیکن جسقدر جزو وصیت کا ناجائز ہے اس سے عدم جواز کل وصیت کا لازم نہیں آتا اور جن شخصوں نے بعد وفات موصی کے وصیت کو تسلیم کرکے نفاذ اسکی شرائط کا روا رکھا وہ بغیر ناشی ہونے کے اس سے منحرف نہیں ہوسکتے +‡

مقدمہ ۴

س - ایک شخص نے حین حیات اپنے باوصف موجود ہونے ایک زوجہ کے اپنی جایداد کو بھائی کے بیٹے کے نام وصیت کیا اور وصیت نامہ پر زوجہ کی مصدق بھی ثبت ہوئی تھوڑے عرصہ بعد وہ لاولد مرگیا اور اسکی وفات کے بعد اسکا برادر زادہ اور زوجہ جایداد پر بالاشتراک قابض رہے اور جب زوجہ فوت ہوئی تو اسکا بھائی اسکے حصہ کی بابت منجملہ جایداد کے دعویدار ہوا ایسی صورت میں وصیت جو متوفی کی جانب سے بنام برادر زادہ کہ وہ وارثوں میں داخل ہے عمل میں آئی جائز ہے یا نہیں اور واسطے ابطال استحقاق وارثان زوجہ کے کافی متصور ہے یا نہیں +

اگر ایک وارث کے نام باجازت صریحہ یا مفہومہ باقی وارثوں کے وصیت عمل میں آئے تو ایسی وصیت جائز ہے +

ج - اگر زوجہ نے شوہر کی وفات کے بعد دست آویز نوشتہ شوہر کے رضامندی ظاہر کی تو وہ بہرصورت جائز و صحیح ہے کیونکہ جو وصیت ایک وارث کے نام عمل میں آئی وہ صرف بحالت رضامندی اور وارثوں کے ناجائز ہوسکتی ہے اور ہر چند اس مقدمہ خاص میں اظہار رضامندی صراحتہً ناجائز متصور ہوگا علاوہ اسکے یہ بھی ضرور نہیں کہ چند اشخاص کے نام وصیت کرنیکی صورت میں موصی ہر ایک کے نام کے ہبہ کی تفریق و تصریح کرے +

† در صورت نہونے وارثوں اور قرضخواہوں کے وصیت کل جایداد کی شرعاً جائز ہے اور مثل ہبہ کے وصیت میں تصریح جایداد ضرور نہیں ہے اور جیسا کہ استرداد وصیت بالکنایہ عمل میں آتا ہے ویسا ہی وصیت بھی بالکنایہ ہوسکتی ہے اصول وصیت وفعہ ۱۱ +

‡ اس مقدمہ میں اصل امر متعلقہ شرع یہہ ہے کہ اگر وصیت کی کوئی شرط ناجائز ہو تو اس سے اسکے جواز میں بالعموم خلل واقع نہیں ہوسکتا - اصول وصیت دفعہ ۹ +

اصول وصیت صفحہ ۳ +

نہین ہوا لیکن اسکے مفہوم ہونے مین کچھہ شک وشبہ نہین ہے +

مقدمہ ۵

س ۱ - منجملہ دو بھائیون کے ایک بھائی تین بیٹے اور ایک دختر چھوڑکر مرگیا اور دوسرے بھائی نے بعد ازان برادر متوفی کی اولاد یعنی اپنے بھتیجون اور بھتیجی کے نام کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ و مورونی ومکسوبہ جو خاص اوسکی اور برادر متوفی کی مملوکہ تھی وصیت کردی اور اوسکو سات حصون پر تقسیم کرکے دو دو حصے ہر برادرزادہ کو اور ایک بھتیجی کو دیا لیکن اوس نے اپنے حین حیات اون کے حصص کو تقسیم نہین کیا اور اون کو قابض نکرادیا بلکہ اون کو صرف جایداد کے منافع وصول کرنیکا اختیار بلحاظ حصص مجوزہ کے دیا ایسی صورت مین وصیت نامہ جو برادر حی القایم نے تحریر کیا شرعاً درست ہے یا نہین +

ذکر وصیت کا باب اوس جایداد کے جسکا ایک جزو موصی کی ملک نہیو اور جو ایسے شخصون کے نام عمل مین آئے جنسے بعض ورثہ شرعی نزدیک مین یہ جایداد اور اجازت باب نفاذ استحقاق کے +

ج ۱ - وصیت جسکا ذکر سوال مین ہے جائز ہے کیونکہ موصی اپنی جایداد کا مالک ہے اور اوسکو اختیار ہے جسکے نام چاہے وصیت کرے پس جسقدر وصیت کہ باب جایداد منقولہ یا غیر منقولہ یا مورونی یا مکسوبہ مملوکہ موصی کے بھتیجون اور بھتیجی کے نام عمل مین آئے جائز ہے لیکن بھائی کی جایداد کی نسبت جو وصیت ہوئی وہ محض بیفائدہ ہے کیونکہ موصی کے بھتیجون اور بھتیجی کو اپنے باپ کے ترکہ کی نسبت وراثت کا استحقاق کامل شرعاً حاصل ہے یعنی بیٹون کو بہ نسبت دختر کے دو چند حصہ ملیگا اور واضح ہو کہ وصیت کا مقصود استقرار ملکیت ہے حالانکہ جو وصیت بمقدمہ خاص مین ہوئی وہ بیفائدہ تھی کیونکہ موصی الیہم بعد وفات اپنے باپ کے وراثتاً ترکہ کے مستحق ہوئے لیکن برادر حی القایم نے جو اپنی جایداد کو وصیتہ تقسیم کیا وہ ہرگز اس وجہہ سے ناجائز نہین ہوسکتی کہ نامبردہ نے حین حیات حصص کو تقسیم نکیا اور نہ موصی الیہم کو اون پر قابض کرایا کیونکہ وصیت مین مشاع جائز ہے اور موصی نے جو موصی الیہم کو اختیار وصول کرنے منافع کا بابت اون کے حصص کے دیا یہہ فعل اسکا صرف داخل اجازت ہے یعنی یہہ اجازت اسکی بمنزلہ اس امر کے تھی کہ اسکی جایداد سے اور شخص متمتع ہون اور یہہ امر جائز ہے کیونکہ جیسا کہ یہہ کامل کی صورت مین ہوتا ہے ویسا اجازت دینے کی نسبت اعتراض مشاع وارد نہین ہوسکتا - وصیت جو موصی نے تحریر کی نفاذ اوسکا اوسکی وفات پر منحصر ہے اور بعد اوسکے فوت ہونے کے اوسکی بھتیجی اپنے ترکہ سے ساتوان حصہ پانیکی مستحق ہے کیونکہ وہ اوسکے ورثا مین داخل نہین اور بعد بانٹنے ساتوین حصے کے جسکی نسبت اوسکو وصیتاً استحقاق پہنچتا ہے بقیہ جایداد سے بھائی کے بیٹون کو از روے استحقاق وراثت کے حصہ مساوی ملنا چاہیے چنانچہ اخذات ذیل سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے ہدایہ مین لکھا ہے کہ "جو وصیت اس شے کی بابت عمل مین آئے جسکی وصیت کا اختیار موصی کو حاصل ہو جائز ہے اور جسکی نسبت اختیار نہو وہ ناجائز ہے اوسی نسخہ مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جایداد کا ایک ثلث ایک شخص کے نام اور دوسرا ثلث کسی اور کے نام وصیت کرے اور ورثا دونون وصیت ناموں کی تحریر کی نسبت رضامند نہون تو ایسی صورت مین ایک ثلث دونون پابندگان وصیت مین بالمناصف تقسیم ہوتا ہے کیونکہ اگر وصیت نامہ ترکہ کے ایک ثلث سے زاید جایداد کی بابت ہو اور وارث کل جایداد کی بابت لکھنا وصیت نامہ کا نامنظور کرے تو جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے وصیت بقدر ایک ثلث کے محدود کیجاتی ہے اور جبکہ اس صورت خاص مین دونون وعویداردن کا استحقاق بدرجہ مساوی جائز ہے اور ایک ثلث قابل تقسیم ہے لہذا تقسیم اسکی وعویداردن مین بطور مساوی کیجاوے" علی ہذا القیاس شرح وقایہ مین بھی یہہ لکھا ہے کہ جیسا یہہ مطلق ہے استحقاق ملکیت حاصل ہوتا ہے ویسا ہی اسصورت مین

تصریح فرق +

باخذات درباب مسئلہ وصیت وشے موصی بہ کے +

فرق مذکورہ بالا کے مواخذ

بھی حاصل ہوتا ہے جب اسکے نفاذ کے واسطے اجازت دیجاے مثلاً ورکسی شخص کے پاس ایک ظرف پانی سے بھرا ہوا ہو اور وہ اون شخصون کو جنہون نے طہارت بطور تیمم کی ہو کہے کہ جسکو ضرورت ہو اس پانی سے وضو کرے اور پانی ایک شخص کے وضو کے واسطے کافی ہو تو اوسکا تیمم بیفائدہ ہے کیونکہ جب ایک شخص نے منجملہ جماعت کے پانی سے وضو کیا تو باقی شخصون پر تیمم کے ذریعہ سے طہارت لازم آئی کس لیے کہ وضو کی اجازت ہر شخص کو بالانفراد دی گئی تھی لیکن اگر اس شخص نے جسکا پانی تھا یہہ کہا ہو کہ یہہ پانی تمہارے سب کے واسطے موجود ہے اور دے اوسکو اپنے کام مین لامین تو اس سے طہارت جو بیشتر تیمم کے طور پر کی گئی ہے بیفائدہ قرار نہین پاسکتی کیونکہ بموجب مسئلہ دو حنفیا کے یہہ غیر معرضی صورت مین استحقاق الکیت کل موہوب لہم کو بالاشتراک حاصل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ پانی اسقدر نہ تھا جو ہر شخص کے وضو کے واسطے کافی ہوتا لیکن جو دلیل کہ بموجب مسئلہ ابوحنیفہ کے زیادہ تر مسلسہ ہے وہ یہہ ہے کہ پانی بدستور واہب کی ملکیت تصور کیا گیا اور حاصل ہونا اختیار کا ثابت نہین ہوا کیونکہ جب یہہ ناجائز ہو تو وہ اختیار بھی جو اسکے ذریعہ سے مفہوم کیا جاے لامحالہ باطل ہے پس اگر کل جماعت کے آدمی ایک شخص کو پانی کے صرف کے واسطے اجازت دین اور وہ اوسکو صرف مین نہ لائے تو جو طہارت اس شخص نے بیشتر تیمم کے طور پر کی وہ بیفائدہ ہوگی یہہ رائے مطابق مسئلہ دو حنفیا کے ہے نہ مطابق ابوحنیفہ کے کسواسطے کہ ابوحنیفہ کا یہہ قول ہے کہ جب اہل جماعت کو استحقاق مالکیت حاصل نہ تھا تو اونکو اجازت دینے کا اختیار کہانسے حاصل ہوا پس عبارت منقولہ بالا سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ مطلق اور اختیار کے دینے مین فرق ہے یعنی یہہ مطلق کے واسطے حاصل ہونا قبضہ کا ضرور ہے نہ اختیار دینے کے لیے اور مشاع سے یہہ ناجائز ہوتا ہے نہ صورت اختیار یہہ یہہ فرق بخوبی مستنبط ہے چنانچہ اس باب مین ہدایہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص منجملہ اپنے وارثون کے چند کے نام وصیت کرے تو یہہ جائز نہین ہے اور واضح ہو کہ اس امر کی تنقیح کے واسطے کہ جس شخص کے نام وصیت عمل مین آئی وہ وارث ہے یا نہین موصی کی وفات کے زمانہ پر لحاظ کرنا چاہیے نہ اوس زمانہ پر جب وصیت کیجاے کیونکہ وصیت کا نفاذ بعد فوت ہونے موصی کے ہوتا ہے کفایہ یعنی شرح ہدایہ مین اس فقرہ کی نسبت یہہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بحالت موجود ہونے بیٹے کے بھائی کے نام وصیت کرے اور بیٹا باپ کی حیات مین مرجاے تو وصیت ناجائز ہے +

موصی الیہ جو قبل وفات موصی کے وارث قرار پاے +

س ۲ - اگر وصیت نامہ مین الفاظ اناث البیت داخل نہوے ہون تو اس قسم کی جایداد با وصف نہونے اسکی تصریح کے داخل ہستی تصور کیجائیگی یا نہین +

ذکر اس وصیت نامہ کا جسکی عبارت عام طور پر لکھی گئی ہو

ج ۲ - اناث البیت کو بھی داخل وصیت تصور کرنا چاہیے کیونکہ وصیت نامہ مین الفاظ مقبوضات اور اراضیات مستعمل ہوے ہین اور لفظ مقبوضات اناث البیت پر بھی حاوی ہے علی ہذا القیاس لفظ اراضیات مین باغات و شوارع وغیرہ بھی داخل ہین گو ذکر ان کا بصراحت درج نہین ہے لیکن وصیت نامہ کی شرائط کو برادر موصی کی اولاد سے کچھ تعلق نہین ہے پس برادر موصی کی دختر کو کل جایداد سے ساتوان حصہ مع اناث البیت اور ہر قسم کی جایداد کے شرائط وصیت کی رو سے ملیگا اور جو کچھ بچے وہ برادر موصی کے بیٹون مین بوجہ استحقاق وراثت کے بحصص مساوی تقسیم ہوگا اور بھائی کی دختر وارثون مین نہین ہے حالانکہ بیٹے داخل ہین اور جو تصریح کہ اوپر لکھی گئی وہ شرع کے

† اگر کوئی شخص وقت تحریر ہونے وصیت نامہ کے مستحق وراثت ہو اور بعد ازان قبل وفات موصی کے محجوب الارث ہو جاے تو وہ جایداد موصی بہ وصیت نامہ کی رو سے لیسکتا ہے ۔ اصول وصیت رقمہ ۱ +

مطابق ہے۔ مانحذات ۔ تلویح اور فقہ اور رسائل مین یہہ لکھا ہے کہ جو لفظ بصورت عام واقع ہو وہ جملہ جزئیات پر حاوی ہوتا ہے اور اس قاعدہ کو ان کل الفاظ سے جو بمعنی عام مستعمل ہون متعلق تصور کرنا چاہیے مثلاً اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ جو کچھ میرے قبضہ مین ہے یا جو اشیا میرے پاس ہین تو یہہ الفاظ ہر قسم کی جایداد پر جو مظہر کے قبضہ مین ہو حاوی ہین پس ہم جب اون فقرون کے جو کفایہ اور ہدایہ سے منقول ہوئے ہین وصیت نامہ کی تعبیر اسیطور پر ہونی چاہیے ٭ †

† جو بیان اس جگہہ درباب مسئلہ تیمم کے تمثیلاً واقع ہوا ہے توضیح اوسکی ضرور ہے شرع محمدی مین یہہ حکم ہے کہ اگر طہارت کیلیے پانی میسر نہو تو خاک سے طہارت کیجاے اور یہہ بھی حکم ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو وضو کیا جاے اور اگر اس باب مین غفلت ہو تو تیمم بیکار ہو جاتا ہے پس پہلی صورت جو اس تمثیل مین بیان کی گئی ہے اسمین بمنجملہ ان شخصون کے جو تیمم کر چکے تھے ہر شخص کو بالانفراد وضو کا اختیار حاصل تھا یعنی مالک کی اجازت سے ہر شخص پانی صرف مین لا سکتا تھا اور چونکہ پانی اسقدر موجود تھا کہ اون مین سے کوئی شخص اوسے صرف مین لاتا تو لہذا طہارت جو پہلے بطور تیمم کی گئی تھی بیکار ہو گئی لیکن دوسری صورت جو لکھی گئی ہے اوسمین یہہ بسبب نہونے تصریح ہر حصہ دار کے حصہ کے ناجائز متصور ہوا اور اگر وہ نافذ بھی تصور کیا جاے تو بمنجملہ موہوب لہم کے کوئی موہوب لہ خاص یہہ سے مستفید ہو سکتا مجاز نہ تھا کیونکہ یہہ کل شخصون کے نام بالاجمال عمل مین آیا اور کل جماعت کیلیے صرف کے واسطے پانی کافی نہ تھا ٭

چھٹا باب

نظائر نکاح و مہر و طلاق و نسب

مقدمہ ۱

س ۱ - ایک عورت نے دوسری عورت کے نام کچھہ روپیہ لیکر اقرار نامہ اس مضمون سے تحریر کیا کہ مین اپنی لڑکی کا نکاح اوسکے لڑکے کیساتھہ کرونگی اور لڑکی معاہدہ کے وقت صرف تین برس کی تھی اور اوسکی ماں نے لڑکی کو اپنے گھر مین رکھکر اوسکی تربیت کیا بعدہ لڑکی کی ماں اپنے اقرار سے منحرف ہوئی اور اوسنے معاہدہ کے نفاذ سے انکار کیا ایسی صورت مین لڑکی کی ماں کو شرعاً یہہ استحقاق پہنچتا ہے یا نہین کہ لڑکی کی ماں کو تعمیل معاہدہ کے واسطے مجبور کرایے یا جو روپیہ کہ اوسنے لڑکی کی ماں کو اقرار نامہ نکاح کی بابت دیا ہے وہ اوسکی واپسی کی مستحق ہے ٭

ج ۱ - جو روپیہ لڑکی کی ماں نے نکاح کی بابت دیا اوسکو صرف اسقدر زر کے وصول کرنیکا استحقاق شرعاً حاصل ہے اور اوسکو کل زر کو طلب کرنا جایز نہین ہے ٭ اقرار نکاح شرعاً قابل نفاذ نہین ہے

فتاوی قاضی خان مین یہہ مسئلہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کی لڑکی سے خواستگار نکاح ہوا اور اوسکے واسطے تحایف بھیجے بعد ازان لڑکی کے والدین نے نکاح کرا دینے سے انکار کیا پس اسصورت مین یہہ تجویز ہوئی کہ جو کچھہ بطور مہر یا معاوضہ نکاح دیا گیا وہ بلالحاظ اوسکے موجود ہونے یا نہونے کے واپس ملنا چاہیے اور جو کچھہ بطور تحفہ بھیجا گیا وہ درصورت موجود ہونیکے قابل واپسی ہے لیکن اگر گم یا تلف ہو گیا ہو تو دعوی اوسکا مسموع قرضہ کیطرح نہین ہو سکتا ٭

س ۲ - ایک عورت کے پاس ایک لڑکا تربیت پاتا تھا اوسنے ایک اور عورت کی لڑکی سے نکاح ہو جانیکا پیام کیا اور لڑکی کے والدین کے گھر مین

زیور و لباس وغیرہ بھیجا یا دیدیا ایسی صورت مین معاہدہ نکاح کامل اور واجب التعمیل ہے یا نہین اور اگر نہین ہے تو عورت مذکور کو استحقاق واپسی اس شے کا جو دیگئی تھی شرعاً حاصل ہے یا نہین +

جو شے نکاح کی بابت دیجاے وہ واپسی کے قابل ہے + جو شے تحفہ دیجاے اور وہ موجود ہو تو واپس لیجا سکتی ہے

ج ۲ - ایسی صورت مین معاہدہ نکاح واجب التعمیل اور کامل نہین ہے کیونکہ نکاح کے جواز کے لیئے ایجاب و قبول طرفین کا لازم ہے حالانکہ اس صورت خاص مین ایجاب و قبول کا عمل مین آنا پایا نہین جاتا لیکن جو کچھ لڑکی کے والدین کو نکاح کی بابت دیا گیا یا ان کے گھر بھیجا گیا شرعاً قابل استرداد ہے نسخہ مختصر عینیانی مین جسکا حوالہ فتاوار معصومی مین دیا گیا ہے یہہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے اس لڑکی کے باپ کے پاس جس سے نکاح منظور تھا زیور نقرہ و طلا اور پوشاک وغیرہ اسباب بھیجا یا کچھ چیزین اوسکو زمانہ حال کے دستور کے مطابق چند مرتبہ دین ایسی صورت مین عقد نکاح لازم نہین آتا کیونکہ انعقاد نکاح کے واسطے شرعاً ایجاب و قبول ضرور ہے اور انکا عمل مین آنا اسصورت مین پایا نہین جاتا علی ہذا القیاس دستور القضات مین بھی یہی لکھا ہے اور فتاوار قاضی خان مین ایک فقرہ اس مضمون سے تحریر ہے کہ ایک شخص نے کسیکی لڑکی سے بیام نکاح کیا اور اسکے واسطے تحایف وغیرہ بھیجے الخ (یہہ فقرہ اوپر منقول ہے) +

مقدمہ ۲

س - نکاح کے واسطے لکھا جانا کسی دست آویز کا ضرور ہے یا نہین مثلاً ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نکاح ایک طوائف کی لڑکی کے ساتھہ قرار دیا اور طوائف نے لڑکے کے والد کو کچھہ روپیہ بھی دیا اور اس سے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا لکھا لیا کہ روپیہ وصول ہوا اور اسکی عوض لڑکی کے ساتھہ نکاح کردیا جائیگا اور شخص مذکور نے بعد لکھدینے دست آویز کے لڑکی کو جسکے ساتھہ نکاح ہونیوالا تھا اپنے گھر مین رکھا اور باوجود ان مراتب کے اقرار نکاح کا ایفا نکیا ایسا معاہدہ مثل بیع کے واجب التعمیل متصور ہوسکتا ہے یا نہین اور شرعاً قابل نفاذ ہے یا نہین +

اقرارنامہ جو نکاح کی بابت لکھا جاے واجب التعمیل نہین ہے مگر جو کچھہ دیا ہے معاوضہ کی بابت دیا جاے وہ قابل واپسی ہے +

ج - شرفا مین نکاح کی بابت کوئی دست آویز تحریر نہین ہوتی ممکن ہے کہ اسطرحکا دستور رزیل قومون مین جاری ہو لیکن اگر کوئی شخص روپیہ لیکر اسطرحکا اقرارنامہ لکھدے تو وہ صرف بمنزلہ اقرار نکاح کیے ہے اوسپر ہرگز عقد نکاح واقعی کا اطلاق نہین ہوسکتا اور جو شخص ایسی دست آویز لکھدے اوسکو شرائط دست آویز سے منحرف ہونیکا اختیار ہے اور جس شخص کے ساتھہ مناسب سمجھے اپنے لڑکے کا نکاح کرے لیکن اگر اس سے زر موصولہ طلب کیا جاے تو اوسپر ادا کرنا زر مذکور کا واجب ہے اور واضح ہو کہ معاہدہ بیع کی شرائط مصرح مختص ہوتی ہین لیکن جس قسم کے معاہدہ کا سوال مین ذکر ہے اوسمین ایسی کوئی شرط پائی نہین جاتی + †

مقدمہ ۳

س - ایک شخص نے باہم بیٹے اور بھتیجے کے بغیر رضامندی بھتیجی کی ماں کے اُس زمانہ مین جب ان دونون کی عمر صرف تین برس کی تھی نسبت

† اس صورت کے معاہدہ کو یہہ شرط العوض کہہ سکتے ہین اور اثر اسکا صرف مثل بیع کے ہے اور جب تک معاوضہ وصول نہو اس جایداد کو جو دیجاے داخل بہ مطلق تصور کرنا چاہیے اور اس قسم کی جایداد بحالت موجود ہونے کے قابل استرداد ہے یہہ معاملہ مثل بیہ بالعوض کے بھی تصور کیا جاسکتا ہے یعنی ایسی صورت مین واپس کرنا مثمن کا بحالت موجود نہونے جایداد کے لازم آتا ہے اور سوال مذکورہ بالا مین جو کئی صورتین قایم کی گئی ہین اون مین سے ایک یہہ ہے کہ کچھہ اشیا محض تحفتہً بغیر لینے کچھہ معاوضہ کے دی گئین پس اگر اشیاے مذکورہ موجود ہون تو از روے قاعدہ عامہ استرداد بہ کے قابل واپسی ہین +

مناکحت قرار دی لیکن بیٹے اور بہتیجی نے زمانہ طفولیت مین ایک ہی عورت کے دودہ سے پرورش پائی اسصورت مین ازدواج ان دونون کا شرعاً جائز ہے یا نہین +

رضاعت سے نکاح باطل نہین ہوسکتا +

ج - سوال سے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے اور بہتیجی نے ایک ہی زمانہ مین بعد طفولیت ایک وضعیہ کے دودہ سے پرورش پائی لیکن یہہ نہین لکہا ہے کہ انکی عمر اوسوقت مین کیا تہی شرع مین نکاح ان اطفال کا جنہون نے ایک ہی عورت کے دودہ سے پرورش پائی ہو ملحاظ ان کی عمر کے جائز و ناجائز قرار دیا گیا ہے پس اگر بیٹے اور بہتیجی نے قبل ہونے تیس مہینے کی عمر یعنی ڈہائی برس کے یا بیشتر اوس سے ایک ہی عورت کے دودہ سے پرورش پائی تو نکاح فیمابین ان کے زمانہ مابعد مین ناجائز ہے لیکن اگر بعد اس عمر کے انہون نے ایک ہی عورت کے دودہ سے پرورش پائی تو نکاح جائز ہوگا علی ہذا القیاس اگر زمانہ رضاعت مین ایک کا سن عمر معینہ سے زائد اور دوسرے کا کم ہو تو بہہ امر مانع نکاح نہوگا + †

مقدمہ ۴

س - ایک شخص نے ایک عورت کے ساتہہ زنا کیا اور بنظر رفع بدنامی کے اسکے ساتہہ بحالت اسکے حاملہ ہونے کے نکاح کر لیا لیکن عورت بدستور اپنے والدین کے گہر مین رہی اور اب اس نے شوہر پر دعوی بابت نان و نفقہ بقایا رجہہ سال کے کیا ہے گواہ جو پیش ہوئے ہین بیان کرتے ہین کہ نکاح کو سولہ یا سترہ برس ہوئے اور یہہ بہی ثابت ہے کہ زوجہ کبہی شوہر کے پاس نرہی اور نہ کبہی نان و نفقہ اس سے پایا ایسی صورت مین اسطرح کا نکاح جائز ہے یا نہین اور زوجہ کو سولہ یا سترہ برس بعد عقد نکاح کے بقایا نان و نفقہ کا استحقاق شرعاً پہنچتا ہے یا نہین +

نکاح و مصاحبت زن حاملہ کے ساتہہ +

ج - شرعاً زن حاملہ کے ساتہہ نکاح روا ہے لیکن اگر حمل کسی اور شخص سے ہو تو جب تک وضع حمل نہو مصاحبت ممنوع ہے ہدایہ مین لکہا ہے کہ اگر کوئی عورت بصورت زنا حاملہ ہو تو اسکے ساتہہ نکاح جائز ہے لیکن شوہر کو تا وضع حمل اسکے ساتہہ مصاحبت نکرنی چاہیئے - نان و نفقہ کا دعوی شوہر پر نہین ہوسکتا الا اس صورت مین کہ شرط خاص قرار پائی ہو یا بذریعہ حکم عدالت کے تجویز ہوا اور وقایہ مین یہہ لکہا ہے کہ ایام ماضیہ کی نسبت نان و نفقہ واجب الادا نہین ہوسکتا الا اس صورت مین کہ قاضی کے حکم سے دلایا جاوے یا متعاقدین مین شرط ٹہہری ہو اور ایسی صورت مین ادا کرنا اسکا لازم ہے

مقدمہ ۵

س - ایک عورت کو نکاح کے وقت ان سے ۸۰ بیگہ اراضی اور ایک منزل مکان اور گاؤ خانہ ملحقہ رہبہ ملا بعدہ وہ شوہر اور ایک دختر غیر منکوحہ اور ایک بیٹا چہوڑ کر مرگئی پس متوفیہ کے شوہر اور اوسکی اولاد کو جایداد مذکور الصدر کس حساب سے ملیگی +

زوجہ کی جایداد شوہر کو نکاح کے ذریعہ سے حاصل نہوگی +

ج - جو جایداد منقولہ و غیر منقولہ عورت کو نکاح کے وقت یا اور طور پر حاصل ہو اسکی نسبت وہ شرعاً مالک کامل تصور کیجاتی ہے لہذا اسکی وفات کے بعد اسکا ترکہ از روے فرایض کے چار حصون پر تقسیم ہوگا منجملہ ان کے شوہر کو ایک حصہ ملیگا اور اسکا بیٹا دو حصے پائیگا اور اسکی دختر کو ایک حصہ دیا جائیگا +

مقدمہ ۶

س - عورت منکوحہ کا اپنے زیور و پوشاک وغیرہ اسباب کو شخص اجنبی کے نام ہبہ کرنا جائز ہے یا اسکو شرعاً شوہر کی اجازت پیشتر عمل کرنی چاہیئے

---

† قاعدہ یہہ ہے کہ جن صورتون مین نکاح بسبب قرابت نسبی کے ممنوع ہے وہی یا ہی رضاعت کی وجہہ سے ممنوع ہوسکتا ہے لیکن اس قاعدہ کی نسبت دو استثنا ہین اور اون کا ذکر مسائل نکاح کی دفعہ ۲۰ مین لکہا ہے +

عورت منکوحہ کو اپنی جایداد منقولہ کی نسبت اختیارات متعلق حاصل ہے

ج عورت منکوحہ کو اپنے زیور یا اور شیا بذریعہ ہبہ منتقل کرنیکا اختیار ہے اور شرعاً شوہر کی اجازت اس باب مین ضرور نہین ہے +

مقدمہ ۷

س ۱ - ایک شخص نے پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہونیکے بعد فرنگستان کی ایک عورت کیساتھ نکاح کیا اور عورت مذکور کو اپنے مذہب مین داخل کیا اسطرح کا دوسرا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہین +

مذہب اور قوانین ازدواج کا ذکر

ج ۱ - ایسا نکاح جائز ہے کیونکہ عورت نے اسلام اختیار کیا اور دین مذکور کے بموجب چار نکاح † جائز ہین ایک شخص ایک ہی وقت مین چار زوجہ رکھہ سکتا ہے + ‡

س ۲ - شوہر نے اوّل زوجہ کا دعوی مہر ادا کرکے اس سے فارغخطی حاصل کی اور برضامندی طرفین مناکحت کے معاہدہ کی تنسیخ عمل مین آئی اور شوہر باوجود زندہ ہونے اپنے بیٹے اور بیٹی کے جو زوجہ اوّل سے ہین اپنی کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ بلا اطلاع ان کے بالعوض دین مہر دوسری زوجہ کے ہبہ کی رو سے منتقل کرتا ہے ایسا ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہین +

کل جایداد کا ہبہ دوسری زوجہ کے نام جائز ہے گو اولاد زوجہ اول سے موجود ہو +

ج ۲ - صورت مذکورہ بالا مین چونکہ نکاح اوّل کی تنسیخ عمل مین آئی لہذا شوہر اپنی جایداد کو بطور مصرحہ بالا ہبہ کرنیکا مجاز ہے اور جایداد ہبہ دوسری زوجہ کے قبضہ ہوجانے سے ہبہ کی تکمیل ہوجائیگی کیونکہ شوہر کو اپنی جایداد پر اختیار کلی حاصل ہے اسکا بیٹا اور بیٹی بعد اسکی وفات کے وارث ہونگے نہ اوسکے حین حیات + §

مقدمہ ۸

س - ایک شخص نے قبل نکاح کے اپنی زوجہ کے ساتھہ بہہ زبانی اقرار کیا کہ بعد نکاح کے زوجہ کو اپنے والدین کے گھر مین رہنے کا اختیار رہیگا بعد ازدواج کے وہ خلاف اس اقرار کے زوجہ کو دوسری جگہہ لیجا سکتا ہے یا اوسپر اس شرط کا ایفا ضرور رہیگا +

نکاح پر شرط ناجائز کے ساتھہ عمل مین آئے

ج - شرع کی رو سے ایسا اقرار ناجائز ہے لہذا شوہر کی نسبت ایفا اوسکا ضرور نہین ہے اور اوسے زوجہ کو اپنے گھر لیجانیکا اختیار ہے بشرطیکہ دین مہر اوس نے ادا کردیا ہو اور نہ ادا کرنیکی صورت مین زوجہ معترض ہونیکی مجاز ہے + ¶

مقدمہ ۹

س - ایک شخص نے بالعوض کچھہ زر نقد کے اقرار نامہ اس امر کا تحریر کیا کہ وہ اپنی دختر کا نکاح ایک اور عورت کے پسر کے ساتھہ کردیگا چنانچہ

† اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۸ +

‡ نکاح کے جواز کے لیے عورت کا مسلمان ہونا یا نہونا ضرور نہین ہے - اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۲ +

§ واضح ہو کہ مسئلہ مین ادا کیا جانا زوجہ اوّل کے دین مہر کا بعبارت مذکور ہوا ہے اگر ایسا نہوتا تو زوجہ اول کی اولاد جایداد پدری سے بقدر دین مہر اپنی ماں کے وعویدار ہوتی +

¶ شرع محمدی کا ایک عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی معاہدہ کے ساتھہ شرائط ناجائز عمل مین آئین تو اون کی خلاف ورزی سے خاص معاہدہ کے جواز مین کچھہ خلل واقع نہین ہوتا ایسی شرائط بالاصالہ اسطور پر کالعدم تصور کیجاتی ہین کہ گویا وے کبھی عمل مین نہین آئی تھین اصول بیع کی دفعہ ۱۲ اور اصول وصیت کی دفعہ ۹ اور اصول مطالبات کی دفعہ ۳ ملاحظہ کیجائین +

بیہ کی ماں نے لڑکی کو اپنے گھر میں رکھ لیا مگر بھکا لڑکا قبل نکاح کے مرگیا ایسی صورت میں دختر کا باپ دوسرے شخص کے اوسکے نکاح کردینے کا مجاز ہے یا متوفی کی ماں +

ج - متوفی جسکے ساتھہ لڑکی کا نکاح ہونا قرار پایا تھا مگر عمل میں نہیں آیا اوسکی ماں اس امر کی شرعاً مجاز نہیں ہے کہ لڑکی کا دوسرے شخص کے ساتھہ نکاح کردے لڑکی کے باپ کو اختیار ہے جس شخص کے ساتھہ مناسب سمجھے نکاح کرے اور اگر لڑکی ذی شعور اور بالغہ ہے تو اوسکو بہر صورت اجازت ہے کہ کسی شخص کے ساتھہ جو مساوی الدرجہ ہو نکاح کرلے اس امر میں سب علما کا اتفاق ہے +

اتفاق اس امر کا کہ لڑکی جو متوفی ہوگئی ہو اور جسکا شوہر قتیل نکاح مرجا ہے +

مقدمہ ۱۰

س - اگر زید جمیلہ کے ساتھہ نکاح کرنے کے بعد اسکی حقیقی بہن حمیدہ کے ساتھہ حین حیات جمیلہ کے نکاح کرے اور شرعاً ایسا نکاح ناجائز قرار پائے تو نکاح اول جائز متصور ہوگا یا نہیں اور جمیلہ دین مہر کی مستحق ہے یا نہیں +

ج - زید کا نکاح جمیلہ کے ساتھہ جائز متصور ہوگا گو اوس نے بعد ازاں زوجہ کی حقیقی بہن حمیدہ کے ساتھہ نکاح کیا ہو اور چونکہ حمیدہ بوجہ قرابت نسبی اون واسطہ داروں میں ہے جنکے ساتھہ نکاح کرنا جائز نہیں ہے لہذا اسکا نکاح زید کے ساتھہ باطل اور نادرست ہے اور وہ مستحق مہر کی نہیں ہے لیکن اس امر سے معاہدہ اقل جو جمیلہ کے ساتھہ ہوا ہے ناجائز نہ تصور کیا جائیگا اور زید کی وفات کے بعد اوسکی جائیداد سے جمیلہ اپنے کل مہر کے پانیکی مستحق ہے +

زوجہ کی بہن کے ساتھہ نکاح کرنا حین حیات زوجہ کے +

مقدمہ ۱۱

س - وہ کونسے الفاظ اور مراسم ہیں جن سے نکاح کی تکمیل ہوتی ہے +

ج - نکاح کے لیئے متعاقدین کی جانب سے ایجاب وقبول نہایت ضروری ہے مثلاً شوہر یہہ کہے کہ فلان عورت کے ساتھہ بہ تعین اسقدر مہر کے بدلے نکاح کیا اور زوجہ یہہ کہے کہ بدلے اس امر کو قبول کیا - یا زوجہ کی جانب سے اسکا وکیل یہہ کہے کہ بدلے فلان عورت کا بابت اسقدر مہر کے فلان شخص کے ساتھہ نکاح کرادیا علی ہذا القیاس شوہر کا وکیل یہہ کہے کہ بدلے اس امر کو فلان شخص کی جانب سے تسلیم کیا اور یہہ شرط بھی ضروری ہے + کہ موقع معاہدہ پر دو شخص آزاد اور صحیح الحواس اور بالغ اور مسلمان موجود ہوں تاکہ ایجاب وقبول کی نسبت گواہ رہیں یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود ہوں اور اونکی نسبت

مراسم ضروریہ نکاح

+ اگر دونوں بہنوں کے ساتھہ وہی شخص ایک ہی زمانہ میں نکاح کرتا یا اس امر کی تنقیح نہ ہوسکتی کہ کس کے ساتھہ اول نکاح ہوا تو اس صورت میں دونوں نکاح ناجائز قرار دیئے جاتے بشرطیکہ زوجہ اول زندہ ہو اور تنسیخ مناکحت عمل میں نہ آئی ہو - زوجہ متوفیہ یا مطلقہ کی ہمشیر کے ساتھہ نکاح شروع کے موجب منع نہیں ہے یہہ مسئلہ محیط السرخسی میں فتاوا عالمگیری سے نقل ہے +

+ بادی النظر میں یہہ مسئلہ خلاف اس مسئلہ کے معلوم ہوتا ہے جو مرزا جان کے مقدمہ میں لکھا گیا ہے نظائر نکاح کے مقدمہ ۴۷ کی تنبیہ معائنہ کیجاوے گو فی الواقع دونوں متوافق ہیں مقدمہ مذکور میں یہہ مقولہ تحریر ہوا ہے کہ شہادت سمعی نکاح کے ثبوت کے لیئے کافی ہے مگر یہاں یہہ فرض کرلیا گیا ہے کہ نکاح دو گواہوں کے سامنے جائز طور پر بموجب مسئلہ متذکرہ مقدمہ ہذا عمل میں آیا دوسرے سوال کے جواب سے یہی یہی ارتباط ہوتا ہے +

واضح ہو کہ جیسا اور معاہدات میں گواہوں کی نسبت وضع اور قرابت کا اعتراض کیا جاتا ہے ویسا گواہان نکاح کی نسبت ضروری نہیں ہے اصول نکاح وغیرہ وغیرہ +

بہی وہی شرایط مقرر ہین - دعوت اور رسوم ابتدایے محض رواج مین داخل ہین معاہدہ کی تکمیل کے واسطے ہرگز ضرور نہین ہین +

س ۲ - نبوہ نکاح کیواسطے کس قسم کی شہادت ضرور ہے +

شہادت سمعی کس صورت مین منظوری کے قابل ہے +

ج ۲ - یہہ ضرور ہے کہ گواہون کی شہادت جملہ صورتون مین باستثنار معاملات نسب و نکاح اور بعض خاص معاملات استثنائیہ کے جسقدر دیدہ ہو الا معاملات استثنائیہ مین شہادت سمعی جائز ہے + اگر شرط یہہ ہے کہ گواہ امر مظہر کی نسبت بوجہ شہرت یا دریافت ہونے ایسے کسی ایسے شخص سے جسکی صداقت پر اسکو اشتباہ نہو یقین کیا ہو - یہہ قول مطابق مذہب کے ہے +

س ۳ شخص مسلمان کا نکاح جاریہ کیساتھہ شرعاً جائز ہے یا نہین +

ج ۳ شخص مسلمان کا نکاح جاریہ کیساتھہ مفصول ویسے سو ہے کیونکہ جاریہ کیساتھہ بوجہہ استحقاق ملک کے متمتع ہونا اسطور پر جائز ہے بیانبر ربیعہ عقد نکاح کے لیکن باوجود اسکے اسطرح کا نکاح بنظر احتیاط و تہذیب جائز رکہا گیا ہے کیونکہ بالعموم یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ جاریہ کا اطلاق بلحاظ اصل معنی اصطلاح

لفظ جاریہ کی تعریف شرع کے موجب +

کے صرف اسی عورت پر صادق آتا ہے جو دار الحرب مین اسیر یا ایسی کنیز کی اولاد سے ہو مگر جن عورات کو اصطلاح متعارفہ مین کنیز کہتے ہین ان کیساتھہ مصاحبت جائز نہین ہے اور یہہ ویسے عورات ہین جو ایام قحط سالی مین اہل اسلام وغیرہ خرید کرین پس ایسی عورات کیساتھہ مصاحبت جائز ہونے کیلیے نکاح کرنا زیادہ تر مناسب ہے +

س ۴ - ایک شخص نے اپنی چار کنیزون کیساتھہ نکاح کیا اور بعد ازان چارون کی حیات مین عورت حرہ کیساتھہ نکاح کیا ایسی صورتین مین بانچون کا نکاح جائز و صحیح ہے یا نہین

نکاح جاریہ کیساتھہ کب ناجائز و باطل ہے +

ج ۴ - اگر یہہ ثابت ہو کہ شخص مذکور نے جن چار عورتون کیساتھہ نکاح کیا وے فی الواقع اسکی کنیز ہین تو اسکا نکاح ان کیساتھہ ناجائز و باطل ہے اور نکاح مابعد عورت حرہ کیساتھہ فی الحقیقت بانچون نکاح تصور نہین کیا جائیگا اور وہ حین حیات کنیزون کے جائز ہے لیکن اگر چار کنیز فی الواقع از روے شرع اوسکی جاریہ نہین ہین بلکہ بلحاظ اصطلاح متعارفہ کے کنیز کہلاتی ہین تو اسکا نکاح ان کیساتھہ شرعاً روا ہے اور نکاح مابعد زن پنجم کیساتھہ بانچون نکاح تصور کیا جائیگا اور اسی جہت سے ناجائز ہوگا + لیکن دین مہر بعد تکمیل نکاح ناجائز کے واجب الادا ہوتا ہے اور ایسی صورت مین شوہر پر ادا کرنا اوس دین مہر کا واجب ہے جو منجملہ مہر مثل اور مہر مشروط کے قلیل ہو علی ہذا القیاس اولاد جو

مہر و نسب نکاح ناجائز کی صورت مین +

نکاح ناجائز سے پیدا ہو باپ کے نسب سے کہلائیگی +

مقدمہ ۱۲

س - ایک عورت بالغہ نے اپنی رضا و رغبت سے ایک شخص کیساتھہ گواہون کے روبرو نکاح کیا بعد ازان عورت مذکور کے رشتہ دار اوسکو شوہر کے گہر سے زبردستی لیگئے اور اوسکا نکاح ایک اور شخص کیساتھہ کردیا اب دونون شوہر واسطے قبضہ عورت کے دعویدار ہین اور دونون نے اپنے اپنے گواہ پیش کیے ہین ایک کا یہہ بیان ہے کہ نکاح حسب قاعدہ شرع کے پانچوین رمضان کو ہوا اور دوسرا مظہر ہے کہ نکاح اوسی رمضان کی آٹہوین کو ہوا اور دوسرا شوہر یہہ بہی اقرار کرتا ہے کہ عورت کا نکاح میرے ساتھہ اسکے طلاق کے بعد ہوا ہے اور عورت

† اصول مطالبات دفعہ ۴۱ +

‡ لیکن اگر اس شخص نے جسکا ذکر سوال مین ہے دوسرے شخص کی صرف ایک کنیز کیساتھہ نکاح کیا ہوتا تو بعد ازان وہ عورت حرہ کیساتھہ نکاح کرنیکا مجاز نہوتا - اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۱ +

اور اوسکے واسطہ دار نکاح ثانی کو جائز رکھا جاتے ہین ایسے صورتین منجملہ دونو دعویدارون کے شرعاً عورت کس کو ملنی چاہیے اور واسطے ثبوت نکاح کے ثابت کرنا عقد کا گواہون کی گواہی سے ضرور ہے یا نہین اور جواز نکاح کے واسطے رضامندی عورت اور ولیون کی درکار ہے یا نہین ✦

ج - گواہون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویدار اول کا نکاح قبل نکاح دعویدار ثانی کے ہوا اور اسی جہت سے پہلا نکاح لحاظ تقدم کے مرجح ہے † پس عورت دعویدار اول کو ملنی چاہیے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ اگر دعویداران نکاح تاریخ نکاح بیان کرین تو شہادت اوس شخص کی جو تاریخ اقبل ظاہر کرے قبول ہونی چاہیے علی ہذا القیاس شرح وقایہ مین یہہ مرقوم ہے کہ اگر دو شخص نکاح کرنا اپنا ایک عورت کے ساتھہ یکے بعد دیگرے ظاہر کرین اور اپنے اپنے نکاح کی نسبت گواہ گذرانین تو جس شخص کا نکاح قبل ہوا ہو وہ جائز ہے - دعویدار ثانی خود مظہر ہے کہ اسکا نکاح اوسوقت ہوا جب زوجہ پہلے شوہر سے طلاق پا چکی تہی لیکن نکاح ثانی کو باطل ناجائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ مدت عدت مین نکاح ثانی عورت کا ناجائز ہے اور ممکن نہین ہے کہ پانچوین سے آٹھوین تک مدت مذکورہ منقضی ہوگئی ہو لیکن اگر یہہ یقین کیا جاے کہ پہلے دعویدار نے فی الواقع عورت کو طلاق دیا اور یہہ بہی ثابت ہو کہ دعویدار مذکور نے باوصف رجعی ہونے طلاق کے اوسکو پہرنہ بلایا اور متبائن ہونا طلاق کا ثابت ہو تو ایسی صورت مین پہلے دعویدار کا نکاح بہی باطل ناجائز ہوتا ہے اور اگر خلاف اسکے عورت طلاق پانا ثابت کرے اور نکاح گواہان مجاز سے ثبوت کو پہنچے تو عورت پہلے دعویدار کو ملنی چاہیے اور واضح ہو کہ اگر نکاح ثابت ہو تو زوجہ یا اسکے ولیون کی استرضا ضرور نہین ہے الا اوس صورت مین کہ متعاقدین کا درجہ مساوی نہو اور کسیطرح کا ایسا امر مانع شرعی عارض ہو جو موجب ابطال عقد نکاح کے کافی قرار دیا گیا ہو ‡

اگر خود دعویدار نکاح ہونا اپنا عورت کے ساتھہ بعد طلاق پانے کے بیان کرے تو اوس سے نکاح ثانی کا ثبوت بمقابلہ اسکے اقرار کے آسکتا ہے نکاح ثانی مدت عدت مین ✦

مقدمہ ۱۳

س - مسماۃ ہندہ و زید بچپن برس تک بطور زن و شوہر رہے ہین اور بسبب منقضی ہوجانے اسقدر عرصہ دراز کے وقوع نکاح کی نسبت کوئی گواہ روبرو موجود نہین ہے لیکن زید کا اقرار در باب ہونے نکاح کے ہندہ کے ساتھہ شہادت گواہان اور کاغذات سے ثابت ہو سکتا ہے ایسی صورت مین نکاح شرعاً ثابت ہے یا نہین اور اگر نکاح حسب حالات متذکرہ بالا کامل اور واجب التعمیل ہے تو زوجہ بعد لینے اپنے دین مہر کے کس قدر جایداد پانیکی مستحق ہے ✦

اگر شوہر کا اقرار ثابت ہو تو دو مرد موجود نہونے ثبوت نکاح کے اقرار مذکور سے بہتر ثبوت کے اقرار مذکور سے اثبات نکاح کے لیے کافی مستصور ہے ✦

ج - اگر زید و ہندہ بچپن برس تک بطور زن و شوہر ہمخانہ رہے ہون یا اگر زید نے گواہون کے روبرو نکاح ہونا اپنا ہندہ کے ساتھہ تسلیم کیا ہو تو ایسا اقرار اسکا واسطے ثبوت نکاح کے شرعاً کافی ہے اور اگر زید لاولد مر گیا تو اوسکی زوجہ ترکہ سے ایک ربع پانیکی مستحق ہوگی اور اگر شوہر نے کچہہ اولاد چہوڑی تو زوجہ ایک ثمن پائیگی اور اگر یہہ ثابت ہو کہ کوئی رقم خاص بابت مہر کے قرار پائی تہی تو زوجہ کو مہر مثل ملنا چاہیے کیونکہ شوہر پر ادا کرنا دین مہر کا مثل اور مطالبات کے لازم ہے اور ورنہ تا ادا ہونے دین مہر کے مستحق ترکہ نہین ہو سکتے ✦

---

† اصول مطالبات دفعہ ۴ ✦

‡ اصول متعلقہ طلاق کی نسبت اصول نکاح کی دفعہ ۲۴ و ۲۵ دیکہنی چاہیے اور بابت مداخلت ولیون کے بہی اصول نکاح کی دفعات ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ کیجاوین ✦

§ ہرچند اسمقدمہ مین واضح ہے کہ علاوہ اقرار شوہر کے ایک عورت تک ہمخانگی کا ثبوت بہی موجود ہے لیکن اگر ان دونون امورسے ایک امر بہی

مقدمہ ۱۴

س - صغیر السن لڑکی کا نکاح جسکا حقیقی چچا موجود ہو بلا اجازت اوسکے چچا کے مگر باجازت ماں اور نانا اور نانی کے درست اور جائز ہے یا نہین *

نکاح باصورت مین جبکہ ولی اجانب موجود نہو *

ج - چچا کی اجازت ضرور ہے الا جب وہ تین روز کے فاصلہ پر ہو تو واسطہ داران مذکور الصدر کی اجازت سے نکاح ہوسکتا ہے * †

مقدمہ ۱۵

س - مساوی الدرجہ ہونیکی حالت مین اسد علی خلف میرن جان کا نکاح مسماۃ امامن کے ساتھہ بلا رضامندی امامن کے چچا مظفر علیخان کے جائز ہے یا نہین

ج - اگر لڑکی نابالغہ ہے تو اوسکا نکاح محافظین کے اختیار مین ہے سلسلۂ وراثت مین قریب ہونیکی وجہہ سے واسطہ داری اوسکے محافظ ہین اور باپ کا بھائی ایسے واسطہ داروں مین داخل ہے لہذا وہ نابالغہ کا نکاح کرینکا مجاز ہے لیکن بالغہ ہوجانیکے بعد عورت کو اس معاہدہ کی تنسیخ کا اختیار ہوگا جب تک لڑکی نابالغہ رہے اوسوقت تک اوسکے محافظ کو لازم ہے کہ تاوقتیکہ شوہر مہر نہ ادا کرے لڑکی کو شوہر کے گھر جانے سے باز رکھے اس باب مین بحرالرایق اور عالمگیری مین یہہ مندرج ہے - اگر نابالغہ کا نکاح عمل مین آئے اور بغیر حاصل ہونے مہر کے وہ اپنے شوہر کے گھر جانا چاہے تو اوس شخص کو جسکی حفاظت مین وہ قبل از دواج تھی لازم ہے کہ اوسے ایسے امر سے باز رکھے تاوقتیکہ نابالغہ کی جانب سے وہ شخص جو دین مہر پانیکا مستحق ہوا اوسے حاصل کرلے - جب چچا اپنی بھتیجی نابالغہ کا بتعین مہر خاص نکاح کرکے بغیر حاصل کرنے زر مہر کے اوسکو شوہر کے حوالہ کرے تو یہہ نامناسب ہے اور لڑکی کو اوسکے گھر کے لوگ واپس لے سکتے ہین نکاح دختر بالغہ کا شخص مساوی الدرجہ کے ساتھہ بلا اجازت اسکے محافظ کے صحیح اور جائز ہے لیکن اگر فریقین مساوی الدرجہ ہون تو ولی معترض ہوسکتا ہے - اور اگر لڑکی نابالغہ ہو مگر صغیر السن ہو اور وہ اپنا نکاح ایک مساوی الدرجہ شخص کے ساتھہ کرے اور بعد ازان ولی بھی اس امر مین اپنی رضامندی ظاہر کرے تو ایسا نکاح درست متصور ہوگا مگر باوجود ایسے عورت کو بالغہ ہونیکی صورت مین معاہدہ کی تنسیخ کا اختیار ہے - اگر کوئی ولی موجود نہین ہے تو معاہدہ کا جواز عورت کے نابالغ ہوجانیکے بعد اوسکی مرضی پر بالکل منحصر ہے چنانچہ عالمگیری مین یہہ لکھا ہے کہ قاضی بدرالدین سے یہہ سوال کیا گیا تھا کہ ایک دختر صغیر السن کا کوئی ولی نہ تھا اور اوس نے ایک شخص مساوی الدرجہ کے ساتھہ بلا موجودگی قاضی کے نکاح کرلیا قاضی نے جواب دیا کہ نکاح ہوگیا مگر اوسکا قایم رہنا عورت کے بالغہ ہوجانیکے بعد اوسکی مرضی پر منحصر ہوگا * ‡

واسطہ داری کا اختیار بنسبت ولی اجانب نابالغہ کے *

محافظین پر ادا کرنا مہر کا لازم ہے *

نکاح بالغہ عورت کا مساوی الدرجہ کے ساتھہ *

مساوی الدرجہ ہونیکی صورت *

ازدواج نابالغہ کا ولی کی رضامندی سے *

ولی نہونیکی صورت مین *

مقدمہ ۱۶

س - اس مقدمہ کے وجہہ ثبوت سے لطف النسا کا نکاح کبیر الدین کے ساتھہ جائز معلوم ہوتا ہے یا نہین اگر جائز ہے تو لطف النسا کو بعد بلوغ ولی ثابت ہو تو وہ واسطے ثبوت نکاح کے کافی تصور کیا جائیگا *

† واسطہ داری نہونے کی حالت مین واسطہ دار مادری دختر صغیر السن کا نکاح کرسکتا ہے - اصول نکاح وغیرہ کی دفعہ ۱۹ معائنہ کیجاوے اور تین روز کے فاصلہ سے جو مراد ہے اوسکی نسبت یہہ کانون مقدمہ معائنہ کیا جاوے *

‡ لیکن عورت کو چاہیے کہ بالغہ ہونے کے بعد فی الفور نکاح کے معاہدہ کی تنسیخ عمل مین لاوے ورنہ اگر وہ بعد بالغہ ہونیکے کسی قدر عرصہ تک بھی اپنے شوہر کے ساتھہ رہیگی تو پھر اوس کو فسخ نکاح کا اختیار نہ رہیگا - اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۱۴۸ مناسبہ دفعہ ۱۹ *

بالغہ ہونیکے فسخ ازدواج کا استحقاق حاصل ہے یا نہین اور اس وجہ سے کہ متعاقدین کی ایکہی مرضیہ تھی یا کسی اور امر مانع سے نکاح باطل و ناجائز متصور ہے یا نہین اور اگر نکاح بہر صورت شرع کیے بموجب عمل مین آیا ہے اور کوئی امر ایسکے ناجائز قرار دینے کا پایا جاے تو لطف النسا کو اسکے شوہر کے حوالہ کرنا ضرور ہے یا وہ ایام نابالغی مین اپنے واسطہ داردن کی حفاظت و حمایت مین رہے ✦

نابالغہ کا ازدواج

ج - صورت مذکورہ بالا مین وجہ ثبوت سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح جائز طور پر عمل مین آیا لیکن عورت کو بالغہ ہوجانیکے بعد نکاح کی فسخ کا اختیار ہے اگر لطف النسا ابھی تک بالغہ نہین ہے یعنی علامات بلوغ ظاہر نہین ہوئی ہین تو وہ بعد بالغہ ہونیکے نکاح مسترد کرسکتی ہے † لیکن اگر بالغہ ہونیکے بعد وہ خاموش رہی ہے اور معاہدہ کے ابطال کے واسطے نالشی نہوئی تو پھر اوسکو یہہ اختیار نرہیگا اور نکاح کو مسترد نکرا سکیگی - اگر یہہ امر ثابت ہو کہ فریقین نے ایک عورت کا وعدہ کیا ہے تو نکاح باطل و نادرست متصور ہوگا لیکن یہہ امر اس مقدمہ مین بخوبی ثابت نہین ہے

اختیار ولایت ماں کی نسبت

اگر لطف النسا نابالغہ ہے تو ماں اوسکو اپنی ولایت مین رکھنے کی مستحق ہے اور تاوقتیکہ مہر شرط نہ ادا کیا جاے ماں کو اختیار ہے کہ شوہر کو زوجہ کے اپنے گھر لیجانے سے باز رکھے ✦

دفعہ ۱۷

س - اگر گیارہ برس کی لڑکی اپنی مرضی اور پسند کے مطابق بلا اجازت و رضا اپنی ماں اور اور محافظین کے نکاح کرے تو ایسا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہین ✦

صورتین جسکے باعث سے نابالغی جاتی رہتی ہے ✦

ج - اس سوال کا جواب لڑکی کے جوان یا بالغہ ہونے پر بالکل منحصر ہے اگر خاص علامت نو یا دس یا گیارہ یا جو دہ برس تک کی عمر مین ظاہر ہون تو ایسی لڑکی شرع کی رو سے بالغہ بالعلامات کہلاتی ہے اور اگر علامت مذکور جو دہ برس تک نہ ظاہر ہون تو بہر حال پندرہ سال کی عمر مین لڑکی بالغہ تصور کیجائیگی اور اوسکو شرع کے بموجب بالغہ بالسن کہتے ہین اسصورت مین اگر لڑکی گیارہ برس کی ہے اور اوسمین علامات بلوغ ظاہر ہوگئی ہین تو وہ اصطلاحاً بالغہ بالعلامات ہے اور اوسکو مساوی یا غیر مساوی الدرجہ شخص کے ساتھہ بلا رضامندی ماں یا اور ولی کے نکاح کرنیکا اختیار ہے ایسا نکاح شرعاً جائز ہے یعنی ایسا معاہدہ کسی مسئلہ مسلمہ شرع کے خلاف نہین ہے اگر عورت مذکور شخص مساوی الدرجہ کے ساتھہ اپنا نکاح کرے تو ماں یا اور ولیون کو معترض ہونیکا اختیار نہین ہے لیکن اگر شخص مذکور مساوی الدرجہ نہو تو اوسکو ایسا نکاح نہونے دینے کا استحقاق حاصل ہے اور اگر علامات بالغہ ظاہر ہوجانے مین کچھہ شبہ ہو تو لڑکی سے اس امر کا استفسار کرنا چاہیے اور اگر وہ مقر ہو تو ایسے بالغہ تصور کرنا چاہیے ورنہ نابالغہ اور اگر اسکے اظہار سے تفحص اس امر کی ہونیسے تو وہ نابالغہ متصور ہوگی اور اگر بچپن دونون صورتون مین لڑکی نے بلا اجازت اور رضامندی ماں اور محافظون کے یا غیر مساوی الدرجہ شخص کے ساتھہ نکاح کیا ہے تو ایسا نکاح شرعاً درست ہے یعنی ایسا معاہدہ کسی مسئلہ مسلمہ شرع کے خلاف نہین ہے لیکن اسکی ماں یا کسی اور ولی کو اختیار ہے کہ چاہین جب † فسخ نکاح کرائین ✦

بالغہ عورت بلا اجازت اپنے ولیون کے مساوی الدرجہ شخص کے ساتھہ نکاح کرسکتی ہے ✦

مساوی الدرجہ نہونیکی صورت مین ولی معترض ہوسکتے ہین

ثبوت نابالغہ نکاح

اگر نابالغہ کا نکاح شخص مساوی یا غیر مساوی الدرجہ شخص کے ساتھہ جائز قرار دیا جاے تو انفساخ اسکا ولیون کی جانب سے عمل مین آسکتا ہے ✦

† لیکن دختر نابالغہ جسکا نکاح اسکے باپ یا دادا نے کیا ہو اوسکو بالغہ ہوجانیکے بعد نکاح کے فسخ کا اختیار نہین ہے عورت اس امر کی صرف اسی صورت مین مجاز ہے جبکہ اپنا نکاح خود کرے یا کسی واسطہ دار یعنی جسنے کیا ہو یعنی نکاح باپ یا دادا کی جانب سے عمل مین نہ آیا ہو - اصول نکاح دفعہ ۱۸ مر

‡ اس سے مراد یہہ ہے کہ عورت کی اولاد پیدا ہونیکے قبل ایسا ہوسکے ... اولاد پیدا ہونیکے بعد معاہدہ کی فسخ کیلیے ...

مقدمہ ۱۸

س ۱ - ایک لڑکی نے بارہ یا تیرہ یا چودہ برس کی عمر مین بالغہ ہونا اپنا ظاہر کیا ایسا بیان کرنا اسکا قابل اعتبار ہے یا نہین +

کس صورت مین بیان بلوغ قابل اعتبار ہے +

ج ۱ - اگر لڑکا یا لڑکی بعد ہونے بارہ یا تیرہ یا چودہ برس کے بالغ ہونا اپنا ظاہر کرے تو بیان اوسکا معتبر اور کافی تصور کیا جاے چنانچہ وقایہ مین یہہ لکھا ہے کہ "اگر وے جوان ہون اور بالغ ہونا اپنا ظاہر کرین تو ان کے قول کو صحیح قرار دیکر انکو بالغ تصور کرنا چاہیے" +

س ۲ - اگر دختر نابالغہ کی مان وعویدار ولایت ہو تو ایسا دعوی جائز ہے یا نہین +

مان کی ولایت کب تک رہتی ہے +

ج ۲ - حسب حالات مندرجہ سوال کے مان کو دختر کی ولایت یا حفاظت کا اختیار نہین ہے کیونکہ مان اور دادی کو صرف لڑکی کے بلوغ تک حفاظت کا اختیار ہے چنانچہ وقایہ مین یہہ لکھا ہے کہ "مان اور دادی کو لڑکی کی حفاظت کا اختیار ایسے حائضہ ہونے تک حاصل ہوتا ہے" +

س ۳ - لڑکی کو حسب حالات مندرجہ سوال اوّل کے بغیر رضامندی مان کے خود نکاح کرنیکا اختیار ہے یا نہین اور واضح ہو کہ لڑکی ظہور حیض سے اپنی مان سے علیحدہ رہی ہے +

زن بالغہ کو اپنے نکاح کا اختیار ہے +

ج ۳ - جو لڑکی سن بلوغ کو پہنچی ہو اوسکو اپنے نکاح کا اختیار کلی حاصل ہے اور درحالیکہ لڑکی کو اپنے نکاح کے باب مین ولی بحیر کی استرضا ضرور نہین ہے تو بدرجہ اولی مان کی رضامندی درکار نہین ہے چنانچہ وقایہ مین لکھا ہے کہ زن حرہ جو سن شعور کو پہنچی ہو اسکا نکاح بغیر رضامندی ولی کے جائز ہے گو شخص مساوی الدرجہ کے ساتھہ نہوا ہو +

س ۴ - مان کو کس زمانہ تک دختر کی حفاظت کا اختیار شرعاً حاصل ہے اور کس صورت خاص مین مان کو اپنے اختیار کے نفاذ کا منصب ہے اور باستحقاق حفاظت کب تک قایم رہتا ہے اور اختیار اس دختر کی نسبت بھی جو بالغ ہونا اپنا ظاہر کرے حاصل ہے یا نہین +

مان کا اختیار ولایت کس قدر ہے +

ج ۴ - مان کا اختیار دختر صغیر السن کی نسبت صرف اسقدر ہے کہ وہ اوسکو اپنی حفاظت مین رکھے اور بہ استحقاق شیر خوارگی سے حائضہ ہونے تک رہتا ہے + ‡

مقدمہ ۱۹

س ۱ - ایک شخص نے ایک زوجہ اور اس سے ایک بیٹا اور ایک اور بیٹا جاریہ غیر منکوحہ سے چھوڑ کر وفات پائی اور واضح ہو کہ جاریہ مذکورہ ایک شخص کی کنیز تھی اور اسکا نکاح ایک شخص ثالث کے غلام سے ہوا تھا بعد وفات شخص مقدم الذکر کے اسکا بیٹا جو زن منکوحہ

شرعاً کسیطرح کی مداخلت کا اختیار نہین ہے یہہ مسئلہ کفایہ مین مندرج ہے - اصول نکاح وغیرہ کی وفعات ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ ملاحظہ کیجائین +

‡ یہہ مسئلہ درباب جواز نکاح کے ہے اس سے یہہ نہین مفہوم کرنا چاہیے کہ ولیونکو کسی حالت مین مداخلت کا اختیار نہین ہے بلکہ اگر عورت شخص غیر مساوی الدرجہ کے ساتھہ نکاح کرے تو ایسی صورت مین ایکے ولیونکو نکاح سے باز رکھنے کا اختیار صریح حاصل ہے چنانچہ یہہ امر معائنہ اس مسئلہ کے واضح ہو سکتا ہے جو بمقدمہ علی مظفر خان بنام ولی خان وغیرہ نمبرہ ۱ لکھا گیا ہے اور درمیان نکاح زن بالغہ اور نابالغہ کے فرق یہہ ہے کہ بالغہ کا نکاح جائز ہے لیکن اگر وہ شخص غیر مساوی الدرجہ کے ساتھہ ہو تو ولی اوسکو فسخ کر سکتا ہے اور زن نابالغہ کا نکاح جو بغیر استرضا صریحہ یا مفہومہ ولی کے ہوا ہو قطعاً ناجائز ہے +

‡ اس سوال کے جواب مین واسطہ داران بدری کا مسئلہ ناذ کر کیا گیا ہے لیکن بحالت نہونے واسطہ داران مذکور کے مانکو دختر کے نکاح کا اختیار ہے

سے تنہا کل ترکہ پر قابض ہوا اور اسکے مرنے کے بعد اسکی ماں جزو ترکہ پر وراثتاً داخل ہوئی اور بقیہ جایداد پر جاریہ کے بیٹے نے قبضہ کرلیا ایسی صورت مین جاریہ کے بیٹے کو کسیقدر ترکہ پر قابض ہونیکا استحقاق پہنچتا ہے یا نہین اور اگر پہنچتا ہے تو اوسکو اور اصل مالک کی بیوہ کو جایداد کس حساب سے ملنی چاہیئے +

ج ۱ - جاریہ غیر منکوحہ ایک اور شخص کی کنیز تھی اور اسکا نکاح پیشتر کسی شخص کے غلام سے ہوا تھا پس جو لڑکا اس سے ہوا شرعاً شخص متوفی کی اولاد صحیح النسب تصور نہین کیا جاتا اور نہ وہ ترکہ کے کسی جزو کا مستحق ہے اور قابض ہونا اسکا جزو ترکہ پر ناجائز ہے کیونکہ کل جایداد استحقاق کی رو سے متوفی کی زن منکوحہ اور اسکی اولاد کو پہنچی ہے - ماخذات طفل کے نسب کے ثبوت کے واسطے یہہ ثابت ہونا چاہیے کہ اسکی ماں اسکے باپ کی فراش تھی چنانچہ شرح وقایہ کے اس باب مین جو متضمن تدبیر اور استحقاق نسب کے ہے فراش کی تین قسمین لکھی ہین یعنی ضعیف و متوسط و قوی - فراش ضعیف سے وہ کنیز مراد ہے جسکی اولاد کا نسب آقا کی نسبت قایم نہین ہوسکتا الا اس حالت مین کہ آقا اس اولاد کا اپنے صلب سے ہونا بیان کرے اور اس پہلی صورت مین جاریہ ام ولد کہلاتی ہے اور فراش متوسط کی قسم مین داخل ہے اور ایسی عورت کی اولاد کا نسب آقا کی نسبت بغیر اسکے اظہار کے قایم ہوسکتا ہے لیکن باوجود اسکے بھی آقا بے تعلقی اپنی اولاد مذکور کی نسبت صرف بذریعہ انکار کے ظاہر کرسکتا ہے اور فراش قوی سے زن منکوحہ مراد ہے یعنی جو اولاد اسکے بطن سے ہو اسکا نسب بغیر تصدیق شوہر کے ثابت متصور ہوسکتا ہے اور شوہر بے تعلقی اپنی ایسی اولاد سے صرف بذریعہ انکار کے ظاہر نہین کرسکتا بلکہ قسمیہ - جس عورت کا ذکر سوال مین ہے وہ ان تینون قسمون سے کسی قسم مین داخل نہین ہے لہذا جو اولاد اسکے بطن سے ہے شخص متوفی اسکا باپ تصور نہین ہوسکتا بلکہ اسکو اس غلام کے نطفہ سے تصور کرنا چاہیئے جسکے ساتھہ عورت مذکور کا نکاح ہوا تھا اور جیسا کہ سراجیہ مین لکھا ہے زوجہ ایک ثمن پانیکی مستحق ہے اور بقیہ ترکہ بیٹے کو بذریعہ عصوبت کے ملنا چاہیئے چنانچہ اس باب مین قول یہہ ہے کہ "اگر اپنی یا بیٹے کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد ہو تو زوجہ کو ایک ثمن ملیگا" اور دوسرا قول یہہ ہے کہ "متوفی کی اولاد مین اوّل اسکے بیٹے شمار کئے جاتے ہین اور اسکے بعد پوتے اور اسی سلسلہ مین اور اولاد +"

فراش کی تین قسمین ہین +

ان عورتون کی اولاد کے نسب کا ثبوت کسطرح پر ہوسکتا ہے +

س ۲ - اگر جاریہ جسکا ذکر پہلے سوال مین ہے شخص متوفی کی کنیز تھی اور نکاح اوسکا پیشتر کسی اور شخص کے ساتھہ ہوگیا تھا تو اس امر سے کسیطرح تبدل لازم آتا ہے یا نہین +

جاریہ منکوحہ کا آقا دعویدار ہو تو کس صورت مین بھی اولاد کا باپ تصور نہین ہوسکتا جو جاریہ کے بطن سے ہو +

ج ۲ - امر مذکور الصدر سے اس صورت مین کچھہ تبدل واقع نہین ہوتا یعنی جاریہ کا لڑکا اوسی شخص کی اولاد تصور کیا جائیگا جس سے جاریہ کا نکاح پیشتر ہوا تھا - فصول عمادیہ کے باب چہارم کے اخیر مین لکھا ہے کہ جو اولاد جاریہ سے ہو اوسکا نسب شوہر جاریہ کی نسبت تصور کیا جاتا ہے نہ آقا کی نسبت کو آقا اولاد مذکور کا دعویدار بھی ہو اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ فراش ضعیف کا درجہ مثل فراش قوی کے قایم نہین ہوسکتا +

مقدمہ ۲۰

س - ایک لڑکے نے ایک دختر کے ساتھہ نکاح کیا لڑکے کی عمر صرف دس برس کی تھی اور دختر کی آٹھہ یا نو برس سے زیادہ نہ تھی نکاح کے وقت شوہر نے گواہون کے روبرو زوجہ کو چند ہزار روپیہ دینے کا اقرار کیا ازدواج کے تھوڑے عرصہ بعد دونون مین باہم نااتفاقی ہوگئی اور

زوجہ اپنے باپ کے گھر چلی آئی اور چند سال بعد شوہر پر اس بیان سے کہ اوس نے طلاق دیا ہے نالش دائر کی اس صورت مین اسقدر زر جو مدعا علیہ نے ایام نابالغی مین بطور مہر دینے کا زبانی اقرار کیا تہا اوس سے دلایا جا سکتا ہے یا نہین ؟

ج - اس صورت مین جسقدر زر مدعا علیہ نے اپنی نابالغی کے زمانہ مین بطور مہر دینے کا اقرار کیا وہ اوس سے وصول نہین کیا جا سکتا کیونکہ نابالغ کا اقرار واجب التعمیل نہین ہے الا اس صورت مین کہ نابالغ کا ازدواج برضامندی اوسکے ولی کے عمل مین آیا اور زر مہر موجب اوسکی ہدایت کے مقرر کیا گیا ہو - بہالت مین اگر بعد بلوغ نابین زوجہ اور شوہر کے بالکل علیحدگی ہو جاوے تو کل مذر معینہ مہر کا دعوی ہو سکتا ہے ورنہ شوہر کو صرف نصف دینا ہوگا نابالغ طلاق دینے کا مجاز نہین چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ طلاق دینا شوہر کا موثر ہوگا بشرطیکہ وہ صحیح العقل اور بالغ ہو لیکن لڑکے یا مجنون یا ایسے شخص کا طلاق دینا جو خواب مین بات کرتا ہو موثر نہوگا چنانچہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ طلاق ہر صورت مین جائز ہے الا لڑکے یا مجنون یا ایسے شخص کا طلاق دینا جو خواب مین بات کرتا ہو جائز نہین ہے قاضی بدیع الدین سے ایک نابالغہ لڑکی کی نسبت جسنے بلا موجودگی قاضی اور ولی کے اپنا نکاح خود کیا سوال پوچہا گیا قاضی نے جواب دیا کہ یہہ معاہدہ معطل متصور ہوگا اور زوجہ کے بالغہ ہو جانیکے بعد اوسکی منظوری سے صحیح تصور کیا جائیگا یہی مسئلہ بحر الرائق مین بہی مندرج ہے ؟

مقدمہ ۲۱

س - ایک شخص نے قریب المرگ مگر صحیح الحواس ہونیکی حالت مین زر خاص کے لیئے زوجہ کا مقروض ہونا بیان کیا اور ایک اقرار نامہ اس مضمون کا لکہدیا اور اوسمین یہہ بہی تحریر کیا کہ دست آویز مہر جسمین تعداد مہر مشروط کی لکہی تہی گم ہو گئی ہے اور علاوہ اسکے اوس نے ہبہ نامہ بہی اپنی زوجہ کے نام لکہدیا جسکے ذریعہ سے اپنی کل جایداد بالعوض مہر کے منتقل کر دی تین یا چار روز کے بعد شخص مذکور اوسی بیماری سے جسمین وہ مبتلا تہا مر گیا اس صورت مین اقرار نامہ اور ہبہ نامہ مذکورہ بالا شرعاً درست اور جائز ہے یا نہین ؟

ج - قریب المرگ ہونیکی حالت مین اگر کوئی شخص اقرار نامہ اپنے وارثون کے حق مین لکہے تو وہ باطل و ناجائز متصور ہوگا اور زوجہ بہی ورثا مین داخل ہے لیکن اگر کوئی شخص قریب المرگ ہونیکی حالت مین مہر کی بابت مقروض ہونیکا اقرار کرے تو ایسا اقرار اسقدر جایداد کی نسبت صحیح متصور ہوگا جسقدر کہ زوجہ کا مہر تصور کیا جاوے یا جسقدر مہر کہ اور مساوی الدرجہ عورات کو لینے کا معمول ہو نہ اس سے زیادہ - قریب المرگ ہونیکی حالت مین یہہ بلا حوالہ کرنے شے موہوبہ کے بالکل باطل اور نادرست ہے ؟

مقدمہ ۲۲

س - ایک عورت اپنے مہر کی بابت شوہر متوفی کی جایداد سے ایک لاکہ پچیس ہزار روپیہ کا بدین بیان دعوی کرتی ہے کہ یہی اسکا مہر مثل ہے اور اسیقدر مہر اسکی اور واسطہ داروں کے واسطے اکثر بانہا گیا ہے اور نکاح کے دو گواہ جو اوس نے پیش کیئے اون کا بیان ہے کہ مہر جو مقرر کیا گیا اسکی تعداد پچیس ہزار روپیہ اور دو اشرفی ہے اس صورت مین زوجہ مذکور مطابق بیان گواہون کے مہر پانیکی مستحق ہے یا جسقدر اوس نے مہر مثل کی تعداد بیان کی ہے ؟

ج - معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نے اپنا دعوی ایک لاکہ پچیس ہزار کا بیان کیا ہے مگر دو گواہ جنکی معرفت معاہدہ نکاح عمل مین آیا اور جنکو موجود نہونے

اپنی جانب سے کل اختیار دیا تہا بیان کرتے ہین کہ تعداد مہر کی پچیس ہزار روپیہ اور دو اشرفی مقرر ہوئی تہی اور صوت شہود ہوئے گواہون کے دعوی صرف بقدر بیان گواہون کے صحیح ہے نہ اس سے زیادہ اور بیان مذکورہ بالا کے مطابق جسقدر زر مہر پانیکی زوجہ مستحق ہے اوسکو شرعاً مہر معین کہتے ہین اور جسقدر مہر مثل کا وہ دعوی کرتی ہے وہ مہر مجہول کہلاتا ہے اور مہر مجہول کی صحیح تعداد دریافت کرنا اکثر دشوار ہے

مقدمہ ۲۳

س ۱ - ایکشخص اپنی جایداد منقولہ زوجہ کے قبضہ مین چہوڑکر مرگیا ایکے قرضخواہ اسکی جایداد سے زر قرضہ وصول کرنا چاہتے ہین اور زوجہ ان کے دعوی کے خلاف اپنا دعوی مہر پیش کرتی ہے اسصورت مین اگر جایداد متوفی اسقدر نہو جو ادا کرے زر قرضہ اور مہر کے واسطے کافی ہو تو کیا کرنا چاہیئے مہر کے دعوی کو قرضخواہون کے دعوی پر ترجیح ہے یا نہین اور کل دعویدارون کا استحقاق مساوی تصور کرکے جایداد کو رسدی طور پر تقسیم کرنا چاہیئے یا کسی اور طور پر *

ج ۱ - زوجہ کا دعوی مہر شوہر متوفی کی جایداد پر درست ہے اور اور قرضخواہ بہی جو جایداد مذکور سے وصول کرنا قرضہ کا چاہتے ہین اونکا دعوی بہی صحیح ہے اسصورت مین بعد دریافت کرنے مہر اور قرضہ کی تعداد کے کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ کو فراہم کرکے دیکہا جائے کہ وہ کل دعاوی کے ادا کے واسطے کافی ہے یا نہین اگر کافی ہے تو باہم تقسیم ہوجائے ورنہ رسدی طور پر تقسیم ہو مہر اور اور قرضہ کی نسبت شرع کی رو سے کچہہ فرق نہین ہے ایک دعوی کو دوسرے دعوی پر ترجیح نہین ہے جایداد کی تقسیم بلحاظ کل دعویدارون کے رسدی طور پر کرنی چاہیئے *

مہر اور قرضہ کا دعوی مساوی ہے *

س ۲ - مہر کی تعداد اور اسکا استحقاق شرع کی رو سے کسطور پر قرار دیا جاتا ہے اور کس صورت مین اسکا دعوی کیا جاتا ہے *

ج ۲ - مہر کا دعوی مثل اور دعاوی کے قرار دیا جاتا ہے تنازع ہونیکی حالت مین وجہ ثبوت درکار ہے اور زر یقین سے جو شخص استحقاق کا وجہ ثبوت پیش کرے ایکے حق مین فیصلہ کرنا چاہیئے اگر وجہ ثبوت زر یقین سے کوئی پیش کرے تو مہر مثل یعنی اسقدر مہر دلایا جائے جسقدر زوجہ کی چچی یا بہن کو ملا ہو † نکاح کے بعد مصاحبت ہونے یا زر یقین سے کسی شخص کے وفات پانے یا طلاق دیئے جانے سے مہر واجب الادا ہوجاتا ہے اگر زوجہ حین حیات شوہر کے مہر کا دعوی نکرے تو اسکی وفات کے بعد وہ اوسکی جایداد سے لے سکتی ہے * ‡

مہر کا ثبوت مثل اور دعاوی سے * واجب الادا ہونا مہر کا *

مقدمہ ۲۴

س - مدعا علیہا جس قرضہ کا دعوی کرتی ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہین اور اگر ہے تو ایکے شوہر کی کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ صرف قرضہ مذکور کے واسطے کافی ہونیکی صورت مین زوجہ ایکے پانیکی مستحق ہے یا وہ متوفی کے ورثا مین تقسیم ہونی چاہیئے *

ج - قرضہ جو مدعا علیہا کو اپنے شوہر سے مہر کی بابت پانا تہا ہے اسکی تعداد دس ہزار اشرفی اور پچیس ہزار روپیہ تین معتبر گواہون سے ثابت ہے اور قرضہ جو شرعاً ثابت ہوجائے اسکی بیباقی سوا رباہم یکمشت ادا کردینے کے اور کسیطرح پر نہین ہوسکتی جب تک قرضدار زندہ ہے اور جسوقت تک وہ خود ذمہ دار ہے اور اوسکی وفات کے بعد اوسکی جایداد ذمہ دار تصور کیجاتی ہے لیکن مہر کی صورت مین مابین زر نقد اور جایداد کے فرق

مہر کی صورت مین فرق مابین زر نقد اور اور قسم کی جایداد کے *

† اصول مطالبات وغیرہ دفعہ ۳۰ وتنبیہ *

‡ اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۲۰ *

یہہ ہے کہ عورت کو زر نقد لینے کا اختیار ہے کیونکہ اسپر اوسکو اختیار کلی حاصل ہوتا ہے لیکن اوقسم کی جایداد بطور کفالت اسکے قرضہ کیے ہے اور وہ بلا اجازت ورثا باحکم عدالت کے اوسکی جایداد بلا شرکت غیری نہین ہوجاتی ہے اگر زر قرضہ جایداد کی نسبت سے زیادہ ہے تو باوجود مقترض ہونے ورثا کے جایداد مذکور بھرحال ذمہ دار قرضہ ہوگی اور تا وقتیکہ ورثا قرضہ مذکور ادا نکرین قرضخواہ برجو قابض ہو جایداد حوالہ کرنیکے واسطے دعوی پیش نہین کرسکتے ہین +

مقدمہ ۲۵

س - اگر کابین نامہ نہوا اور گواہون کی رو سے تعداد مہر نہ قرار پاسکے تو زوجہ کس قدر مہر شوہر سے پانیکی مستحق ہے +

مہر ایسی صورت مین جسکی تعداد نہ مقرر کی گئی ہو +

ج - وہ اپنا مہر مثل پانیکی مستحق ہے † اور اگر یہہ دریافت نہوسکے تو شرع کی رو سے دس درم پائیگی +

مقدمہ ۲۶

س - شوہر نے زوجہ کے نام اپنی کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ دست آویز کے ذریعہ سے بالعوض مہر کے منتقل کردی لیکن زوجہ اوسپر قابض نہوئی اسصورت مین وہ شوہر کی ملکیت سے جاتی رہی یا نہین +

جایداد جو بالعوض مہر دیجاے اوسپر قبضہ کا ہونا ضرور نہین ہے +

ج - صورت مذکورہ بالا مین کل جایداد مصرحہ دست آویز بابت دین مہر زوجہ کے ذمہ دار متصور ہے اور دست آویز کی رو سے زوجہ کا استحقاق بجزبی قایم ہوگیا اور جایداد شوہر کی ملکیت سے بالکل جاتی رہی ایسی صورت مین قبضہ شرط ضروری مین داخل نہین ہے کیونکہ ہر حکمی قسمتی شے بالعوض مہر کے منتقل کیجاسکتی ہے بشرطیکہ تعین اس شے کا ہوسکتا ہو + ‡

مقدمہ ۲۷

س - زوجہ نے حین شوہر کے دین مہر اپنا بخشدیا اور گو بخشدینا مہر کا فی نفسہ جایز ہو یا نہو مگر بسبب تحریر ہونے ابرارنامہ خلاف عرف کے بخشدینا مہر کا ناجائز تصور کیا جایگا یا نہین +

ابرار مہر +

ج - اگر زوجہ مہر بخشدیے تو ایسا ابرار شرعاً درست ہے اور یہہ عرف بمنزلہ ایسکے ہے کہ مقروض کو قرضہ یا فتنی معاف کردیا جاے پس چونکہ ابرار مہر جایز ہے لہذا ابرارنامہ بھی قطع نظر مطابق یا خلاف ہونے عرف کے جایز تصور کرنا چاہیے کیونکہ شرع کی رو سے عرف بمقابلہ حکم شرع کے ہمیشہ غیر نافذ تصور کیا جاتا ہے مگر واضح ہو کہ ابرار مہر کا ثبوت صرف دست آویز کے ہونے سے نہوگا بلکہ اس ابرار کی نسبت وہی ثبوت درکار ہے کیونکہ کوئی دست آویز بطور شہادت قبول ہوسکتی ہے الا ثبوت قطعی تصور نہین کیجاسکتی +

مقدمہ ۲۸

س - اگر یہہ فرض کیا جاے کہ زوجہ لاولد نے دین مہر شوہر کو بخشدیا تو بحالت موجود ہونے شوہر کی بمنزلہ ابرار چیا کے ترکہ کے شوہر متوفی سے

† جسقدر مہر ایک ہی خاندان کی عورات مین نے اکثر یا یا ہو اسیکو دراصل مہر مثل کہتے ہین کم سے کم مہر کی تعداد دس درم ہے

‡ وجہ اسکی یہہ ہے کہ منتقل کرنا بالعوض مہر کے خاص یہہ مین داخل نہین ہے یہہ کی صورت مین قبضہ کا ہونا ضرور ہے لیکن یہہ صورت بیع یا مبادلہ کی متشابہ ہے کیونکہ یہہ بالعوض عمل مین آیا ہے یعنی مبادلہ جایداد کا بعوض روپیہ کے ہے اور ایسی صورت مین اصول بیع کی رو سے بسبب تقابض کی شرط زمانہ آیندہ پر منحصر ہوسکتی ہے اور اسی وجہ سے فوراً قبضہ کا ہونا معاوضہ کے جواز کے لیے ضرور نہین ہے +

زوجہ کو کسقدر جاید او ملیگی ٭

مہر بخشدینے سے استحقاق وراثت مین کچھہ خلل واقع نہین ہوتا

ج - بعد ادا کرنے قرضہ زندگی متوفی اور اون مراسم کے جنکی تعمیل مثل تقسیم ترکہ کے ضرور ہے ترکہ کو چار حصون پر تقسیم کرنا چاہیے منجملہ ان کے زوجہ کو فرضاً ایک حصہ یعنی ربع او چچا کو ایک حصہ ملیگا اور باقی دو حصے بہن کو ملینگے اور زوجہ نے جو اپنا دین مہر شوہر کو بخشدیا اس سے زوجہ کے اوسقدر استحقاق وراثت مین جو شرعاً حاصل ہے کچھہ خلل واقع نہین ہوتا ٭

مقدمہ ۲۹

س - دست آویز مین مہر کے معجل یا موجل ہونیکی کچھہ تصریح نہین ہوئی تھی ایسی صورت مین زوجہ کا دعوی مہر حین حیات شوہر کے صحیح متصور ہوسکتا ہے یا نہین اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ زوجہ شوہر کی حیات مین لاولد مرگئی اور اوس نے باوجود عرصہ دراز تک رہنے شوہر کی حفاظت مین کبھی دین مہر کا دعوی نکیا تو اوسکے بھائی کا بیٹا اوسکے شوہر سے یا اوسکی وفات کے بعد اوسکے وارثون سے دین مہر کے وراثتاً دعوی کرسکیگا مجاز ہے یا نہین اور اگر دعوی اوسکا دین مہر کی بابت واجب تصور کیا جاے تو کسقدر دین مہر اوسکو استحقاق وراثت کی رو سے ملیگا ٭

ذکر اوس دست آویز مہر کا جسمین مہر معجل یا موجل کی تصریح نہو

ج - اگر دست آویز صحیح تصور کیجاے تو زوجہ اوسکا زوجہ کی حیات مین جب وہ شوہر کے ساتھہ رہتی تھی واجب الادا تھا یعنی اسکو اپنے شوہر سے دعوی کرنیکا اختیار تھا اور اگر اوس نے دعوی نکیا اور وہ شوہر سے پہلے لاولد مرگئی اور اوس نے تصفیہ اپنے دین مہر کا نکیا اور اپنے حق سے دست بردار نہوئی تو اوسکے بھائی کا بیٹا شرعاً مجاز ہے کہ دعوی مہر کا اوسکے شوہر یا شوہر کے وارثون سے کرے لیکن نصف دین مہر شوہر کو وراثتاً پہنچتا ہے اور بقیہ نصف زوجہ کے بھائی کے بیٹے کا حق ہے مگر شرط یہہ ہے کہ زوجہ نے اور کوئی وارث ذوی الفروض یا عصابات سے نہ چھوڑا ہو ٭ †

† یہہ صورت منجملہ ان چند صورتون مجموعہ مسائل محدی کیے ہے جنمین بسبب اتفاق رائے علماء معتبر کے نہایت تنگ واقع ہے اور اسی وجہہ سے مفتی اس امر کی کہ کس عالم کا قول قابل ترجیح ہے دشوار متصور ہے ممکن ہے کہ ادا دین مہر کی شرط معجل ہو یا موجل یا اس امر کی تصریح نہو چنانچہ جب مہر معجل ہوتا ہے یا معجل و موجل کی تصریح نہین ہوتی تو مسئلہ عام یہہ ہے کہ کل دین مہر فوراً ادا کردیا جاے یہہ رائے ہدایہ اور فتاوا حامدیہ کے مولف کی ہے اور وہ اسکی وجہہ یہہ لکھتے ہین کہ نکاح مثل ان معاہدات کے ہے جنمین بحالت نہونے شرط صریح و رواج توقف ادا عوض یہہ فوراً ادا کرنا اوسکا لازم ہے اور دین مہر بھی نکاح کا معاوضہ ہے اور خلاف اس مسئلہ کے مصنف شرح وقایہ و فتاوا عالمگیری بحوالہ قاضی خان یہہ لکھتے ہین کہ اگر ادا دین مہر کے زمانہ کا تعین نہو تو دین مذکور کو بسقدر عرصہ تک جو رواجاً معین ہو ادا کرنا چاہیے اور جو قول زیادہ تر تسلیم کیا گیا ہے وہ یہہ ہے کہ اگر درباب زمانہ ادا دین مہر کے تعین نکیا جاے تو زر مذکور کچھہ عرصہ بعد ادا ہوسکتا ہے بشرطیکہ اس اثنا مین کچھہ تنگ نہو مثلاً متوفی رکھنا ادا دین مہر کا شوہر کی وفات یا طلاق تک جائز ہے یہہ مسئلہ مطابق فتاوا عالمگیری کے ہے اور اسی محیط السرخسی کا حوالہ ہے لیکن اور عالمون کو ظاہر ان شرائط کی نسبت اعتراض ہے وہ یہہ لکھتے ہین کہ ایسی صورت مین شرائط اور ان کے زمانہ وقوع مین زیادہ تنگ ہے مگر چونکہ دین مہر کا دعوی بغیر شرط وفات یا طلاق کے ہوسکتا ہے لہذا ان شرائط کی نسبت سماعت کرنا فضول ہے الا اگر دین مہر بعد وفات شوہر کے ادا کیا جاے تو ایسے توقف کا جائز رکھنا معقول اور یہی مطابق منشا اصول عامہ کے ہے اور شرط ایک ایسے امر سے متعلق ہوسکتی ہے

س ۲ - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زوجہ اور شوہر نے ایک دوسرے کے نام وصیت نامہ اس مضمون سے تحریر کیا کہ جو دونون مین سے پہلے مرے اسکا متطالبہ شخص حی اقیام کی جایداد پر عاید ہوگا اور ایک دوسرے کا وارث تصور کیا جائیگا اب اگر یہہ فرض کیا جاے کہ تاریخ تحریر وصیت نامہ تک شوہر کے ذمہ دین مہر واجب الادا تہا اور زوجہ کسی طرح اپنے حق سے دست بردار نہوئی اور نہ اوس نے حق مذکور کی بابت کچہہ تصفیہ کیا تو ایسے وصیت نامہ کی رو سے دعوی مہر کا شوہر کی جایداد پر ممنوع السماعت متصور ہوگا یا نہین +

اگر فیابین شوہر اور زوجہ کے وصیت تحریر ہو تو اسمین دین مہر کا استثنا زائل نہین ہوتا

ج - جو وصیت نامہ فیابین شوہر اور زوجہ کے لکہا گیا اوسکی رو سے مہر کا دعوی زائل نہین ہوسکتا اور شوہر کسی حالت مین مہر کے مطالبہ سے بری الذمہ نہین ہوسکتا الا اوس صورت مین کہ دین مذکور ادا کر دیا جاے یا زوجہ اوس سے صراحتاً دست بردار ہو اور مہر شوہر سے اسکے حین حیات اور اسکی وفات کے بعد کے ترکہ سے واجب الادا ہے +

مقدمہ ۳۰

س - شوہر نے زوجہ کے نام کابین نامہ بتعین دس ہزار اشرفی اور پچاس ہزار روپیہ کے تحریر کیا اور اوسمین یہہ لکہا گیا کہ دین مہر کا ایک جزو فوراً ادا کیا جائیگا اور باقی بہ توقف اور جسقدر روپیہ فوراً ادا ہونا قرار پایا تہا اوسکی تعداد دست آویز مین مندرج نہین ہے ایسی صورت مین کسقدر دین مہر شرعاً و عرفاً فوراً ادا ہونا چاہیے اور کس قدر بہ توقف یعنی بعد وفات شوہر کے +

ذکر ہر صورت کا جب میعاد جزو دین مہر کی جو معجل ہونہ لکہی گئی ہو +

ج - چونکہ دست آویز مین مہر کی تعداد درج ہے لہذا اسقدر ابہام جس سے کل دعوی ناجائز متصور ہو واقع نہین ہے لیکن سوال مین لکہا ہے کہ جزو مہر معجل ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ جزو باقی زمانہ آیندہ مین جسکا تعین نہین ہے ادا کیا جائیگا ایسے ابہام کی صورت مین شرعاً عرف یعنی رواج مقام پر لحاظ کرنا چاہیے چنانچہ ہونا اس نکاح کا مرشد آباد مین پایا جاتا ہے بس جو رواج اس مقام اور قرب و جوار مین در باب دست آویز مہر کے جاری ہے اوسی کے مطابق عمل ہونا چاہیے بالعموم یہہ شرط ہوتی ہے کہ ایک ثلث فوراً ادا کیا جاے اور بقیہ دو ثلث توقف کے تحت علاوہ اسکے یہہ شرط بہی اکثر ہوتی ہے کہ ایک نصف فوراً ادا کیا جاے اور نصف ثانی بتاخیر پس اس صورت خاص مین پہلے طریق پر عمل کرنا جائز ہے اور جملہ دیگر صورتون مین پچہلے طریقے کے مطابق عمل کرنا فی الحقیقت زیادہ تر قرین انصاف ہے + +

مقدمہ ۳۱

س ۱ - اگر باہم زن و شوہر کے اتفاق مصاحبت بغیر ہونے اعتراض منجانب زوجہ کے ہوا ہو اور بعد ازان وہ بسبب نہ لینے مہر کے معترض ہو تو ایسا

جسکا وقوع یا عدم وقوع ممکن ہو پس اگر شرط ایسے امر سے متعلق ہو جسکے وقوع مین شک نہو تو اسپر فی الواقع شرط کا اطلاق نہین ہوسکتا بلکہ وہ بمنزلہ تعین مدت ادا کرنے زر دین کے ہے مثلاً اگر کسی ہنڈوی مین یہہ شرط ہو کہ روپیہ فلان شخص کی وفات کے بعد ملیگا تو روپیہ ہنڈوی کا شخص مذکور کی وفات کے بعد اسپر واجب الادا ہوگا جیسا کسی میعاد خاص کے بعد ہوتا ہے +

+ واضح ہو کہ قاعدہ مذکور الصدر اس قسم کے معاملات کے واسطے بطور کلیہ قرار نہین دیا گیا اور اس قسم کے مباحثات مین صرف رواج مخصص المقام بمنزلہ مسئلہ شرع کے تصور کیا جاتا ہے اگر مہر کے معجل یا موجل ہونیکی کچہہ تصریح نہوتی تو فوراً ادا کرنا کل دین مہر کا واجب ہوتا - اصول نکاح وغیرہ دفعہ ۲۲ حکم شرع کا فی الحقیقت یہی ہے اور مصنف شرح وقایہ بہی اسکو تسلیم کرتا ہے مگر وہ یہہ بہی لکہتا ہے کہ جب

اعتراض اوسکی جانب سے درست ہوگا یا نہین +

اگر دین مہر کے دینے مین ناحق توقف دا نہ کرے تو زوجہ کو مہر کی اطاعت واجب نہین ہے +

ج ۱ - اگر مہر کا ایک جزو معجل ہو تو زوجہ کو بنظر اوسکے معترض ہونیکا اختیار ہے علی ہذا القیاس اگر مہر کے معجل ہونیکا ذکر درست آویزمین نہو تو بھی زوجہ بغرض دینے مہر حسب حیثیت اپنے معترض ہو سکتی ہے الا اوس صورت مین کہ موجل ہونا کل دین مہر کا بتصریح قرار پایا ہو چنانچہ منتہی الغفار مین بہ لکھا ہے کہ گو باہم زوجہ و شوہر کے بغیر ہونے اعتراض منجانب زوجہ کے مصاحبت کا اتفاق ہوا لیکن زوجہ کو بنظر حاصل ہونے جزو یا کل دین مہر معجل یا اوسقدر دین مہر مثل کے جسکا فوراً ادا ہونا دستور ہے اختیار ہے کہ مصاحبت سے احتراز کرے یا شوہر کے ساتھ سفر مین جانے سے منکر ہو یا ایک مکان سے دوسرے مکان مین ہمراہ اوسکے بجاوے الا زوجہ کو اوس صورت مین اس امر کا اختیار نہوگا کہ موجل ہونا کل دین مہر کا بصراحت قرار پایا ہو چنانچہ ابو یوسف کا یہہ قول ہے کہ اس صورت خاص مین بھی بتعبیر برعایت استحقاق زوجہ کی گئی ہے اور بلحاظ اسی تعبیر رعایت کے اس مسئلہ کی نسبت علمانے رایے دی ہے اور در مختار مین بھی یہی مسئلہ اسطور پر لکھا ہے کہ عورت کو مصاحبت کی نسبت محترز ہونیکا اختیار ہے اور ابو یوسف کا یہہ قول ہے کہ گو موجل ہونا کل دین مہر کا بصراحت قرار پایا ہو تو بھی زوجہ اختیار مذکور عمل مین لا سکتی ہے اور بلحاظ اسی تعبیر رعایت کے اس مسئلہ کی نسبت علمانے رایے دی ہے پس جب تک دین مہر ادا نکیا جاے شوہر کو اختیار نہین ہے کہ زوجہ کو ہمنا گی کے واسطے مجبور کرے +

س ۲ زوجہ حسب حالات مذکورہ بالا در صورت نکرنے اطاعت شوہر کے نان و نفقہ کی مستحق ہے یا نہین اور اوسکو قبل لینے دین مہر کے جسکا فوراً ادا ہونا قرار پایا ہو مکان اور رفاقت شوہر سے علیحدگی کا اختیار حاصل ہے یا نہین +

زوجہ مستحق نان و نفقہ ہے +

ج ۲ - گو زوجہ حسب حالات مذکور الصدر خلاف مرضی شوہر کے کاربند ہوئی ہو وہ مستحق نان و نفقہ کی ہے اور اوسکو مکان و رفاقت شوہر سے علیحدگی کا اختیار ہے الا اوس صورت مین کہ دین مہر جسکا فوراً دیا جانا قرار پایا ہو ادا کر دیا جاے +

س ۳ - بعد مصاحبت کے حسب حالات مذکورہ بالا زوجہ کو نسبت دین مشروطہ کے استحقاق پہنچتا ہے یا نہین +

مصاحبت کے بعد بھی دین مہر واجب الادا ہوتا ہے +

ج ۳ - اس صورت مین دین مہر واجب الادا ہے چنانچہ اقوال مذکورہ بالا سے واضح ہے - مصاحبت یا افتراق کلی یا فریقین سے ایک شخص کے مرجانیکی صورت مین دین مہر واجب ہوتا ہے اور یہہ مسئلہ تمام کتب فقہ مین لکھا ہے +

مقدمہ ۳۲

س ۱ شرعاً کوئی ایسی میعاد مقرر ہے کہ اسکے گذر جانے کے بعد قرضہ کا دعوی ناقابل سماعت متصور ہو اور دین مہر بھی مثل اور قسم کے قرضہ کے تصور کیا جاتا ہے یا نہین یا اسمین کچھہ خصوصیت ہے +

دعوی دین مہر کے واسطے کوئی میعاد خاص معین نہین ہے +

ج ۱ - کوئی ایسی میعاد خاص معین نہین ہے جسکے منقضی ہونے کے بعد مہر کا دعوی ممنوع تصور کیا جاے اور اسطرح کا دعوی مثل ان دیگر مطالبات کے متصور ہوتا ہے جو بغیر اقرار دین منجانب مدیون یا بحالت عمل مین آنے دست برداری داین کے زایل نہین ہو سکتے چنانچہ کافی مین یہہ

رواج حال کے کبھی کبھی اوس مقام خاص کے رواج پر بھی لحاظ کیا جاتا ہے جہان بنا مخاصمت پیدا ہو +

† لیکن قول مسلمہ یہہ ہے کہ اگر موجل ہونا کل دین مہر کا بمعنی ادا کیا جانا اوسکا بزمانہ آیندہ صراحتاً قرار پایا ہو تو زوجہ کو قبل مدت معہودہ کے جزو مہر کی بابت دعوی دار ہونیکا استحقاق نہین ہے کیونکہ وہ اپنے استحقاق سے برضا و رغبت دست بردار ہوئی +

لکھا ہے کہ دین مہر بھی مثل اسکے قرضہ کے تصور کیا جاتا ہے جو کسی شخص اجنبی نے لیا ہو اور جب تک مدیون ادا نکرے یا وارث اپنے دعوی سے دست بردار نہو ادا کرنا اوسکا ضرور ہے علی ہذا القیاس فصول عمادیہ مین یہہ مرقوم ہے کہ شوہر پر ادا کرنا زوجہ کے دین مہر کا مثل اور قرضہ کے لازم ہے اور جب تک وہ ادا نہو ترکہ اوسکے وارثون مین تقسیم نہین ہو سکتا +

س ۲ - اگر فوراً ادا ہونا مہر کا قرار پایا ہو اور زوجہ شوہر کی حیات مین اوسکی بابت دعوی دار نہوا اور شوہر نے بھی کچھہ ادا نکیا ہو تو حد سماعت بشرطیکہ کوئی ایسی حد معین ہو تاریخ نکاح سے محسوب ہوگی یا روز وفات شوہر سے +

اگر فوراً ادا ہونا دین مہر کا قرار پایا ہو تو بھی حد سماعت عارض نہین ہو سکتی +

ج ۲ - دعوی مہر یا اور قسم کے قرضہ کے واسطے میعاد خاص معین نہین ہے اور گو فوراً ادا ہونا قرار پایا ہو تو بھی واسطے پیش ہونے اوسکے دعوی کے میعاد کا تعین کرنا فضول ہے لیکن مہر تاریخ نکاح سے واجب الادا ہوا اور اگر شوہر نے اسقدر مہر جسکا فوراً ادا ہونا قرار پایا تھا یا وہ جو بہ توقف ادا ہونا چاہیے تھا اپنی حیات مین ادا نہین کیا تو وہ ترکہ سے وصول ہونا چاہیے تھا +

س ۳ - اگر یہہ قرار پایا ہو کہ مہر کا ایک ثلث فوراً ادا کیا جاوے اور بقیہ دو ثلث بہ توقف ادا ہو اور زوجہ نے حین حیات شوہر کے مہر معجل طلب نکیا اور شوہر نے بھی باوجود اس امر کے کہ وہ مصاحبت کے بعد چونتیس برس تک زندہ رہا مہر کی بابت کچھہ نہ دیا تو ایسی صورت مین فیما بین مہر معجل اور موجل کے کچھہ فرق ہے یا نہین +

شوہر کی وفات کے بعد کل دین مہر واجب الطلب ہوتا ہے +

ج ۳ - حسب حالات مذکورہ مابین مہر معجل اور موجل کے شرعاً کچھہ فرق نہین ہے یعنی زوجہ کا مطالبہ بابت دونون قسم کے مہر کے شوہر کی جایداد پر پہنچتا ہے +

س ۴ - اگر شوہر نے زوجہ کی حیات مین زوجہ کو سوا خورد و پوش کے اور کچھہ بھی دیا تو ایسے تخالف مزید دین مہر سے مجرا ہونگے یا نہین اور شوہر کے وارثون پر بنظر اطمینان زوجہ کے اوسکو حساب سمجھانا ضرور ہے یا نہین +

عطیات شوہری کا اثر نسبت دین مہر کے +

ج ۴ - اگر شوہر نے علاوہ ضروریات کے زوجہ کو دین مہر کے عوض کچھہ زر نقد یا مال دیا ہو تو ایسے تخالف دین مہر سے وضع کئے جاوین اور ایسی صورت مین شوہر کے وارثون پر بنظر اطمینان زوجہ کے اسکو حساب سمجھانا ضرور ہے لیکن اگر شوہر نے تخالف مذکور بلحاظ دین مہر کے نہین دیئے تو یہہ ایک صورت ایسی بخشش کی ہے جو برضا و رغبت عمل مین آئی اور اسکا حساب سمجھنا بھی ضرور نہین ہے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ اگر شوہر زوجہ کے واسطے کوئی چیز بھیجے اور زوجہ اوسکو تحفہ قرار دے اور شوہر دیا جانا اوسکا بعوض جزو دین مہر کے ظاہر کرے تو ایسی حالت مین شوہر کے بیان کو معتبر تصور کرنا چاہیے +

س ۵ - اگر یہہ فرض کیا جاوے کہ مہر کا دعوی میعاد معینہ کے اندر پیش نہونیکی وجہ سے یا اس باعث سے کہ شوہر نے اپنی حیات مین ایسے ادا کر دیا ہو پیش نکیا جا سکتا ہو تو زوجہ کو ترکہ شوہر سے بشمول دیگر وارثون کے اپنے حصہ جائز پانیکا استحقاق پہنچتا ہے یا نہین اور اگر پہنچتا ہے تو وہ کسقدر حصہ پائیگی +

دعوی مہر کا بلا ثبوت زوجیت کے نا منظور نہین ہو سکتا +

ج ۵ - اگر مہر کا دعوی میعاد معینہ کے اندر پیش نہین ہوا تو اس سے ابطال اوسکا لازم نہین آتا کیونکہ دعوی مہر کے واسطے کوئی میعاد خاص معین نہین ہے علی ہذا القیاس کہ زنادت کا زمانہ کثیر ہے باعث بطلان مہر نہین ہے کیونکہ اگر عدالت کا حکم ہے دعوی مہر کا بوجہ تمادی ایام کے

باطل قرار دیا جاے تو بہی ایسا حکم رد و منسوخ تصور کیا جائیگا فصول عمادیہ مین یہہ لکہا ہے کہ اگر قاضی دعوی مہر کو کسی وجہہ سے سوا ے ثبوت وصول ہو جانے دین مہر کے زوجہ کو یا مقر ہونے اوسکے اس امر سے بلحاظ اس مسئلہ متعارفہ عوام کے نامنظور کریے کہ زمانہ نکاح سے ایک عرصہ دراز گذرا لہذا یہہ ظن ہوتا ہے کہ دین مہر ادا ہو گیا یا اوسکی نسبت دست برداری عمل مین آئی تو ایسا حکم رد و منسوخ متصور ہوگا علی ہذا القیاس اشباہ و نظائر مین لکہا ہے کہ اگر مہر کا دعوی اس وجہہ سے نامنظور کیا جاے کہ شوہر نے انقضا اسکا حین حیات اپنے کر دیا تو بہی زوجہ بعد وفات شوہر بحالت موجودگی اولاد کے بہی بشمول اور وارثون کے اپنا حصہ پانیکی مستحق ہے اور اگر کچہہ اولاد نہو تو زوجہ کا حسب مسئلہ مندرجہ سراجیہ کے ایک ربع ہے اور وہ مسئلہ یہہ ہے کہ اگر اپنی یا پسر کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد نہو اور ایک یا چند زوجہ ہون تو ان کا حصہ ایک ربع ہوتا ہے اور اگر اپنی یا پسر کی یا اسی سلسلہ مین اور اولاد ہو تو ایک ثمن ملیگا +

بعد دینے دین مہر کے زوجہ مثل اور وارثون متوفی کے اپنا حصہ پانیکی مستحق ہے +

مقدمہ ۳۳

س - ایک عورت کے واسطے نکاح کے وقت دین مہر کا تعین ہو گیا اور ہر چند کسیطرح کی دست آویز اس باب مین تحریر نہین ہوئی مگر دین مہر کا اقرار گواہون کے روبرو عمل مین آیا ایسا طریقہ کارروائی کا درست ہے یا نہین اور عورت شرعاً زر مشروطہ پانیکی مستحق ہے یا نہین اور عورت کی مان اور بہائی کو بعد گذر جانے بارہ برس کے اسکی وفات سے اسکے شوہر پر واسطے وصول دین مہر کے نالش کرنیکا منصب ہے یا نہین اور ایسے دعوی کے واسطے کسقدر سیعاد سماعت مقرر ہے اور بعد وفات عورت کے اسکی جایداد درمیان اسکے شوہر اور مان اور بہائی کے کسطور پر تقسیم ہونی چاہیے +

دین مہر کے واسطے دست آویز ضرور نہین

ج - جو کارروائی کہ اس مقدمہ مین ہوئی وہ قطعی درست و صحیح ہے اور اگر دعوی مہر کا شہادت گواہان کی بنا پر بلا تحریر ہونے کسی دست آویز کے پیش ہو تو وہ شرعاً بہر صورت جائز ہے اور گو بارہ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہو عورت متوفیہ کی مان اور بہائی کو اسکے شوہر پر بابت نصف دین مہر مشروطہ کے دعویدار ہونیکا منصب پہنچتا ہے اور اسقدر عرصہ کے گذر جانے سے دعوی ناجائز نہین ہو سکتا اور چونکہ عورت متوفیہ نے شوہر اور مان اور بہائی وارث چہوڑے لہذا بموجب دفعہ ۶۴ اصول وراثت کے اسکی جایداد کو چہہ حصون پر تقسیم کرنا چاہیے تہا اور چونکہ شوہر کا حصہ نصف اور مان کا ایک ثلث ہے لہذا شوہر تین حصے پانیکا مستحق تہا اور مان کو دو حصے ملنے چاہیے تہے اور بہائی از روے عصوبت کے بقیہ ایک حصہ پانیکا مستحق تہا +

زوجہ کے وارث دعوی مہر کا حین حیات نہین کر سکتے ہین

استحقاق شوہر کا بحالت موجودگی شوہر کے مان اور بہائی کے +

مقدمہ ۳۴

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ کے نام نکاح کے وقت کہ اوسوقت وہ چہہ یا سات یا نو یا بمرتبہ غایت دس برس کی تہی دست آویز مہر تحریر کی کہ سال اور آتہہ یا دس مہینے بعد نکاح کے شوہر نے وفات پائی ایسی صورت مین زوجہ کو شوہر متوفی کے ترکہ کی نسبت از روے دست آویز مہر کے استحقاق وراثت پہنچتا ہے یا نہین +

جو کچہہ دین مہر قرار پایا ہو دعوی اسکا بعد وفات شوہر بلا لحاظ زوجہ کی عمر کے ہو سکتا ہے +

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے جو کچہہ بطور مہر معین و تجویز ہو کر دست آویز مین داخل ہوا وہ بعد وفات شوہر کے حسب دست آویز مذکور واجب الادا ہے اور شرائط اس دست آویز کی تسلیم ہونی چاہئین چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص دین مہر بقدر دس یا دس سے زیادہ درم کے قرار دیے اور بعد ازان مصاحبت ہو یا شوہر وفات پاے تو دونون صورتون مین زوجہ کل مہر معین پانیکی مستحق ہے کیونکہ بوجہہ وفات شوہر کے تکمیل نکاح لازم آتی ہے اور مصاحبت کی وجہہ سے جملہ مراتب نکاح کامل اور موثر تصور کیے جاتے ہین - اگر شوہر اپنے حین حیات زوجہ کا دین مہر ادا

کردیے تو بہتر ہے ورنہ اسکے ترکہ سے وصول کیا جائیگا اور دعوی مہر کا تقسیم ترکہ پر مقدم ہے اور اگر ترکہ دین مہر یا فتنی سے زایہ نہو تو وارثون کو اسکی نسبت کچھہ حق نہین پہنچتا - لڑکی کے بالغ ہونیکا سن کم سے کم نو ان سال ہے +

لڑکی کے بالغ ہونیکا سن +

مقدمہ ۳۵

س ۱ - اگر زن منکوحہ کو طلاق نہ دیا گیا ہو تو دست آویز مہر جائز اور قابل نفاذ اور شرعاً وعرفاً درست ہے یا نہین اور نویسندۂ دست آویز اور اسکے وارثون پر زوجہ کے وارثون کا دعوی بابت دین مہر کے پہنچتا ہے یا نہین - یا اسطرح کی دست آویز مہر صرف بنظر انسداد طلاق کے تحریر ہوتی ہے اور بحالت وقوع مین نہ آنے طلاق کے دین مذکور بعد وفات شوہر باز وجہ کے واجب الادا نہین ہوتا + †

مہر مشروط بلا لحاظ زاید ہونے اسکے مقدار کے شرعاً واجب الوصول ہے +

ج ۱ - دست آویز مہر جو بمقدمہ خاص مین بنام زوجہ حرہ کے لکھی گئی جائز ہونا اسکا نائب قاضی اور گواہون کی شہادت سے ثابت ہے اور جسقدر دین مہر دست آویز مین درج ہے وہ بسبب تکمیل نکاح کے بغیر ہونے طلاق کے بھی واجب الادا ہے اور اگر شوہر زوجہ کو طلاق دیے یا وفات پاوے تو بھی مہر کا دعوی ہوسکتا ہے اور شوہر پر ادا کرنا اسکا عند الطلب زوجہ یا اسکے وارثون کے مثل اور قرضون کے لابد ہے اور اگر شوہر کچھہ جایداد چھوڑ کر وفات پاوے تو دین مذکور اسکے وارثون کو ترکہ سے ادا کرنا چاہیے +

س ۲ - شوہر نے زوجہ کے نام دست آویز مہر تحریر کرکے نکاح کے وقت اسکے حوالہ کردی اور زوجہ نے بغیر حاصل ہونے قبضہ کسی جایداد مصرحہ دست آویز کے شوہر سے پہلے وفات پائی ایسی صورت مین قابض ہونا زوجہ کے وارثون کا اس جایداد پر جو شوہر کے قبضہ مین رہی جائز ہے یا نہین اور اگر وارثان مذکور اس جایداد پر شوہر کی حیات مین قابض نہوئے ہون تو شوہر کے وارثون کو اسکی نسبت استحقاق وراثت پہنچتا ہے یا زوجہ کے وارثون کو بذریعہ دست آویز مہر کے +

شوہر کی کل جایداد کا یا جانا بعوض جزو غیر مصرحہ مہر کے ناجائز و نادرست ہے +

ج ۲ - اس مقدمہ کی دست آویز مہر مین دو امر درج ہین ایک مقدار مہر جو شوہر سے یافتنی ہے اور دوسرا ہبہ کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ وزر نقد واسباب مقبوضہ شوہر کا بعوض جزو مہر کے لیکن چونکہ دوسری شرط در باب معاوضہ کے معاہدہ مین داخل ہے اور رایت اسکی کہ وہی جزو مہر ہے غیر منقح ہے لہذا اسطرح کا معاہدہ ناقص تصور کیا جاتا ہے اور زوجہ کو جایداد مقبوضہ شوہر ‡ پر کچھہ استحقاق نہین پہنچتا لیکن زوجہ اور اوسکے وارثون کو شوہر کی حیات مین مہر کے مطالبہ کا منصب پہنچتا ہے اور اگر شوہر مرجاوے تو اوسکے وارثون سے - پس بعد وفات شوہر کے اوسکے وارثون کو اوسکی جایداد پر قابض ہونیکا حق پہنچتا ہے لیکن زوجہ کے وارث مستحق اس امر کے ہین کہ شوہر کے ترکہ کو جو اوسکے وارثون کے قبضہ مین ہے بتمام کرایے زر مہر مصرحہ وصول کرین یا اگر شوہر کے وارث قبول کرین تو زوجہ کے وارثون کو اختیار ہے کہ جایداد بقدر دین مہر زوجہ کے لین

† جو دین مہر کہ بمقدمہ مین قرار پایا وہ نہایت کثیر اور شوہر کے مقدور سے زیادہ ہے اور چونکہ دین مہر طلاق کی صورت مین واجب الادا ہوتا ہے لہذا ہندوستان مین یہہ دستور ہوگیا ہے کہ بنظر انسداد طلاق کے مہر زیادہ باندھا جاتا ہے اور بمقدمہ مین جو استفتا ہوا اوس سے تنقیح اس امر کی ضرور تھی کہ اسطرح کا اقرار جو شوہر کی جانب سے ہو واقعی اور واجب التعمیل تصور کیا جائیگا یا صرف مصلحتاً اور برائے نام +

‡ جو مسئلہ اس رای مین لکھا گیا ہے وہ شرع محمدی کے ایک قاعدہ معروف پر مبنی ہے اور وہ یہہ ہے کہ معاوضہ کے معاہدہ مین بدلین کی قیمت کا تعین ہونا چاہیے +

مقدمہ ۳۶

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ کے نام دست آویز مہر بابت انتقال حق ملکیت کسیقدر اراضی کے جو وقت تحریر دست آویز کے بقبضہ مالکانہ اوس کے نہ تھی لکھدی اور قبضہ اوسکا جایداد مذکور پر بعد ازان ہوا ایسی صورت مین اسطرحکی دست آویز جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین *

دینا اس جایداد کا معوض مہر کے جو شوہر کے قبضہ مین نہو *

ج - حسب حالات مندرجہ سوال کے دست آویز مہر بالکل کالعدم و ناجائز ہے الا اس صورت مین کہ شوہر نے بعد حاصل ہونے استحقاق نسبت اراضی مصرحہ دست آویز کے زوجہ کو اسپر حسب ضابطہ قابض کرادیا ہو اور صرف اسی صورت مین دست آویز جائز اور واجب التعمیل ہوگی نہ اور حالت مین *

مقدمہ ۳۷

س - اگر دست آویز مہر جائز قرار دیجائے تو ادا ہونا زر مہر مندرجہ دست آویز کا زوجہ کو بعد وفات شوہر یعنی نویسندہ دست آویز کے قبل تقسیم ایسکے ترکہ کے شرعاً واجب ہے یا نہین اور اگر کل ترکہ کی مالیت زوجہ کے دین مہر سے زائد نہو اور زوجہ ادا کرنا شوہر کے ترکہ واجب کا منظور کرے تو ایسی صورت مین جبر بذریعہ اپنے اختیار خاص اور دعوی مہر کے شوہر کی جایداد اراضی اور مال پر قابض ہونیکی مجاز ہے یا نہین

مقدار مہر کی انتہا نہین ہے جایداد اراضی بابت دین مہر کے حسب استرضاء مقبوضہ وارثون کے قبضہ ہوسکتا ہے *

ج - دست آویز مہر جو مقدمہ سے متعلق ہے جائز ہے کیونکہ وہ گواہون سے ثابت ہے اور اگرچہ لکھا جانا مقدار کثیر مہر کا کسی حکم صریح کی رو سے جائز نہین ہے لیکن باوجود ایسکے یہہ امر روا رکھا گیا ہے لہذا زر مندرجہ دست آویز بیوہ پر جایداد اراضی شوہر متوفی سے قبل دعاوی وراثت کے واجب الادا ہے لیکن جس جایداد کا ذکر دست آویز مین بصراحت نہو اسپر زوجہ اپنے اختیار سے بغیر حکم عدالت کے بذریعہ دعوی مہر کے قابض نہین ہوسکتی گو ترکہ شوہر کا واسطے ادا ہونے دین کے کفایت کرتا ہو اور زوجہ کو جایداد مذکورہ کی نسبت صرف اسی صورت مین استحقاق ملکیت حاصل ہوسکتا ہے کہ وہ اوسے اپنے مہر کے روپیہ سے بذریعہ حکم عدالت یا حسب استرضاء وارثون کے خرید کرے الا جس جایداد کی تصریح دست آویز مہر مین ہوا اسپر زوجہ اپنے اختیار سے بغیر حکم عدالت یا استرضاء وارثون کے قابض ہوسکتی ہے لیکن چونکہ اس مقدمہ مین زوجہ کے فریق مخالف نے اپنا مہتمم ہونا جایداد اراضی پر زوجہ کی جانب سے بنظر مفاد اوسکے قبول کرکے اقرار ادا کرنے کل حاصلات و منافع جایداد کا زوجہ کو کیا ہے اور فریق مذکور کو قرضہ دنگی شوہر متوفی کی رسدی ادا کرنے سے انکار ہے اور زوجہ نے ادا کرنا کل قرضہ کا اپنے ذمہ لیا ہے لہذا اس سے یہہ ثبوت حاصل ہوتا ہے کہ فریق مذکور نے قابض ہونا زوجہ کا جایداد پر تسلیم کرلیا

مقدمہ ۳۸

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ پر کسی قدر دین مہر تعین کرکے اسکے نام دست آویز مہر لکھدی اور اس دست آویز مین اوس نے یہہ بھی لکھدیا کہ مینے اپنا کل نقد و جنس اور جایداد منقولہ اور غیر منقولہ جو کچھ بالفعل میرے قبضہ مین ہے یا آیندہ آوے بعوض دین مہر کے زوجہ کو اس شرط سے دیا کہ جب زوجہ خواستگار مہر ہو اسوقت مین اسے شرعاً بلا حجت و حیلہ ادا کردونگا ایسی صورت مین آویز کی رو سے زوجہ کو بابت کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے استحقاق پہنچتا ہے یا وہ صرف زر مصرحہ دست آویز کے پانیکی مستحق ہے *

ذکر دست آویز مہر خاص کا جسمین بابت دین مہر کے تعین ہوگیا ہو اور غیر کی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کا ذکر نہو

ج - شوہر نے دست آویز مین یہہ لکھا ہے کہ مینے اپنا کل نقد و جنس اور جایداد منقولہ و غیر منقولہ جو کچھ بالفعل میرے قبضہ مین ہے یا آیندہ آوے بعوض دین مہر کے زوجہ کو دیدیا یہہ بیان [illegible] ناجائز بیع کے ہے یعنی یہہ بیان معاہدہ واحدین بایع کی جانب سے بابت اس

جایداد کیے ہے جو اسوقت اسکے قبضہ مین تھی اور یہی جبکا وجود اس زمانہ مین نہ تھا بلکہ وہ اسکو بزمانۂ آیندہ حاصل ہوتی اور تصریح ثمن کی مطلق نہین کی گئی ہے اور بیان مذکور الصدر بمنزلہ ہبہ بالعوض کے نہین ہے کیونکہ ہبہ کیے واسطے وجود بدلین کا ضرور ہے علاوہ اسکے معاملات بیع وہبہ مین ہونا ایجاب وقبول کا ایک ہی موقع پر واجب ہے اور اگر قبل اظہار قبول کے معاہدہ سے انحراف کیا جاے تو وہ باطل و کالعدم تصور کیا جاتا ہے مگر اسمقدمہ مین ظاہر ہونا رضامندی کا بعد اظہار ایجاب کے پایا نہین جاتا بلکہ دست آویز کے فقرہ اخیر سے جسمین یہہ شرط ہے کہ عند الطلب زوجہ کے دین مہر شرعاً بلاحجت وحیلہ ادا کیا جائیگا یہہ مستنبط ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنے اظہار سے انحراف کیا کیونکہ اگر اظہار رضامندی بموقع اظہار ایجاب کے قبل انحراف کے عمل مین آیا ہو تو شوہر پر ادا کرنا مہر کا عند الطلب زوجہ کے لازم نہوتا پس جایداد منقولہ وغیر منقولہ زوجہ بذریعہ دست آویز مہر کے نہین پہنچتی بلکہ وہ صرف مستحق پانے زر مصرحہ دست آویز کی ہے +†

مقدمہ ۳۹

س - زوجہ نے شوہر پر واسطے ایک ثلث مہر معجل کے نالش دایر کرکے زر مدعوہ کی بابت ڈگری حاصل کی بعد ازان وہ شوہر کی حیات مین مرگئی اور اسکی وفات کے بعد اسکی ہمشیر نے اسکے شوہر پر واسطے بقیہ دو ثلث دین مہر کے نالش کی ایسی صورت مین یہہ نالش ہمشیر زوجہ متوفیہ کی شوہر کے نام شرعاً قابل سماعت ہے یا نہین اور بعد وفات زوجہ کے شوہر منجملہ دین مہر مصرحہ دست آویز کے کسیقدر مہر پانیکا مستحق ہے یا نہین +

ج - نالش جو زوجہ متوفیہ کی ہمشیر نے اسکے شوہر پر بابت کل دو ثلث دین مہر کے دائر کی ہے قابل سماعت نہین ہے کیونکہ ہمشیر زوجہ کی ایک وارث ہے اور وہ کل مہر کا دعوی صرف بذریعہ وصیت کے کرسکتی ہے لیکن ہونا وصیت کا ایک ہی وارث کے حق مین جائز نہین ہے اور چونکہ مدعیہ زوجہ متوفیہ کی ہمشیر ہے لہذا اسکو منجملہ اس دین مہر کے جو ہنوز ادا نہین ہوا ہے ایک نصف ملنا چاہیے اور باقی نصف اسکے شوہر کی طرف عود کریگا +

اگر علاوہ شوہر اور ہمشیر کے متوفیہ کا کوئی اور وارث نہو تو دین مہر ان دونون کو بحصص مساوی پہنچیگا

مقدمہ ۴۰

س - زوجہ نے شوہر پر دین مہر کی بابت بتعین چالیس ہزار روپیہ اور ایک اشرفی کے نالش دائر کی اور طرفین کے رشتہ دارون کی گواہی سے واجب الادا ہونا مذکور کا ثابت ہے اور اور رشتہ دارون کی گواہی سے یہہ متحقق ہے کہ زوجہ اور شوہر کے خاندان کا مہر مثل اس مقدار سے کمین کم قرار نہین پایا ہے لیکن مدعا علیہ مظہر ہے کہ دین مہر بقدر اول مقدار معینہ شرع یعنی دس درم کے قرار پایا اور اوسنے واسطے ثبوت اس بیان کے دو گواہ پیش کیے ہین جو اس سے کچھ علاقہ نہین رکھتے ایسی صورت مین زوجہ کا بیان قابل ترجیح ہے یا شوہر کا +

اگر مقدار مہر کی بابت نزاع ہو تو ثبوت مدعا زوجہ بمقابلہ ثبوت شوہر کس طرح ترجیح پاسکتا ہے اور ایسی صورت مین کونسا مہر مثل زوجہ کا مہر مقرر ہوگا

ج - بنظر حالات مندرجہ سوال کے زوجہ کا بیان جسمیں کہ مرقومہ ہدایہ کے قابل ترجیح ہے اور وہ مسئلہ یہہ ہے کہ اگر شوہر اور زوجہ کے باہم بحالت برقرار رہنے نکاح کے در باب مقدار مہر کے تکرار ہو مثلاً شوہر ایک ہزار درم بیان کرے اور زوجہ کو دو ہزار کا دعوی ہو تو جو فریق اپنا بیان وجہہ ثبوت سے ثابت کرے اوسکا اظہار قابل اعتبار ہے اور اگر طرفین سے ثبوت موجود ہو تو زوجہ کی جانب کی شہادت پر اعتبار ہونا چاہیے کیونکہ ایسی شہادت سے اسکا استحقاق بسبب مقدار کثیر کے ثابت ہوتا ہے علی ہذا القیاس تاتارخانیہ مین یہہ لکھا ہے کہ اگر طرفین سے ثبوت پیش ہو تو جسکا ثبوت مقدار کثیر کی بابت ہو

اگر مقدار مہر جو زوجہ کی جانب سے ثبوت سے متحقق نہو قدر مہر مثل پایا جاے +

† اس دست آویز کی اخیر کی شرط ناجائز تھی کیونکہ معاوضہ کے جملہ معاہدات مین یقینی ہونا اسکا ضرور ہے اور یہہ واجب ہے کہ جس شے کی بابت معاہدہ کیا جاے وہ اسوقت فی الواقع وجود رکھتی ہو یا زمانۂ آیندہ مین جسکا تعین ہو سکتا ہو دیباچہ بیع - اصول بیع وفات ۱۳ و ۱۴ +

وہی قابل لحاظ و ترجیح ہے اگر مقدار مہر کی بابت تکرار ہو تو قاضی کو مہر مثل دلانا لازم ہے اور اس امر کی نسبت عالمگیری مین یہہ لکھا ہے کہ اگر فیمابین شوہر و زوجہ کے مقدار مہر کی بابت تکرار ہو تو قاضی کو مہر مثل دلانا چاہیے نالش متعلقہ امور نکاح مین رشتہ دارون کی گواہی کو اشخاص اجنب کی گواہی پر ترجیح ہے چنانچہ اس امر کی نسبت ہدایہ مین یہہ لکھا ہے کہ نکاح کی نالش مین فریقین کے واسطہ دارون کی گواہی بہ نسبت شہادت اشخاص اجنب کی مرجح ہے ۱۲

مقدمہ ۱۴

س - ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو میری زوجہ نہین ہے اور اوس نے جواب دیا کہ تو میرا شوہر نہین ہے لیکن باوجود اس گفتگو کے زوجہ تا وقتیکہ شوہر کے اوسکے پاس ہی ایسی صورت مین ان الفاظ سے طلاق لازم آتا ہے اور زوجہ ورثہ سے محروم رہ سکتی ہے یا نہین ؟

طلاق

ج - بنظر حالات مذکورہ سوال کے زوجہ منجملہ ترکہ شوہر کے حصہ پانے سے محروم نہین رہ سکتی کیونکہ ہطرح کا قول بمنزلہ طلاق و حرمان ورثہ کے تصور نہین کیا جاتا چنانچہ فتاوا عالمگیری اور فقہ کی اور کتابون مین یہہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص زوجہ سے یہہ کہے کہ تو میری زوجہ نہین ہے تو ایسے قول سے طلاق لازم نہین آتا گو شوہر کا مقصود اس سے طلاق ہو اور یہی رائے مسلمہ عام ہے ۔

† جس مقدمہ مین یہہ فتوی دیا گیا اسکا اپیل صدر دیوانی عدالت مین ہوا تھا اور عدالت مذکور کے مفتیون سے یہہ پوچھا گیا کہ بعد معائنہ کاغذات متعلقہ کے یہہ لکھین کہ طلاق مظہرہ کی نسبت ثبوت کافی ہے یا نہین اور اگر طلاق وقوع مین آیا تو زر مدعوہ فی الواقع واجب الادا ہے یا نہین اور فتوی جو پروفیشل کورٹ پٹنہ مین دیا گیا صحیح تھا یا نہین بجواب اس استفسار کے قاضی و مفتی نے جواب دیا کہ طلاق بخوبی ثابت ہے اور صرف بلحاظ اس ثبوت کے جو زوجہ کی جانب سے گذرا ہے واجب الادا ہونا زر مدعوہ کا شوہر سے پایا جاتا ہے اور بہ نسبت حکم عدالت ماتحت کے مفتی و قاضی نے یہہ لکھا کہ فتوی مین جو یہہ تحریر ہے کہ زوجہ کی طرف کا ثبوت درصورت پیش ہونے منجانب طرفین کے قابل ترجیح ہے یہہ رائے بعض اہل فقہ کے نزدیک درست ہے مگر باوجود اسکے صحیح یا مسلمہ عام نہین ہے اور شارح وقایہ یا مصنف ہدایہ نے بھی اسکو جائز نہین رکھا اور جو فقرہ بحوالہ نسخہ حادیہ کے لکھا ہے اوسکی نسبت مفتی و قاضی مذکور نے یہہ تحریر کیا کہ ہمکو یہہ فقرہ اوس کتاب مین نہین ملتا یہہ امر عجیب معلوم ہوتا ہے کہ جو فتوی پروفیشل کورٹ مین دیا گیا اوسپر بارہ مفتیون کے دستخط ہین اور استعجاب ہے کہ اونہون نے ہدایہ کا حوالہ اسطور پر غلط دیا اور شرع کا یہہ حکم نہین ہے کہ جملہ صورتون مین زوجہ کے ثبوت کو شوہر کے ثبوت پر ترجیح دیجاے الا اوس صورت مین کہ زوجہ کا مہر مثل مہر مدعوہ اوسکے سے کم ہو چنانچہ جو عبارت ہدایہ سے منتخب کرکے ذیل مین لکھی جاتی ہے وہ صحیح ہے اور اوسمین جو عبارت زیادہ ہے اوسکو مفتیون نے اپنی فتوی مین نہین لکھا تھا - اگر شوہر اور زوجہ کے باہم بحالت قایم رہنے نکاح کے مقدار مہر کی بابت تنازع ہو مثلاً شوہر ایک ہزار درم بیان کرے اور زوجہ کو دو ہزار کا دعوی ہو اور زوجہ کا مہر مثل ایکہزار سے متجاوز نہو تو شوہر کا بیان قابل اعتبار ہے لیکن اگر وہ دو ہزار یا ہزار سے متجاوز ہو تو زوجہ کا بیان معتبر متصور ہوگا - اور فریقین سے جو فریق اپنے بیان کی تائید مین ثبوت پیش کرے اسکا بیان بلحاظ دونون صورتون مذکورہ بالا کے اعتبار کے قابل ہوگا اور اگر طرفین ثبوت پیش کرین تو مہر مثل کی صورت مین یعنی بحالت متجاوز نہونے مہر مثل کے ایکہزار درم سے زوجہ کی جانب کا ثبوت قابل اعتبار تصور کیا جائیگا کیونکہ ایسے ثبوت سے استحقاق اسکا نسبت مقدار زائد کے ثابت ہوتا ہے جس قاعدہ کلیہ پر یہہ مسئلہ شرع کا مبنی ہے وہ یہہ ہے کہ اگر زوجہ کا مہر مثل بقدر ایسے کے دعوی کرے یا دعوی سے زاید ہو اور طرفین کچھہ ثبوت نہ کرتے ہون تو زوجہ کا بیان قابل اعتبار ہے کیونکہ وہ بادی النظر مین زیادہ تر قرین قیاس ہے لیکن اگر ایسی حالت مین طرفین ثبوت رکھتے ہون تو شوہر کی طرف کا

مقدمہ ۴۲

س - ایک شخص نے ۲۰ صفر ۱۲۳۶ ہجری مطابق ۲۰ پوس ۱۲۲۴ بنگلہ کو یہہ بیان کیا کہ مینے اپنی زوجہ کو حسب قواعد شرع کے ۱۱۵۰ مین جسکو ۴۶ برس سے زیادہ عرصہ گذرا تین مرتبہ طلاق دیا ایسی صورت مین طلاق کا نفاذ کس تاریخ سے تصور کیا جائیگا ۔

ایام گذشتہ کی تاریخ سے طلاق مصور نہین ہو سکتا ۔

ج - حسب حالات مظہرہ سوال یکہ اگر زوجہ یہہ بیان کرے کہ مجھکو شوہر نے طلاق نہین دیا تو شرعاً طلاق اوس تاریخ سے قابل نفاذ ہوگا جب اسکا اظہار ہوا ہو چنانچہ شرح وقایہ مین یہہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے جسکا نکاح اوسکے ساتھہ ایک روز پیشتر تاریخ مظہرہ طلاق کے ہوا ہو یہہ کہے کہ مینے تجھے کل طلاق دیا اور وہ اوس سے منکر ہو تو طلاق کا نفاذ صرف طلاق اظہار کے وقت سے ہوتا ہے ۔

مقدمہ ۴۳

س - ایک شخص شریف و نجیب کے دو زوجہ تھین اور ہر زوجہ سے اولاد تھی بعد اسکی وفات کے اسکی ایک زوجہ کی اولاد کے رشتہ دارون نے یہہ بیان کیا کہ دوسری زوجہ متوفی کی منکوحہ نہ تھی بلکہ صرف بطور ملازم رکھی گئی تھی اور بسبب استداد زمانہ کے ہونا نکاح کا بخوبی متحقق نہین ہو سکتا ایسی صورت مین اثبات نکاح کے لیئے ثبوت کافی کیا ہے ۔

اگر بسبب استداد زمانہ کے جو زوجہ کے بطن سے ہو تسلیم کیا جاوے تو بھی مدعیہ کے نکاح کا شخص مقر کے سامنے کافی ہے ۔

ج - اگر بسبب استداد زمانہ کے نکاح ہونا اس عورت کا جسکو فریق ثانی غیر منکوحہ بلکہ صرف بطور ملازم بیان کرتا ہے ثابت نہو اور وہ اپنے تئین متوفی کی زوجہ بیان کرے اور وہ حرہ ہو نہ کہ جاریہ اور شوہر نے نسب اسکی اولاد کا تسلیم کیا ہو تو سطر حکما اقرار شوہر کا واسطے اثبات نکاح زوجہ مذکورہ کے کافی ہے لیکن یہہ امر واسطے ثبوت دعوی مہر کے کافی نہین ہے چنانچہ اشباہ و نظائر مین یہہ مرقوم ہے کہ تسلیم نسب سے تسلیم نکاح لازم آتا ہے نہ قبول کرنا مہر کا اور گواہ سمعہ مین نکاح کا ثبوت نہین ہے لیکن باب طفل کے نسب سے مقرر ہے اور یہی امر ثبوت نکاح کے واسطے کافی ہے ۔

مقدمہ ۴۴

س - زوجہ مطلقہ نے بابت ایام عدت یعنی تین مہینے اور تیرہ یوم کے بقدر جمعہ روپیہ بارہ آنہ نان و نفقہ کے نالش دائر کی پس سوال یہہ ہے کہ بعد عمل مین آنے طلاق حسب شرع محمدی کے زوجہ کو شوہر سے بابت زمانہ عدت کے نان و نفقہ پانیکا کچھہ استحقاق پہنچتا ہے یا نہین اور زمانہ عدت کے واسطے کتنے مہینے اور دن معین ہین ۔

زمانہ عدت بعد طلاق ۔

ج - اگر زوجہ جسکو شوہر نے طلاق دیا ہو بالغہ ہو تو شرع کی رو سے زمانہ عدت بیہم تین حیض کی مدت تک شمار کیا جائیگا چنانچہ وقایہ مین لکھا ہے کہ زن حرہ کے واسطے زمانہ عدت بیہم تین حیض کی مدت تک شمار کیا جائیگا اور زمانہ عدت واسطے اوس عورت کے جو صغیر السن ہونیکی وجہ سے حائضہ نہوتی ہو تین مہینے ہے اور زن حاملہ کے واسطے عدت کا زمانہ وضع حمل تک ہے اور اسی کتاب مین یہہ بھی لکھا ہے کہ زن حاملہ کی عدت تا پیدا ہونے زندہ یا مردہ طفل کے شمار کیجاتی ہے شوہر پر تا زمانہ عدت کے واجب ہے کہ زوجہ کو مصارف خورد و پوش و سکونت بعد طلاق کے دے اور شرح وقایہ مین یہہ حکم ہے کہ اگر عورت کو طلاق رجعی یا غیر رجعی دیا جاوے اور زوجہ کی علیحدگی شوہر سے بسبب کسی الزام کے وقوع مین نہ آئی ہو مثلاً افتراق بذریعہ اس اختیار کے جو زوجہ کو وقت بلوغ کے حاصل ہوتا ہے یا از روے اعتاق یا بسبب غیر مساوی ہونے عمر کے عمل مین آئے تو زوجہ کے واسطے

زوجہ بابت ایام عدت کے نان و نفقہ کا دعوی کر سکتی ہے ۔

ثبوت قابل ترجیح ہے کسواسطے کہ ثبوت سے متحقق ہونا کسی ایسی امر کا مقصود ہوتا ہے جو بادی النظر مین واضح نہو ۔

خورد و پوش اور مکان تجویز کر دینا چاہیے +

مقدمہ ۴۵

س - طفل غیر صحیح النسب والدین سے کس کی اولاد تصور کیا جاتا ہے اور اگر دونون دعویدار ہون تو کس کے سپرد ہونا چاہیے ؟

طفل غیر صحیح النسب کسیکی اولاد نہین ہے مگر ان کو سات برس کی عمر تک ہر اختیار پہنچتا ہے

ج - شرع کی رو سے طفل غیر صحیح النسب والدین سے کسی کی اولاد نہین ہے اور وجود اسکا باطل ہے لیکن بنظر اسکی پرورش اور پرداخت کے اسکو سات برس کی عمر تک ماں کے حوالہ کرنا چاہیے اور بعد اوس عمر کے طفل کو اختیار ہے والدین سے چاہے جسکے پاس رہے یا اگر اسکی مرضی ہو تو بالکل علیحدہ رہے +†

مقدمہ ۴۶

س - ایک عورت عرصہ دراز تک ایک مرد کے ساتھ رہی نہ رہی لیکن نکاح ہونا ان کا بخوبی ثابت نہین ہے بعد ازان ان مین نفاق ہوا اور وے علیحدہ ہو گئے اب دونون مین بابت لڑکیون کے جو ان سے پیدا ہوئین تکرار ہے ایسی صورت مین ان دونون مین سے شرعاً لڑکیان کسکو ملنی چاہئین +

صحیح النسبی کا احتمال کسطرح کیا جاتا ہے +

ج - اگر مرد لڑکیون کو اپنی اولاد بیان کرے تو ایسے بیان کو قطعی تصور کر کے منظور کرنا چاہیے الا اس صورت مین کہ عورت کا بیان اور کوئی اوس سے برخلاف ہو اور نسب کا ثبوت ایسے بیان سے ہو سکتا ہے اور لڑکیون کی پرورش باپ پر واجب ہے نہ ماں پر اور یہہ لڑکیان نہ مین اوسی جہت سے کنیز متصور نہین ہو سکتین پس اس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ بنظر اندا وقیاس زنا کے نکاح تصور کرنا چاہیے لیکن اگر یہہ قبول کیا جاے کہ لڑکیان بحالت زنا پیدا ہوئی ہین تو فیما بین ان کے اور اسکے شرعاً کچھہ تعلق نہوگا اور نہ اسپر ان کی پرداخت واجب ہوگی +‡

مقدمہ ۴۷

س - محمود کے دو لڑکے زید و بکر ایک کنیز کے بطن سے ہوئے اور اوس نے اپنی صلب سے ہونا الکا صریحاً تسلیم نہین کیا اور نہ رسم یک جنسی اوسکی ایسی صورت مین زید و بکر کو ترکہ محمود کی نسبت باوجود عدم وقوع ان مراتب کے شرعاً استحقاق ورثہ پہنچتا ہے یا نہین ؟

کس صورت مین اطفال کا نسب بغیر اقرار مرد کے ثابت ہو سکتا ہے

ج - ہر چند یہہ صاف معلوم نہین ہوتا کہ محمود نے زید و بکر کے نسب سے صراحتاً اقرار کیا لیکن باوجود اس امر کے دونون لڑکون کو اوسکے ترکہ سے ورثہ پانیکا استحقاق پہنچتا ہے کیونکہ گواہون سے یہہ ثابت ہوا ہے کہ وہ اس عورت کے بطن سے ہین جو محمود کے ساتھہ رہتی تھی اور کنیز کہلاتی تھی اور دیگر حالات مقدمہ مثلاً شباہت ظاہری اور شہرت سے یہہ ثابت ہے کہ زید و بکر محمود کے بیٹے ہین اور ان کی ماں اوسکی منکوحہ تھی اور جن گواہون کو وقوع نکاح سے انکار ہے اون کے بیان کا مقصود صاف یہہ تھا کہ اونہون نے یہہ امر بچشم خود نہین دیکھا ان کو اس امر کے وقوع سے بحث نہین ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو یہہ صریح جھوٹ اور عداوت ہے علاوہ اسکے مسلمانون کو زنا سے متہم کرنا ناجائز ہے اور نہ گواہون شہادت رویت کا بحالت موجود ہونے ثبوت شہرت کے مضر نہین ہے کیونکہ اگر گواہون نے نکاح کا ہونا اپنی آنکھون سے دیکھا ہوتا تو وہ اس امر کی شہرت کی نسبت اداء شہادت نکرتے اور وجہہ ثبوت سے

† یہہ مسئلہ بالکل مطابق احکام قانون انگلشیہ متعلقہ اس امر کے ہے اور قانون مذکور مین یہہ حکم ہے کہ جب تک طفل غیر صحیح النسب سات برس کا ہو اپنی ماں سے علیحدہ نہین ہو سکتا لیکن شرع محمدی کے بموجب یہہ قاعدہ صرف اولاد حرام سے مخصوص نہین کیا گیا ہے بلکہ اولاد صحیح النسب و غیر صحیح النسب دونون سے متعلق ہے +

‡ قانون مین اطفال کی نسبت بقدر امکان لحاظ ہے کہ اگر ثبوت نکاح ان کے والدین کا ممکن ہو تو حتی الوسع ان کی نسبت غیر صحیح النسبی کا احتمال نہین کیا جاتا

یہہ امر صراحتاً ثابت نہین ہے کہ متوفی نے نسب ان لڑکون کا تسلیم نہین کیا اور اگر اس امر کا ثبوت ہوتا تو بھی کچھہ مضر نہوتا کیونکہ لفظ غلام سے بلحاظ اوس معنی عام کے جو ہندوستان مین رایج ہے غلامی برائے نام مراد ہے یعنی قطع نظر ملازم ہونے یا خریدے جانے کے وہ فی الواقع آزاد ہوتا ہے اور اسکو کنیز یا غلام کہتے ہین اور واسطے ثبوت نسب ایسی اولاد کے دعویدار ہونا یا اقرار کرنا مرد کا ضرور نہین ہے اسمین اتفاق ہے کہ واسطے ثبوت نسب اولاد جاریہ کے ہونا دعویداری اور اقرار کا شرعاً ضرور ہے لیکن بشرط ثابت ہونے سے وہ غلامی جسکا شرع مین ذکر ہے ہندوستان سے مفقود ہے اور گواہون نے جو لفظ غیر منکوحہ بیان کیا ہے اس سے احتمال ہوتا ہے کہ وہ عورت برائے نام متوفی کی کنیز تھی کیونکہ جاریہ کا نکاح آقا کے ساتھہ جائز نہین ہے اور نمک حرامی کی رسم شرعاً اس مرتبہ جائز نہین ہے کہ ایسکے ہونے سے نسب باطل ہوجائے چنانچہ بتاید اس رائے کے خلاصۃ المفتیین سے عبارت ذیل نقل کیجاتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ شہادت سمعی قابل منظوری نہین ہے الا چار صورتون مین اور وہ یہہ ہین

ماخذات بتائید منظوری شہادت سمعی نسب مماثل نکاح وغیرہ کے

وفات اور نسب اور نکاح اور درباب قاضی کے۔ نسب کی مثال یہہ ہے کہ ایک شخص نے اوروں سے سنا کہ فلان شخص فلان کا بیٹا ہے ایسی حالت مین گواہ نے وقوع ولادت اپنی آنکھہ سے نہ دیکھا ہو لیکن وہ حسب مضمون بالا گواہی دینے کا مجاز ہے علی ہذا القیاس ہم آجتک اس امر کو قبول کرتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قحافہ کے بیٹے تھے حالانکہ قحافہ کو ہمنے کبھی دیکھا نہین اور نکاح کی تمثیل یہہ ہے کہ ایک شخص ایک مرد کو ایک عورت کے ساتھہ ہمخانہ دیکھتا ہے اور یہہ مشہور ہے کہ عورت اسکی زوجہ ہے ایسی صورت مین گواہ کو ادا شہادت کا اسمضمون سے اختیار ہے کہ وہ شخص مذکور کی زوجہ ہے گو گواہ مذکور عقد نکاح کے وقت موجود نہوا اور اگر گواہ ایسی صورت مین معائنہ ماجرا نہونا اپنا بیان کرکے بلحاظ شہرت کے ادا شہادت کرین تو ایسی گواہی کو جائز تصور کرنا چاہیے چنانچہ ہدایہ مین بھی یہی مسئلہ لکھا ہے اور مضمون اسکا یہہ ہے کہ گواہون کو کسی صورت مین غیر چشم دیدہ امر کی نسبت گواہی نہین دینی چاہیے الا معاملات نسب اور نکاح اور وفات اور اختیار قاضی اور مصاحبت زن و مرد کی بابت ایسا ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی معتبر آدمی سے سنے تو اسکو امر سمعی کی نسبت ادا شہادت کا اختیار ہے اور یہہ تعبیر رعایتاً کیجاتی ہے مثلاً اگر کوئی شخص مرد و زن کو مثل زوجہ و شوہر کے ساتھہ رہتے ہوئے دیکھے تو ایسی صورت مین وہ بھی گواہی دیسکتا ہے کہ انکا نکاح ہوگیا ہے یہی مسئلہ محیط السرخسی اور منہ الغفار اور بحر الرائق اور دیگر کتب معتبرہ مین تسلیم کیا گیا ہے †

† یہہ فتوی قاضی القضات نے دیا تھا لیکن محمد رشید مفتی اول نے ان سے اس باب مین اختلاف کرکے یہہ لکھا کہ نسب کا ثبوت نہین ہے اور زید و بکر کو ترکہ محمود کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہنچتا انکی حجت یہہ تھی کہ غلام دو قسم کے ہین ایک برائے نام اور دوسرے شرعی اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ زید اور بکر کی مان پہلی قسم مین داخل یعنی برائے نام جاریہ اور درحقیقت حرہ تھی تو بنظر ثبوت نسب کے اثبات نکاح ضرور تھا اور اگر غلام شرعی ہونا زید و بکر کا قرار دیا جاے تو واسطے ثبوت ان کے نسب کے محمود کی طرف سے اقرار ہونا چاہیے تھا اور علماء اسلام سے جو اس باب مین استفسار کیا گیا تو انکی راے مین بھی اسطرح کا اختلاف پایا گیا لیکن جہاں اختلاف راے صرف درباب لحاظ وقت شہادت کے پایا گیا نہ درباب اصل مسئلہ شرع کے اگر شہادت سے نکاح کا ثبوت تصور کیا جاے تو محمد رشید کی راے کی صحت مین کچھہ شک نہین ہے لیکن اگر شہادت سے اثبات نکاح قرار دیا جاے تو قاضی القضات کی راے بھی صحیح ہے مصاحبت اور شہرت سے ثبوت ظنی بوجہہ کافی حاصل ہوتا ہے اور شہادت سمعی ایسے معاملات مین قابل منظوری ہے عدالت نے لڑکون کے نسب کا ثبوت شہادت سے تصور کرکے مقدمہ بحق انکے تجویز کیا اور مقدمہ مین تین امر متعلقہ شرع طے ہوئے اول یہہ کہ نکاح کا

مقدمہ ۴۸

س - ایک شخص نے اپنے بیٹے کو عاق کردیا اور بعد ازاں قریب المرگ ہونے کی حالت مین اپنی زوجہ یعنی لڑکے کی ماں کو طلاق دیا اسطرح عاق کرنا اور طلاق دینا جائز ہے یا نہین اور زوجہ مطلقہ شوہر متوفی کے ترکہ سے ورثہ پانیکی مستحق ہے یا نہین +

نسب سے منکر ہونا کس صورت مین جائز ہے +

ج - اگر کوئی شخص کسی طفل کے نسب سے اسکی ولادت یا مبارکباد دینے کے وقت منکر ہو تو ایسا انکار شرع کی رو سے جائز ہے اور اگر شخص مذکور بعد اس امر کے اس طفل کے نسب سے منکر ہو تو ایسا انکار شرعاً غیر موثر ہوگا چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بیٹے کے نسب سے حین ولادت یا وقت ادائے رسم ولادت کے منکر ہو تو اسکا انکار موثر ہے ورنہ غیر موثر ہوگا اور ایسی صورت مین شوہر و زوجہ مورد لعن ہونگے † اگر شوہر بنات صحت مین زوجہ کو طلاق دیوے تو طلاق درست و جائز ہے اور زن مطلقہ کو شوہر کا ورثہ نہین پہنچ سکتا لیکن اگر شوہر قریب المرگ ہونیکی حالت مین زوجہ کو طلاق مبتائن دیوے اور وہ قبل گذرنے زمانہ عدت زوجہ کے وفات پائے تو طلاق صحیح ہے لیکن اسکو استحقاق ورثہ کا پہنچیگا اور اگر شوہر تا زمانہ عدت ‡ زوجہ کے زندہ رہے تو زوجہ وراثت سے محروم ہوجاتی ہے - فتاوا رنقشبندی مین یہہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قریب المرگ ہونیکی حالت مین طلاق مبتائن دیوے اور قبل زمانہ عدت کے وفات پائے تو زوجہ کو اسکا ترکہ پہنچیگا لیکن اگر شوہر بعد گذر جانے زمانہ عدت کے فوت ہو تو زوجہ ترکہ نہ پائیگی +

طلاق جو بحالت قریب المرگ ہونیکے دیا جاتا ہے +

ثبوت از روے شہادت کے جو شہادت رویت سے کسیقدر کم ہو مثلاً مصاحبت اور شہرت اور ثبوت سمعی اور قراین سے ہو سکتا ہے و دیگر یہہ کہ اگر عورت فی الواقع جاریہ ہو یعنی دار الحرب مین اسیر ہوئی ہو یا ایسے اسیر کی اولاد سے ہو تو اسکا نکاح آقا کے ساتھہ شرعاً جائز نہین ہے اور ایسی جاریہ کے بطن سے جو اولاد ہو تو اسکی نسب کا ثبوت آقا کے اقبال پر منحصر ہے تیسرے یہہ کہ اگر عورت محض برائے نام کنیز ہو یعنی ملازم رکھی گئی ہو تو آقا کا نکاح اسکے ساتھہ ہو سکتا ہے کیونکہ ایسی صورت مین اوسپر شرعاً کنیز کا اطلاق نہین ہو سکتا اور اگر ثبوت قراین سے نکاح کا احتمال ہو تو بغیر ہونے دعوی یا تسلیم نسب منجانب پدر کے ایسی اولاد صحیح النسب تصور کیجائیگی +

† فقہ کی اصطلاح مین لعن اوسے کہتے ہین کہ شوہر در صورت لگانے الزام زنا اوپر زوجہ کے باظہار و تائید شہادت خدا کی قسم کہا ہے اور زوجہ کہے کہ خدا کا غضب نازل ہو - ترجمہ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۳۴۴ +

‡ عدت سے یہہ مراد ہے کہ زن مطلقہ چند عرصہ تک بنظر تنقیح اس امر کے کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے حاملہ ہے یا نہین دوسرے شخص کے ساتھہ نکاح کر سکے - ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۳۴۳ +

ساتوان باب

نظائر ولایت ونابالغی

مقدمہ ۱

س - ایک شخص نے کل جایداد اپنی زوجہ اور اطفال نابالغ کے نام ہبہ کی زوجہ کی وفات کے بعد زوجہ کے بھائی نے بذریعہ اجازت مندرجہ وصیت نامہ اصل مالک اور حسب تقریر منجانب اپنی ہمشیرہ کے یہہ دعوی کیا کہ نابالغ اور اون کی جایداد میرے سپرد کیجاے اور اصل مالک کا

بھائی یہی باطنہا راس امر کے کہ متوفی کی وراثت اب مجھکو پہنچتی ہے وعیدا ہے ایسی صورت مین منجملہ ان دونون شخصون کے کسکو شرعاً استحقاق ولایت پہنچتا ہے +

ولایت نکاح نابالغان

ولایت مال

ج - نابالغون کی ولایت شرعاً دو قسم کی ہے یعنی ایک بابت نکاح کے اور دوسری بنظر حفظ مال کے چنانچہ استحقاق ولایت نکاح کا چچا کو لکھا ہے اور وقایہ مین یہہ لکھا ہے کہ رشتہ دار پدری بلحاظ قرب حق وراثت کے ولی ہوتا ہے مال کی حفاظت کا اختیار شرعاً پہلے باپ اور اوسکے وصی کو پہنچتا ہے بعدہ دادا اور اوسکے وصی کو اور بعد ازان ولی کے تقرر کا اختیار حاکم وقت اور اوسکے کارپرداز کو پہنچتا ہے اور کارپرداز سے یہہ مراد ہے کہ کوئی شخص حاکم کی طرف سے واسطے حفاظت جایداد نابالغون کے مقرر کیا جاوے اور وہ ولی شرعی تصور کیا جاتا ہے چنانچہ وقایہ مین لکھا ہے کہ پہلے باپ یا اوسکے وصی کو ولایت پہنچتی ہے بعد ازان دادا یا اوسکے وصی اور یہی حاکم وقت یا اوسکے کارپرداز کو - مان اور چچا اور مامون کو جایداد نابالغ کی ولایت کا حق نہین پہنچتا ہے کیونکہ وے اشخاص مذکور الصدر کے شمار مین داخل نہین ہین - مان کیطرف سے جو ولی کا تقرر ظاہر کیا گیا ہے وہ کالعدم ہے کیونکہ جب خود مان کو حق ولایت نہین پہنچتا تو وہ یہہ حق دوسرے شخص کو نہین دیسکتی ہے اگر مامون کا تقرر از روے وصیت اصل مالک کے گواہان معقول کی شہادت سے ہو تو اوسکو نابالغون کی ولایت کا اختیار شرعاً پہنچیگا - اور اگر یہہ امر ثابت نہو تو حاکم عصر کو تقرر ولی کا اختیار ہے ۰ †

مقدمہ ۲

س - زید اور جمیلہ اور عمر نابالغ ایک جایداد کے بالاشتراک مالک ہین اور عمرو کا استحقاق مساوی اپنے چچا زید کے ہے اور زید کا تقرر بطور ولی کے حسب ضابطہ عمل مین آیا اور زید چچا اور اوسکی زوجہ جمیلہ نابالغ کے ولی اور منصرم اسکے کل معاملات زر کے ہین اور کسی ترکیب سے اونہون نے نابالغ کی جایداد کا ایک جزو ایک شخص ثالث کے ہاتھہ بیع کر دیا اور اونکو اب تک بیع کے جواز پر باظہار اختیار کلی نسبت ذات و مال نابالغ کے اصرار ہے ایسی صورت مین بسطر حکا بیع بذریعہ بیعنامہ کے جو حسب ضابطہ مہر و دستخط اور گواہی سے مصدق ہے جائز اور قابل بحالی ہے یا نہین +

نابالغ کی جایداد بیع کی ممانعت

ج - اگر جایداد مشترکہ زید اور جمیلہ اور عمرو کی غیر منقولہ یعنی اراضی کی قسم سے ہتی تو باوجود اس امر کے کہ ان کو نابالغ کی ذات و مال کی نسبت اختیار حفاظت حاصل ہے بیع کرنا جزو جایداد نابالغ کا ناجائز ہے الا ان خاص صورتون مین کہ نابالغ کا حصہ بعوض دو چند قیمت کے بیع ہو سکتا ہو یا علاوہ بیع کرنے جایداد کے کوئی صورت معاش کی نہو یا جایداد کے تلف ہو جانیکا اندیشہ ہو یا نابالغ کی جایداد غصب سے محفوظ رہتی ہو یا اور اسطرح کی ضرورت واقع ہو پس اگر زید اور جمیلہ نے کسی ایسی صورت مین نابالغ کا حصہ منجملہ اراضی کے بیع کیا تو بیع جائز اور واجب التعمیل ہے اگر جایداد مشترکہ

جایداد منقولہ کے بیع کی صورت

غیر منقولہ نہین ہے بلکہ منقولہ اور بیع کے ہونے سے عاید ہونا نقصان کا نابالغ کو یا مساوی ہونا نفع و نقصان کا متصور ہو تو زید اور زبیلہ کو حصہ نابالغ کے انتقال کا اختیار نہین ہے لیکن اگر معاملہ بیع سے صریح یہہ ظاہر ہو کہ عمرو کو منافع ہوگا تو زید اور جمیلہ کو اوسکے حصہ کے بیع کا اختیار ہے قاعدہ کلیہ شرع کا اس باب مین یہہ ہے کہ ولی یا وصی یا کسی شخص کو جو نابالغ کی ذات و مال کا منصرم ہو بحالت یقین نفع کے نابالغ کی جانب سے معاہدہ کا اختیار ہے اور اگر کسی معاہدہ سے نقصان کا احتمال ہو تو یہہ لکھا ہے کہ ولی قریب کو ایسے نابالغ کی جانب سے انعقاد معاہدہ کا اختیار ہے لیکن ولی بعید

اختیارات وصی کے باعموم

یعنی چچا یا بھائی کو نابالغ کی جانب سے ایسے معاہدہ کرنیکا اختیار نہین پہنچتا اور ولی قریب سے باپ یا دادا یا وہ شخص مراد ہین جو حسب ضابطہ ولی

† اصول ولایت دفعات ۵ و ۶ و ۷ +

مقرر کیے گئے ہون لیکن ولی بعید یعنی چچا اور بھائی کو نابالغ کی جانب سے کسی معاہدہ کا اختیار نہین ہے لیکن جب نابالغ کا سراسر نقصان متصور ہو مثلاً ہبہ کرنے یا قرض دینے کی صورت مین تو کسی ولی قریب یا بعید یا منصرم یا کسی اور شخص کو جسکی حفاظت مین نابالغ ہے اسکی جانب سے معاہدہ کرنیکا اختیار نہین ہے ✦†

مقدمہ ۳

س - ایک شخص ایک بیٹا تین برس کی عمر کا اور ایک لڑکی شیر خوارہ اور ایک زوجہ یعنی ان بچون کی ماں اور ایک سوتیلا بھائی چھوڑ کر مر گیا ایسی صورت مین نابالغون کی ذات کے حفظ کا اختیار شرعاً کسکو پہنچتا ہے اور بعد ایفاء دین مہر زوجہ کے کون شخص نابالغون کی جایداد کے اہتمام اور ولایت کا مجاز ہے ✦

ماں کا استحقاق ولایت برجہ ایکے نکاح ثانی یکمنزل ہو جاتا ہے

ج - اگر ماں نکاح ثانی کرے تو اوسکو اپنے اطفال کے حفظ کا استحقاق نہین پہنچتا ہے لیکن اگر وہ ایسا کرے تو بمجرد وقوع اس امر کے استحقاق اسکا اس باب مین جاتا رہتا ہے الا بحالت طفولیت لڑکون کے اون کی ماں اور ایسکے شوہر ثانی مین طلاق یا اور کسی وجہ سے علیحدگی ہو جاے تو استحقاق ان کے حفظ کا اوسکی طرف عود کرتا ہے کیونکہ جو اعتراض اسکی نسبت اس باب مین تہا وہ زایل ہو گیا - لیکن اگر عورت کا نکاح کسی اطفال کے واسطہ دار قریب مثلاً ان کے چچا کے ساتھ عمل مین آئے تو اسکا استحقاق بابت پرداخت اطفال کے نہین جاتا رہتا پس بلحاظ اس قاعدہ شرعی کے اگر اطفال کی ماں کا نکاح کسی شخص اجنبی کے ساتھ ہو تو اسکو اپنے لڑکے کی پرداخت کا اختیار اسکے ساتوین سال تک ہے کیونکہ اس عمر مین لڑکا بغیر اعانت ماں کے ان افعال کی انجام دیسکتا ہے جو نہایت ضرور ہون جب لڑکے کو اسقدر شعور حاصل ہو یعنی وہ سات برس کا ہو جاے تو وہ اسکے ولی حقیقی یا اس شخص کے جو ولی مقرر کیا گیا ہو سپرد کر دیا جاے اور اگر ان سے علیحدہ کرنے مین کچھ تعرض واقع ہو تو بھی مضایقہ نہین ہے کیونکہ ولی پر تربیت لڑکی کی واجب ہے اور لڑکی تا ظاہر ہونے علامت بلوغ کے ماں کے پاس رہے ✦‡

اگر نکاح ثانی کسی رشتہ دار قریب کے ساتھ ہو تو حق پرداخت اطفال کا ماں کا اختیار سے ساقط نہین ہوتا ہے کب تک رہتا ہے ✦

مقدمہ ۴

س - اگر کوئی شخص اپنی دختر صغیر السن کی ولایت اپنی زوجہ یعنی مادر دختر کو سپرد کرے تو یہ امر شرعاً درست ہے یا نہین ✦

ماں کا استحقاق لڑکیون کی نسبت

لڑکی کی ماں ولیہ مقرر ہو سکتی ہے ✦

ج - اگر کوئی شخص اپنی دختر صغیر السن کی ولایت اپنی زوجہ یعنی اسکی ماں کے سپرد کرے تو وہ شرعاً مجاز اسکا ہے - یہ مسئلہ متعدد کتابون مین خصوصاً باب ہدایہ سے بخوبی ثابت ہے ✦ ❦

مقدمہ ۵

س ۱ - اگر پٹہ بہر صورت مطابق احکام شرع کے ہو تو وہ صرف بسبب استمراری ہونے یا بوجہ وفات نولیسندہ پٹہ اور فوت ہونے اسکے قایم مقام کے جینے پٹہ کو بحال کیا منسوخ ہو سکتا ہے یا نہین ✦

بہر نا تصریح میعاد یا فوت ہونا احد المتعاقدین کا منسوخ ہونے پٹہ کے واسطے کافی ہے ✦

ج ۱ - اگرچہ پٹہ بہر صورت احکام شرع کے مطابق ہو لیکن دیا جانا اسکا واسطے دوام کے یا وفات یا نا نولیسندہ پٹہ کا واسطے اسکی منسوخی کے

✦ اصول ولایت وغیرہ دفعہ ۱۴ و ۱۵ ✦

‡ اصول ولایت وغیرہ دفعات ۸ و ۹ ✦

❦ اگر ماں ولیہ مقرر نکیجاتی تو بھی اسکو اپنی دختر کی حفاظت کا اختیار اسکی ایک خاص عمر تک حاصل ہوتا - اصول ولایت و نابالغی دفعہ ۸ جو مسئلہ اس مقدمہ مین قرار دیا گیا ہے اس سے صرف اسقدر ثابت ہے کہ ماں مثل اور ولیون کے ولیہ مقرر ہو سکتی ہے ✦

کافی ہے کیونکہ کل پٹہ ون مین معاہدہ کی تصریح شرایط ضروری ہے اور موجود ہونا متعاقدین کا مقتضی ہونے معاہدہ کے اسکے نفاذ کے واسطے لازم ہے +

س ۲ - فرض کیا جاے کہ پٹہ معاہدہ معینہ کے واسطے جائز تھا اور اصل نویسندہ پٹہ کے قایم مقام نے اسکو حسب ضابطہ بحال رکھکر دکرا سکا اس بنا پر کہ مین کیا جو اس نے اپنے جو بہ ہیتون یعنی فریقین اس مقدمہ کے نام لکھا اور جس شخص کے نام پٹہ لکھا گیا وہ نویسندہ پٹہ کا پسر نابالغ ہے اور اسکا نام حین حیات نویسندہ پٹہ کے بطور مالک درج ہو گیا اور نویسندہ پٹہ حین حیات اپنے پسر نابالغ کی جانب سے جایداد کا منصرم رہا اور اسکی وفات کے بعد اور بحالت نابالغی مستاجر کے اسکا برادر عمزاد اسکی طرف سے مہتمم رہا اور مستاجر مذکور بسبب بلوغ جایداد پر بہ تعمیل جملہ شرایط معاہدہ کے قابض ہو گیا ایسی صورت مین پٹہ جائز و صحیح ہے یا نہین +

ج ۲ - اگر پٹہ کا معاہدہ حسب بیان مندرجہ سوال کے باعتبار دیگر حالات کے جائز و صحیح ہے تو اسکو بنظر حالات مرقومہ اسکے بحال رکھنا چاہیئے کیونکہ مستاجر فرسندہ پٹہ کے قایم مقام نے اوسکو بحال رکھا اور باوجود نابالغی مستاجر کے اسی طرف سے اسکا ولی جایداد کا مہتمم رہا + اگر مستاجر نابالغ ہو تو بھی پٹہ جایز ہوگا +

س ۳ - قاعدہ یہ ہے کہ جو بہ نابالغ کے نام عمل مین آئے اسکی تکمیل نابالغ کے باپ یا ولی کے قابض کرا دینے سے ہو جاتی ہے ایسی صورت مین اگر مستاجر نابالغ کے ولی کو قبضہ دیا گیا ہو تو یہ امر قاعدہ مذکورہ کی رو سے واسطے اثبات جواز پٹہ کے کافی ہے یا نہین اور رضامندی نابالغ کی نسبت شرائط معاہدہ بعد اسکے بلوغ کے واسطے جائز اور واجب التعمیل ہونے پٹہ کے کافی ہے یا نہین +

ج ۳ - جیسا کہ نابالغ کے باپ یا ولی کا قابض ہونا تکمیل یہ موسومہ نابالغ کے واسطے کافی ہے ویسا ہی پٹہ کی صورت مین بھی درست ہے الا اس صورت مین کہ معاہدہ کی کوئی شرط نابالغ کے حق مین مضر ہو مثلاً اگر یہ شرط لکھی جاے کہ باوصف عائد ہونے نقصان بسبب جایداد کے سیلاب یا خشکی یا ضایع ہو جانے پیداوار کسی آفت کی وجہ سے مستاجر برابر ادا کرتا مالگذاری کا واجب ہوگا تو نابالغ کو اختیار ہے کہ درباب ابقا اس شرط کے جو اسکی نابالغی مین قرار پائی ہون اعتراض پیش کرے کیونکہ جو معاہدہ دراصل باطل ہو وہ زمانہ مابعد مین صحیح و جائز نہین قرار دیا جا سکتا + الا اس صورت مین کہ پٹہ مین کچھ شرائط مضر مرقوم ہون +

مقدمہ ۶

س - ایک شخص نے قریب المرگ ہونیکی حالت مین اپنی زوجہ اور داماد کے بھائی کو اپنے پسر اور دختر صغیر السن کی ذات اور جایداد کا محافظ مقرر کیا لڑکے کی عمر چھ برس اور لڑکی کی عمر صرف دو برس کی تھی - اب پسر نابالغ نے ایک شخص اجنبی پر بابت کسیقدر مال منقولہ کے نالش دایر کی ہے ایسی صورت مین نابالغ کی نالش شرعاً قابل سماعت ہے یا نہین +

ج - متوفی کی زوجہ اور اسکے داماد کے بھائی نے جو سوال داخل کیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ متوفی نے حفاظت اپنے اطفال صغیر السن کی اون کے سپرد کی اور اپنی کل جایداد کا امین بھی اوذکو بنظر پرورش اطفال کے قرار دیا پس زوجہ اور داماد کا بھائی بوجہ الوجوہ متوفی کے وصی ہین چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ جس شخص کو باپ اپنے عیال و اطفال اور جایداد کے حفظ کا اختیار دے وہ اون کا وصی کہلاتا ہے - جو شخص حسب ضابطہ وصی قرار دیا جاے اوسکو پٹے کا دلی تصور کرنا چاہیے چنانچہ وقایہ کے ایک فقرہ سے یہہ واضح ہوتا ہے کہ نابالغ کی ولایت شرع کی رو سے اول باپ بعد ازان اسکے وصی اور بعدہ دادا کو پہنچتی ہے - جو انش و وصیون کی جانب سے بالاشتمال یا ایک کی طرف سے بالانفراد بابت استحقاق یتیم کے دایر نابالغ اپنے ولی کی رضامندی سے نالش کر سکتا ہے +

وہ شرعاً قابل سماعت ہے چنانچہ وقایہ مین لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص وصی مقرر کرے تو دیے بالا نفراد کار روائی کے مجاز نہین ہین الا اسصورت مین کہ متوفی کی مراسم تجہیز وغیرہ ادا کیجاہین یا کوئی دعوی واسطے قایم رکہنے اسکے حق کے پیش کیا جاے پس جس نابالغ کا ذکر اسصورت مین ہے وہ صحیح ہے کیونکہ دونون وصیون نے دعوی مرجوعہ نابالغ کی پیروی بالاتفاق کی ۔

اٹہوان باب

نظائر رقیت

مقدمہ ۱

س - ایک شخص مسلمان حاکم وقت کی طرف سے بنظر انتظام و صلاح منجانب چند ہندون کے معین ہوا اور جب اسکو ہندون پر فتح حاصل ہوئی تو اسنے اکثر ہندون کو اسیر کیا - منجملہ ان کے ایک لڑکا کم سن تہا اسکو نامبرد نے اپنا غلام بنایا اور اسکو عقائد اسلام تسلیم کرکے اپنا بیٹا قرار دیا اور اسکی تربیت اور پرداخت فرزند کے طور پر کی ایسی صورت مین لڑکا جسکی پرداخت بطور بیٹے کے ہوئی شرعاً شخص مذکور کا غلام متصور ہوسکتا ہے یا نہین ۔

ج - اگر لڑکا حسب قاعدہ شرع کے غلام قرار دیا تو چونکہ شخص مسلمان نے اسکو اپنا بیٹا قرار دیا لہذا وہ آزاد تصور کیا جائیگا گو جس شخص نے اسکو اپنا بیٹا قرار دیا اسکا یہ مقصود نہو اور واضح ہو کہ سوال ہے غلام ہونا لڑکے کا بخوبی پایا نہین جاتا اگر کوئی شخص کہے کہ فلان میرا بیٹا ہے یا میری بیٹی ہے تو بلا ثبوت اس امر کے کہ شخص مذکور کو آزاد کرنا مقصود تہا آزادی غلام کی لازم آتی ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ ہر چند بلحاظ معنی اصلی ایسے اقرار کے آزادی لازم نہین آتی لیکن یہہ امر اسکی مراد سے مفہوم ہوتا ہے اور مقر کے مقصود پر لحاظ نہین کیا جاتا پس اگر شخص مسلمان نے اس صورت خاص مین لڑکے کو صرف اپنا بیٹا ہی قرار نہین دیا بلکہ اسکی پرداخت بہی فرزند کے طور پر کی تو اسکو بذریعہ اولی آزاد تصور کرنا چاہیے اور جب آزاد ہونا اسکا ثابت ہو جاے تو وہ کسی صورت مین حالت غلامی کی طرف عود نہین کرسکتا - حق ملکیت جو کسی انسان کی ذات پر حاصل ہوتا ہے وہ اسکے آزاد ہو جانے سے جاتا رہتا ہے کیونکہ انسان اس غرض سے پیدا نہین کیا گیا ہے کہ اسکی ذات کسی شخص کی ملک تصور کیجاے ۔

آزادی غلام کی کسقدر مفہوم ہوتی ہے ۔

مقدمہ ۲

س ۱ - کیونکر غلام شرع کی رو سے جائز ہین ۔

ج ۱ - خدا نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے اور اسکی ذات کسیکی ملک تصور نہین کیجاسکتی الا جو کافر کہ عملداری و اطاعت اسلام سے باہر رہتا ہو وہ مستثنی ہے - اہل اسلام کو اہل حرب پر استیلا کے ذریعہ سے ملکیت حاصل ہوتی ہے اور استیلا کی یہہ عبارت ہے کہ گویا شخص بزور شمشیر مطیع کیا جاے پس کیا شخص کو دوسرے کی ذات پر بہرحال استیلا کے ذریعہ سے ملکیت حاصل ہوتی ہے نہ خریداری یا ہبہ یا وراثت کے ذریعہ سے پس اگر کفار کا کوئی شہر بزور شمشیر فتح کیا جاے تو جو شخص اسیر ہون وے فتح کرنیوالے کی ملک جائز تصور کیے جائینگے اور اسکو اختیار ہے کہ انکو قتل کرے یا غلام بنائے یا غنیمون مین تقسیم کردے یا اونکو اہل اسلام کے ملک مین آزاد کرے اور ان سے جزیہ لے لیکن اگر امام انکو غلام بنالے تو وہ اسکی ملک جائز ہون گے اور انتقالون کا بذریعہ بیع یا ہبہ یا وراثت کے ہوسکیگا لیکن اگر بعد اسیر ہو جانے کے وہ مسلمان ہو جائین تو اختیار

ان کے قتل کا جاتا رہتا ہے مگر وہ بدستور غلام متصور ہوتے ہین کیونکہ غلامی کا فر ہونیکا نتیجہ ہے اور اسیر کے مسلمان ہوجانے سے اسکی حالت سابقہ غلامی مین کچھہ فرق واقع نہین ہوتا کیونکہ غلامی درصورت بخوبی ثابت ہونے استیلا کے اوپر واجب آتی ہے اسی امر سے واضح ہے کہ غلام اور کنیز سے تواعد واحد متعلق ہین اگر امام یا غازی جنکے قبضہ مین غلام تقسیم کی رو سے آئے ہون بیع ہون یا دیدیئے جائین یا حق وراثت کی رو سے دوسرے کی ملک مین داخل ہون تو ایسی حالت مین غلامی کی تین قسمین یعنی بذریعہ خریداری اور ہبہ اور وراثت کے لازم آتی ہین - اگر جاریہ کے بطن سے سوا اوسکے مالک جائز اور آقا کے کسی اور شخص سے اولاد پیدا ہوا اور وہ شخص آزاد ہو یا غلام اور اسی آقا کا غلام ہو یا کسی اور شخص کا تو ایسی حالت پر رقیت کا اطلاق ہوگا اور اسکو خانہ زاد کہتے ہین لیکن اگر ہونا اولاد کا مالک جائز کے صلب سے تسلیم کیا گیا ہو تو ایسی اولاد آزاد تصور کیجائیگی اور جس عورت سے ایسی اولاد ہو وہ بعد وفات اپنے مالک کے حرہ ہو جاتی ہے اور یہی قاعدہ ایسی اولاد سے نہایت بعید سلسلہ تک متعلق ہوتا ہے اور اشخاص و عورات آزاد جو اپنی اولاد کو ایام قحط مین بیچ ڈالتے ہین یہ امر نہایت نادرست و بیجا ہے کیونکہ وہ اصول مذکور الصدر کے خلاف ہے اور وہ اصول یہہ ہے کہ باستثناء کافر کے جو بمخالفت اسلام اسیر کیا جاے اور کسی شخص کی ذات پر ملکیت حاصل نہین ہوسکتی پس جو شخص بطور جائز آزاد ہو اسکی ذات پر ملکیت قایم نہین ہوسکتی اور چونکہ ایسی اولاد اپنے والدین کے ملک سے تصور نہین کیجاتی لہذا بیع و شری اسکا مثل اور اشیا کے جنپر ملکیت بصورت ناجائز حاصل ہو غیر صحیح ہے اور اگر کوئی شخص آزاد اپنی ذات کو حالت قحط مین یا بوجہ ہونے تقاضا رشد نسبت ایسے فرضیکے جسکا ادا ہونا اس سے ممکن نہو بیع کرے تو ایسا بیع بھی نادرست ہے سوا اسکے کہ قحط کی صورت مین بھوکے کو کسی شخص کی لاش سے اپنے پیٹ بھرنیکا اختیار ہے حتی کہ بالحتاج کے لیئے چوری کرنا بھی جائز ہے اور قرضدار مفلس پر جرمانہ یا سزا نہین ہوسکتی اہل اسلام کے ملکون مین جو ملک حبش کے باشندون کے خرید و فروخت کا دستور جاری ہوگیا ہے ہم اسکے قاعدہ کلیہ اور حالات مفصل سے مطلع نہین ہین لیکن سبب ظاہری یہہ معلوم ہوتے ہین کہ یا تو حبشی اپنی اولاد کو بیچتے ہین یا مسلمان یا اور قومون کے آدمی انکو زیب و دغا سے اسیر کرتے ہین یا خفیہ سوداگر بحر شور سے پکڑ لاتے ہین لیکن ایسی صورتون مین اون پر غلام جائز کا اطلاق نہین ہوسکتا اور بیع و شری اون کا ناجائز ہے لیکن اگر فوج اسلام امام کے حکم سے اون کے ملک پر حملہ کرکے انکو بزور شمشیر اسیر کرے تو وے غلام جائز ہونگے مگر شرط یہہ ہے کہ ایسے حبشی تابع حکومت اور ساکن ملک کفار کے ہون اور وہ ملک ایسا ہو کہ ہمین شخص مسلمان اپنی شرع کے احکام سے بخوبی مستفید ہوسکتا ہو اور ان احکام کے بموجب اوسکا حفظ ممکن نہو اور اس ملک مین جو یہہ دستور جاری ہوگیا ہے کہ اور شخصون کے لڑکے لیکر مدت دراز یعنی ۷۰ یا ۸۰ برس تک ملازمی مین رکھے جاتے ہین اور بذریعہ اس حیلہ کے وے اور ان کی اولاد خانہ زاد کہلاتے ہین اس سے قواعد مذکورہ ذیل متعلق ہین اگر والدین اپنے اطفال سے نوکری کرانے کو بہہ جائز ہے لیکن جب طفل بالغ ہوجاے تو حکومت والدین کی جاتی رہتی ہے اور معاہدہ ملازمی اطفال کا باطل ہوجاتا ہے اور شخص آزاد کو بعد پہنچنے سن تمیز کے اختیار ہے کہ کسی شخص کی ملازمی اختیار کرے لیکن ایسی ملازمی عرصہ دراز یعنی ۷۰ برس تک نادرست ہے کیونکہ اسطرحکی ملازمی صرف ایک حیلہ ہے اور اس سے غلام بنانا مقصود ہے حالانکہ شخص آزاد کو اختیار ہے کہ منجملہ دونون صورتون مرقومہ ذیل کے کسی صورت مین معاہدہ ملازمی کو فسخ کرے اول اس قسم کے معاہدات مین یہہ دستور ہے کہ جو شخص ملازم رکھا جاے اسکو تنخواہ اور خورد و پوش بطور معاوضہ محنت کے ملتا ہے اور جس دن اسکو یہہ نہ ملے اوس دن اوسپر کام کرنا واجب نہیں ہے اور صورت مین - معاہدہ ملازمی کی یہہ بھی شرط ہے کہ کام بقدر اجر کے ہو

تصریح اون مختلف طریقون کی جنسے غلامی لازم آتی ہے ۔

اور تنقیح اس امر کی بتدریج اور بمرور کسیقدر عرصہ کے ہوسکتی ہے پس جو کام کہ فی الواقع بابت فرد محنت کے کیا جاوے اس سے اس قسم کے معاہدہ کی تکمیل ہوجاتی ہے اور ملازم کو اختیار ہے کہ اندراس میعاد کے جو در اصل قرار پائی ہو جسوقت چاہے معاہدہ کو فسخ کرے لیکن اور قسم کے معاملات میں مثل اجارہ اراضی وغیرہ کے یہہ ہرگز ضرور نہیں ہے کہ مستاجر کو اسطرح کا اختیار دیا جاوے مگر جو معاملات واسطے ملازمی عرصہ دراز کے وقوع میں آتے ہیں اور اس حیلہ سے اشخاص آزاد مطیع اور غلام ہوجاتے ہیں مذموم ہیں اور ایسی خرابیوں کی اصلاح مناسب معلوم ہوتی ہے لہذا چاہیئے کہ اشخاص آزاد کی ملازمی ایک مہینے یا ایک سال یا غایت مرتبہ تین سال سے زائد نہو اور یہی میعاد واسطے اجارہ مال وقف کے ہے۔ طوائف میں بھی یہہ دستور ہے کہ لڑکیاں والدین سے خرید کیجاتی ہیں یا خود لڑکیوں کے ساتھہ اسطرح کا معاملہ ہوجاتا ہے قطع نظر ناجائز ہونے ایسی خریداری کے ایک اور خرابی جو اس دستور سے پیدا ہوتی ہے یہہ ہے کہ لڑکیوں کو ناچنا اور گانا اور فاحشہ ہونا بطور پیشہ کے سکھایا جاتا ہے حالانکہ یہہ امور نہایت نادرست اور شرعاً صریح ممنوع ہیں ۔

س ۲ - آقا کو غلام کی ذات خصوصاً کنیز کی نسبت شرعاً کیا اختیارات حاصل ہیں ۔

خدمات متعلقہ غلام ۔

ج ۲ - آقا کو اختیار ہے کہ غلام یا کنیز سے اسقدر کام لے جہاں تک اسکی طاقت سے ممکن ہو یعنی آقا کو اختیار ہے کہ غلام اور کنیز سے کھانا پکواوے اور کپڑے بنوائے اور دھلوائے بارنگوائے یا معاملات تجارت میں کام گماشتہ گری کا لے یا مویشی کی پاسبانی سپرد کرے یا زراعت و ترددِ اراضی یا نجاری یا آہنگری یا زرگری یا کتابت یا نساجی یا اون کا کپڑا یا جوتا بنانے یا ملاحی یا ریشم بافی یا آب کشی یا حجامی یا جراحی مثلاً پچھنے لگانے یا مستاجری یا معماری وغیرہ کا کام لے اور آقا کو اختیار ہے کہ ان کاموں سے کسی کام کے واسطے غلام کو کسی شخص کے پاس باجورہ بھیجے اور آقا اور امور خانگی میں اپنی ذات یا اپنے اہل خاندان کے واسطے کام لینے کا مجاز ہے مثلاً وہ غسل یا طہارت کے واسطے پانی منگوائے یا تیل ملوائے یا بالوں درست کرائے یا پوشاک پہنانے کا کام لے یا دربانی وغیرہ اس سے متعلق کرے اور اگر کنیز بالغہ ہو تو اسکے ساتھہ مصاحبت کرے مگر شرط یہہ ہے کہ کنیز کا نکاح آقا نے کسی شخص کے ساتھہ نکر دیا ہو ۔

س ۳ - وہ کونسے جرم ہیں جو درصورت سرزد ہونے آقا کی جانب سے غلام کی ذات خصوصاً کنیز کی نسبت شرعاً قابل سزا ہیں اور سزا کسطرح پر ہوسکتی ہے ۔

ج ۳ - اگر آقا غلام پر زیادتی کرے یعنی اس سے ایسا کام لے جو اسکی طاقت و قدرت سے خارج ہو مثلاً اس سے ایسا بوجھ اٹھوائے جو وہ نہ اٹھا سکتا ہو یا اسکو درخت پر چڑھنے کے واسطے کہے اور یہہ اس سے ممکن نہو تو حاکم وقت کو اختیار ہے کہ آقا کو سزا دے اور جو امر شرع کی رو سے ممنوع ہے اسکے کرنے کے واسطے اگر آقا غلام سے کہے تو یہہ امر بھی نادرست ہے مثلاً اگر آقا غلام سے واسطے مار ڈالنے کسی شخص بیگناہ یا کسی مکان میں آگ لگانے یا کسی شخص کے کپڑے پھاڑ ڈالنے یا زنا یا دزدی یا شراب خواری یا اشخاص نیک کی مذمت اور دشنام دہی کے واسطے کہے تو یہہ ناجائز ہے اور اگر آقا کسی ایسی زیادتی کا مجرم قرار پاوے تو حاکم وقت مجاز ہے کہ اوسکو بطور تعزیر و عقوبت کے حسب قواعد عدالت عبرتاً سزا دے اور اگر غلام یا جاریہ سے گستاخی یا اسیطرح کا کوئی اور قصور سرزد ہو تو آقا سوا تادیب نمائی کے اور سزا دینے کا مجاز نہیں ہے کیونکہ احکام تعزیر و قصاص کے صادر کرنیکا اختیار صرف حاکم وقت کو ہے پس اگر آقا اپنے اختیار سے متجاوز ہوکر زیادہ سزا دے تو آقا

اگر آقا غلام پر کسی سانحہ سے کی زیادتی کرے تو اوسکو سزا دے سکتی ہے لیکن یہہ امر واسطے آزادی غلام کے شرعاً کافی نہیں ہے ۔

تعزیر واجب ہوتی ہے اگر آقا قبل بلوغ جاریہ کے اُسکے ساتھہ مصاحبت کرے اور اوسکو صدمہ شدید پہنچے یا وہ مرجائے تو حاکم عصر مجاز ہے کہ اوسکو بتصریح بالا از روے قواعد عدالت بذریعہ تعزیر و عقوبت کے سزا دیوے ۔

س ۴ - غلام مستحق آزادی ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس بد سلوکی کی وجہہ سے اور عدالت کو درصورت ثبوت بدسلوکی کے اختیار صادر صادر کرنے حکم آزادی کا حاصل ہے یا نہین اگر یہہ بات ثابت ہو کہ جاریہ سے اسکے مالک یا مالکہ نے ایام نابالغی مین کسب کرایا یا مالک نے اسکے ساتھہ بزیادتی مقاربت کرنیکا اقدام کیا تو حاکم سزا کا حکم صادر کرسکتا ہے یا نہین ۔

ج ۴ - اگر آقا غلام یا جاریہ کے ساتھہ زیادتی کرے یا انکو ناحق مارے یا انکو کہانا نہ دیوے یا ان سے ایسا سخت و مشکل کام لے جس سے ان پر تکلیف و رنج عاید ہو یا اگر آقا قبل بلوغ جاریہ کے اسکے ساتھہ مصاحبت کرے یا اسکا نکاح کسی شخص کے ساتھہ کرکے اسکے ساتھہ مقاربت کرنیکی اجازت دے تو آقا از روے شرع کے گنہگار تصور کیا جائیگا اور حاکم وقت اسکو حسب قواعد عدالت از روے تادیب تعزیر کے سزا دیسکتا ہے لیکن درصورت وقوع ایسے جرایم کے آقا کی جانب سے غلام کی آزادی لازم نہین آتی اور نہ حاکم عصر کو کچھہ اختیار آزاد کرنیکا حاصل ہے لیکن چونکہ اصل قاعدہ جواز غلامی کا یہہ ہے کہ جو شخص غلام کیا جاوے وہ کافر ہو اور بمقابلہ و مخالفت اسلام کے اسیر ہو اس لیے بلحاظ اس امر اور بھی بنظر فروع متعلقہ غلامی جائز کے جو اسی قاعدہ کی بنا پر بذریعہ خرید یا ہبہ یا وراثت یا خانہ زاد ہونیکی وجہہ سے پیدا ہوتی ہین یہہ ضرور ہے کہ درصورت قبضہ ناجائز غلام یا کنیز کے حاکم وقت تحقیقات کے بعد حکم آزادی کا بلحاظ اصل استحقاق غلام یا کنیز کے صادر کرے اور جو شخص کیسکو بطور ناجائز غلام بنائے اسکے غلام یا جاریہ کو لیکر آزاد کرایا جاوے ۔

مقدمہ ۳

س ۱ - دیندار خان مدعی کا باپ ہندو تھا اس نے قحط مین اپنے بیٹے کو بضرورت بدھن خان اور سماۃ اصالت کے ہاتھہ فروخت کیا اور غلام حسین خان مدعا علیہ انکی جایداد کی بابت وعویدار ہے ایسی حالت مین دیندار خان بسطحکی فروخت کے ذریعہ سے شرعاً غلام تصور کیا جائیگا یا نہین

آزاد شخص کا بیع ہونا شرعاً جائز نہین ہے ۔

ج ۱ - چونکہ انسان کو دراصل آزادی حاصل ہے لہذا بمجبوری فروخت ہونا کسی شخص کا ایام قحط مین عام اس سے کہ وہ ہندو ہو یا مسلمان مستلزم اسکے غلام جائز ہونیکا نہین ہوسکتا اور جن عالمون کی راے خلاف اس مسئلہ کے ہے وہ بہت ضعیف ہے اور قول صحیح یہہ ہے کہ ایسی فروخت سے غلامی لازم نہین آتی † ۱

آزادی کسطرح پر عمل مین آتی ہے ۔

س ۲ - رسم آزادی کے واسطے شرع کے موجب کیا مراتب ضرور اور واجب ہین ۔

ج ۲ - جن الفاظ سے اظہار آزادی ہوسکے وہ اسکے واسطے وقوع آزادی کے کافی ہین گو کسی زبان مین تحریر کیے جاوین یا کسی دست اویز کا لکھا جانا یا کسی اور رسم کا ایسے موقع پر ادا ہونا واجب نہین ہے ۔

مقدمہ ۴

س - شرع کا قاعدہ معروف یہہ ہے کہ اشخاص آزاد کسی حالت مین فروخت نہین ہوسکتے لیکن باوجود اسکے رسم مسلمہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ بیع و شرا انسان کا مصیبت و قحط کے وقت جائز ہے پس سوال یہہ ہے کہ پچھلا مسئلہ شرعاً درست ہے یا نہین ۔

† ۱ اصول رسیت دفعہ ۱ ۔

ج ۔ ہرچند یہ مسئلہ نہایت صحیح و معروف ہے کہ خریداری کے ذریعہ سے انسان کی ذات پر بالعموم ملکیت حاصل نہین ہوتی لیکن بعض کتب معتبر مثلاً عنایہ و ذخیرہ و محیط مین بطور حدیث امام محمدؒ کے لکھا ہے کہ انسان کو قحط اور مصیبت کے وقت یا قرضخواہ کی طرف سے تقاضا شدید ہونیکی حالت مین اپنی ذات کے فروخت کرنیکا اختیار ہے ۔ عنایہ سے یہ منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمدؒ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص قحط مین گرسنگی سے مرتا ہو تو وہ اپنی ذات کے فروخت کرنیکا مجاز ہے یا نہین بجواب اسکے انہون نے کہا کہ ایسی صورت مین بیع جائز ہے نہ کسی اور صورت مین دوسرا سوال اون سے یہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایام محطہ مین ایک عورت خرید کی پس اس عورت کے ساتھ شخص مذکور کو مصاحبت کا اختیار حاصل ہے یا نہین بجواب اسکے اونہون نے کہا کہ مصاحبت جائز ہے اور جو اولاد ایسی عورت سے ہو وہ شخص مذکور کی صلب سے تصور کیجائیگی اور اگر شخص مذکور نے اسکو کسی اور کے ہاتھ فروخت کیا ہوتا تو بھی یہی صورت ہوتی ۔ نسخہ ذخیرہ مین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص مقروض ہو اور قرضخواہ اوسپر بجبر و تشدد تقاضی ہو تو ایسی حالت مین شخص مذکور اپنی ذات کو فروخت کرسکتا ہے علی ہذا القیاس محیط مین بھی لکھا ہے کہ کوئی شخص اپنی آزادی کے فروخت کرنیکا مجاز نہین ہے الا اس صورت مین کہ اس سے کوئی سبیل ادا قرضہ کی ممکن نہو یا وہ افلاس مین اس مرتبہ مبتلا ہو کہ بقاء حیات دشوار ہو یا ایام محطہ مین شدت گرسنگی سے مردار گوشت یا گوشت انسان کھانیکا اندیشہ ہو بنظر انسداد ان امور کے بہتر ہے کہ وہ کسیکا غلام ہوجاوے یہی سبب تھا کہ حضرت یوسفؑ کے وقت مین لوگون نے غلامی اختیار کی ۔ اقوال مذکور الصدر سے جو محیط و ذخیرہ مین درج ہین اور بھی حدیث امام محمدؒ منقولہ عنایہ سے واضح ہے کہ یہہ بالعموم تسلیم کیا گیا ہے کہ شدت افلاس مین غلام ہونا جائز ہے ۔ †

غلام ہونا شخص آزاد کا شدت افلاس مین جائز ہے ۔

مقدمہ ۵

س ۔ واصل بیگ کو عنایت اللہ متوفی نے پرورش کیا تھا ایسی صورت مین متوفی کا ترکہ واصل بیگ کی زوجہ کو پہنچیگا یا نہین ۔

ج ۔ واضح ہوتا ہے کہ واصل بیگ مالک متوفی کا بیٹا نہ تھا اور نہ اوس سے کچھہ قرابت تھی بلکہ بالعوض کسیقدر روپیہ کے خرید کیا گیا تھا اور پرورش اسکی غلامانہ ہوئی پس مالک متوفی کا ترکہ شرع کی رو سے واصل بیگ کی زوجہ کو نہین ملسکتا ۔ مجمع البرکات کے باب موانع الارث مین لکھا ہے کہ رقیت بھی مانع وراثت ہے اور اس باب مین اسپر لحاظ نہین ہوتا کہ وعویدار غلام بحت ہے یا اسکو کسیقدر آزادی رعایتاً حاصل ہے اور اگر جاریہ صاحب اولاد ہو تو وہ بھی مستثنی نہین ہے اور ابوحنیفہ کے قول کے موجب وہ غلام بھی مستثنی نہین ہے جسکو مجملہ دو مالکون کے ایک مالک نے آزاد کردیا ہو ۔ ‡

کسی قسم کا غلام ورثا متروکہ کا مستحق نہین ہے ۔

مقدمہ ۶

س ۔ ایک فاحشہ نے کسی عورت کی لڑکی عوض ۲۰ روپیہ کے چند عرصہ کے واسطے مول لی اور اوس سے اپنا پیشہ اختیار کرایا ۔ ایسا معاملہ جائز ہے یا نہین ۔

ج ۔ شرع کی رو سے ایسا معاملہ ہرگز جائز نہین ہے کیونکہ والدین کو اطفال کی ذات پر طفولیت تک اختیار ہے اور بعد انکے بلوغ کے والدین کا اختیار انکی ذات یا مال پر باقی نہین رہتا لیکن اس مقدمہ مین معلوم ہوتا ہے کہ ماں نے اپنی لڑکی کو جب وہ صرف چھہ برس کی تھی ۹ برس کے لیے غلامی مین سپرد کیا بعد سن بلوغ کے کہ انتہا ہے غایت اسکی پندرہ سال ہے والدین کو اطفال پر اختیار نہین رہتا پس غلامی مین دیا جانا لڑکی کا

اگر کسی بالغہ لڑکی کے والدین بھی ہون تو بھی اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کرنیکا اختیار نہین ہے تو فضل مذکور مبدل بلوغ کے آزادی حاصل کرنیکا مجاز ہے ۔

† اصول رقیت دفعہ ۱۷ ۔

‡ اس مقدمہ کے سوال مین ہونا غلام کا مطابق تعریف مرقومہ شرع کے قرار دیا گیا ہے اور بابت موانع متعلقہ غلامی کے اصول رقیت کی رو سے اعتماد کیا گیا ہے

۹۰ برس کے لیے جائز نہین ہے کتب معتبر مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت طفولیت مین والدین کی طرف سے کسیکا غلام قرار دیا جاے تو اسکو بعد بلوغ کے غلامی مین رہنے یا بعد فسخ کرنے معاہدہ والدین کے آزادی حاصل کرنیکا اختیار ہے علاوہ اسکے فاحشہ کا پیشہ نہایت مذموم ہے اور یہہ کبھی روا نہین ہوسکتا کہ فاحشہ دوسری عورت کو ملازم رکھکر اس سے اپنا پیشہ کرایے اور اس مسئلہ کی تائید اقوال مندرجہ ذیل سے ہوتی ہے یعنی فتاوا ابراہیم شاہی مین نسخہ تہذیب سے منقول ہے کہ اگر باپ یا دادا یا مان اپنے طفل صغیر کو ملازمی مین سپرد کرے تو جائز ہے لیکن طفل کو بعد بلوغ کے ایسے معاہدہ کے قایم یا باطل کرنیکا اختیار ہے - علی ہذا القیاس نسخہ ینبوع کے باب ۲۳ سے جو تخاوی کی شرح ہے نسخہ ابراہیم شاہی کی کتاب الولایت کے اخیر مین منقول ہے کہ جب کسی طفل کو میعاد ستاجری کے سمجھنے کا تمیز حاصل ہو تو اوسکو بتہ کے بحال رکھنے یا منسوخ کرنیکا اختیار ہے مگر شرط یہہ ہے کہ اسطرح کا معاملہ اسکی ذات کی نسبت موثر ہو اور اگر صرف اسکے مال سے متعلق ہو تو وہ اسکی منسوخی کا مجاز نہین ہے اور نہ وہ مجاز منسوخی ایسے بیع کا ہے جو اسکی طفولیت مین منعقد ہوا ہو + †

مقدمہ ۷

س - ایک شخص کے زوجہ منکوحہ اور ایک یا دو عورات غیر منکوحہ سے اولاد ہے اور یہہ عورات غیر منکوحہ اس شخص کی کنیز نہین لیکن بخوبی معلوم نہین ہوتا کہ یہہ عورتین شخص مذکور یا کسی اور کی ملک سے نہین پس سوال یہہ ہے کہ ان عورات کی اولاد کو متوفی کی جایداد وراثتاً پہنچتی ہے یا نہین +

ج - اگر عورت ایک شخص کی جاریہ ہو اور کسی دوسرے شخص سے بعد ہونے نکاح کے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد اپنے باپ کے ورثہ پانیکی مستحق نہین ہے اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ بسبب زنا کے انکا نسب پدر مذکور کی نسبت تسلیم نہین ہوسکتا اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ قطع نظر زنا کے ایسی عورت کی اولاد جو کسی شخص غیر کی جاریہ ہو اصل آقا کی ملک متصور ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اسکو جایداد پانیکا استحقاق نہین پہنچیگا کیونکہ رقیت بھی موانع ارث مین داخل ہے اگر زن غیر منکوحہ شخص مذکور کی ملک سے ہوتی اور وہ یا اسکی مان دار الحرب مین اسیر ہو کر کنیز قرار دی گئی ہوتی تو ایسی صورت مین مقاربت بغیر نکاح کے بھی جائز اور نسب اسکی اولاد کا درصورتیکہ عویدار ہونے شخص مذکور کے اسی شخص کی نسبت ثابت تصور کیا جاتا اور بعد اسکی وفات کے اولاد مذکور کو ترکہ سے کسی قدر حصہ پانیکا استحقاق پہنچتا لیکن اگر زن مذکورہ دار الحرب مین اسیر نہو کر حسب قاعدہ جاریہ قرار دیگئی ہو تو ایسی عورت کی نسبت باعتبار اصطلاح شرعی رق کے جاریہ کا اطلاق نہین ہوسکتا اور ہونا مقاربت کا اسکے ساتھہ بغیر نکاح کے ناجائز ہے اور ایسی اولاد شخص مذکور کی صلب سے تصور نہین کیجا سکتی کیونکہ اثبات نسب کے واسطے یہہ ضرور ہے کہ جس عورت کے بطن سے اولاد ہو وہ فراش ہو اور فراش کی دو قسمین ہین یعنی قوی و ضعیف چنانچہ زوجہ منکوحہ فراش قویہ کی قسم مین داخل ہے اور جو اولاد اسکے بطن سے ہو وہ بغیر دعویدار ہونے شوہر کے بھی شوہر کی صلب سے متصور ہوگی اور اسکے نسب سے شوہر منکر نہین ہوسکتا اور جاریہ فراش ضعیفہ کی قسم سے ہے اور جب تک باپ دعویدار نہو ایسی اولاد کا نسب باپ کی نسبت ثابت نہین ہوسکتا وراثت کا استحقاق نسب کے ثبوت پر موقوف ہے اور اسی وجہ سے زن غیر منکوحہ کی اولاد داخل ورثا نہین ہے +

جو اولاد دوسرے شخص کی جاریہ غیر منکوحہ سے پیدا ہو وہ غیر صحیح النسب اور جاریہ کے آقا کی ملک متصور ہوگی +

† اسمقام سے بلاشک یہہ مفہوم ہے کہ نابالغ کی جانب سے معاہدہ ولایتاً عمل مین آیا +

مقدمہ ۸

س - ایک شخص کو ایک جاریہ وراثتاً حاصل ہوئی تھی اس نے اس عورت کا کسی اور شخص کے غلام کے ساتھ نکاح کرایا اور جاریہ نے مدت شوہر کے اپنے آقا کے گھر سکونت اختیار کی اور دو ان دونوں سے اولاد پیدا ہوئی اور غلام کے آقا کے اہتمام اور صرف سے نکاح ہوا تھا اور اسی نے جاریہ منکوحہ کی مان کو نذرانہ دیا پس جو اولاد جاریہ اور غلام سے ہوئی اسکا استحقاق ملکیت غلام کے آقا کو پہنچتا ہے یا جاریہ کے آقا کو اور جاریہ کی مان کو نذرانہ نقد لیکر اپنی بیٹی کے نکاح کرنیکا اختیار ہے یا نہیں اور جاریہ کی مان بھی شخص مذکور کی کنیز ہے ؟

ج - حسب حالات مظہرہ سوال کے جاریہ کی مان کو نذرانہ نقد لیکر اسکے نکاح کرنیکا استحقاق نہ تھا اور واسطے تکمیل اور واجب التعمیل ہونے عقد نکاح کے جاریہ کے مالک کی منظوری لازم ہے چنانچہ رضامندی اسکی اس وجہ سے مستنبط ہے کہ وہ بعد دریافت ہونے تجویز نکاح کے کسیطرح مانع اور معترض نہیں ہوا اور جو اولاد جاریہ کے بطن سے بعد نکاح کے ہوئی اسکی ملکیت جاریہ کے مالک کو پہنچتی ہے اور غلام کے آقا کا دعوی اس باب میں شرعاً درست نہیں ہے ؟

جو اولاد جاریہ اور غلام سے ہو وہ مالک جاریہ کی ملک سے شمار کیجاتی ہے ؟

مقدمہ ۹

س ۱ - اگر عورت زر خرید کے بطن سے اولاد پیدا ہو تو ایسی اولاد شرع کے بموجب جاریہ کے مالک کی ہوگی یا جاریہ کی ؟

ج ۱ - شرع کے بموجب رق سے وہ شخص مراد ہے جسکو کسی شخص مسلم نے یا دار الحرب میں اسیر کیا ہو یا ایسے اسیر کی اولاد سے ہو اور اسطرح کی اولاد آقا کی شمار کیجاتی ہے - اور شرح وقایہ اور ہدایہ اور اور کتابوں میں لکھا ہے کہ بچہ بحالت جاریہ یا آزاد ہونے ماں کے اسکی ساتھ رہتا ہے ؟

اولاد جاریہ ؟

س ۲ - انسان کا بیع کرنا یا گروی رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

ج ۲ - بیع کرنا یا گروی رکھنا کسی انسان کا جو بحالت آزادی ہو درست نہیں ہے چنانچہ شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ شخص آزاد کا بیع باطل ہے اور گروی رکھنا اسکا فعل ناجائز ہے ؟

انسان آزاد کا بیع یا رہن ؟

مقدمہ ۱۰

س - ایک عورت حرہ نے بعد بلوغ یعنی پندرہ برس میں سال میں اپنی رضا و رغبت سے ایک غلام کے ساتھ نکاح کیا اور ڈیڑھ برس تک اپنے شوہر کے ساتھ ایک مکان میں رہی ایسی صورت میں زن حرہ کا نکاح غلام کے ساتھ صحیح اور جائز تصور کیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟

ج - زن حرہ کا نکاح غلام کے ساتھ جائز و صحیح ہے اور یہ رائے مطابق مسلک سنہ رجہ نسخہ قدوری کے ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر غلام اپنے آقا کی رضامندی سے زن حرہ کے ساتھ نکاح کرے تو اوسپر دعوی مہر کا پہنچتا ہے اور ایفاء دعوی مذکور کے لیے بیع اسکا ہو سکتا ہے ؟

نکاح زن حرہ کا غلام کے ساتھ ؟

مقدمہ ۱۱

س - ایک ہندو عورت ایک مسلمان کے ساتھ بیاہ تھی اور مسلمان ہو گئی اور بعد ازاں وہ ایک راجپوت کے پاس بطور اسکے رکھنے کے رہی اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اور یہ سب زندہ ہیں ایسی صورت میں لڑکی کس کی ملکیت میں ہے اور اگر راجپوت کی ملکیت میں ہے تو اوسکو اوسکے بیچ کرنیکا اختیار ہے یا نہیں اور اگر اختیار ہے تو خریدار اسکو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر وہ بحالت نابالغی خریدار کے پاس رہی ہو تو اوسکو بلوغ کے بعد اپنی آزادی کا اختیار ہے

---

† اصول رقیت دفعہ ۱۶ ؟

‡ اصول رقیت دفعہ ۱۴ ملاحظہ کیجاوے لیکن اولاد جو ایسے نکاح سے ہو شوہر کے آقا کی ملک سے تصور کیجاتی ہے ؟

یا نہین اور شرع کے بموجب کس قسم کے رق بیع وشری کے قابل ہین +

اولاد غیر صحیح النسب کے والدین کو ایسی اولاد کے غلامی مین بیچنے کا اختیار نہین ہے

ج - چونکہ بیٹی آزادی کی حالت مین پیدا ہوئی لہذا والدین کو اسپر استحقاق ملکیت نہین پہنچتا لیکن بالغ ہونے تک وہ ان کے پاس رہیگی اور والدین سے کیسکو ایسی اولاد کے فروخت کرنیکا اختیار نہین ہے جو شخص ایسے طفل کو خرید کرے اسکی خریداری باطل ہے کیونکہ انسان درحقیقت آزاد پیدا کیا گیا ہے اور غلام ہونا اسکا درست نہین ہے الا بذریعہ استیلا کے اور استیلا سے یہہ مراد ہے کہ حاکم اہل اسلام کوئی ملک کفار سے بفتح حاصل کرکے اس کے باشندگان زن ومرد سے جو اسیر کیے گیے ہون غلام بنائے اور اگر وے دین اسلام اختیار کرین تو انکی جان بخشی ہونی چاہیے لیکن بلحاظ ان کے پیشتر سے کافر ہونیکے وے بدستور غلام شمار کیے جائین اور ایسی صورت مین ان کے بیع یا ہبہ کرنیکا حاکم عصر کو اختیار ہے پس شرع کے بموجب رقیت صرف ایک صورت مین پیدا ہوتی ہے یعنی بذریعہ استیلا کے - اور غلام تین قسم کے ہین یعنی مملوک ومورروث وموہوب - اور ان تینون قسمون کی اولاد کو خانہ زاد کہتے ہین اور آزادی ان کی بغیر اجازت آقا کے نہین ہوسکتی +

نوان باب
نظائر وقف
مقدمہ ۱

س - اگر اراضی وقف دین مہر کی بابت زوجہ کو دیجاے تو یہہ جائز ہے یا نہین اور جو شخص جایداد مذکور مین شریک ہون اون کو اسکی نسبت وجوبدار ہونیکا استحقاق پہنچتا یا نہین اگر پہنچتا تو دیا جانا اور اسکا بعوض دین مہر کے باطل وکالعدم متصور ہے یا نہین اور اگر منجملہ شرکا جایداد مذکور کے ایک شریک دیا جانا اسکا بعوض دین مہر کے بقول تسلیم کرے تو یہہ فعل اسکا بمقابلہ زوجہ کے وارث کے جائز ہوگا یا نہین +

جایداد وقف کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہنچتا اور نہ وہ بیع ہوسکتی ہے اور نہ انتقال اسکا بعوض دین مہر کے عمل مین آسکتا ہے

ج - شرع کے بموجب جایداد وقف کی نسبت استحقاق وراثت نہین پہنچتا اور نہ وہ بیع ہوسکتی ہے اور نہ انتقال اسکا بعوض دین مہر کے عمل مین آسکتا ہے کیونکہ از روے مسئلہ مسلمہ کے جایداد وقف کسی شخص کی ملک نہین ہے بلکہ خدا کے نام سے منسوب کی گئی ہے اگر جایداد وقف کا متولی اسکو حسب کیفیت مظہرہ مندرجہ سوال کے منتقل کرے تو وہ بسبب وقوع خلاف وردی شرایط تولیت کے عہدہ سے معزول ہوگا اور اگر واقف کنندہ یا اسکا وصی ہو جو وہ نہو تو حاکم عصر کو متولی کے تقرر کا اختیار ہے زوجہ کا دین مہر مثل قرضہ کے ہے اور جب تک زوجہ دست بردار نہو یا وہ ادا نکیا جاے استحقاق اسکا زائل نہین ہوسکتا اور چونکہ جایداد وقف کی نسبت وراثت کا دعوی جائز نہین ہے لہذا جو دعوی شرکت کی بنا پر بذریعہ استحقاق وراثت کے پیش ہوا ہے ناقابل سماعت ہے - اگر کوئی شخص جایداد وقف زوجہ کے نام دین مہر کی بابت منتقل کردے اور متولی ایسے انتقال کو تسلیم کرے تو اسکو بسبب وقوع خلاف وردی شرایط تولیت کے عہدہ سے برطرف کرنا چاہیے اور بعد اسکی معزولی کے حاکم عصر اس کی جگہہ دوسرا متولی مقرر کرے اور یہہ متولی بابت پیش کرنے دعوی بازیافت اراضی وقف کے جو دین مہر کی بابت دی گئی ہو مجاز ہوگا +

جایداد وقف کا انتقال مسترد اور متولی عہدہ سے معزول کیا جاے

---

† اصول وقف دفعہ ۲ +

مقدمہ ۲

س ۱ - مکانات وقف کی مرمت مین جو روپیہ صرف ہوا ہو اسکے ادا کرنیکے لیئے متولی اراضی وقف کیے بیع کرنیکا مجاز ہے یا نہین ۔

اراضی وقف کا بیع متولی کی جانب سے کس صورت مین جائز ہے ۔

ج ۱ - اراضی وقف کا بیع یا ہبہ عموماً ناجائز ہے متولی پر فرض ہے کہ ایسی اراضی کے محاصل کو اول مکانات وقف کی مرمت مین صرف کرے اور بعد ازان جو بچے اسکو اور اخراجات متعلقہ وقف مین خرچ کرے گو وقف کنندہ کی جانب سے کوئی شرط باب مرمت کے عمل مین نہ آئی ہو اگر محاصل اراضی مرمت ضروری کیلیئے کافی نہو تو متولی کو اختیار ہے کہ اسقدر اراضی جو اس امر کیلیئے کفایت ہو بیع کرے اسواسطے کہ جملہ صورتون مین محفوظ رکھنا ایسی عمارات کا ایک امر لابد اور واجب ہے ۔ †

س ۲ - اگر مکانات وقف کی مرمت کے حیلہ سے اراضی وقف کو متولی بیع کرے اور زر ما حصل کو فی الواقع وہ ایسے امر مین صرف نکرے تو ایسا بیع صحیح متصور ہوگا یا مسترد کیا جائیگا ۔

قاعدہ اوسمور تین جب زر ما حصل بیجا طور پر صرف کیا جاوے ۔

ج ۲ - اول سوال کے جواب سے واضح ہوگا کہ اگر اراضی وقف کا بیع متولی کی جانب سے مرمت کے اخراجات ضروری کیلیئے عمل مین نہ آئے تو ایسا بیع ناجائز ہے اسیواسطے وہ بیع جسکا محصل اور امور کیلیئے کام مین لایا گیا مسترد کیا جائیگا اور متولی اپنے عہدہ سے بسبب خلاف ورزی شرائط تولیت کے معزول کیا جاوے ۔ ‡

مقدمہ ۳

س ۱ - ایک سجادہ نشین کو اسکی ذات خاص اور جایداد وقف کے صرف کیلیئے سند شاہی کے ذریعہ سے اراضی خاص نسلاً بعد نسلاً حاصل ہوئی اور معطی الیہ لاولد مرگیا اس صورت مین اسکی مان یا اسکی بہنون کو اراضی عطیہ کی نسبت استحقاق مالکیت پہنچتا ہے یا نہین اور اگر پہنچتا ہے تو کس حساب سے ۔

التمغہ

ج ۱ - عطیہ شاہی کی دو قسمین مین اوّل التمغہ ہے جو بالعوض خدمات شخص خاص کے عمل مین آتا ہے اور معطی الیہ کی وفات کے بعد فرائض کی رو سے جایداد مذکور سے حصہ دار اور واسطہ دار عصبی سہام معینہ پانیکے مستحق ہوتے ہین ۔ عطیہ دوم امور دینی اور کار ثواب کیلیئے عمل مین آتا ہے اور اسکو وقف کہتے ہین ۔ وقف کی نسبت وراثت کا دعوی جائز نہین ہے اور سجادہ نشین کی وفات کے بعد اسکی مان اور بہن کا دعوی مثل دعوی اشخاص اجنبی کے ہے ۔

وقف جایداد وقف کی تقسیم نہین ہوسکتی مگر محاصل کی تقسیم ہوسکتی ہے ۔

جایداد وقف کی شرع کے بموجب ذکور اور اناث مین کچھ تمیز نہین کی گئی ہے ۔ جایداد وقف کی تقسیم ناجائز ہے لیکن اسکے محاصل کے تقسیم کرنیکی اجازت ہے ۔

س ۲ - جایداد وقف کے سجادہ نشین کو سند شاہی کے ذریعہ سے کچھ اراضی بابت پرورش اور جایداد وقف کے صرف کیلیئے حاصل ہوئی بعد ازان وہ لاولد مرگیا اسکی وفات کے بعد اسکے علاتی بھائی نے اسکی زوجہ کے نام اراضی مذکور کے حصول کیلیئے نالش کی اور حاکم عدالت نے یہ فیصلہ کیا کہ اراضی مذکور متخاصمین کے قبضہ مین بالاشتراک اور بحصص سادی رہے بشرطیکہ وہ اور ان کے ورثا آئندہ کبھی جھگڑا نہ کرین

† جہان تک کوئی اور سبیل حاصل ہو سکے اخراجات ضروری کے ممکن ہو وہان تک عمل مین لانا بیع کا نہ چاہیئے یہ رائے بموجب اس قول حسام الدین البخاری کے ہے جو فتاوا رحمادیہ اور اور کتب مین منقول ہے ۔

‡ اصول وقف دفعہ ۲ و ۳ و ۵ ۔

حاکم عصر سے اسمیکیہ بادشاہ مراد نہین ہے۔ اس صورت مین ایسی تقسیم جائز ہے یا نہین اور اگر ہے تو صرف حین حیات شرکا مذکور کے قایم رہیگی یا تعمیل اسکی ان کے ورثا پر بھی واجب ہوگی ؛

تقسیم حاکم عصر کی جانب سے۔

ج ۲ - حاکم عصر کو شرعاً اختیار ہے کہ متولی متوفی کے علاتی بھائی کو اراضی مذکور پر قابض کرائے اور اسکے محاصل سے متوفی کی زوجہ اور بیٹیون کو بھی حصہ بطور خیرات دلوائے کیونکہ حاکم وقف محاصل کے تقسیم کرانیکا مجاز ہے اور جایداد وقف کے تقسیم کرانیکا اسکو اختیار حاصل نہین ہے

س ۳ - بعد تقسیم مذکورہ بالا اگر زوجہ اپنے حصہ کو اپنی بیٹیون کے نام ہبہ کرے تو یہہ امر جائز اور صحیح ہے یا نہین ؛

محاصل کا ہبہ مستحق الیہ کی جانب سے ناجائز ہے

ج ۳ - چونکہ زوجہ اس جایداد کی نسبت جو اسکو تقسیم حصص کے بعد حاصل ہوئی شرعاً کوئی استحقاق حاصل نہین ہے اور اسکا قایم مقام ہونا جایداد مذکور پر صرف بطور خیرات عمل مین آسکتا تھا لہذا وہ مجاز نہین ہے کہ ایسی جایداد کو بیٹیون کے ہبہ کرے علاوہ ازین اگر وہ ایسا کرے تو اس سے محاصل کا ہبہ لازم آتا ہے اور ایسا ہبہ باطل و نادرست ہے ؛

س ۴ - اگر اس تقسیم کے بعد ایک اور سند شاہی بمضمون سابق کے صدور پائے اور اسکے ذریعہ سے سجادہ نشین کے علاتی بھائی کے بیٹے کو متبنیہ حاصل ہو تو اس سے اس حاکم عصر کا حکم جس سے بادشاہ مراد نہین ہے اور جو حکم بحق متوفی کی زوجہ اور بیٹیون کے ان کے تقسیم حصص اور استحقاق وراثت کی نسبت نافذ ہو چکا ہے معطل اور منسوخ سمجھا جائیگا یا نہین ؛

دوسرے متولی کے تقرر سے پہلی تقسیم منسوخ نہین ہوجاتی ہے ؛

ج ۴ - اگر دوسری سند شاہی کا مضمون مثل سند سابق کے ہے اور اسکی رو سے صرف تقرر متولی کا پایا جاتا ہے اور تقسیم کا ذکر نہین ہے تو اس سے حاکم مذکور کے حکم کی منسوخی عمل مین نہین آسکتی کیونکہ پہلے سجادہ نشین کی زوجہ اور بیٹیون کو استحقاق وراثت حاصل نہین ہے اور جو منافع مال وقف سے حاصل ہو اسکے پانیکا استحقاق انکی نسبت بغیر کسی وجہ قوی کے زائل نہین ہو سکتا ؛

مقدمہ ۴

م ۱ - محمد رفیق نامی ایک شخص کسی جایداد وقف کا سجادہ نشین مقرر کیا گیا اور سند تقرر مین یہہ تحریر ہوا کہ اسکے بعد یہہ خدمت اسکے فرزندونکو ملے اور بالفعل اسکے پوتے کی دختر اور اسکے پر پوتے کا نواسہ اس خدمت پر متسلط ہین اور پر پوتا اس بیان سے عہدہ کا دعویدار ہے کہ پوتے کی دختر اناث سے ہے اور اسی وجہ سے وہ مجاز الانصرام خدمات وقف کی نہین ہے اور پر پوتے کا نواسہ شرعاً محمد رفیق کی اولاد مین شمار نہین کیا جاسکتا پس سوال یہہ ہے کہ پوتے کی نواسی فرزندان مین داخل ہے یا نہین اور اناث انصرام خدمات وقف کے مجاز ہین یا نہین ؟

اولاد اناث کسی شخص کے فرزندان مین تصور نہین ہوگی

ج ۱ - حسب حالات مرقومہ سوال کے پوتے کی نواسی محمد رفیق کے فرزندان یعنی اولاد نسبی مین شمار نہین کیجا سکتی کیونکہ جب لفظ فرزندان کا استعمال کسی شخص کی نسبت کیا جاتا ہے تو اس سے بنت بنت کی اولاد نسبی مراد ہوتی ہے اور کبھی اس سے یہہ بھی زیادہ اور نواسہ اپنے باپکے نسب مین داخل ہے نہ محمد رفیق کے ۔ چنانچہ عالمگیری سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص یہہ ظاہر کرے کہ مینے فلان اراضی بنظر فائدہ اپنی اولاد کے نامزد کی تو آیندہ اوسکی کل اولاد کو بلالحاظ مذکور و اناث کے استحقاق وراثت پہنچیگا کیونکہ لفظ اولاد بصورت عام مستعمل ہوا ہے علی ہذا القیاس خزانۃ المفتین مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جایداد اولاد کے نام دوام کے لیے نامزد کر دے تو تا بقاء نسل اسکے اور موجود ہونے اولاد مذکور اور اسکی اولاد کے جایداد مذکور اولاد مین مساوی تقسیم ہوگی اور مذکور کو اناث کی نسبت کچھ ترجیح نہوگی

کیونکہ جس بیان کی رو سے جایداد نامزد کی گئی اوسمین مذکور و اناث برابر مستحق قرار دیئے گئے ہین لیکن اناث کے اطفال بموجب مسئلہ مسلمہ کے اولاد نسبی مین داخل نہین ہین اور اگر یہہ جایداد بجا وقف کئے جانے کے وصیتاً دی گئی ہوتی تو بھی یہی صورت ہوتی اور بموجب اس مسئلہ کے یہہ قرار پایا ہے کہ دختر کی اولاد فرزندان مین شمار نہین کیجاتی کیونکہ نسب باپ کی جانب سے حاصل ہوتا ہے نہ مان کی طرف سے۔

عورات کو جایداد وقف کے سجادہ نشینی کا استحقاق نہین ہے اور یہہ امر دستورات ملک کے خلاف ہے کیونکہ سجادہ نشین پر تعلیم و تلقین اپنے مریدون اور شاگردون کی واجب ہے اور اسکو عام و خاص مجمع مین ہمیشہ ان کے ساتھہ رہنا چاہیے حالانکہ انصرام اس امر کا عورت سے بخوبی نہین ہوسکتا کیونکہ وہ پردہ نشین ہوتی ہے +

س ۲ - محمد رفیق کے پوتے فیض الاسلام کے نام جو سند ہے اسمین درج ہے کہ عہدہ متولی اور منصرم اور سجادہ نشین جایداد وقف کا اسکی ذات اور اولاد کی نسبت قائم و بحال کہا جاتا ہے ایسی صورت مین اسکی دختر اور نواسہ پر اولاد کا اطلاق ہوسکتا ہے یا نہین +

ج ۲ - جو سند فیض الاسلام کو ملی ہے اسمین عہدہ متولی و منصرم و سجادہ نشین جایداد وقف کا خاص اسکی ذات اور اسکی اولاد تک قائم رکھا گیا ہے اور اسکی دختر بھی اولاد مین داخل ہے کیونکہ اولاد لفظ عام ہے یعنی اطلاق اسکا پسران اور دختران کی نسبت بدرجہ مساوی ہے لیکن باوجود اسکے سند کا نفاذ دختر کی نسبت نہین ہوسکتا کیونکہ اسمین خدمات سجادہ نشینی کے انصرام کا بھی ذکر ہے اور وہ مجاز سجادہ نشینی نہین ہے اور نواسہ بھی از روے مسئلہ مسلمہ کے خارج ہے کیونکہ اولاد کا اطلاق باعتبار نسب کے ہوتا ہے حالانکہ نواسہ نانا کے نسب سے نہین ہوتا بلکہ اپنے باپ کے نسب سے چنانچہ عالمگیری مین یہہ لکھا ہے کہ مینے یہہ اراضی بنظر مفاد اپنے بیٹے اور پوتے کے نامزد کردی اور میرا پسر صلبی اور اسکا بیٹا عام اس سے ہے کہ وہ جایداد کے نامزد کرنیکے وقت موجود ہو یا بعد ازان پیدا ہو قابض ہوگا کیونکہ بیٹے اور پوتے کا استحقاق مساوی ہے لیکن از روے مسئلہ مسلمہ کے دو پشت سے بعد کی اولاد یا نواسے قبضہ مین شریک نہین ہوسکتے اور اسی مسئلہ کے مطابق مقدمات کی تجویز ہوتی ہے اور یہہ قول محیط السرخسی مین لکھا ہے +

س ۳ - واضح ہوتا ہے کہ شاکر علیخان نے محمد رفیق کو اختیار تلقین ہدایات و اہتمام طلبا مدرسہ اور محتاجین اور جایداد و مکانات وقف کا دیا اور وعظ اور مدرسہ کی خدمت بھی اسکے سپرد ہوئی اور اسکو کل اختیارات دیکر جانشین مطلق قرار دیا اور شاکر علیخان مذکور نے اوس زر کو بھی جو اوسکی اور اوسکی اولاد اور اہل خاندان کی وجہہ معاش کے لیئے مقرر تھا تقسیم کرکے اپنے بیٹے محمد رفیق وغیرہ کو تفویض کیا اور محمد رفیق نے اپنی درخواست سے عہدہ متولی و جانشینی مال وقف کی سند خاص اپنی اولاد کے لیے حاصل کی اور جایداد جو محمد رفیق کی وجہہ معاش کیلیے نامزد کی گئی تھی منجملہ اسکے نصف سے زیادہ اوس نے مدرسہ اور واسطے مصارف سجادہ نشین و متولی کے وقف کرکے وفات پائی بنظر ان حالات کے متولی و سجادہ نشین کا عہدہ شرعاً صرف محمد رفیق کی اولاد مذکور تک پہنچتا ہے یا نواسہ بھی اسکی اولاد نسبی مین شمار کیا جائیگا +

ج ۳ - ہرچند جایداد وقف کی تولیت اناث کو مثل مذکور کے حاصل ہوسکتی ہے لیکن یہہ بخوبی متحقق ہوا ہے کہ محمد رفیق نے سجادہ نشین و متولی کا عہدہ بغیر امتیاز ذکور و اناث کے صرف اپنی اولاد کے لیئے مخصوص کردیا پس جملہ خدمات کا انصرام ایک شخص سے متعلق ہونا چاہیئے لیکن یہہ بھی ضرور ہے کہ جس شخص کو ایسا انصرام تفویض کیا وہ محمد رفیق کی اولاد مذکور سے ہو کیونکہ جیسا اوپر لکھا گیا ہے عورات کو جایداد وقف کا سجادہ نشین قرار دینا رواج نہین ہے اور محمد رفیق کا نواسہ حسب تصریح بالا اسکی اولاد نسبی سے شمار نہین کیا جاتا پس دستور سترہ کے بموجب جو شخص اولاد مذکور سے

عورت جایداد وقف کی سجادہ نشین نہین ہوسکتی +

چونکہ متولی اور سجادہ نشینی کا عہدہ فرزندان تک قلم رکھا گیا لہذا دختر کو استحقاق وراثت نہین پہنچا کیونکہ وہ اولاد ہے اور اسکا بیٹا بھی مجاز نہین ہے کس لیئے کہ وہ فرزندان مین شمار نہین ہوسکتا +

عورت جایداد وقف کی متولیہ ہونیکی مجاز ہے +

بہایت لیئق ہو وہی مستحق پانیے خدمات مذکور کا ہوگا ۔ مقدمہ ۵

س ۔ ایک موضع کے باشندون نے باہم روپیہ جمع کرکے مسجد مع چند اور عبادت خانون کے ایسہ یعنی معافی زمین پر جو ایک فقیر کی تہی تعمیر کرائی ۔ ان عمارات کی تعمیر کرانیے والیے کسی اور فقیر کو نذر و نیاز جمع کرنیکے واسطے مقرر کرنیکے مجاز ہین یا اس فقیر کو جسکی زمین پر یہہ عمارتین بنوائی گئی ہین نذر و نیاز جمع کرنیے اور تولیت کے نفاذ کا استحقاق پہنچتا ہے ۔ اگر تقرر کا اختیار تعمیر کرانیے والون کو حاصل ہے تو جو شخص اونہون نے مقرر کیا ہے اسکی وفات کے بعد اسکا بیٹا استحقاق وراثت کی رو سے اپنے باپ کی جگہہ متولی ہوسکتا ہے یا اس صورت مین تعمیر کرنیے والون کو قائم مقام کرنیکا اختیار حاصل ہے ۔ اگر فقیر مذکورہ بالا کو متولی ہونیکا استحقاق حاصل ہو تو اسکی وفات کے بعد عہدہ اسکے بیٹے کو ملیگا یا کسی اور شخص کو

ذکر اس صورت کا جب مسجد بلا اجازت مالک زمین کے بنوائی جائے

ج ۔ مسجد کے لفظ مین زمین اور عمارت دونون داخل ہین مسجد نہ صرف زمین سے مراد ہے نہ عمارت سے بلکہ دونون سے شامل ہے ۔ جز اعظم اسکا زمین ہے کیونکہ اسپر مسجد کی بنیاد قائم کیجاتی ہے اور عمارت کا انحصار زمین پر ہوتا ہے اس صورت مین بلا اجازت فقیر کے جو زمین کا مالک ہے مکان بنایا گیا اسکو شرعاً مسجد نہین کہہ سکتے کیونکہ کسی شخص کو دوسرے شخص کی زمین پر بلا اسکی اجازت کے مسجد بنوانیکا اختیار نہین ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو مسجد مذکور اس زمین پر سے شرعاً مسمار کردیجا سکتی ہے اگر فقیر نے جو مالک زمین ہے یہہ منظور کیا ہو کہ چندہ کرنیوالے مسجد بنوائین اور اس امر کے واسطے اپنی زمین وقف کردی ہو تو اسصورت مین چندہ کرنیوالے اور فقیر مسجد کے وقف کرنیمین شامل ہین کیونکہ چندہ کرنیوالون نے مکان تعمیر کرایا اور فقیر نے زمین دی جو شخص وقف کرتا ہے وہی شخص متولی مقرر کرنیکا مجاز ہے اس

وہ صورت جسمین مالک اپنی زمین کو وقف کرے

صورت مین چونکہ کل شخصون کی جانب سے وقف عمل مین آیا ہے لہذا سب کو بالاجمال یہہ اختیار حاصل ہے نہ بالانفراد کسی شخص خاص کو فقیر اور چندہ کرنیوالون کو مال وقف اور نذر و نیاز اور محاصل جمع کرنیے اور اسکو وقف کیلئے صرف کرنیکے واسطے متولی مقرر کرنا چاہیے

مالک کی زمین پر دوسرے شخص کو تعمیر کرانا اسکے فائدہ کے واسطے

اگر فقیر نے چندہ کرنیوالون سے درخواست کی ہو کہ مین محتاج ہون اور اپنے صرف سے مسجد تعمیر نہین کرسکتا تم سب ملکر میرے زمین پر مسجد بنوا دو تاکہ مین اوسے وقف کردون اور چندہ کرنیوالون نے اس امر کو قبول کیا ہو تو اس صورت مین فقیر ایسے مکان کا مالک ہوگا اور مکان مذکور کا وقف کرنا صرف اوسکی جانب سے تصور کیا جائیگا اور متولی کے مقرر کرنیکا اختیار اسکو ہوگا اور بعد اسکی وفات کے یہہ استحقاق اسکے ورثا کو پہنچیگا ۔ اس صورت مین اگر چندہ کرنیوالون نے بلا رضامندی فقیر کے اسکی زمین پر مکان بنوایا ہے تو اونکو یا تو مکان مذکور فقیر کے نذر کرنا چاہیے تاکہ وہ اوسکو بطور مسجد کے وقف کرے یا وہ اسکو مسمار کرادین کیونکہ حسب بیان سابق کوئی شخص دوسرے آدمی کی زمین پر مکان تعمیر کرانیکا مجاز نہین ہے ۔ جو شخص جایداد وقف کرے اوسکو متولی کے تقرر کا اختیار ہے وہ چاہے جسکو مقرر کرے اور اوسکے بعد یہہ استحقاق اوسکے وارثون کو پہنچتا ہے ۔

قاعدہ پہلی صورت کی نسبت ۔

مواخذ

قاضی خان نے لکھا ہے کہ صرف مکان کا وقف کرنا بغیر اس زمین کے جسپر اسکی بنیاد قائم ہے ناجائز ہے ۔ عمارت بغیر اسکی بنیاد کے مسجد نہین ہے ۔ شرح وقایہ مین مندرج ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے آدمی کی زمین پر مکان تعمیر کرائے یا درخت لگائے تو ایسی عمارت کو مسمار یا درختون کو جڑ سے اوکھاڑ دینا چاہیے ۔ خزانۃ المفتیین مین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص وقف کرے تو مال وقف کی عوض و پرداخت اسکے ذمہ ہے اور اسکے بعد اسکے وصی کے بشرطیکہ وے بدرویہ نہون یا نہو گئے ہون ۔ بدرویہ ہونیکی صورت مین یہہ امر ان کے اختیار ہے جہان کردوسرے شخص کے سپرد ہوتا ہے

مالی وقف کی عوض و پرداخت کسیکے ذمہ ہوتی ہے ۔ استنباط ۔

اور وصیوں کے پہر نیک رویہ ہو جانیکی حالت مین انکو بدستور بہہ اختیار حاصل ہو جاتا ہے - اگر جایداد وقف کا بانی کسی شخص کو متولی مقرر کرکے پہر اوسے معزول کرنا چاہے تو ایسے اختیار نہیں ہے کہ ایسا کرے اور خود متولی ہو جاوے - ہدایہ مین مندرج ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی زمین پر غصباً مکان بنوائے یا درخت لگائے تو اس سے مکان منہدم اور درختون کو اوکھڑوا ڈالنے کے واسطے کہا جائیگا مال وقف کی غور و پرداخت کا اختیار واقف کو حاصل ہے اور بعد اسکی وفات کے اسکے وارثون کو +

مقدمہ ۶

س - روشن شاہ جسکے قبضہ مین ایک قبرستان اور امام باڑہ تہا ایک بیٹا اور ایک بیٹی چہوڑکر مر گیا اسمقدمہ مین بیٹا مدعا علیہ اور بیٹی مدعیہ ہے - مدعا علیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی باپ کی وفات کے بعد وہ جایداد مذکورہ بالا پر قابض ہوا اور قبرستان مین رسوم تدفین کی اجازت دینے سے اس نے ڈیڈہ سو روپیہ حاصل کیا منجملہ اس محاصل کے اس نے ایک جزو عمارات متعلقہ قبرستان کی ترمیم اور اور کار ثواب مین خرچ کیا اور باقی اپنے صرف مین لایا - سابقاً جو اس باب مین مفتیون سے استفسار ہوا تو اونہون نے جواب دیا تہا کہ اگر جایداد مذکور وقف نہین ہے تو منجملہ اسکے ایک ثلث مدعیہ کا حق ہے لیکن یہہ امر تصریح نہین لکہا کہ وہ جزو جایداد یا محاصل کے جزو کے پانیکی مستحق ہے اور اسکا کل حصہ زر محاصل سے ملنا چاہیئے یا اس منافع سے جو بعد اخراجات کے بچے - مدعیہ کا بیان ہے کہ اخراجات مین اسکی منظوری نہین لی گئی +

قبرستان اور عمارات جو امور دینی کے لئے ہون اگر مال وقف مین داخل نہون تو قابل ارث نہین +

ج - معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان اور امام باڑہ کے مالک نے قبرستان مین اپنے ذاتی منافع کے لئے بعوض کسیقدر زر ثمن پاکر ایکے اشخاص غیر کا دفن ہونا جائز رکہا لہذا ایسے مکانات شرعاً قابل انتقال وراثت ہین اور مالک سابق کے کل وارثون کو وراثتاً پہنچ سکتے ہین علاوہ اسکے مدعیہ کو استحقاق پانے اپنے حصہ شرعی کا منجملہ منافع کے بعد منہائی اسقدر زر کے جو حسب بیان مدعا علیہ فی الواقع صرف ہوا ہو پہنچتا ہے + †

مقدمہ ۷

س - اراضی متعلقہ درگاہ یا اسکے محاصل کا تقسیم کرنا شرعاً جائز ہے یا نہین یا رہا انکا صرف جایداد وقف کے سجادہ نشین کے قبضہ مین جائے +

ج - اگر وہ محاصل جو اراضی یا اور جایداد وقف سے وصول ہوتا ہو بغیر نقصان اصل جایداد کے قابل حصول منافع کے ہو تو متعلق ہونا صرف ایسی آمدنی کا مصارف جایداد وقف سے تصور کرنا چاہیئے خلاف اسکے اگر محاصل مذکور نقد یا طعام کے ہو تو ایسا محاصل داخل خیرات وحسنات ہے اور پہلی قسم کی جایداد کی نسبت صرف محاصل کا استحقاق پہنچتا ہے اور بچہلی صورت مین جایداد وقف کی نسبت استحقاق قطعی حاصل ہوتا ہے جو کہ بطور خیرات مقرر ہوا ہو اسکو پیر کے اون وارثون مین سے جایداد وقف کا اہتمام متعلق ہو تقسیم کرنا چاہیئے اور اگر وارث نہون تو جایداد مذکور کے خادمون مین علی ہذا القیاس جایداد وقف کا منافع بہی وارثون کا حق ہے اونمین تقسیم ہونا چاہیئے لیکن اصول فرائض اسطرح کی تقسیم سے متعلق نہین بلکہ وقف کے منافع جملہ وارثون کو الرؤس پہنچتا ہے یعنی منافع کی تقسیم حصص

† ظاہر ایسا یہہ رائے کہ جو جایداد امور مذہب سے متعلق کیجایے وہ خواہ مخواہ داخل وقف ہوتی ہے غلط قایم کی گئی ہے لیکن دراصل کسی جایداد کو وقف نہین تصور کرنا چاہیئے الا اس صورت مین کہ مالک نے وقف ہونا بالتخصیص قرار دیا ہو - اور اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ بلحاظ اسی غلطی رائے کے سوال مذکورہ بالا پوچہا گیا +

بلحاظ تعداد حصہ داروں کے ہونی چاہیے اور اگر یہہ فرض کیا جاے کہ سب حصہ دار باعتبار علم و دینداری کے مساوی الرتبہ ہین تو ایک کا حصہ دوسرے سے زیادہ نہوگا یہہ مسئلہ مطابق ہدایہ کے ہے چنانچہ امین لکھا ہے کہ جو نذرانہ پیر کی درگاہ پر چڑہایا جاوے وہ ایسکے وارثون کا حق ہے اور یہہ ضرور ہے کہ جو منافع اسطور پر حاصل ہو صرف انہین مین تقسیم کرنا چاہیے اور درصورت نہونے فضیلت باعتبار علم و دینداری ایک حصہ ایک کا دوسرے سے زاید نہوگا اور اگر وارث موجود نہون تو درگاہ کے مجاور نذرانہ کے مستحق ہونگے اور اگر خادم بھی نہون تو محتاجین مین جو اہل اسلام سے ہون تقسیم کیا جاے ایسی صورتون مین شرع کی رو سے مقرر ہونا متولی یا منصرم اور انتداد تغلب محاصل اور وقوع تنازع کا اشخاص مستحق مین ضرور ہے اور اگر کل وارثون نے تقرر متولی یا منصرم کا تسلیم کیا ہو تو اختیار اسکا جائز ہے اور واضح ہو کہ درباب جواز تقرر اس شخص کے جو منظوری حاکم وقت یا مفتی کے نامزد ہوا ہو نہایت اختلاف واقع ہے چنانچہ مصنف نسخہ منصرات کتاب الوقف مین لکھتا ہے کہ جو شخص استحقاق پانے منافع کا جایداد وقف مین رکھتے ہون انکو چاہیے کہ بلا استصواب حاکم عصر یا مفتی کے اپنی تجویز سے متولی یا منصرم مقرر کرین لیکن مصنفان متقدمین ایسی تولیت کا جواز تسلیم نہین کرتے۔ علماء متاخرین کو قول مذکور بالا سے اتفاق ہے اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ حاکمان زمانہ حال کی طرف سے زیادتی و سختی اکثر وقوع مین آتی ہے پس مناسب ہے کہ کل شرکا بالاتفاق متولی مقرر کرین۔

نذرانہ جو پیر کے مزار پر چڑہایا جاے وہ ایسکے وارثون کا حق ہے

درصورت نہونے وارثون کے درگاہ کے خادم مستحق نذرانہ ہونگے

متولی مقرر کرنیکا کسکو اختیار ہے

مقدمہ ۸

س ۱۔ لفظ متولی کے کیا معنی ہین اور تولیت داخل خدمت ہے یا نہین اور اگر ہے تو مقصود اوسکا کیا ہے اور قبضہ متولی کا از روے استحقاق مالکیت ہوتا ہے یا کسی اور ذریعہ سے۔

ج ۱۔ قبل تعریف معنی تولیت کے لفظ وقف کے معنی کا بیان کرنا ضرور ہے اور وہ یہہ ہے کہ کوئی شخص اپنی جایداد کسی نیک کام کے لیے نامزد کردے اور مقصود اسکا یہہ ہو کہ جن شخصون کے نام وہ دیجاوے ایسکے منافع سے متمتع ہون اور جب جایداد اسطور پر دیدیجاے تو ابتداءً شخص وقف کنندہ اور بمرتبہ ثانی حاکم عصر پر مقرر کرنا کسی شخص کا بنظر اہتمام جایداد وقف اور واسطے انتداد و انتقال ناجائز یا صرف مین لانے ایسکے خلاف منشاء وقف کنندہ کے لازم ہے اور جو شخص حاکم عصر یا وقف کنندہ کی طرف سے مقرر کیا جاے وہ ناظر اور متولی کہا جاتا ہے اور اس بیان سے واضح ہے کہ متولی اس عہدہ کو کہتے ہین کہ جسے محاصل وقف کی تقسیم واجب کا اختیار ہوتا ہے اور اس خدمت کو تولیت کہتے ہین اور چونکہ عزل و نصب ایسے عہدہ کا جائز ہے لہذا یہی امر واسطے داخل خدمت ہونے اس عہدہ کے ثبوت کافی ہے۔ ہدایہ کی کتاب الوقف کے خاتمہ مین لکھا ہے کہ اگر وقف کنندہ اہتمام جایداد کا اپنے تصرف مین رکھے اور وہ بد وضع اور غیر معتبر ہو یا وہ کسی شخص بد رویہ کو متولی مقرر کرے تو حاکم عصر کو ایسے شخص سے اہتمام واپس کر لینے کا اختیار ہے پس تحریر مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ متولی کا قبضہ بذریعہ استحقاق مالکیت کے نہین ہوتا بلکہ صرف بنظر حفظ مقصود شخص وقف کنندہ کے۔ لیکن اگر متولی منجملہ اون شخصون کے ہو جو جایداد وقف کے منافع پانیکا استحقاق رکھتے ہین تو وہ اپنے حصہ سے محروم نہوگا۔

ذکر عہدہ متولی

س ۲۔ چند مواضع و بازار واسطے مصارف ایک بڑے ولی کی درگاہ اور اسکی اولاد کے وقف کئے گئے۔ چنانچہ اس خاندان مین بیس شخص ہین اور ان مین سے اکثر ذی اولاد اور بعضے نواسے والے ہین اور بعض لاولد ہین ایسی حالت مین مواضع وغیرہ کا منافع اور

تقسیم ہونا چاہیے یا کسی قدر ان کے عیال و اطفال کو بھی ملنا چاہیے اور اگر ملنا چاہیے تو کس طرح پر تقسیم ہوگا +
ج ۲ جایداد وقف کا منافع ان بیس شخصون مین بطور مساوی تقسیم ہونا چاہیے جنکا سوال مین ذکر ہے اور اگر انمین سے کوئی لاولد مرجاے تو اشخاص باقی ماندہ یکحصص مین اسیقدر افزایش ہوگی اور جب تک یہہ بیسون شخص زندہ ہین ان کے اطفال کچھہ منافع نہین پا سکتے لیکن اگر ان بیس شخصون سے کوئی مرجاوے تو اسکی اولاد کو اسقدر حصہ ملیگا جو انکے مورث کو حین حیات ملتا اور انکو حصہ بالاصول ملیگا اور تقسیم فیما بین ان سے بالروس عمل مین آئیگی یہہ مسئلہ فقہ کی مختلف کتابون کے مطابق ہے خزانۃ المفتیین مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے ایک موضع اس شرط سے وقف کیا کہ یا بندہ وقف اور اسکی اولاد منافع جایداد سے نسلاً بعد نسلاً متمتع ہو ایسی صورت مین اولاد نسبی کی ہر شاخ عام اس سے کہ اسمین ایک شخص ہو یا چند اشخاص برابر حصہ پائیگی اور تا بقاء نسل منافع اولاد مذکور مین اسطور پر تقسیم ہوتا رہیگا اور بمقابلہ واسطہ داران قریب کے واسطہ داران بعید جنکے مورث زندہ ہون کچھہ نہ پائین گے اور اگر ایک مورث چند وارث چھوڑکر وفات پاوے تو وارثان مذکور کو اسقدر حصہ پہنچیگا جس سے مورث مذکور متمتع ہوتا رہا ہو اگر حصہ داران مین سے کوئی حصہ دار لاولد مرجاے تو حصہ اسکا جایداد اجمالی مین داخل ہوجاتا ہے اور جب نسل باقی نہ رہے تو جایداد وقف بنظر فایدہ محتاجون کے صرف مین آئے علی ہذا القیاس عالمگیری کے دوسرے باب مین جو متضمن وقف ہے نسخہ مسیوط سے ایک فقرہ منقول ہے اور وہ یہہ ہے اگر کوئی شخص کچھہ جایداد دس شخصون پر اسکی اولاد نسبی مین داخل ہون وقف کرے تو جب تک یہہ دس شخص زندہ رہینگے ہر واحد ان مین سے حصہ مساوی پانیکا مستحق ہے لیکن اگر ان مین سے چار شخص لاولد اور دو شخص اولاد چھوڑکر مرجائین اور فیما بین چار اشخاص حی القایم اور اولاد دو حصہ داران متوفی کے تنازع واقع ہو تو منافع جایداد وقف کا چھہ حصون پر تقسیم ہوکر چار حصے اشخاص حی القایم کو اور دو حصے شرکاء متوفی کی اولاد کو دیے جاینگے +

قواعد در باب تقسیم محاصل جایداد وقف مابین ان شخصون کے جنکے نام جایداد وقف ہوا اور ان کے اہل خاندان کے

س ۳ - جس خاندان مین جایداد وقف کیجاے منجملہ اہل کے ذکور کو بہ نسبت اناث کے مساوی حصہ ملتا ہے یا زیادہ +

ذکور و اناث کا حصہ جایداد وقف مین مساوی ہوتا ہے

ج ۳ - جایداد وقف مین بیٹے اور بیٹیون کا حصہ مساوی ہوتا ہے الا شرط یہہ ہے کہ منافع مذکور صرف اولاد ذکور سے متعلق کر دیا گیا ہو عالمگیری کے باب دوم مین ایک فقرہ سراج الدین وہاج سے اسطور پر منقول ہے کہ اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ میرے اپنی جایداد اولاد نسبی ذکور و اناث کے نام وقف کی تو اولاد اسکی بلا لحاظ دختر و پسر ہونیکے حصہ مساوی پانے کی مستحق ہوگی +

مقدمہ ۹

س - جایداد وقف کا سجادہ نشین مر گیا اور اسکا ایک مرید جانشین ہوا ایسی صورت مین صرف یہی مرید کل ترکہ متوفی کے پانیکا مستحق ہوگا یا اور بھی مرید جایداد مذکور کے انتظام مین مداخلت کر سکتے ہین +

وراثت سجادہ نشینی

ج - جایداد وقف کا انتظام غیر عما حاکم وقت سے متعلق ہوتا ہے اسپر دعوی وراثت کا نہین پہنچتا اور نہ وہ بذریعہ ہبہ وغیرہ کے منتقل ہو سکتا ہے : متوفی نے جو ایک مرید کو اپنا سجادہ نشین نامزد کیا اس سے صرف امور دینی کا متعلق کیا جانا بلا لحاظ امور دنیوی کے تصور کرنا چاہیے اور اس صورت خاص مین شخص متوفی کا قائم مقام وارث جایداد متصور نہین ہو سکتا کیونکہ کوئی ایسی وجہ موجود نہین ہے جسکی بنا سے سجادہ نشین مذکور کو وراثت کا استحقاق حاصل ہو - اور اگر حاکم عصر حق وراثت جایداد وقف کے نسبت جانتا

رکھے تو سند جدید جاری ہونی چاہیے تاکہ جملہ ورثا بقدر اپنے حصص کے متمتع ہوسکین +

مقدمہ ۱۰

س - ایک شخص جو جایداد وقف پر بحیثیت ورثی کے قابض تھا بغیر مقرر کرنے اپنے جانشین کے مرگیا اور اسکی وفات کے بعد ایسے بیٹے جایداد مذکور کی بابت بذریعہ حق وراثت کے دعویدار ہوئے ایسی حالت مین یہہ جایداد ایسے وارثون مین تقسیم ہوسکتی ہے یا نہین اور اگر نہین ہوسکتی تو منافع کا اہتمام کس سے متعلق ہونا چاہیے اور متولی متوفی کے بیٹون کو استحقاق تولیت مساوی پہنچتا ہے یا صرف ایک کو -

وراثت متولی

ج - جایداد وقف سے وراثت کا استحقاق متعلق نہین ہوسکتا لہذا متوفی کے بیٹون نے جو وراثت کا دعوی پیش کیا ہے وہ محض ناقابل منظوری ہے اور چونکہ متولی بغیر نامزد کرنے تولیت کے اپنے کسی بیٹے کے نام مرگیا لہذا حاکم عصر یا قاضی کو بحیثیت سرپرست متوفی کے ایک یا دو کو بشرط ضرورت متولی مقرر کرنیکا اختیار ہے لیکن ان مین سے جو شخص متولی مقرر کیا جاے اسکا لیاقت ہونا ملحوظ رہے اور اگر اس باب مین سب بیٹے مساوی ہون تو جو عمر مین بڑا ہو وہ مستحق متصور ہوگا +

دسوان باب

نظائر متعلقہ مطالبات وکفالت

مقدمہ ۱

س - ایک شخص جو مقروض تھا مرگیا اور اوس کے وارثون نے بوجہہ زائد ہونے مطالبہ قرضہ بہ نسبت ترکہ کے ایک دست آویز مشعر لادعوی وراثت لکھدی اور مداخلت جایداد سے دست بردار ہوگئے چنانچہ یہہ امر ثابت ہے پس ایسی حالت مین جن شخصون سے قرضہ پہلے لیا گیا انکو بمقابلہ قرضخواہان مابعد کے ترجیح ہونی چاہیے یا نہین اور رباب اداکرنے زر قرضہ دست آویزی اور غیر دست آویزی کے کچھہ فرق ہے یا نہین اور قرضہ دست آویزی کے قرضخواہ کو مطالبہ غیر دست آویزی کے دائن پر کسی صورت مین ترجیح ہے یا متوفی کی جایداد کل قرضخواہونکو بلا لحاظ تقدیم وتاخیر کے ملیگی +

قواعد درباب تقسیم ترکہ شخص معروض بنظر اداکرنے مطالبہ قرضخواہان مختلف القسم +

ج - اگر متوفی کا ترکہ اسکے اور جملہ مطالبات جایز کے مکتفی نہو اور چند قرضخواہ ہون تو کل قرضخواہ بقدر اپنے اپنے مطالبہ کے ترکہ سے حصہ پانیکے مستحق ہین یعنی جس شخص کے مطالبہ کی مقدار کثیر ہو وہ زیادہ پائیگا اور جسکی قلیل ہو وہ کم - جب مطالبات کی مقدارین تفاوت ہو تو مساوات پر لحاظ نہوگا بلکہ دست آویزی یا غیر دست آویزی ہونا مطالبہ یا ماقبل یا مابعد لیا جانا اسکا کسی قرضخواہ کے استحقاق کی نسبت موثر نہوگا اور فرق صرف یہہ ہے کہ جو قرضہ بحالت بیماری یا قریب المرگ ہونیکے لیا جانا تسلیم کیا جاتا ہے اسکا اداکرنا تا ابقاء اوس قرضہ کے ملتوی رہنا چاہیے جو متوفی نے حالت صحت مین لیا ہو +

مقدمہ ۲

س - ایک شخص کو اکتالیس روپیہ اپنے بھتیجے کے دینے تھے اور اسکی کل جایداد بقدر دس بیگہ اراضی کے تھی اس نے قریب المرگ ہونیکے وقت

بحالت صحت حواس یہہ وصیت کی کہ دُہائی بیگہ اراضی واسطے ادائے قرضہ مذکور کے علیحدہ کردیجیے اور بقیہ ساڑھے سات بیگہ اس نے اپنی زوجگان کے نام بابت دین مہر کے ہبہ بالعوض کے ذریعہ سے منتقل کردی اور دست آویز انتقال حسب ضابطہ دستخط سے مصدق ہوئی لیکن قرضخواہ مذکور اوس دست آویز کی تحریر مین شریک نہین ہے اور شخص مذکور چند گھنٹہ بعد تحریر دست آویز کے مرگیا چونکہ مضمون ایسی دست آویز کا قرضخواہ کی نسبت مضر ہے لہذا وہ شرعاً قابل بحالی ہے یا منسوخ ہونا چاہیے ✦

قرضدار اپنے قریب المرگ ہونیکے وقت اپنی جایداد منتقل کیے اور بقیہ دُہائی بیگہ واسطے ادا مطالبہ قرضخواہ کے علیحدہ کردیے اور بعد تحریر کرنیکے اس مضمون کی دست آویز کے اس نے وفات پائی ایسی صورت مین اگر وہ جایداد جو ادا قرضہ کے واسطے علیحدہ کردی گئی ہے کافی نہو تو دست آویز ہبہ بالعوض نوشتہ متوفی شرعاً جائز نہوگی بلکہ اراضی کا بیع ہوکر زرثمن اسکا قرضخواہان اور زوجگان متوفی کے باہم بقدران کے مطالبات کے تقسیم ہونا چاہیے ✦ †

مرہن کو اختیار ہے کہ جایداد مرہونہ بیچے بعد وفات دائن کے اپنا مطالبہ وصول کرے

مقدمہ ۳

س - ایک شخص کے ذمہ کچھ قرضہ تہا اور اسکے ادا کرنیکے واسطے جایداد کفایت نہ تہی نابردہ نے ایک زوجہ چھوڑکر وفات پائی اور زوجہ نے اس کی وفات کے بعد بمجملہ ترکہ کے دعوی دین مہر پیش کیا اور اور قرضخواہ بہی واسطے ادا قرضہ کے اوسی ترکہ سے دعویدار ہین ایسی صورت مین شرعاً کسطور پر عمل ہونا چاہیے ✦

ج - اگر متوفی کا ترکہ واسطے ادا مطالبات کل دعویداروں یا قرضخواہون کے کفایت نہو تو ان مین ترکہ بحصہ رسدی تقسیم ہونا چاہیے اور شرع مین درمیان دین مہر یا فتنی زوجہ اور قرضہ دیگر قرضخواہون کے کچھ امتیاز نہین ہے بلکہ ہر قسم کا قرضہ جو بحالت صحت لیا گیا ہو جائز ہے الا مرہن یا اس شخص کا مطالبہ جسکے پاس متوفی کی جایداد مرہون یا مکفول ہو مرجح ہے اور انکو اختیار ہے کہ اپنے مطالبہ کو بمجملہ اس جایداد کے جو ان کے قبضہ مین ہو وصول کرین بعد ازان جو کچھ زر فاضل باقی رہے وہ اور دعویدارون مین تقسیم ہونا چاہیے یہہ رائے مطالب کافیہ اور دیگر کتب فقہ کی ہے ✦ ‡

مقدمہ ۴

س - ایک مسلمان نے قریب المرگ ہونیکے وقت ایک شخص کو اپنے اطفال نابالغ ولی اور مکانات اور اراضیات وغیرہ جایداد

† شرع کا ایک مسئلہ یہہ ہے کہ ادا کرنا قرضہ کا وصیت پر مقدم ہے اور تسلیم کرنا قرضہ یا فتنی کسی وارث کا بمنزلہ وصیت کرنے جایداد کے ہے چنانچہ اس صورت خاص مین متوفی پر واجب ہونا قرضہ زوجگان کا کہ وے ایکے وارث ہین اپنے ذمہ قبول کیا پس اقرار خاص جو متوفی کی جانب سے انکی نسبت ہوا مفید نہین ہے بلکہ وے بشمول اور قرضخواہون کے حصہ رسدی متوفی کے ترکہ سے پانیکی مستحق ہین اگر اسطرحکا اقرار بہ نسبت اشخاص اجنبی کے عمل مین آیا ہوتا تو بہی اسطرحکا انتقال بالوصیت مفید ہوتا اور نہ ادا قرضہ کی نسبت کچھ ترجیح ہوتی کیونکہ جو انتقال جایداد کا بحالت قریب المرگ ہونیکے عمل مین آتا ہے وہ داخل وصیت ہے اور وصیت کا نفاذ ترکہ کے ایک ثلث سے زائد کی نسبت نہین ہوسکتا اور اجرا وصیت تا ادا ہونے قرضہ کے ملتوی رہنا چاہیے - اصول وصیت فروع ✦ ‡ اصول مطالبات وکفالت وغیرہ ✦

مہتمم نامزد کیا شخص مذکور نے کچھ روپیہ اطفال کی نابالغی مین واسطے بقایا رمالگذاری سرکار کے جو جایداد کے ذمہ تھی قرض لیا اور بحالت نابالغی اطفال کے قرضہ دائن کو ادا نہین کیا گیا پس سوال یہہ ہے کہ اگر بعد بلوغ نابالغان کے دائن اپنا مطالبہ اون پر اور اون کی ولی پیش کرے تو وہ اپنا قرضہ ولی سے پاویگا یا نابالغان سے ۔

قرضہ جو ولی نے ضروری کے واسطے لیا ہے

ج ۔ اگر حسب حالات مظہرہ سوال کے دائن اپنے قرضہ کا مطالبہ نابالغون سے کرے اور یہہ ثابت ہو کہ قرضہ مذکور ولی نے بلا کسی فریب یا بغیر کسیطرح کے بدعہدی کے لیا تھا تو وہ نابالغون سے وصول کیا جائیگا ۔ کتب فقہ مین لکھا ہے کہ جو قرضہ واسطے خورد و پوش اور بنظر اوار مالگذاری سرکار زمگی کسی علاقہ کے بمنجانب نابالغون کیلیے وہ جائز اور صحیح ہے کیونکہ ولی بنظر مفاد نابالغ اور حفظ جایداد کے قرضہ لیتا ہے اور وہ نابالغی کی ضروریات مین صرف کیا جاتا ہے چونکہ زر یافتنی قرض خواہ لڑکون کی نابالغی مین ادا نہین ہوا اور وے اب بالغ ہو گئے ہین لہذا قرضہ مذکور جایداد و پسران مذکور سے کہ وہ بالفعل ان کے قبضہ مین ہے ادا ہونا چاہیئے ۔ †

مقدمہ ۵

زوجہ اور ورثہ

س ۔ ایک شخص نے ایک جایداد اراضی کے مالک کی زوجہ اور بیٹے کے نام بابت جزو جایداد متروکہ متوفی بغرض ایصال مطالبہ کے نالش دائر کی اور نے عذر کیا کہ میرے شوہر نے مجھکو اپنی حیات مین بعوض مہر کے اپنی کل جایداد پر قابض کر دیا ایسی صورت مین کل جایداد کو دین مہر کے لیئے نامزد کیا جاوے یا دین مہر کا مطالبہ شامل اور قرضہ کے منصور ہونا چاہیئے

قرضہ جسکی نسبت قریب المرگ ہونے کی حالت مین اقبال کیا جاوے

ج ۔ دین مہر کا دعوی مثل دیگر مطالبات کے تصور کیا جاتا ہے اور ادا کرنا اسکا ترکہ متوفی سے حسب ترتیب چاہیئے الا جس قرضہ کی نسبت متوفی نے قریب المرگ ہونیکے وقت اقبال کیا ہو اور واقعی ہونا اسکا متحقق نہو وہ قبل ادا دیگر مطالبات کے ادا کیا جائیگا لیکن اگر مسئلہ حالات شبہ اسمقدمہ کے جایداد زوجہ کو دیگئی اور وہ اپنے شوہر کی حیات مین اوسپر قابض ہو گئی تو ایسی جایداد پر ترکہ متوفی کا اطلاق درست نہین ہے اور نہ اس سے بطور ترکہ استفادہ ہو سکتا ہے ۔

مقدمہ ۶

س ۔ دو شخصون نے قرضہ کی بابت ایک دست آویز بالاجمال تحریر کی اور ان مین سے بعد ازان ایک مر گیا پس کل قرضہ کی القائم ہے وجہ الادا یا نہین

ج ۔ اگر بمجملہ نویسندگان دست آویز اجمالی کے ہر شخص قرضہ سے مستفید ہوا ہو تو کل قرضہ کا دعوی صرف شخص حی القائم کے ذمہ نہین پہنچ سکتا بلکہ وہ صرف بقدر نصف حصہ کے ذمہ دار ہوگا چنانچہ در الجواہر کے باب قرضہ مین اس مسئلہ کی تائید مین ایک حوالہ مرقوم ہے ۔

مقدمہ ۷

س ۔ زید و بکر نے ایک دست آویز پر جو عمرو و خالد نے تحریر کی بحیثیت ضامنان اس اقرار پر دستخط کر دیئے کہ زید و بکر نے جو روپیہ قرض لیا ہے وہ حسب اقساط مندرجہ دست آویز ادا کیا جائیگا بسبب خلاف ورزی معاہدہ کے قرضخواہ نے زید و بکر و عمرو و خالد پر نالش دائر کیے دگری بالاجمال حاصل کی اور بکر اور عمرو و خالد روپوش ہو گئے لیکن زید نے اجرا یدگری مین گرفتار ہو کر کل زر قرضہ دائن کو ادا کر دیا اور اس بوسیلہ کے وصول کے واسطے اب نامبردہ نے وارثان بکر پر کہ وہ ضمانت مین اسکا شریک تھا اور بالفعل مر گیا اور عمرو اور خالد پر نالش بالاجمال دائر کی ایسی صورت مین نالش ضامن کی جسنے قرضہ ادا کر دیا ہے دوسرے ضامن اور اصل دائنان پر بالاجمال قابل سماعت ہے یا نہین اور

† اصول مطالبات و کفالت دفعہ ۶ ۔

دعوی اسکا بمقابلہ دوسرے ضامن کے وارثون کے شرعاً جائز ہوگا یا نہین اور اگر دوسرے ضامن یا اسکے قائم مقامان کی نسبت باوصف موجود ہونے اصل دائنان کے جائز تصور کیا جاے اور ضمانت نامہ مین تصریح اس امر کی ہو کہ ہر ضامن کسقدر مطالبہ کا ذمہ دار ہوگا تو ضامن ثانی یعنی بکر سے کسقدر قرضہ لیا جائیگا اور اصل مدیونان عمرو وخالد سے کسقدر ۔

ج - یہہ نالش ابتدا زید یعنی اس ضامن کی جینے زر قرضہ ادا کیا ہے بمقابلہ خالد وعمرو کے قابل سماعت ہے مگر شرط یہہ ہے کہ وارثون نے مورث کے ترکہ سے کچھہ روپیہ وصول کیا ہو پہلے اصل دائنان ذمہ دار قرضہ ہونگے اور درصورت ان کی عدم استطاعت کے نصف قرضہ زید کو ادا کرنا چاہیے اور نصف بکر کے قائم مقامون کو بشرطیکہ قائم مقامان مذکور نے کچھہ ورثہ پایا ہو - حکم شرع یہہ ہے کہ جب دو شخص کسیکی طرف سے بالاجمال ضامن ہون تو جسقدر روپیہ ایک ضامن ادا کرے اوسکا نصف دوسرے ضامن سے وصول ہونا چاہیے اور کل قرضہ اصل دائن سے واجب الوصول ہوتا ہے کیونکہ جو کچھہ روپیہ ایک ضامن ادا کرتا ہے وہ بلا التعین بمقدار دونون کے ذمہ عائد ہوتا ہے اگر منجملہ دو ضامنون کے ایک کل قرضہ ادا کرکے دوسرے ضامن پر نصف قرضہ کے وصول کا دعوی کرے اور بعد ازان دونون ضامن اصل دائن پر بالاشتراک نالش کرین تو یہہ بمنزلہ اس امر کے تصور کیا جائیگا کہ گویا دونون ضامنون نے ابتدا ً متفق ہوکر اصل دائن کا قرضہ ادا کیا یعنی ایک نے اصالتاً اور دوسرے نے مختارتاً - چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ جو کچھہ روپیہ منجملہ دو ضامنون کے ایک ضامن ادا کرے وہ بلا التعین بمقدار دونون کے ذمہ عائد ہوتا ہے اور جو شخص ادا کرے وہ دوسرے ضامن سے نصف پانیکا مستحق ہوتا ہے اور چونکہ یہہ روپیہ دائن کی جانب سے ادا ہوتا ہے تو دونون ضامن دائن سے اس کل روپیہ کے پانیکے مستحق ہوتے ہین جو اونہون نے بالاشتراک یعنی ایک نے خود اور دوسرے ضامن نے اپنے قائم مقام کے ذریعہ سے ادا کیا ہو لیکن اگر ضامن کو قبل دائر کرنے دعوی دوسرے ضامن کے نام دائنان سے قرضہ وصول ہوسکتا ہو تو اوسکو چاہیے کہ کل قرضہ انہین سے وصول کرے چنانچہ فتاوا عالمگیری مین مرقوم ہے کہ اگر ایک ضامن بغیر مشورت کرنے مطالبہ نسبت دوسرے ضامن کے اصل دائن سے زر قرضہ وصول کرسکتا ہو تو وہ مجاز ہے کہ تمام وکمال ہزار روپیہ اصل دائن سے وصول کرے † ۔

ذکر اس صورت کا کہ بحالت موجود ہونے دو ضامنون کے صرف ایک سے کل قرضہ وصول کرلیا جاے ۔

ذکر اس صورت کا کہ منجملہ دو ضامنون کے ایک ضامن قرضہ ادا کرکے نصف اوسکا دوسرے ضامن سے وصول کرے ۔

مقدمہ ۸

س - صورت مقدمہ یہہ ہے کہ قاضی کے محکمہ مین چند دست آویزات کی نقلین پیش ہوئین یعنی ایک نقل اقرارنامہ نوشتہ مدعا علیہ مورخہ ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۰ ہجری اور نقل اقرارنامہ نوشتہ انوپ سنگھہ مورخہ ماہ وسنہ الیہ اور نقل اس اقرارنامہ کی جو مدعی وغیرہ نے مدعا علیہ کے نام اس مضمون سے تحریر کیا کہ اگر زر قرضہ محاصل سے ادا نہوگا تو بتہ دوبارہ لکھا جائیگا اور از رو ے ان دست آویزات کے قاضی سے استفسار کیا گیا کہ یہہ معاملہ بغرض لینے سود ناجائز کے بصورت رہن متصور ہوسکتا ہے یا نہین ۔

ذکر اس صورت کا کہ جایداد بنظر ادا ے مقدار معین قرضہ کے رہن کیجاے ۔

ج - تینون دست آویزات کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نویسندگان بتہ نے جنکا ذکر سوال مین ہے بابت منافع ایک جایداد خاص کے بتہ من ابتدا سنہ ۱۲۱۲ ہجری لغایتہ سنہ ۱۲۱۴ ہجری بابت مبلغ ۲ ہزار ۲ سو ۵۰ روپیہ زرپیشگی کے مدعا علیہ کے نام لکھدیا اور واضح ہو کہ روپیہ

† قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ اگر واسطے ادا کرکسی قرضہ کے دو شخص ضامن ہون اور ایک ان مین سے مرجاے تو ضامن جو زندہ ہے کل قرضہ کا ضامن تصور نہین کیا جائیگا - اصول مطالبات وکفالت دفعہ ۴ ۔

از روے تصفیہ حساب بتہ سابقہ کے برآمد ہو کر یہہ معاملہ بصورت رہن واقع ہوا اور یہہ قرار پایا تہا کہ منافع اصل زر قرضہ مین محسوب ہو لیکن مدعا علیہ نے جو بذریعہ بتہ کے قابض تہا اجارہ جایداد کا انوپ سنگہ نام بابت مبلغ ۳ ہزار ۳ سو روپیہ کے کردیا ایسی صورت مین مبلغ ۱ ہزار ۵۰ روپیہ جو علاوہ ۲ ہزار ۲ سو ۵۰ روپیہ کے بابت منافع جایداد مستاجری مرہونہ فاضل برآمد ہوتے ہین انکو داخل سود ناجائز تصور کرنا چاہیے اور مسلمان کے لیئے سود کا صریحاً یا خفیاً لینا ناجائز و ممنوع ہے ۰ †

مقدمہ ۹

س - ایک شخص نے اپنی جایداد اراضی بابت قرضہ تعدادی ۱۲ ہزار روپیہ کو رہن رکہی بعدہ راہن و مرتہن نے حساب کا تصفیہ کیا اور اوسکی رو سے ۲ ہزار روپیہ راہن کے ذمہ باقی نکلا چنانچہ راہن نے بنظر ادا ارز باقی کے ایک اقرارنامہ اپنے ضامن کے نام تحریر کرکے قابض کرانا ضامن کا اراضی پر اس شرط سے قرار دیا کہ ضامن زر باقی ادا کردے لیکن مرتہن نے رہن نامہ راہن کو واپس نہین کیا اور باوجود تحریر ہونے اقرارنامہ کے راہن جایداد پر قابض نہا اور نہ مرتہن اور راہن نے قبل ادا کرنے قرضہ ۲ ہزار روپیہ کے اپنا حق و مرافق جو جایداد مرہونہ مین واقع تہا بذریعہ ہبہ اپنے بیٹون کے نام منتقل کردیا اور ان کے نام ایک ہبہ نامہ لکہدیا ایسی صورت مین باوجود ادا ہونے زر باقی یا فتنی کے یہہ شرعاً صحیح ہے یا نہین

ج - راہن کو بغیر عمل مین آنے انفکاک رہن اور رضامندی مرتہن کے جایداد کے ہبہ کرنیکا اختیار نہ تہا حالانکہ اقرارنامہ سے یہہ نہین پایا جاتا کہ انفکاک رہن عمل مین آیا یا مرتہن نے ہبہ کی نسبت رضامندی ظاہر کی پس اقرارنامہ سے صرف یہی استنباط ہوسکتا ہے کہ مرتہن کو یہہ منظور تہا کہ اگر ضامن اراضی مرہونہ پر قابض رہکر اسکے محاصل سے ۲ ہزار روپیہ یا فتنی اپنا بذریعہ قسطبندی کے وصول کرتا تو مرتہن کو انفکاک رہن منظور ہوتا اس سے کالعدم ہونا رہن کا لازم نہین آتا بلکہ وہ نافذ ہے فقہ کی کتابون مین لکہا ہے کہ اگر راہن و مرتہن عمل مین آنا انفکاک رہن کا باخود ما قرار دین تو بہی رہن بدستور قائم رہتا ہے الا اس صورت مین کہ مرتہن بوجہہ انفکاک رہن کے قبضہ شے مرہونہ سے دست بردار ہوا اور ایسی صورت مین معاہدہ فسخ ہوجاتا ہے اب یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ زمانہ تحریر اقرارنامہ محولہ بالا سے نہ مرتہن کو جایداد مرہونہ پر قبضہ حاصل ہوا اور نہ ضامن کو اور اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ جایداد راہن کے قبضہ مین رہی اور اوس نے ضامن کو اوسپر قابض نکرایا اور نہ مرتہن کا قبضہ بدستور رہنے دیا اگر یہہ ثابت ہو کہ انفکاک رہن فی الواقع ہوگیا اور مرتہن نے جایداد مرہونہ راہن کو واپس

رہن کی کسی صورت مین صحیح ہونیکے لیئے ضروری ہے کہ انفکاک رہن عمل مین آیا ہو جایداد مرہونہ راہن کے قبضہ مین آگئی ہو اور راہن نے زر رہن ادا کردیا ہو

† یہہ نالش اسلیئے زر فاضل اس قرضہ کے دائر ہوئی جسکو مدعا علیہ نے اراضی مدعی سے وصول کرلیا تہا اور اس مقدمہ کی نسبت سود کا اطلاق ہونا ناجائز معلوم ہوتا ہے خصوص اس وجہہ سے کہ مدعا علیہ کو کسیطرح کا خطرہ نہ تہا کیونکہ مدعی کی جانب سے یہہ اقرار ہوا تہا کہ اگر اندر میعاد مشروطہ دست آویز کے قرضہ منافع سے ادا نہو تو بتہ کی تجدید عمل مین آئیگی اور یہہ مسئلہ شرع کا معروف ہے کہ لینا سود کا قطعی ممنوع ہے اور جو شخص علاوہ زر اصل قرضہ کے کسیطرح کا منافع لیتا یا دیتا ہے وہ گنہگار تصور کیا جاتا ہے لیکن رواج مین اس مسئلہ پر چندان عمل نہین کیا جاتا اور حال کے اہل فتہ نے تو یہان تک لکہا ہے کہ لینا سود کا اس شخص سے جو مسلمان نہو ناجائز نہین ہے مگر بنظر استعمال یہہ امر ضعیف ہے کیونکہ اگر سود کی بابت بالتخصیص شرط ہوئی ہو یا مطالبہ سود کا واجب ہو تو میری رائے مین باوجود امتناع شرع کے حاکمان عدالت سرکاری کو ایسی نالش مین جو فیمابین مسلمانون کے دائر ہو سود دلانے مین تامل نہوگا +

کردی تو ایسی حالت مین رہن باطل اور ہبہ کامل ہے اور اگر راہن بغیر مرضی مرتہن کے قابض ہو گیا تو بہہ اسکی مداخلت بیجا ہے اور اس فعل سے رہن ناجائز اور ہبہ جائز متصور نہین ہو سکتا چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جایداد غیر منشر کہ تخصیص و تصریح رہن کرے اور ایجاب عمل مین آئے تو معاہدہ کامل اور واجب التعمیل تصور کیا جاتا ہے اور جب تک مداخلت واقعی وقوع مین نہ آئے راہن کو اپنے معاہدہ پر قائم یا اس سے دست کش ہونیکا اختیار ہے پس چونکہ معاہدہ کی تکمیل اس صورت پر ہو جاتی ہے لہذا راہن کا استحقاق ثابت ہے اور اگر راہن جایداد مرہونہ کو کسی اور شخص کے نام ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کرے تو ایسا فعل ناجائز ہے کیونکہ وہ بغیر زائل کرنے استحقاق مرتہن کے نافذ نہین ہو سکتا اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ اگر راہن بذریعہ مداخلت بیجا کے مرتہن کو بیدخل کرے تو رہن بدستور نافذ رہتا ہے کیونکہ اس وجہہ سے معاہدہ کی تنسیخ لازم نہین آتی اور نسخہ مذکور الصدر مین لکہا ہے کہ اگر راہن شیئے مرہونہ کو بیع کرے اور بعد اس کے وہی شیئے کا بیع ثانی بغیر رضامندی مرتہن کے کسی اور شخص کے نام وقوع مین آئے تو منجملہ ان دونون معاہدون کے صرف وہی معاہدہ جائز ہو گا جسکو مرتہن تسلیم کرے کیونکہ جب بیع اولی مرتہن کی رضامندی پر موقوف ہے تو بیع ثانی کی نسبت بہی صورت ہو گی پس اگر مرتہن کو منظور ہو تو دوسرے بیع کو تسلیم کرے اگر راہن پہلے شیئے مرہونہ کو حسب تصریح بالا بیع کرکے اسکا اجارہ دوسرے شخص کو دیدے یا اسکو دوبارہ بیع کرے اور مرتہن اسطرح کے اجارہ یا ہبہ یا رہن کو تسلیم کرے تو بیع جو قبل اجارہ یا ہبہ یا رہن کے ہوا جائز ہے فرق دونون صورتون مین یہہ ہے کہ جب ایک بیع کے بعد دوسرا بیع عمل مین آتا ہے تو مرتہن کہ اسکا استحقاق زر ثمن سے متعلق ہوتا ہے دونون بیع سے ایک کو مستحکم قرار دیکر فائدہ اوٹہا سکتا ہے اور جس بیع کو نامبردہ تسلیم کرے وہی جائز ہے خلاف ایسکے ہبہ یا ہبہ کی صورت مین مرتہن کو کچہہ فائدہ نہین ہو سکتا کیونکہ ایسی صورت مین اسکا استحقاق بابت معاوضہ شیئے مرہونہ کے ہوتا ہے نہ بابت ایسکے ماحصل کے پس اگر مرتہن ان دونون معاملات سے کسی معاملہ کو تسلیم کرے تو اس سے رضامند ہونا نامبردہ کا نسبت زائل ہونے اپنے استحقاق کے مفہوم ہوتا ہے اور بیع سابق جسکا جواز بلحاظ استحقاق نامبردہ کے اسکی رضامندی پر موقوف تہا جائز تصور کیا جاتا ہے اس مسئلہ سے ظاہر ہے کہ اگر مرتہن ہبہ کیا ہوا شیئے مرہونہ کا کسی شخص ثالث کے نام تسلیم کرے تو ایسی تسلیم سے زائل ہو جانا ایسکے استحقاق کا مفہوم ہوتا ہے پس اگر اس مقدمہ خاص مین مرتہن نے رضامندی اپنی نسبت ہبہ شیئے مرہونہ کے ظاہر کی تو ہبہ جائز اور رہن باطل ہے چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ اگر راہن قرضہ کا ایک جزو ادا کرے تو بہی مرتہن کو تا وصول ہونے زر باقی کے شیئے مرہونہ پر قابض رہنے کا اختیار ہے علی ہذا القیاس اگر راہن و مرتہن برضامندی طرفین معاملہ رہن کو فسخ کرین تاہم باوجود اس امر کے بہی مرتہن کو تا وصول ہونے زر قرضہ یا بری الذمہ قرار دینے راہن کے شیئے مرہونہ پر قابض رہنا اختیار ہے †

ماخذ متعلقہ مسئلہ کفالت در رہن ۔

مقدمہ ۱۰

س ۱ - ایک شخص کے ذمہ زوجہ کا دین مہر تہا مر گیا ایسی صورت مین زوجہ کو بجز ترجیح متوفی کے اور وارثون کے ایسکے ترکہ منقولہ پر بابت مہر کے مطالبہ پہنچتا ہے یا نہین ۔

زوجہ کا مطالبہ دین مہر کے متوفی کے ترکہ پر پہنچتا ہے ۔

ج ۱ - اگر متوفی کے اور وارث زوجہ کا دین مہر ادا کر دین تو زوجہ کو بجز اپنے حصہ شرعی کے شوہر کے ترکہ پر کچہہ دعوی نہین پہنچتا

† بنظر توضیح مسائل ہذا کے اصول قرضہ کی دفعہ ۴ الغایت ۲۰ ملاحظہ کیجاوے ۔

لیکن اگر وارثان مذکور دین مہر ادا نکریں تو زوجہ کا دعوی مہر کی بابت شوہر کے ترکہ پر عام اس سے کہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ مقدم ہوتا ہے اور جسقدر جایداد بعد ادا ردین مہر زوجہ کے باقی رہے وہ باہم ایسکے اور وارثان کے حسب حصص وراثت کے تقسیم ہونی چاہئے

س ۲ - ایک وثیقہ مقرری یعنی پٹہ استمراری مفتی کے روبرو پیش ہوا اور ان سے دریافت کیا گیا کہ دست آویز مذکور جائز ہے یا نہین اور اگر جائز ہے تو معاند ار نویسندہ دست آویز کی جائداد پر بذریعہ ایسکے قابض ہونیکا مجاز ہے یا نہین ٭

اگر واسطے ادا کرنے قبضہ دینگی نویسندہ پٹہ کے پٹہ تحریر ہو تو وہ ناجائز ہے

ج ۲ یہہ سند مقرری ناجائز ہے کیونکہ ایسکے مضمون سے مستنبط ہوسکتا ہے کہ وہ مثل پٹہ کے ہے اور بابت معاوضہ اس پٹہ کے یہہ شرط ہوئی ہے کہ معاند ار یعنی مستاجر نویسندہ پٹہ کا قرضہ ادا کرے - شرع کی رو سے ایسطرح کا پٹہ ناقص متصور ہوتا ہے اور اگر شرط پٹہ جائز تصور کیجاے تو بھی پٹہ صرف نویسندہ کی حیات تک قائم رہیگا ٭

س ۳ - اگر بنظر اتمام حجت یہہ فرض کیا جاے کہ درصورت ادا ہوجانے دین مہر کے اس جایداد سے جو بالفعل مستاجر کے قبضہ مین ہے یا از روے شرائط معاہدہ کے پٹہ بسبب وفات احد المتعاقدین کے غیر نافذ ہوگا تو ایسی صورت مین مستاجر کو اختیار ہے یا نہین کہ جایداد مندرجہ پٹہ پر قابض ہکر حسطور پر مناسب سمجھے قرضہ ادا کرے یا جایداد مذکور زوجہ کے سپرد ہونی چاہیے ٭

اگر دست آویز پٹہ کا نویسندہ قرضدار مرجاے تو بھی جایداد بغرض ادا ہونے قرضہ زوجہ کے ہونی چاہیے ٭ زر فروخت بحصہ رسدی تقسیم ہوگا ٭

ج ۳ - اگر نافذ رہنا پٹہ کا تسلیم کیا جاے اور دین مہر بغیر فروخت کرنے ترکہ متوفی کے ادا نہوسکے تو بھی پٹہ بسبب فروخت ہونے جایداد بغرض ادا مہر کے قایم رہیگا اور زر ثمن سے دین مہر اور اور قرضہ ادا کیا جاویگا اور اگر زر مذکور سے کل قرضدارون کا مطالبہ ادا نہو تو وہ فیمابین زوجہ اور اور قرضدارون کے بحصہ رسدی تقسیم ہوجاویگا مثلا اگر مہر بقدر ۳ سو روپیہ کے اور دیگر قرضخواہونکا دین ۲ سو روپیہ ہو اور جایداد کے فروخت کرنے سے صرف ۵ روپیہ حاصل ہون تو زوجہ کو دین مہر کی بابت ۳ روپیہ اور دیگر قرضخواہونکو ۲ روپیہ ملینگے یہہ صورت بلحاظ فرض کرنیسے اس امر کے ہے کہ جایداد رہن نہین ہے اور اگر جایداد رہن ہے تو پہلے قرضہ رہن ادا ہونا چاہیے اور جو کچھہ باقی رہے وہ باہم زوجہ اور دیگر قرضخواہون کے بحصہ رسدی تقسیم ہوگا ٭ †

† یہہ فتوی پٹنہ کے پروونشل کورٹ کے مفتی نے دیا تھا اور جب یہی سوالات عدالت مذکور کے قاضی سے پوچھے گئے تو اوسکا جواب بھی اسی مضمون سے تفصیل کے ساتھہ پہنچا وہ یہہ ہے ٭

اول مقدار دین مہر کی تصریح بذریعہ تحریر کی ضرور نہین ہے کیونکہ کابین نامجات اور دیگر دستاویز شرعی صرف بنظر یادداشت کسی معاملہ کے تحریر کیے جاتے ہین جو بشرط زبانی متعاقدین کے باہم قرار پاے وہ کافی ہے اور اگر مقدار دین مہر کی نسبت تنازع ہو تو جسقدر دین مہر کا شوہر کی جانب سے تعین ہونا از روے دو گواہون مجاز کے ثابت ہو اسکے مطابق مہر قرار دینا چاہیے اور اس صورت مین شرعا دعوی ثابت ہوگا ٭

دوم چونکہ یہہ دعوی مہر کا ہے لہذا الیفار اسکا دعوی وراثت پر مقدم ہے انکار وارثون کا مفید نہین ہے اور شوہر کی کل جایداد منقولہ یا غیر منقولہ سے پہلے ادا کرنا دین مہر کا لازم ہے ٭

سوم ۱۰ سالہ سند مقرری سے فی الواقع معاہدہ پٹہ مراد ہے اور جس پٹہ مین میعاد کثیر یا قلیل قرار دیا گیا ہے وہ صحیح و جائز نہین ہے اور چونکہ پٹہ استمراری مین کوئی شرط خاص مندرج نہین ہے لہذا بسبب نہونے ایسی شرط کے پٹہ شرع کی رو سے ناقص و واجب التعمیل نہین ہوسکتا

اور اگرچہ دست آویز مین لکھا ہے کہ پٹہ من ابتدا سنہ ۱۲۶۰ سو برس تک جاری رہیگا اور سو برس کی میعاد کثیر قرار دیجا سکتی ہے لیکن اسمین یہ بھی لکھا ہے کہ وہ تا بقاء نسل بدستور موروثی متصور ہوگا اس سے واضح ہے کہ استمراری ہونا اسکا صریح مقصود ہے اور اسطرح کی شرط خلاف تعین میعاد کیے ہے اور بالفعل کچھ میعاد باقی نہین ہے اور اگر یہ تسلیم کیا جاے کہ سو برس کی میعاد جو دست آویز مین درج ہے ہنوز نافذ ہے تو بھی وہ صرف تعین حیات متعاقدین کیے قایم رہ سکتی ہے چونکہ یہ معاملہ پٹہ کا ہے لہذا اختتام اسکا بسبب وفات احد المتعاقدین کیے وقوع مین آتا ہے کیونکہ اس امر کی نسبت شرع مین صاف لکھا ہے کہ اگر احد المتعاقدین یعنی نویسندہ پٹہ یا مستاجر وفات پاے تو پٹہ ختم ہو جاتا ہے ایسی صورت مین اس جایداد کو جسکا اجارہ دیا گیا داخل ترکہ متوفی تصور کرنا چاہیے اور اس سے ادا ہونا دین مہر کا لازم ہے ۔

چہارم چونکہ شرع کی رو سے پٹہ کا معاہدہ بسبب وفات نویسندہ کے ختم ہو جاتا ہے لہذا مستاجر پر ادا کرنا دین مہر کا واجب نہین ہے اور نہ وہ اس کا مجاز ہے پس اراضی مندرجہ پٹہ نویسندہ پٹہ کے زوجہ کو جو اوسکی وارثہ اور قرضخواہ ہے ملنی چاہیے ۔

گیارہوان باب

نظائر دعاوی وامور متعلقہ عدالت

مقدمہ ۱

س - ایک شخص کے قبضہ سے اسکے چند غلام جاتے رہے اور اس نے بارہ برس سے زیادہ ان کی بابت دعوی پیش نہین کیا پس جیسے کہ استحقاق اور قسم کی جایداد کا ایسی صورت مین جاتا رہتا ہے ویسے ہی قابض ہونا شخص مذکور کا نسبت غلاموں کے نزیل اسکے استحقاق کا ہو سکتا ہے یا نہین

ج - اگر استحقاق کسی شخص کا غلامون یا کسی قسم کی جایداد منقولہ وغیر منقولہ کی نسبت ثابت ہو تو استحقاق اسکا بوجہ حاصل نہونے قبضہ اوسکے بارہ برس سے زاید یا کم ہو زائل نہین ہو سکتا ۔ †

امتداد زمانہ سے دعوی زائل نہین ہو سکتا ۔

مقدمہ ۲

س - مفتیون کے روبرو ایک مختار نامہ ملاحظہ کے واسطے پیش ہو کر استفسار کیا گیا کہ اسکے ذریعہ سے مختار کو شرعاً استحقاق بیع کا پہنچتا ہے اور اگر پہنچتا ہے تو بعینہا مجات کی تحریر مین کیا بعینہا بطلگی واقع ہوئی اور اگر شرعاً جائز ہو نا ان دست آویزات کا بلحاظ مجاز ہونے مختار کے تسلیم کیا جاے تو سوال یہ ہے کہ بعینہا مہ اور رسید مختار نے حسب طریقہ معینہ شرع کے تحریر کیا یا نہین اور جایداد کا انتقال بذریعہ دست آویزات

† یہہ سوال ظاہرا مطابق قوانین سرکاری کے پوچھا گیا ہے نہ بلحاظ اصول شرع محمدی کے کیونکہ حسب مقتضاے قانون کے دعوی جایداد منقولہ کا درصورت پیدا ہونے بنا مخاصمت قبل بارہ برس تاریخ ارجاع نالش کے مسموع نہین ہو سکتا اور نہ باعث اراضی یا اور جایداد غیر منقولہ کے الا اس صورت مین کہ ناانصافی یا بے ایمانی کا اظہار ہو لیکن اس پچھلی صورت مین بعد گذرنے ساٹھہ سال کے دعوی مسموع نہین ہو سکتا مگر شرع محمدی کے مطابق کسی استحقاق دعوی بلحاظ تمادی ایام باطل نہین ہو سکتا اور ہر دعوی کا تصفیہ بلحاظ اسکی روداد کے ہونا چاہیے ۔ اصول دعاوی دفعہ ۱ وتنبیہ متعلقہ ۔

مذکور کے شرعاً درست ہے یا نہین اور کیا اعتراض وارد ہوتا ہے ۔

واقع ہوا یا نہیں بطلان کا

ج ۔ مختار نامہ مطابق عبارت و مصطلحات شرع کے مرتب نہین ہوا لیکن اسکے مضمون سے مستنبط ہو سکتا ہے کہ جبر سال نراین نے اپنے کل کاروبار کا انصرام بجنا تہہ نراین اپنے بیٹے کے سپرد کیا اور مختار نامہ عام بابت بیع و رہن اور اہتمام اپنے علاقہ کے اسکے نام لکھدیا پس اگر گواہان مجاز سے ثابت ہو کہ جبر سال نراین نے اپنے بیٹے بجنا تہہ نراین کو فی الواقع اہتمام اپنے کل کاروبار داد و ستد کا سپرد کر کے اسکو اجازت کلی واسطے بیع یا رہن یا اور طور پر منتقل کرنے جایداد کے دی تو بجنا تہہ مذکور کو جایداد کے بیع کا اختیار کلی بصورت جائز حاصل ہوگا اور بیعنامہ اور رسید غیر صحیح ہین کیونکہ متن دست آویزات کے مضمون سے مستنبط ہو سکتا ہے کہ خود جبر سال نراین اصل بایع اور نوشندہ دست آویزات تہا اور عبارت مندرجہ ذیل دست آویز اور قاضی کی تصدیق سے واضح ہوتا ہے کہ بیع بذریعہ بجنا تہہ اسکے مختار کے عمل مین آیا پس ایسی دست آویز کی نسبت فی الواقع رشیقہ شرعی کا اطلاق نہین ہو سکتا لیکن اگر گواہون کی شہادت یا کسی اور ثبوت کے ذریعہ سے ظاہر ہو کہ بیع مختار یا اصل مالک کی جانب سے براست معاملگی ہوا تو وہ شرع کے بموجب صحیح و جائز ہوگا اور دست آویزات مین جو ضابطہ کی غلطیان واقع ہوئی ہین انکا وقوع بسبب نادانیت نویسندہ دست آویزات مذکور کے تصور کیا جا سکتا ہے اور ایسی غلطیان واسطے عدم جواز دست آویز کے کافی نہین ہین ۔ †

مقدمہ ۳

س ۔ ایک شخص نے کنیز خرید کی اور وہ ہنوز بدستور حالت رقیت مین ہے اور اس سے ایک بیٹا اور دختر پیدا ہوئی اور کنیز کی نے دختر کو آقا کی بہن کے سپرد کر دیا چنانچہ دختر مذکور وہان خدمات کنیز ک بجا لاتی ہے اب شخص مذکور اپنی بہن پر بابت دلائے جانے دختر کنیز زر خرید کے دعویدار ہے اور اپنے دعوی کے تائید مین دختر کی ماں کو بطور گواہ پیش کرتا ہے ایسی صورت مین کنیز زر خرید کی شہادت شرعاً قابل منظوری ہے ۔

رق کی شہادت نا قابل منظوری ہے

ج ۔ حالات مظہرہ سوال سے واضح ہے کہ جو عورت گواہ قرار دیگئی ہے وہ کنیز ہے حالانکہ مسئلہ شرع کی رو سے رق کی شہادت قطعاً منظور نہین ہو سکتی پس ان کی شہادت نسبت دختر کے کہ وہ بھی کنیز ہے مقبول نہین ہو سکتی ۔ ‡

مقدمہ ۴

س ۔ عورت لاولد کے شوہر یا باپ کی شہادت ایسے معاملہ کی نسبت جس سے منافع اور فائدہ عورت مذکورہ کا متعلق ہو قابل منظوری ہے یا نہین

اگر شوہر یا باپ کی شہادت مفید ہو تو وہ قابل منظوری ہوگی ۔

ج ۔ جس معاملہ مین عورت کا نفع متصور ہو اسکی نسبت اسکے شوہر یا باپ کی شہادت بنظر ثبوت منظور نہونی چاہیے ۔ §

مقدمہ ۵

س ۔ ایک شخص نے اوسوقت مین جب اسکا سن ۲۰ بیس برس سے بھی زیادہ متجاوز تہا کچھ اراضی بیع کی پس یہہ معاملہ جو ایسی زیادہ عمر مین عمل مین آیا جائز اور اسکے وارثون پر واجب التعمیل ہے یا نہین اور منظری کے ملازمون کی شہادت بنظر ثبوت بیع منظور ہو سکتی ہے یا نہین ۔

† اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۱۰ ۔

‡ ایضاً

§ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۱۱ ۔

ملازم کی شہادت ناقابل تسلیم ہے

ج - اگر بایع بیع کے وقت صحیح الحواس نہا تو معاہدہ بیع بلالحاظ زمانہ تحریر ایسکے وارثون پر واجب التعمیل ہوگا لیکن ملازم کی شہادت جو اقا کیسے مفید ہو ہرگز مقبول نہین ہوسکتی + †

مقدمہ ۶

س - بیان یہہ ہے کہ جب عمدہ بی بی قائم بی بی کی مان کا نکاح غلام حسین خان کیساتھہ ہوا اوسوقت ۷۰ ہزار روپیہ بطور دین مہر قرار پایا اور غلام حسین خان کی زوجہ نے قائم بی بی ایک دختر اور ایک بہائی اور تین بہنین بطور وارث چھوڑکر وفات پائی بعدازان غلام حسین بہی اپنی مان اور قائم بی بی دختر اور دو زوجہ اور دو بیٹے اور تین دختر چھوڑکر مرگیا اور عمدہ بی بی نے اپنے حین حیات دین مہر کا نہ کبہی دعوی پیش کیا اور نہ اس سے کبہی منکر ہوئی ایسی صورت مین غلام حسین خان کے ترکہ پر ایسکے وارث دین مہر کا دعوی کرسکتے ہین یا نہین اور اگر فی الواقع یہہ مہر ہو تو قائم بی بی یعنی دختر عمدہ بی بی کو کسقدر ترکہ پہنچے گا +

ج - ایک عورت گواہ کا اظہار یہ ہے کہ وہ نکاح کے وقت مجلس عقد مین جب ایجاب و قبول عمل مین آیا موجود تہی اور نکاح اوسکے روبرو ہوا اور غلام حسین نے ۷۰ ہزار روپیہ کا مہر عمدہ بی بی کے واسطے معین کیا - اس بیان سے بادی النظر مین واضح ہوتا ہے کہ اس گواہ نے فی الواقع غلام حسین کا اقرار اس باب مین سنا لیکن جب اس سے سوال تردید ہوا تو وہ مظہر ہوئی کہ عروس کی مان وغیرہ ایسکے پاس موجود تہی اور عروس کی مان نے نوشہ کو پیام اس مضمون کا بہیجا کہ ہماری بیٹی کا مہر بقدر ۷۰ ہزار روپیہ کے معین ہونا چاہیے اور غلام حسین نے ذمہ داری اسقدر روپیہ کی قبول کی اور ایجاب و قبول مردون کی مجلس مین عمل مین آیا اور مظہرہ کبہی ایسی مجلس مین حتی کہ وقت نکاح دختران غلام حسین کے موجود نہ تہی - پس ایسے گواہ کی شہادت سے جو بہیجا جانا پیام اور موجود نہونا اپنا مردون کی مجلس مین ظاہر کرتی ہے واضح ہے کہ عروس معاہدہ کے عمل مین آنیکے واسطے مجلس مذکورہ مین نہین آئی علاوہ ایسکے ایسا دستور بہی نہین ہے مگر یہہ قیاس ہوسکتا ہے کہ عورت مذکورہ مکان مجلس عقد کے دروازہ کے پاس گئی اور وہان اوسنے گفتگو سنی ہو چنانچہ دوسرے گواہ کی شہادت سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ خود عورت نے یہہ امر بیان نہین کیا ہے لہذا مجرد فرض کرلینا اوسکا شہادت کیلیے کافی نہین ہے علاوہ ایسکے یہہ عورت عمدہ بیگم کے وارثون سے ہے اور یہہ بیان اوسکا کہ اسکو جایداد مین حصہ پانیکا استحقاق نہین ہے دو صورت ایسکے دعویدار ہونیکے زمانہ آیندہ مین حق وراثت زائل نہین کرتا کیونکہ ایسے بیان سے استحقاق دوسرے شخص کا ایسکے حصہ کی نسبت قائم نہین ہوتا اور اوسپر سرعا دست برداری کا اطلاق نہین ہوسکتا اور اگر ہوتا تو بہی ایسا دست بردار کے تاثیر دست بردار کے نہایت اختلاف رائے واقع ہے اور شہادت ایک اور عورت کی کہ وہ بہی گواہ ہے متناقض ہے علاوہ ایسکے یہہ اقرار اوسکا کہ وہ عمدہ بی بی کی کنیز ہے اوسکی شہادت کو غیر موثر کرتا ہے ‡ اور اگرچہ ایک اور مرد اور عورت مجلس عقد مین موجود نہ تہے لیکن شہادت اونکی اس امر مین کہ اونہون نے مقرر ہونا مقدار دین مہر کا مجلس عقد کے ایک مقام متصل سے سنا صحیح ہے مگر تعداد مذکورہ انکی تعداد مستفسر منہ سے کم ہے اور واضح ہو کہ دست آویز مہر جو دعویدار نے بہ بیان تحریر ہونے ایسکے منجانب غلام حسین کے پیش کی ہے گواہون سے بخوبی ثابت ہے اور طرفانی کو بہی اس سے انکار نہین ہے اور اگر یہہ بہی تسلیم کیا جاوے کہ مہر مشروط مہر مثل سے زائد ہے تو بہی معاہدہ واجب التعمیل ہے

شہادت ایک وارث کی نسبت دوسرے وارث کے

شہادت رد

† اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۱۱ +

‡ اصول دعاوی وغیرہ دفعات ۹ و ۱۰ +

اور فی الحقیقت بعض گواہون کے بیان سے ثابت ہوا ہے کہ اس خاندان کی اور دخترون کو ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ مہر ملتا رہا ہے اور شہادت درباره اقرار غلام حسین کے گو بذاتہ قطعی نہین ہے مگر اس سے ثبوت حاصل ہے اور جعل کا ثبوت نہو سکا پس نتیجہ یہ ہے کہ دین مہر کی مقدار گواہان موجودہ مجلس عقد سے حسب مراد شرع ثابت نہین ہے لیکن دست آویز مہر صحیح و جائز پائی گئی اور اسکی نسبت جو گواہ گذرے ہین اونکی شہادت قابل اعتراض نہین ہے اس دست آویز کے ذریعہ سے عمدہ بی بی کے وارث مستحق بانیے اسکے دین مہر کے منجملہ ترکہ اسکے شوہر متوفی کے ہین اور منجملہ کل دین مہر یعنی ۵۰ ہزار روپیہ کے ۱۸ ہزار ۷ سو ۵۰ روپیہ بابت حصہ اس شوہر کے واجب ہوگا اور قائم بی بی نصف یعنی ۳۷ ہزار ۵ سو روپیہ پائینگی اور بیوہ کے بھائی کو ۷ ہزار ۵ سو روپیہ اور اوسکی تین بہنون سے ہر واحد کو ۳ ہزار ۷ سو ۵۰ روپیہ ملینگے ۔

استحقاق دختر کا بمقابلہ شوہر اور بھائی اور تین بہنون کے ۔

مقدمہ ۷

س ایک شخص نے تین زوجہ چھوڑ کر وفات پائی بڑی زوجہ سے ایک دختر تھی کہ وہ رو برو اپنے والدین کے دو بیٹے اور چار دختر چھوڑ کر مرگئی اور بڑی زوجہ ۶۰ برس سے زیادہ عرصہ تک اپنے شوہر کے ساتھ رہی اور چند سال بعد وفات شوہر بلا وصول کرنے اپنے دین مہر کے فوت ہوئی — دوسری زوجہ سے بھی ایک دختر تھی چنانچہ وہ ہنوز زندہ ہے اور اس مقدمہ مین جو واسطے حصول جایداد موروثی کے دائر ہوا ہے مدعیہ ہے — تیسری زوجہ لاولد مرگئی مالک متوفی کی بڑی زوجہ کی اولاد مین چہ دختر و پسر موجود ہین اور بڑا بیٹا جو مقدمہ مین مدعا علیہ ہے اپنے جواب مین دعوی کی نسبت اول یہہ عذر کرتا ہے کہ جایداد کی کل آمدنی واسطے ادا دین مہر یافتنی بڑی زوجہ کے کہ وہ بقدر ۵۰ ہزار روپیہ کے ہے کافی نہین ہے اور عذر ثانی مدعا علیہ کا یہہ ہے کہ اگر زائد ہونا مالیت جایداد کا مقدار مذکور سے تسلیم کیا جاے تو بھی مدعا علیہ اور اسکے بھائی کو وہ بڑی زوجہ کی دختر کی اولاد سے ہین بسبب موجود نہونے دیگر ذوی الفروض یا عصبات کے علاوہ دین مہر مشروطہ کے ترکہ سے آٹھوان حصہ پانیکے مستحق ہین اور تیسرا عذر مدعا علیہ کا یہہ ہے کہ مدعیہ جو اپنے تئین مالک متوفی کی دوسری زوجہ کی دختر بیان کرتی ہے وہ فی الواقع اسکی نانی کی کنیز کی دختر ہے اور اسکا نکاح کبھی مدعا علیہ کے نانا کے ساتھ نہین ہوا اور اس وجہ سے اسکو جایداد سے کچھ حصہ پانیکا استحقاق نہین پہنچتا لیکن مدعیہ کو اس اخیر بیان کی صداقت سے انکار ہے اور مدعا علیہ نے کچھ ثبوت امر مذکور کا پیش نہین کیا ہے اور نہ اس نے کوئی دست آویز واسطے ثبوت استقدر روپیہ کے جسکا وہ معین کیا جانا بابت دین مہر اپنی نانی کے بیان کرتا ہے پیش کی ہے اسی صورت مین سوال یہہ ہے کہ اگر زن منکوحہ شوہر کے پاس ۶۰ برس سے زیادہ عرصہ تک رہی اور اس عرصہ مین یا اسکی وفات کے بعد اسکے ترکہ سے اسکو دین مہر وصول نہوا ہو اور وہ بعد ازان مرجاے اور اوسکے ایک لڑکی ہوئی ہو جسنے اپنی والدین کی حیات مین وفات پائی ہو تو ایسی دختر کی اولاد کو منصب نانی کے دین مہر کے دعوی کرنیکا شرعاً پہنچتا ہے یا نہین ۔

دختر کی اولاد اپنی نانی متوفیہ کے دین مہر کا دعوی کرسکتی ہے یا نہین ۔

ج — مہر معاوضہ نکاح کا ایک جزو ہے اور یہہ مسئلہ مسلمہ شرع ہے کہ جب تک دین مہر ادا نہو یا بخشا نجاے وہ بطور قرضہ شوہر کے ذمہ تصور کیا جاتا ہے اور دختر جو والدین کی حیات مین مرگئی اسکی اولاد نانی کی ذوی الارحام مین داخل ہے اور اگر اور مدعیداران فائق مثل ذوی الفروض یا عصبات کے موجود نہون تو اولاد مذکور اسکی وارث ہے اور اسی وجہ سے انکو دین مہر پانیکا استحقاق پہنچتا ہے اور قاضی ایام شرعاً نانی دعوی دین مہر کا سننے کا مجاز ہے زمانہ حال کے بعض اہل فقہ لحاظ اس امر کے کہ ان دنون مین اکثر جورو دعوی پیش ہونے پر اصرار کرتے ہین کہ جو دعوی دین مہر کا بہت

قواعد قاضی ایام بموجب بعض علماء حال کے یہی ہونی چاہیے تسلیم کیا جاتا ہے ۔

عرصہ کا ہوا سکا نامنظور کرنا مناسب ہے چنانچہ بموجب رائے بعض عالمون کے میعاد سماعت ۱۲ سال ہے اور بعضون کے مطابق وہ بقدر ایک قرن کے ہے اور بعض عالمون نے قرن سے مراد ۳ برس اور بعض نے ۱۰۰ برس لی ہے - پس اگر مدعی دعوہ ثابت ہو تو تمادی ایام کا قاعدہ حسب تصریح بالا ہوگا اور اگر مقدار اسکی ثابت نہو تو حسب رائے دو حنفا کے تعین اسکا بلحاظ مہر مثل مدعا علیہ کی نانی اور یہی مدعیہ کی ماں کے ہونا چاہیے ++

قواعد تمادی ایام بموجب بعض علما و حال کے جنکی رائے تسلیم کیجاتی ہے +

مقدمہ ۸

س - ایک شخص کسیقدر جایداد کی نسبت بذریعہ ہبہ مظہرہ اور بعد ازان از روے وراثت کے دعویدار ہوا پس بلحاظ ایسے تناقض کے بطلان دعوی بوجہ مختلف ہونے بیان استحقاق کے لازم آتا ہے یا نہین ؟

ج - شرع مین کوئی حکم صریح ایسا نہین ہے جسکی رو سے منظور کرنا دعوی وراثت کا ایسی صورت مین کہ اول بذریعہ ہبہ و بزمانہ مابعد وراثت کی بنا پر پیش کیا جاے جائز ہو بلکہ اگر دعوی وراثت کا بابت زمانہ ماقبل کے ہو تو شرع کی رو سے تناقض لازم آتا ہے چنانچہ ابراہیم شاہی مین فصول سے نقل ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مکان کی بابت اس بیان سے دعویدار ہو کہ اس نے اپنے باپ سے خرید کیا تھا اور بعد ازان اسی مکان کی بابت بذریعہ وراثت کے دعویدار ہو تو اسکا دعوی منظور ہونا چاہیے لیکن اگر اس نے پہلے دعوی اپنا مکان کی نسبت بذریعہ وراثت کے پیش کیا ہو اور بعدہ از روے استحقاق خریداری کے تو ایسا دعوی منظور نہین ہوسکتا کیونکہ بیان دعوی سے تناقض لازم آتا ہے - وجہہ اسکی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ استحقاق وراثت نسبت اس شیے کے جو متوفی کی ملک ہے اسکی وفات کے وقت نہ تھی قائم نہین ہوسکتا پس دعوی وراثت کے لیے حاصل ہونا استحقاق ملکیت کا وقت وفات کے لازم ہے لیکن چونکہ دعوی خریداری کی بنا پر پیش ہوا ہے لہذا حاصل ہونا حق ملکیت کا قبل وفات مالک سابق کے لازم آتا ہے حالانکہ اس صورت مین تناقض صریح واقع ہے اور یہہ صورت بجنسہ ایسی ہے کہ دعویدار نے اول مستلق ہونا جایداد کا دوسرے شخص سے اور بعد ازان لینا اسکا تسلیم کیا پس جو دعوی خریداری کی بنا پر بعد پیش ہونے دعوی وراثت بجانب اسی شخص کے مسموع نہین ہوسکتا لیکن جب دعوی خریداری کا قبل دعوی وراثت کے کیا جاتا ہے تو اسکی نسبت یہہ صورت صادق نہین آسکتی کیونکہ جب کسی شیے کی نسبت استحقاق بذریعہ خریداری کے پیش کیا جاتا ہے تو حاصل ہونا استحقاق ملکیت کا دعویدار کی نسبت قبل وفات مالک سابق کے تسلیم کیا جاتا ہے اور استحقاق وراثت جو اسکی جانب سے پیش ہوا ہے وہ بابت جایداد متوفی کے ہے اور اس صورت مین ایسا تناقض جس سے دعوی نامقبول ہو سکے لازم نہین آتا چنانچہ ابراہیم شاہی مین لکھا ہے کہ تناقض کی وجہہ سے دعوی صرف اسی صورت مین ناقابل منظوری ہوتا ہے جب استحقاق مسلمہ کسی اور شخص کا رد و باطل ہونا ہو علی ہذا القیاس فصول عمادیہ مین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص بیان کرے کہ فلان جایداد فلان شخص کی ملک ہے ہے اور بعد ازان خود اسکا دعویدار باظہار اپنی مالکیت کے ہو تو دعوی اسکا ناقابل منظوری ہے کسواسیکے کہ استحقاق مسلمہ دوسرے شخص کا باطل ہوتا ہے اور یہی صورت لامحالہ اس دعوی کی نسبت صادق آتی ہے جو پہلے وراثت اور بعدہ خریداری کی بنا پر پیش ہوا اسی نسخہ مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص جسکے قبضہ مین کچھہ جایداد ہو ایسے الفاظ کہے کہ یہہ جایداد میری نہین ہے یا مجھکو اسکی نسبت کچھہ حق و استحقاق نہین پہنچتا اور یہہ الفاظ ایسے وقت مین کہے جائین جب جایداد مذکور کی نسبت بظاہر کوئی

دعوی متضاد واحد کی جانب سے باظہار خریداری اور یہی از روے وراثت کے

+ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۱ معہ تنبیہ +

اور شخص دعویدار رہے۔ اور جب دعوی اسکی بابت پیش ہو تو شخص دخیل اصل مالک و مستحق ہونا اپنا ظاہر کرے تو بھی باوجود کیے جانے ایسے الفاظ کے دعوی اسکا واجب و جائز ہے کیونکہ ایسے الفاظ کے استعمال سے تسلیم کرنا استحقاق مالکیت کا نسبت کسی شخص خاص کے لازم نہین آتا اور تناقض کی وجہ سے دعوی صرف اسی صورت مین ناقابل منظوری ہوتا ہے جب دعوی ما بعد سے استحقاق مسلمہ کسی شخص کا ردو باطل ہوتا ہے اسی قاعدہ کی رو سے دعوی وراثت کا جو بزمانہ مابعد کیا گیا ہے دوسرے شخص کے استحقاق مسلمہ کو کالعدم نہین کر سکتا کسواسطے کہ خریداری کے دعوی سے اقرار حاصل ہونے استحقاق کا نسبت کسی شخص کے لازم نہین آتا علاوہ اسکے مابین اس دعوی وراثت کے جو خریداری کے بعد پیش ہوا اور اس دعوی وراثت کے جو بہ یکے بعد رجوع ہوا اور مابین اس دعوی کے جو خریداری کے ذریعہ سے بعد دعوی وراثت اور اس دعوی بہ یکے جو بعد دعوی وراثت کے کیا جاے کچھ فرق نہین ہے اور دعوی بہ با دعوی خریداری سے استحقاق مالکیت کا نسبت کسی اور شخص کے قائم نہین ہوتا کیونکہ اگر استحقاق مذکور تسلیم کیا جاے تو بھی وہ بذریعہ دعوی وراثت کے جو بزمانہ مابعد پیش کیا گیا ہو باطل ہو جائیگا لیکن اگر صورت معکوس ہو تو تسلیم استحقاق لازم آتا ہے کیونکہ وراثت کے دعوی کی رو سے یہہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ مالک سابق کو تاریخ وفات تک حق مالکیت حاصل تہا اور بعد تسلیم ہو جانے اس استحقاق کے جو دعوی بہ یا خریداری بنظر ابطال وراثت کے پیش کیا جاے تو اس سے تناقض واقع ہوتا ہے اور بے اختیاری لازم آتی ہے پس اسمقدمہ مین دعوی تسلیم ہونا چاہیے اور بلا لحاظ تناقض کے تصفیہ اسکا بموجب روئداد کے حسب ضابطہ مسنیہ یعنی از روے وجہ ثبوت یا انکار یا اقرار حلفی کے ہونا چاہیے چنانچہ اشباہ و نظائر مین لکہا ہے کہ حاکم کا فیصلہ از روے وجہ ثبوت یا انکار یا اقرار حلفی کے ہونا چاہیے +

دعوی جو بذریعہ ہبہ اور وراثت سے پیش ہوے

فیصلہ کس امر پر مبنی ہوگا

مقدمہ ۹

س۔ مدعی اور مدعا علیہم کے باہم تنازع واقع ہے یعنی مدعی چہہ مکانون کی بابت جو مدعا علیہم کے قبضہ مین ہین باظہار ہونے اپنی جایداد موروثی کے دعویدار ہے چنانچہ مدعا علیہم کو اس امر سے اقرار ہے مگر عذر انکا یہہ ہے کہ مدعی کے مورث نے ہمارے مورث کے ہاتہہ یہہ مکانات بعوض ۷ سو ۷۵ روپیہ کے رہن کیے تہے اور نامبرگان مظہر ہین کہ اگرچہ ہمارے پاس رہن نامہ موجود نہین ہے لیکن یہہ امر ہمارے مورث کے بہی کہاتہہ مین لکہا ہوا ہے مدعی کا جواب یہہ ہے کہ مینے اپنی ماں یعنی زاہنہ مکانات اور بہی اپنے اور رشتہ داروں سے یہہ سنا تہا کہ رزرہن صرف بقدر ۴ سو ۶۴ روپیہ کے تہا فریقین اپنے اپنے بیانات کی صداقت نسبت مقدار رزرہن کے وجہ ثبوت سے ثابت نہین کر سکتے ایسی صورت مین کس فریق کا اظہار قابل اعتبار ہے مدعا علیہم کا بہی کہاتہہ بغیر تائید کسی اور ثبوت کے بطور شہادت قابل منظوری ہے یا انکا رہن درصورت ادا ہونے اصل زر قرضہ بمقدار مظہرہ مدعی کے عمل مین آسکتا ہے اور بمجملہ فریقین کے کس فریق سے حلف لیا جاے +

تنازع مابین زاہن و مدیون درباب زر قرضہ رہن کے

ج۔ مدعا علیہم تسلیم کرتے ہین کہ مکانات ان کے پاس رہن ہین مدعی کی ملک موروثی ہین اور صرف درباب بیان مقدار زر رہن کے اختلاف واقع ہے یعنی مدعی ہونا زر قرضہ کا بقدر ۴ سو ۶۴ روپیہ کے تسلیم کر کے اسقدر زر زائد سے منکر ہے جسکا مدعا علیہم کو دعوی ہے اور مدعا علیہم کی جانب سے مقدار زائد مدعوہ کی نسبت کچھ ثبوت نہین گذرا ہے پس مدعی کا بیان علی مستبر متصور ہونا چاہیے کیونکہ اسکو نسبت مقدار زائد مظہرہ مدعا علیہم کے انکار ہے اور مدعی کو اس امر کا حلف دینا چاہیے اس لیے اپنی ماں اور واسطہ داروں سے یہہ سنا تہا کہ مکانات بابت قرضہ

† اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۲ و ۲۳ +

تعداد ۴۳ سو ۴۶ روپیہ کے کفالتاً رہن ہوئے تھے اور زائد ہونا زر رہن کا مقدار مظہرہ سے اس نے کبھی نہیں سنا بھی کہا تھا مدعا علیہم کی تائید مین کوئی ثبوت نہین ہے بطور شہادت مقبول نہین ہو سکتا ۔ †

حساب بہی کہا تھا عدالت کی بطور شہادت کے مقبول نہین ہو سکتا ۔

مقدمہ ۱۰

س ۔ اگر بعد وفات شوہر کے یہہ ثابت ہو کہ اس نے حین حیات کس نسبت سے زر نقد و اسباب اپنی زوجہ کو دیا تو در باب نسبت شوہر کے زوجہ کا بیان شرعاً قابل اعتبار ہے یا شوہر کے وارثون کا اظہار قابل ترجیح ہوگا ۔

ج ۔ اگر مابین بیان زوجہ اور وارثون کے اس باب مین اختلاف پایا جاے یعنی وارث کا یہہ اظہار ہو کہ شوہر نے زوجہ کو کچھہ اسباب یا تہا اور زوجہ اسباب مذکور کے پانے سے منکر ہو تو ایسی صورت مین وارثون پر گواہون کا پیش کرنا واجب ہے اور اگر وہ کچھہ ثبوت نہ کر سکے ہون تو زوجہ کا انکار حلفی معتبر تصور کیا جاویگا علی ہذا القیاس اگر اون کے بیانات مین در باب مالیت اسباب موصولہ کے اختلاف ہو یعنی وارثان مذکور اسباب کی ایک مقدار خاص اور زوجہ کم ہونا اوسکا مقدار مذکور سے ظاہر کرے تو بہی اسی قاعدہ کی مطابق عمل مین ہونا چاہیے ۔ اگر بیانات ان کے کسی امر کی نسبت مختلف ہون یعنی وارث بیان کرین کہ شوہر نے زوجہ کو جایداد بعوض دین مہر کے دی تہی اور زوجہ بیان کرے کہ اسکو بطور ہبہ بغیر دینے معاوضہ کے حاصل ہوئی تو زوجہ پیش کرنا گواہون کا واجب ہے اور اگر وہ شہادت نگذران سکے تو وارثون کا اظہار حلفی قابل اعتبار ہوگا اگر فریقین کا بیان اثاث البیت کی نسبت مختلف ہو یعنی بیوہ اپنی ملک سے ہونا اس مال کا بیان کرے اور وارثون کا یہہ اظہار ہو کہ وہ از ان شوہر تہا اور فریقین واسطے ثبوت اپنے بیان کے گواہ نہ گذران سکین تو اسقدر مال جو خاص عورات کے استعمال کے لیئے ہوتا ہے بیوہ کو در صورتیکہ وہ اپنے دعوی کی تائید حلف کرے سپرد کرنا چاہیے اور جسقدر مال بالعموم قابل استعمال مذکور کے ہے اور اسی شرط کے ساتہہ وارثون کا حق ہوگا اور مال مشترکہ کی نسبت علماء کی راے مین کسقدر اختلاف واقع ہے چنانچہ ابو حنیفہ کا قول ہے کہ جو شخص منجملہ ان اشخاص کے جنکی ملک سے ہونا مال کا بیان کیا گیا ہو موجود ہے وہ بعد لینے حلف کے اسکو پاویگا ۔ اور اسمقدمہ مین شخص حی القائم بیوہ ہے اور بموجب راے محمد کے مال مذکور شوہر کے وارثون کو پہنچنا چاہیے اور ابو یوسف کی راے ہے کہ اسقدر مال جو بلحاظ حیثیت زوجہ کے اسکے خاص استعمال مین رہا ہو اوسکو ملنا چاہیے اور باقی شوہر کے وارثون کو اور حی القائم رہنا ایک شخص کا منجملہ طرفین کے کچھہ فرق پیدا نہین کرتا کیونکہ شوہر متوفی کے قائم مقام اسکے وارث ہین ۔ ‡

استحقاق بنسبت اثاث البیت کے

مقدمہ ۱۱

س ۔ مدعیہ ۱۵ یا ۳۰ برس بعد وفات بازید خان نامی ایک شخص کے جو اسکا باپ تہا دعوی دایر کیا ہے مدعا علیہ بجواب مظہر ہے کہ مساماۃ رایل مدعیہ کی ماں اسکے باپ کی حرم اور اوسکی زوجہ مساماۃ بڑی بی بی کی کنیز تہی اور رایل کا نکاح بازید خان کے ساتہہ کبھی نہین ہوا ایک گواہ جو مدعیہ نے پیش کیا ہے وہ قیاساً نکاح کا ہونا بیان کرتا ہے ایسی صورت مین دعوی وراثت جو مدعیہ نے پیش کیا ہے ثابت ہے یا نہین اور

† اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۴۲ ۔ اسمقدمہ کے مدعی کو بلحاظ ایک صورت کے مدعا علیہ تصور کرنا چاہیے کیونکہ جسقدر روپیہ کا واجب ہونا اس نے تسلیم کیا اس سے زیادہ کی بابت اسپر دعوی کیا گیا ۔

‡ اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۴۲ نمایت ۳۰ ۔

کس شریق پر تردید نکاح کا بار ثبوت شرعاً واجب آتا ہے یعنی مدعیہ پر جو باوصف اظہار حرم ہونے جانب مدعا علیہ کے دعویدار ہے یا شرع کی رو سے نکاح ہونا رائے بیل کا جب تک تردید اسکی مدعا علیہ کی جانب سے نہو متحمل ہوگا ٭

قاعدہ در صورت نکاح کے ٭

ج - واضح ہو کہ مدعیہ سنہ ۲۵ یا ۳۰ برس بعد وفات بازید خان کے مدعا علیہ پر اسکے ترکہ کے واسطے باظہار حق وراثت کے نالش کی ہے مدعا علیہ جواب مین مظہر ہے کہ مسماۃ رائے بیل مدعیہ کی مان بازید خان کی حرم اور اسکی زوجہ مسماۃ بڑی بی بی کی کنیز تہی اور رائے بیل کا نکاح بازید خان کے ساتھہ کبھی نہین ہوا - اس جواب سے انکار استحقاق وراثت مدعیہ کا جو متوفی کی دختر ہے لازم آتا ہے اور وجہہ اسکی یہہ ظاہر کی گئی ہے کہ اسکی مان کا نکاح بازید خان کے ساتھہ نہین ہوا تہا علاوہ اسکے یہہ اصرار کیا گیا ہے کہ مدعیہ کی مان بازید خان کی حرم اور اوسکی زوجہ کی کنیز تہی شرع کی رو سے ان جملہ دعاوی مین جنمین مدعا علیہ دعوی سے منکر ہو مدعی پر دعوی کا اثبات واجب ہے اور فی الحقیقت مدعا علیہ پر ثابت کرنا عدم جواز و نقض دعوی مدعی کا جو مدعا علیہ کے انکار سے بخوبی واضح ہو لازم نہین ہے الا اس صورت مین

قاعدہ عذرات خاص کی نسبت ٭

کہ مدعا علیہ کا عذر بنظر تردید دعوی مدعی کے پیش ہو اور وہ صورت ثابت ہونے عذر مذکور کے مدعی کا اصل دعوی ساقط ہو جاتا ہے مگر ملحوظ رہے کہ ایسے عذر سے کسیقدر تسلیم کرنا دعوی مدعی کا پایا جاتا ہے ایسی صورت مین مدعا علیہ پر ثابت کرنا اپنے عذر کا ضرور ہے

تمثیل ٭

مثلاً زید عمرو پر بابت قرضہ ایکہزار روپیہ کے نالش کرے اور عمرو بنظر تردید دعوی کے ادا کیا جانا زر قرضہ کا ظاہر کرے ایسی حالت مین عمرو پر یہہ ثابت کرنا واجب ہے کہ روپیہ ادا ہو گیا اور اگر وہ یہہ امر ثابت نکر سکے تو زید کا دعوی بابت زر مدعوہ کے ثابت ہوگا کیونکہ عمرو کے عذر سے اصل قرضہ کا اقرار پیدا ہوتا ہے اگر مدعا علیہ کے عذر سے کسیقدر تسلیم کرنا دعوی مدعی کا لازم نہ آتا اور مدعا علیہ نے انکار کیا ہوتا تو اور صورت ہوتی

استثنا رنسبت عذرات خاص کے ٭

تمثیل

مثلاً زید خالد کے بیٹے عمرو پر جو ہندہ کے بطن سے ہے بابت نصف ترکہ خالد کے اس بیان سے دعویدار ہو کہ وہ عمرو کا برادر علاتی اور خالد کا بیٹا ایک اور زوجہ یعنی زینب کے بطن سے ہے اور عمرو جواب مین مظہر ہو کہ زینب زید کی مان اور بکر کی زوجہ تہی اور اسی وجہہ سے وہ خالد کی زوجہ نہین ہو سکتی تہی اور نہ زید خالد کا بیٹا ہو سکتا تہا تو ایسی صورت مین مدعا علیہ کو اختیار ہے کہ ہونا نکاح کا مابین زینب و بکر کے ثابت کرے اور اگر وہ ثابت کرے تو دعوی ساقط ہو جائیگا اور اگر ثابت نکر سکے تو بہی زید پر ثابت کرنا اس امر کا لابد ہوگا کہ اسکی مان کا نکاح خالد کے ساتھہ ہوا یا وہ ہونا اپنا خالد کی اولاد سے کسی اور طور پر ثابت کرے ورنہ مستحق نصف ترکہ کا نہو گا

شہادت قیاسی ٭

مقدمہ خاص مین مدعا علیہ مظہر ہے کہ مدعیہ کی مان کا نکاح بازید خان کے ساتھہ نہین ہوا اور بیان کرتا ہے کہ اسکی مان بازید خان کی حرم اور اسکی زوجہ کی کنیز تہی پس اس جواب سے دعوی مدعیہ کی نسبت انکار قطعی لازم آتا ہے اگر مدعا علیہ کو منظور ہو تو اسے اختیار ہے کہ واسطے ثبوت اس امر کے کہ مدعیہ کی مان زوجہ بازید خان کی کنیز حسب شرع تہی شہادت پیش کرے اور اگر وہ اس امر کو ثابت کر سکے تو مدعیہ کا دعوی ساقط ہوگا لیکن اگر وہ ثابت نکر سکے یا وہ پیش کرنا ثبوت کا قطعی منظور نکرے تو بہی مدعیہ پر ثابت کرنا اس امر کا واجب ہے کہ اسکی مان کا نکاح ہوا تہا یا مدعیہ ہونا اپنا اولاد بازید خان سے کسی اور نہج سے ثابت کرے ورنہ وہ مستحق وراثت نہو گی جو گواہ کہ نکاح ہونا اور مدعیہ کا پیدا ہونا بیان کرتا ہے اسکو اقرار ہے کہ رسم نکاح اسکے سامنے ادا نہین ہوئی اور اس نے تسلیم کرنا نکاح کا بازید خان سے کبھی نہین سنا علاوہ اسکے گواہ مذکور بیان کرتا ہے کہ میرا قیاس اس امر پر مبنی ہے کہ حافظ رحمت روہیلہ کے حکومت عہد مین زنا قطعی ممنوع تہا اور

اس سے وہ یہہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ تعلق بازید خان کا مادر مدعیہ کے ساتھہ بذریعہ نکاح کے ہوا ہوگا لیکن ایسی شہادت قیاسی شرعاً قابل منظوری نہین ہے کیونکہ یہہ ضرور ہے کہ گواہ کو یقین واثق ہو۔ مدعا علیہ نے تسلیم کیا ہے کہ مدعی کی مان بازید خان کی حرم تہی مگر جب اس بیان پر از روے متن کے لحاظ کیا جاتا ہے تو لفظ حرم کے استعمال سے ثبوت موثر نکاح حاصل نہین ہوتا اگرچہ بموجب قول بعض علما کے لفظ حرم سے بھی زن منکوحہ مراد ہے لیکن بروزمرہ مین اس سے کنیز یا وہ عورت سمجھی جاتی ہے جو کسی شخص کے ساتھہ بحالت ہونے یا نہونے نکاح کے سکونت پذیر اور پردہ نشین ہوتی ہے پس چونکہ مدعا علیہ نے صاف بیان کیا ہے کہ مدعیہ کی مان غیر منکوحہ تہی لہذا لفظ حرم مستعملہ مدعا علیہ سے صرف زن مدخولہ مراد لینی چاہیے پس جب اسطرح کا لفظ استعمال کیا جاے اور ایک گواہ کی شہادت قیاسی گذرے تو اس سے احتمال اس امر کا نہین ہوتا کہ مادر مدعیہ کا نکاح بازید خان کے ساتھہ ہوا +

مقدمہ ۱۲ †

س۔ ایک شخص نے ایک عورت پر واسطے کیقدر جایداد کے اس بیان سے نالش کی کہ جس شخص کو عورت مذکور اپنا باپ بیان کرتی ہے فی الحقیقت وہ اسکی بیٹی نہین ہے بلکہ جایداد کی نسبت مجھکو وراثتاً استحقاق پہنچتا ہے چنانچہ مدعا علیہا کے حق مین ڈگری صادر ہوئی لہذا مدعی نے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل دائر کیا ہے اور چونکہ مدعا علیہا دوران نالش مین فوت ہوئی لہذا مدعی اپنے عذر سابقہ سے منحرف ہوکر مظہر ہے کہ وہ فی الحقیقت اسی شخص کی بیٹی تہی جسکو اسنے اپنا باپ ظاہر کیا اور مجھکو بذریعہ رشتہ دار ہونے شخص مذکور کے متوفیہ کی جایداد پر بطور وارث جائز قابض ہونیکا استحقاق پہنچتا ہے اگر پچھلا بیان مدعی کا واقعی تصور کیا جاے تو یہی بوجہہ اسکے کہ وہ پہلے مرتبہ منکر ہوچکا ہے اسکو اس بیان سے مستفید ہونیکا منصب ہے یا نہین +

† یہہ فتوی محمد رشید اور حمید اللہ عدالت کے مفتیون نے دیا تہا اور اسی کے مطابق فیصلہ صادر ہوا لیکن مولوی امان اللہ نے جو اسوقت سراج الدین کی جگہہ قاضی القضات تہا اس مضمون سے فتوی دیا کہ چونکہ ہونا نکاح کا ثابت ہے لہذا مدعیہ مستحق وراثت ہے ہرچند اس رائے سے مطابقت اور ذی علمی ظاہر ہے لیکن وہ کما حقہ مطابق ہمقدمہ کے نہوئی پس تحریر کرنا اسکے صحیح ترجمہ کا ضرور نہین ہے۔ مولوی امان اللہ نے تحریر کیا کہ اثبات نکاح کے واسطے پیش ہونا ثبوت موثرہ یا شوہر کا ایجاب ضرور ہے اور ایک گواہ کی شہادت قیاسی سے ثبوت اسکا نہین ہوسکتا لیکن ساتھہ ہی اسکے انہون نے اس امر پر اصرار کیا کہ جب مدعا علیہ نے یہہ تسلیم کیا کہ مدعیہ کی مان بازید خان کی حرم تہی تو اس سے دعوی مدعیہ کا ثابت ہوگیا اور مولوی موصوف نے چند نہایت معتبر نسخون کا حوالہ واسطے ثابت کرنے اس امر کے دیا ہے کہ لفظ حرم سے زن منکوحہ پردہ نشین مراد ہے لیکن واضح ہو کہ ہمقدمہ مین لفظ حرم کے اصل مقصود و معنی کی تنقیح برعکس معنی مظہرہ مدعا علیہ کے منظور نہ تہی علاوہ اسکے مولوی موصوف نے یہہ حجت تحریر کی کہ عرصہ تک ہمخانہ رہنا زن و مرد کا بادی النظر مین ثبوت نکاح ہے اور بغیر ثبوت کے قایم کرنا اشتباہ زنا کا نسبت مسلمان کے کہ یہہ امر قیاس سے نہایت بعید ہے داخل گناہ ہے اور جب دو صورتین فرض کیجائین تو منتخب کرنا اس صورت کا چاہیے جو زیادہ تر قابل یقین ہو لیکن واضح کہ ہمقدمہ مین یہہ بحث نہ تہی کہ ثبوت نکاح کے واسطے کس درجہ کی شہادت درکار ہے بلکہ بحث یہہ تہی کہ مدعیہ کو واسطے ثابت کرنے اپنے دعوی کے کس درجہ کی شہادت کا پیش کرنا ضرور تہا کیونکہ قاعدہ کلیہ شرع کا یہہ ہے کہ بعد انکار مدعا علیہ کے مدعی اپنے دعوی کا ثبوت پیش کرے اگر یہہ نالش بنظر منسوخی نکاح مظہرہ کے اثر ہوئی ہوتی تو فی الواقع نکاح ہونیکا احتمال ہوتا اور بحکام اسکا شہادت سمعی و قرائن ثبوتیہ مثلاً معاشرت و شہرت

دعوی وراثت کا جو ایسے پر واسطہ مبنی ہو جسکے وجود سے دعویدار پیشتر مطلع ہو چکا ہو

ج - واضح ہوتا ہے کہ مدعی نے حین حیات اس عورت کے جسکی جایداد کی بابت وہ دعویدار ہے یہہ بیان کیا تہا کہ وہ اس شخص کی بیٹی نہین ہے جسکو اس نے اپنا باپ ظاہر کیا تہا اور اب بعد وفات عورت مذکورہ کے مدعی اسکے ترکہ کی بابت بلحاظ واسطہ داری اوسی شخص کے باہم جسکے اور عورت مذکورہ کے اوس نے نہونا کسی واسطہ کا بیان کیا تہا دعویدار ہے پس یہہ دعوی جایداد کا فی الحقیقت بحیلہ تسلیم واسطہ کے ہے اور بوجہہ تناقض کے شرعاً قابل منظوری نہین ہے فصول استروشنی مین لکہا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر وجہہ معاش کا اظہار بہائی ہونیکے پیش کیا لیکن شخص پر دعوی تہا وہ واسطہ داری سے منکر ہوا بعد ازان مدعی نے وفات پائی اور مدعا علیہ اسکے ترکہ کی بابت باظہار اس امر کے کہ متوفی اسکا بہائی تہا دعویدار ہوا پس اسکا دعوی تسلیم نہین ہو سکتا کیونکہ یہہ امر شرعاً بمنزلہ تسلیم واسطہ داری کے نہین ہے کیونکہ تسلیم واسطہ داری کیلئے مبرا ہونا تناقض سے ضرور ہے اور یہہ دعوی فی الحقیقت بابت جایداد کے ہے - علاوہ اسکے مدعی نے اس صورت خاص مین سوائے انکار اس واسطہ داری کے جسکی بنا پر متوفیہ دعویدار تہی یہہ بہی بیان کیا کہ وہ کسی اور شخص کی بیٹی تہی اور بہ ثبوت اس بیان کے اس نے شہادت بہی پیش کی پس یہ اقرار شخص مقر پر واجب التعمیل ہے کیونکہ اگر عورت متوفیہ کے باپ نے یہہ بیان کیا ہوتا کہ وہ کسی اور شخص کے صلب سے ہے تہی تو ایسا اقرار شخص مذکور کی نسبت واجب التعمیل ہوتا اور شخص مذکور کو عورت مذکورہ کی نسبت باظہار اسکی دختر ہونیکے دعوی کرنیکا اختیار باقی نرہتا اور چونکہ مدعی نے عدالت ماتحت مین یہہ بیان کیا تہا کہ جس شخص کی عورت مذکورہ اپنے تئین بیٹی ظاہر کرتی ہے وہ لاولد تہا اور یہہ جایداد عورت مذکورہ کو غصبا حاصل ہوئی لہذا مدعی کو بطور وارث جائز متوفیہ کے اب دعویدار ہونیکا منصب نہین پہنچتا ٭ †

مقدمہ ۱۳

س - یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص کا نکاح ایک عورت کے ساتہہ ہوا اور اس امر کی تائید مین ثبوت بہی پیش ہوا ہے یعنی ایک مرد اور ایک عورت کا یہہ اظہار ہے کہ ہم مجلس عقد مین نکاح کے وقت موجود تہے ایک اور مرد اور عورت کا یہہ بیان ہے کہ ہمنے اس شخص کو جسکا شوہر ہونا ظاہر کیا گیا ہے نکاح کی نسبت اقرار کرتے ہوئے سنا اور ایک اور شخص آیا شہادت کرتا ہے کہ زن و مرد جسکا نکاح ہونا بیان کیا گیا ہے مثل زوجہ و شوہر رہتے ہین پس یہہ شہادت واسطے اثبات نکاح کے شرعاً کافی ہے یا نہین ٭

شہادت نکاح کی تعریف ٭

ج - یہہ شہادت واسطے ثبوت ادائے رسم نکاح کے شرعاً کافی نہین ہے کیونکہ مختلف گواہ مختلف امور بیان کرتے ہین اور کوئی امر خاص بہ ثبوت ادا ہونے رسم مذکور کے گواہان تعداد معینہ سے بالاتفاق ثابت نہین ہے ٭ ‡

وغیرہ سے ہوتا ہے - اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۱ ٭

† اصول دعاوی وغیرہ دفعہ ۲۲ ٭

‡ یہہ امر صرف مسئلہ شہادت سے متعلق ہے گواہون کا اظہار واسطے ثبوت ظن قوی یہ نکاح کے بلاشک ثبوت کافی تصور کیا جاتا اور اسکے ذریعہ سے جملہ حقوق متعلقہ نکاح حاصل ہوتے لیکن گو نکاح کا ظن قوی کہ اسقدر شرعاً کافی ہے شہادت سے باعتبار کل حاصل ہوا لیکن باوجود اس کے بہی وہ شہادت واسطے ثبوت صرف ایک امر خاص وقوع نکاح کے کافی تصور نہ کی گئی اور اصول نظائر متعلقہ نکاح سے واضح ہوگا کہ جو تعبیر اس جگہہ قائم کی گئی ہے تائید اسکی جمیع مسائل نکاح سے ہوتی ہے ٭

مقدمہ ۱۴

س ۱ - ایک مقدمہ اپیلانٹ بحالت دائر رہنے اور قریب الفصال ہونے مقدمہ یکے مرگیا پس مقدمہ کا فیصلہ بمقابلہ اسکے وارثون کے ہونا چاہیے یا نہین اور اگر رسپانڈنٹ کا استحقاق ثابت ہو تو اپیلانٹ کے وارث بابت ایفاء دعوی کے ذمہ وار ہین یا نہین یا رسپانڈنٹ پر دائر کرنا نالش جدید کا اپیلانٹ کے وارثون پر لازم ہوگا ۔

اگر ایک فریق نے قبل فیصلہ مقدمہ یکے وفات پائی ہو تو بلا سوئے کارروائی جدید کے مقدمہ بمقابلہ اسکے وارثون کے تجویز ہو سکتا ہے

ج - مقدمہ بمقابلہ اپیلانٹ کے وارثون کے کہ جسکے قائم مقام جائز ہین تجویز ہونا چاہیے اور اگر رسپانڈنٹ کا استحقاق ثابت اور نالش بابت کسی خاص شے کے ہو تو وہ رسپانڈنٹ کو دلادی جاے یا اگر دعوی زر نقد کا ہو تو وہ اپیلانٹ کے ترکہ سے وصول کرا دیا جاے اور اپیلانٹ کے وارثون پر دائر کرنا نالش جدید کا ضرور نہین ہے ۔

مقدمہ ۱۵

س ۱ - ایک عورت نے پردہ کے پیچھے بیٹھ کر اپنا ہاتھ پردہ سے باہر نکالا اور بسماعت گواہون کے ایک دستاویز پر دستخط کرنے یہہ کہا کہ مینے یہہ دستاویز اپنے شوہر کے نام تحریر کی اور گواہ وقت طلب ہونے واسطے ثبوت دستاویز کے مظہر ہوئے کہ ہمنے دستاویز پر سماعۃ کہنے سے تصدیق ثبت کی تھی اور ہم مسماۃ کو بوجہ اوس کے پردہ نشین ہونیکے صورت سے نہین پہچانتے بلکہ اسکی آواز سے بھی آگاہ نہین ہین ایسی صورت مین ایسے گواہون کی شہادت بنظر ثبوت اس امر کے کہ جس عورت نے دستاویز پر دستخط کیے وہ فی الواقع شخص مذکور کی زوجہ تھی شرعاً کافی ہے یا نہین ۔

بنظر شناخت عورت پردہ نشین کے یہہ ضرور ہے کہ معتمد ان گواہون کے جنکے روبرو اسنے دستخط ثبت کیے ہون ایک گواہ بذاتہ دیکھا ہو

ج ۱ - اگر منجملہ گواہون کے کسی گواہ نے عورت کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہو اور بقیہ گواہ مذکور کی اس تصدیق پر بالاتفاق اطمینان ہو کہ عورت مذکورہ فی الحقیقت اس شخص کی زوجہ ہے جسکے نام دستاویز تحریر ہوئی تو انکی شہادت واسطے ثبوت شناخت عورت کے کافی ہوگی لیکن اگر ایک گواہ نے بھی ایسے نہ دیکھا ہو تو صرف اسکی آواز کے سننے سے شہادت کافی نہ سمجھی جائیگی ۔

س ۲ - اگر یہہ فرض کیا جاے کہ اس عورت پردہ نشین کو جسنے اپنے دستخط دستاویز پر ثبت کیے صرف ایک عورت نے دیکھا تھا اور بقیہ گواہون نے اسکے بیان پر اعتبار کیا تو شہادت انکی ایسی صورت مین کافی ہوگی یا نہین ۔

یہہ ضرور ہے کہ گواہ مذکورہ سے

ج ۲ - امر مذکورہ بالا ان شخصون کی گواہی سے ثابت نہین ہو سکتا جنہون نے زن پردہ نشین کو اپنی آنکھ سے نہین دیکھا بلکہ اس عورت کے بیان پر اعتبار کیا جسنے اسکو دیکھا تھا لیکن اگر گواہون مین سے بجاے عورت کے کسی مرد نے زن پردہ نشین کو دیکھا ہوتا تو شہادت موید بقیہ گواہون کی کافی ہوتی ۔ †

† ماصول دعاوی وغیرہ وغیرہ ۹ ۔

تمت بالخیر

ضمیمہ — وراثت

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	شاہ الحق مفلس بنام منیب الحق	عدالت اپیل پٹنہ	۲۲ اگست ۱۸۱۸ء
۲	مسماۃ بی بی کانو بنام علی شاہ	ضلع علیگڈھ	۲۰ جولائی ۱۸۱۶ء
۳	مسماۃ ناسو بنام خادم علی	ضلع بہار	۲۱ جولائی ۱۸۱۴ء
۴	بجو وغیرہ بنام مسماۃ الٰہی بیگم	ضلع بریلی	۵ ستمبر ۱۸۲۱ء
۵	وجیہہ النساخانم وغیرہ بنام مرزا حسین علی	صدر دیوانی عدالت	۵ دسمبر ۱۸۱۸ء
۶	بستی خان مفلس بنام مینا بی بی	ضلع ہوگلی	۷ مارچ ۱۸۱۵ء
۷	شاہ ابادی بنام شاہ علی نقی	صدر دیوانی عدالت	۱۴ جولائی ۱۸۱۳ء
۸	+	عدالت اپیل کلکتہ	۱۳ اگست ۱۸۲۱ء
۹	مسماۃ بدلی بنام روشن	شہر بنارس	۵ جنوری ۱۸۱۵ء
۱۰	سدا بنام فقیرا وغیرہ	ضلع بریلی	۲۱ ستمبر ۱۸۱۸ء
۱۱	بی بی جان بی بی بی منیفہ بنام فیض خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۱ مئی ۱۸۲۱ء
۱۲	منور النسا وغیرہ بنام زمان خان وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۳ نومبر ۱۸۲۰ء
۱۳	مسماۃ شرف النساء وغیرہ بنام امامی خانم	شہر مرشد آباد	۱۶ اپریل ۱۸۱۳ء
۱۴	مسماۃ بہیکن مفلس بنام میر جعفر وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۹ جولائی ۱۸۱۴ء
۱۵	مسماۃ منی بنام ظاہر وغیرہ	ضلع بریلی	۱۹ مئی ۱۸۱۹ء
۱۶	رحم علی بنام شاہ شمس الدین وغیرہ	ضلع شاہ اباد	۲۶ اپریل ۱۸۱۰ء
۱۷	واجد شاہ وغیرہ بنام امام خان وغیرہ	ضلع فرخ آباد	۲۰ جولائی ۱۸۱۸ء
۱۸	مسماۃ جوہر بنام مہر علی	عدالت اپیل پٹنہ	۷ ستمبر ۱۸۱۹ء
۱۹	مسماۃ منی بنام ظاہر وغیرہ	ضلع بریلی	۱۹ مئی ۱۸۱۹ء
۲۰	فرزند علی بنام مرزا سلامت حسین	ضلع سارن	۲۱ دسمبر ۱۸۱۲ء
۲۱	+	ضلع مرشد آباد	۹ فروری ۱۸۱۹ء
۲۲	خجو النساء وغیرہ بنام مہدی علی خان	عدالت اپیل پٹنہ	۱۵ اپریل ۱۸۱۴ء
۲۳	محمد امین الدین خان بنام	+	+

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
	محمد حسین الدین خان	عدالت اپیل پٹنہ	۶ نومبر ۱۸۲۱ء
۲۴	شیخ فصیح اللہ بنام میر منور علی وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰ جولائی ۱۸۱۴ء
۲۵	چمرو وغیرہ بنام بانجو وغیرہ	شہر پٹنہ	۱۶ جولائی ۱۸۰۷ء
۲۶	مرزا شمس الدین وغیرہ بنام مسماۃ رجو وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۹ مئی ۱۸۱۴ء
۲۷	منو بی بی وغیرہ بنام برکت اللہ وغیرہ	ضلع بردوان	۲۶ دسمبر ۱۸۲۱ء
۲۸	شیخ احمد بنام مناجان وغیرہ	ضلع چنگانون	۳۰ جولائی ۱۸۲۱ء
۲۹	مرزا صدر الدین بنام میر شاہ علی	ضلع شاہ آباد	۷ نومبر ۱۸۰۷ء
۳۰	وجیہہ النساخانم وغیرہ بنام مرزا حسین علی	صدر دیوانی عدالت	۵ دسمبر ۱۸۰۸ء
۳۱	مطیع اللہ بنام محمد قاسم وغیرہ	ضلع مدیا	۱۲ مارچ ۱۸۱۷ء
۳۲	شیخ جیتو بنام شیخ جملہ	شہر ڈھاکہ	۱۳ جولائی ۱۸۱۵ء
۳۳	+	شہر چنگانون	۳ جنوری ۱۸۱۶ء
۳۴	مسماۃ رحیمن بنام مسماۃ نوران وغیرہ	شہر مرشد آباد	۲۰ اپریل ۱۸۱۹ء
۳۵	حسرت اللہ خان بنام سید مرتضی خان	ضلع چوبیس گنہ	۱۸ جولائی ۱۸۰۷ء
۳۶	نظام الدین بنام مسماۃ عزت وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۹ نومبر ۱۸۲۰ء
۳۷	+	ضلع چنگانون	۲۷ جون ۱۸۱۷ء
۳۸	مسماۃ چاند بی بی بنام محمد تقی	صدر دیوانی عدالت	۲۷ اگست ۱۸۱۲ء
۳۹	محمد حافظ بنام محمد نواز	ضلع سمین سنگھ	۲۴ جون ۱۸۱۷ء
۴۰	زمان بی بی وغیرہ بنام رمضان علی وغیرہ	ضلع باقرگنج	۲۴ دسمبر ۱۸۲۱ء
۴۱	مسماۃ عقیدہ خانم بنام مرزا جہبو	شہر ڈھاکہ	۱۳ مئی ۱۸۱۳ء
۴۲	احمد اللہ بنام در علی وغیرہ	ضلع ہوگلی	۱۹ جولائی ۱۸۲۰ء
۴۳	+	ضلع ہوگلی	۱۵ مارچ ۱۸۱۹ء
۴۴	محمد زمان بنام درباری سپاہی	ضلع سمین سنگھ	۳ اکتوبر ۱۸۲۰ء
۴۵	چتر داس بنام روشن	شہر بنارس	۲۶ [illegible] ۱۸۱۵ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۴۶	امیر علی بنام بہادر حسین وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۷ مارچ سنہ ۱۸۱۸ء
۴۷	مانک چند بنام تلوک سنگھ وغیرہ	ضلع سلہٹ	۲۷ فروری سنہ ۱۸۲۲ء
۴۸	مساۃ منیرہ بی بی بنام شیخ شجاع الدین	عدالت اپیل کلکتہ	۳ ستمبر سنہ ۱۸۱۷ء
۴۹	+	ضلع مین سنگھ	۱۷ مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
۵۰	امداد علی بنام محمد کاظم وغیرہ	ضلع بردوان	۲۶ نومبر سنہ ۱۸۲۱ء
۵۱	کنور رتن سنگھ بنام فیض اللہ وغیرہ	ضلع بریلی	۲۱ جولائی سنہ ۱۸۱۴ء
۵۲	+	ضلع مین سنگھ	۳۱ مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
۵۳	فیض الدین وغیرہ بنام رفیق وغیرہ	ضلع چوبیس پرگنہ	۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۱۹ء
۵۴	مساۃ بہلو بنام مقیم وغیرہ	ضلع چٹگانون	۵ جنوری سنہ ۱۸۲۱ء
۵۵	مانک جہان بنام نہایت علی خان	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰ جولائی سنہ ۱۸۱۵ء
۵۶	امام بخش وغیرہ بنام منو بی بی	ضلع بردوان	۲۳ اگست سنہ ۱۸۲۱ء
۵۷	سید عبد العلی بنام سید غلام احمد	ضلع جگیلڈہ	۱۰ مئی سنہ ۱۸۱۶ء
۵۸	نصرت اللہ خان بنام لحاظ الدین وغیرہ	ضلع ہوگلی	۲۶ مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
۵۹	سدا بنام فقیرا وغیرہ	ضلع بریلی	۲۱ ستمبر سنہ ۱۸۱۸ء
۶۰	غلام امام عین اللہ بنام مساۃ سیتا	عدالت اپیل پٹنہ	۱۸ مئی سنہ ۱۸۱۴ء
۶۱	+	ضلع بردوان	۲۴ اگست سنہ ۱۸۰۶ء
۶۲	غلام حسین بنام مساۃ زینب بی بی	صدر دیوانی عدالت	۸ جون سنہ ۱۸۰۱ء
۶۳	غلام محی الدین وغیرہ بنام امید علی وغیرہ	عدالت اپیل ڈاکہ	۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۱۶ء
۶۴	قمر علی وغیرہ بنام بصیر محمد	ضلع چٹگانون	۱۷ فروری سنہ ۱۸۱۹ء
۶۵	شمس الدین وغیرہ بنام سلیم الدین وغیرہ	ضلع باقرگنج	یکم دسمبر سنہ ۱۸۰۲ء
۶۶	+	ایضاً +	
۶۷	سید کلیم بنام بی بی منیا	ایضاً +	
۶۸	مرزا بیگ بنام مساۃ رمن وغلام حسین	ضلع بریلی	۳ فروری سنہ ۱۸۰۷ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۶۹	مساۃ حیاتی خانم بنام مکرم خانم ومرزا مہدی	صدر دیوانی عدالت	۳۱ جولائی سنہ ۱۸۰۷ء
۷۰	شریف النسا بنام حقیر النساء وغیرہ	ایضاً	۱۶ نومبر سنہ ۱۸۲۲ء
۷۱	کالیخان بنام مساۃ دکو بی بی	عدالت اپیل ڈاکہ	۱۹ مارچ سنہ ۱۸۱۸ء
۷۲	گلزاری وغیرہ بنام لال جی مل	ضلع مرادآباد	+
۷۳	کرامت خان وغیرہ بنام خیراتی وغیرہ	ضلع فرخ آباد	۱۲ اپریل سنہ ۱۸۲۰ء
۷۴	مساۃ رحیمن بنام مساۃ نوران وغیرہ	شہر مرشدآباد	۲۰ اپریل سنہ ۱۸۱۹ء
۷۵	مساۃ بختا بی بی بنام مساۃ عیوض وغیرہ	ضلع جسور	۲۶ اگست سنہ ۱۸۱۹ء
۷۶	مان بی بی بنام کبیران	شہر پٹنہ	۳ نومبر سنہ ۱۸۰۷ء
۷۷	مصر خانم وعصمت النسا بنام مرزا احسن اللہ بیگ وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۹ جون سنہ ۱۸۱۶ء
۷۸	مساۃ امینا بی بی بنام مساۃ گلبدن	شہر ڈاکہ	۲۵ اپریل سنہ ۱۸۱۴ء
۷۹	مساۃ بہیکن مفلس بنام للو ورت رام	عدالت اپیل پٹنہ	۲۲ مارچ سنہ ۱۸۱۴ء
۸۰	عمر وراز بنام فرمان بی بی	ضلع باقرگنج	+
۸۱	رمضان علی بنام محمد زمان وغیرہ	ضلع چٹگانون	۲۳ مئی سنہ ۱۸۲۲ء
۸۲	مساۃ وہینان بنام مساۃ ملکی	شہر بنارس	۴ جون سنہ ۱۸۲۱ء
۸۳	کمیا بی بی بنام شہاب الدین وغیرہ	ضلع چٹگانون	۶ فروری سنہ ۱۸۱۷ء
۸۴	جمیل النسا بنام محفوظ علی وغیرہ	ضلع علیگڈہ	۱۹ اگست سنہ ۱۸۱۳ء
۸۵	محمد واثق وغیرہ بنام محمد امیر وغیرہ	ضلع باقرگنج	۱۳ فروری سنہ ۱۸۲۱ء
۸۶	مساۃ سنو بنام خادم علی	ضلع بہار	۲۱ جولائی سنہ ۱۸۱۴ء
۸۷	ثناء اللہ بنام مساۃ بہول بی بی وغیرہ	ضلع چٹگانون	۱۲ جولائی سنہ ۱۸۱۶ء
۸۸	+	عدالت اپیل پٹنہ	۱۸ اپریل سنہ ۱۸۲۱ء
۸۹	+	ضلع علیگڈہ	۲۷ اپریل سنہ ۱۸۱۴ء
۹۰	مراد خان بنام کریم خان	شہر مرشدآباد	۱۷ اپریل سنہ ۱۸۰۹ء
۹۱	مساۃ زلیخا وغیرہ بنام مساۃ محرم بی بی	ضلع چٹگانون	۷ ستمبر سنہ ۱۸۲۲ء

بیع

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱	سماۃ فہمیدہ وغیرہ بنام بھجو رائے	ضلع سارن	۱۶ جولائی ۱۸۴۱
۲	نصرت اللہ خان بنام لحاظ الدین وغیرہ	ضلع ہوگلی	۲۶ مارچ ۱۸۱۷
۳	جہان النسا بنام ملیح الدین	صدر دیوانی عدالت	۳۰ مئی ۱۸۱۶
۴	سنگو وسلیا بنام پران کشن	ضلع باقرگنج	+
۵	سماۃ منکو بنام میر فرزند علی	شہر پٹنہ	۱۲ دسمبر ۱۸۲۰
۶	مہادیو اگندہ بنام سماۃ عنورن	شہر ڈھاکہ	۲ جولائی ۱۸۲۰
۷	شیخ برکت اللہ بنام خوبی وغیرہ	شہر پٹنہ	۳۱ جون ۱۸۱۸
۸	کشن سنگھ بنام سنگلا	ضلع فرخ آباد	۳ فروری ۱۸۱۷
۹	مسماۃ بی بن بنام فیض وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۷ جولائی ۱۸۱۸
۱۰	سماۃ خورشید النساء وغیرہ بنام مہدی علی خان	عدالت اپیل پٹنہ	۵ اپریل ۱۸۱۴
۱۱	رحم علی وغیرہ بنام شاہ شمس الدین	ضلع شاہ آباد	۲۶ اپریل ۱۸۱۰
۱۲	سماۃ خود بدولت وغیرہ بنام سماۃ حفظ النسا	+	+
۱۳	عبد النبی وغیرہ بنام سالگرام	ضلع فرخ آباد	۱۰ مارچ ۱۸۱۳
۱۴	محمد تقی بنام محمد سجدہ وغیرہ	ضلع بیربھوم	۲۷ نومبر ۱۸۱۵
۱۵	شیخ معین الدین بنام لال بی بی	ضلع ہوگلی	۳۱ جولائی ۱۸۲۳

شفع

۱	مداؤ امراؤ سنگھ بنام دیوان جیت سنگھ	ضلع شاہ آباد	۲۳ مارچ ۱۸۲۱
۲	شیر خان وغیرہ بنام شہامت علی	ضلع چنگاؤن	۸ جون ۱۸۱۷
۳	راد ا کشن تیواری بنام دیگر و بناہک	شہر پٹنہ	۱۸ مارچ ۱۸۲۰
۴	بہوانی پرشاد بنام شیخ کریم	ضلع پٹنہ	۹ جنوری ۱۸۱۶
۵	محمد مدار وغیرہ بنام سماۃ نورن بی بی	ضلع چنگاؤن	۱۹ مئی ۱۸۲۴
۶	شہامت اللہ بنام محمد سمیع وغیرہ	عدالت اپیل ڈاکہ	۲۸ دسمبر ۱۸۲۰
۷	محمد زمان بنام محمد استم وغیرہ	ضلع چنگاؤن	۴ مارچ ۱۸۱۷

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۸	گنا بین جیچر بنداس وارث لچھمن داس	شہر پٹنہ	۱۴ اپریل ۱۸۱۰
۹	بنام بھجو وغیرہ حسنو بنام منور خان وہلاس	ضلع شاہ آباد	۹ اپریل ۱۸۱۲

ہبہ

۱	+	ضلع بندیل کھنڈ	+
۲	فرخ النسا بیگم بنام میر عبد الکریم	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰ جنوری ۱۸۱۷
۳	چھجو وغیرہ بنام سماۃ الہی بیگم	ضلع بریلی	۵ ستمبر ۱۸۲۱
۴	سماۃ بیکن بیداس بنام لودو تداس	عدالت اپیل پٹنہ	۲۲ مارچ ۱۸۱۴
۵	مسماۃ منیفہ وغیرہ بنام فیض اللہ وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۰ جنوری ۱۸۱۹
۶	سید النجیت بنام خواجہ اراتون	ضلع باقرگنج	۱۶ ستمبر ۱۸۲۲
۷	سماۃ خوبن بنام اصغر علی	عدالت اپیل پٹنہ	۲۹ جنوری ۱۸۱۷
۸	شیخ محمد علی بنام سماۃ حبیبہ وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۸ مارچ ۱۸۱۲
۹	سماۃ سید النسا بیگم وغیرہ بنام سماۃ مہتاب جہان وغیرہ	ضلع بیربھوم	۲۷ دسمبر ۱۸۲۲
۱۰	غلام نجف خان بنام شہامت علی خان	عدالت اپیل پٹنہ	۲۰ جولائی ۱۸۱۵
۱۱	دیندار خان بنام غلام حسین خان	ضلع فرخ آباد	۱۹ ستمبر ۱۸۱۷
۱۲	سماۃ صغیرا وغیرہ بنام غلام نبی خان	ضلع بیربھوم	۷ مئی ۱۸۱۸
۱۳	سماۃ حمیدہ وغیرہ بنام امام بخش	عدالت اپیل پٹنہ	۲۸ ستمبر ۱۸۱۸
۱۴	بخشو خلیفہ وغیرہ بنام بیجو	ضلع چنگاؤن	۳ اپریل ۱۸۱۵
۱۵	سماۃ بی بی نہیدہ بنام سماۃ بی بی حفیظ	ضلع شاہ آباد	۱۰ جولائی ۱۸۰۵
۱۶	صورت جنگ خان بنام نعمت اللہ خان	عدالت اپیل بریلی	۱۱ مئی ۱۸۲۰
۱۷	تارا بی بی بنام عینو بی بی	ضلع ہوگلی	۶ ستمبر ۱۸۲۳
۱۸	کشن چندنندی بنام سماۃ لطف النسا وغیرہ	شہر ڈھاکہ	۲۲ اپریل ۱۸۱۵
۱۹	احسن علی بنام ارجن وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۱۲ اگست ۱۸۱۰
۲۰	غلام عباس بنام کالی وغیرہ	ضلع بریلی	[illegible] ۱۸۲۱
۲۱	سماۃ جاندبی بی وغیرہ بنام محمد تقی	صدر دیوانی	[illegible]

نمبر سر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۲۲	مساۃ منتور وغیرہ بنام مساۃ پیاری وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۷ دسمبر سنہ ۱۸۲۰ء
۲۳	مساۃ بنو بی بی وغیرہ بنام نجم الدین	صدر دیوانی عدالت	۱۹ اپریل سنہ ۱۸۱۶ء
	وصیت		
۱	خیرات علی بنام ممتاز علی وغیرہ	ضلع الہ آباد	۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۲۱ء
۲	+	شہر پٹنہ	۱۷ اگست سنہ ۱۸۱۳ء
۳	مساۃ ارمنی بیگم بنام فیض اللہ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۵ مارچ سنہ ۱۸۲۲ء
۴	محمد حضور بنام بہرام خان	شہر ڈاکہ	۲۱ ستمبر سنہ ۱۸۰۹ء
۵	مساۃ عنورن بنام امانی بخش وغیرہ	ضلع بہار	۱۷ مارچ سنہ ۱۸۱۷ء
	نکاح و مہر و طلاق و نسب		
۱	بنی بیگم بنام محمد عاشق	ضلع باقر گنج	۲۶ جولائی سنہ ۱۸۱۰ء
۲	+	ضلع بندیل کنڈ	+
۳	سمرقند بی بی بنام امداد خان	ضلع سلہٹ	۸ فروری سنہ ۱۸۲۲ء
۴	مساۃ صاحب بانو بنام کبیر محمد	ضلع بیگانون	۲۴ فروری سنہ ۱۸۲۱ء
۵	شریف علی وغیرہ بنام محمد حسن وغیرہ	ضلع علیگڈھ	۱۸ مئی سنہ ۱۸۱۰ء
۶	دیندار خان بنام ورثاء نظام الدین	ضلع فرخ آباد	۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۱۷ء
۷	+	ضلع ہوگلی	۲۷ اگست سنہ ۱۸۱۹ء
۸	+	ضلع بندیل کنڈ	+
۹	+	ایضاً	+
۱۰	شرف النساء بنام خضر النساء وغیرہ	صدر دیوانی عدالت	۱۶ نومبر سنہ ۱۸۲۲ء
۱۱	غلام حسین علی بنام مساۃ زینب بی بی		
	ماورنا بانو بنام رحمت علی ..	ایضاً	۸ جون سنہ ۱۸۰۱ء
۱۲	+	+	+
۱۳	مساۃ حاجی بیگم بنام	ضلع ہوگلی	۲۵ جنوری سنہ ۱۸۲۲ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۱۴	سمرچند وغیرہ بنام امداد خان	ضلع سلہٹ	۲۲ مئی سنہ ۱۸۱۸ء
۱۵	علی مظفر خان بنام ولی خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۹ مئی سنہ ۱۸۱۴ء
۱۶	کبیر الدین احمد بنام عصمت بی بی	ایضاً	۲۴ مئی سنہ ۱۸۱۶ء
۱۷	مساۃ یادا بنام امانی بخش صوبہ دار وغیرہ	ضلع چوبیس پرگنہ	۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۱۹ء
۱۸	مساۃ روپو بنام مساۃ بدامون	شہر پٹنہ	۹ ستمبر سنہ ۱۸۱۸ء
۱۹	سید ابراہیم علی بنام بھگوانت سنگھ	ضلع بہار	۲۰ فروری سنہ ۱۸۱۲ء
۲۰	مساۃ کریم النسا مفلس بنام رحم علی	عدالت اپیل پٹنہ	۳۱ جولائی سنہ ۱۸۱۲ء
۲۱	موتی بی بی بنام بستی بی بی	شہر ڈاکہ	۲۵ جنوری سنہ ۱۸۱۳ء
۲۲	محبت جنگ خان بنام مساۃ زینب وغیرہ	عدالت اپیل بریلی	۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۰۶ء
۲۳	مان بیگم بنام میر مرزا و مساۃ بہو بیگم	ضلع فرخ آباد	۲۵ اپریل سنہ ۱۸۱۷ء
۲۴	غلام منصور بنام وجیہ بی بی	ضلع بردوان	۱۰ جولائی سنہ ۱۸۲۱ء
۲۵	غلام امام و عین اللہ بنام مساۃ سیتا	عدالت اپیل پٹنہ	۱۸ مئی سنہ ۱۸۱۴ء
۲۶	+	ضلع باقر گنج	۱۲ جنوری سنہ ۱۸۱۷ء
۲۷	رحم علی بنام شاہ شمس الدین وغیرہ	ضلع شاہ آباد	۲۶ اپریل سنہ ۱۸۱۰ء
۲۸	+	ضلع بندیل کنڈ	+
۲۹	+	صدر دیوانی عدالت	+
۳۰	محمد علی خان بنام نصیر الدین علی خان وارث جاریہ بیگم متوفیہ ..	+	+
۳۱	مساۃ ظہورن بنام شمشیر خان	ضلع ہوگلی	۱۴ نومبر سنہ ۱۸۲۱ء
۳۲	میر نجیب اللہ خان بنام دردانہ خاتون	عدالت اپیل پٹنہ	۵ جنوری سنہ ۱۸۰۳ء
۳۳	بہادر خان و نور بی بی بنام کریم بخش	ضلع چوبیس پرگنہ	۲۲ اپریل سنہ ۱۸۰۸ء
۳۴	نبیہ بیگم بنام محمد عاشق	ضلع باقر گنج	۲۵ اپریل سنہ ۱۸۰۹ء
۳۵	غلام حسین علی بنام زینب بی بی	صدر دیوانی عدالت	۸ نومبر سنہ ۱۸۰۱ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۳۶	شرف خان وغیرہ بنام رام نرسنگھ	ضلع مین پوری	۲۴ مئی سنہ ۱۸۱۷ء
۳۷	وحیدالنساخانم بنام احسن علی	صدر دیوانی عدالت	۵ دسمبر سنہ ۱۸۰۸ء
۳۸	پیرن بی بی بنام عمدہ خانم	عدالت اپیل ڈاکہ	۹ ستمبر سنہ ۱۸۱۶ء
۳۹	مساۃ چاند بی بی وغیرہ بنام پیر محمد	شہر ڈاکہ	۲۵ اپریل سنہ ۱۸۱۵ء
۴۰	مساۃ چاند بی بی مفلس بنام میر ناصر علی	عدالت اپیل پٹنہ	۱۲ اگست سنہ ۱۸۲۲ء
۴۱	مساۃ خوب دولت وغیرہ بنام محفوظ النساء وغیرہ	ضلع مراد آباد	+
۴۲	مساۃ نوازا بنام محمد جوان	ضلع جگانون	۷ جیت سنہ ۱۲۲۲ف
۴۳	جہجو وغیرہ بنام مساۃ الہی بیگم	ضلع بریلی	۵ ستمبر سنہ ۱۸۲۱ء
۴۴	مساۃ نور بی بی بنام امیر محمد	ضلع جگانون	۱۹ اپریل سنہ ۱۸۱۵ء
۴۵	+	ضلع سلہٹ	۱۹ جولائی سنہ ۱۸۲۲ء
۴۶	+	ضلع ہوگلی	۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۱۹ء
۴۷	مرزا جان وغیرہ بنام اعظم علی وغیرہ	صدر دیوانی عدالت	۲۰ مارچ سنہ ۱۸۲۰ء
۴۸	جیون خان صوبہ دار بنام مرزا شیر علی	ضلع جگانون	۲۱ اپریل سنہ ۱۸۱۸ء

ولایت و نابالغی

۱	محمد سخی بنام بصیر محمد	ضلع جگانون	۷ جولائی سنہ ۱۸۲۱ء
۲	اکبر خان بنام مراد اللہ وغیرہ	ضلع بریلی	۳۱ مئی سنہ ۱۸۱۹ء
۳	محمد کاظم بنام مسمات عرصہ بی بی	ضلع سلہٹ	۱۸ جولائی سنہ ۱۸۲۱ء
۴	مساۃ سید النساء بیگم وغیرہ بنام مساۃ صاحب جان وغیرہ	ضلع بیربھوم	۲۷ دسمبر سنہ ۱۸۲۲ء
۵	خواجہ ابو محمد خان بنام خواجہ برکت اللہ خان	صدر دیوانی عدالت	۲۰ فروری سنہ ۱۸۱۰ء
۶	عظمت اللہ بنام رام بہادر	ضلع جگانون	۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۱۵ء

رقیت

۱	+	عدالت اپیل بریلی	۹ مئی سنہ ۱۸۱۸ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۲	+	نظامت عدالت	۱۲۸ ف
۳	دیندار خان بنام غلام حسین خان	ضلع فرخ آباد	۱۹ ستمبر سنہ ۱۸۱۰ء
۴	+	ضلع مراد آباد	۱۲ جولائی سنہ ۱۸۱۸ء
۵	مساۃ منکو بنام حسین علی وغیرہ	ضلع سہارنپور	۲۹ جولائی سنہ ۱۸۰۸ء
۶	مساۃ سبحانی بنام مساۃ شتابن	ضلع شاہ آباد	۱۸ نومبر سنہ ۱۸۱۶ء
۷	مداری خان بنام خیراتی خان	عدالت اپیل بریلی	۷ مئی سنہ ۱۸۱۷ء
۸	قاضی سعید الدین بنام محمد یوسف وغیرہ	ضلع شاہجہانپور	۱۸ نومبر سنہ ۱۸۱۵ء
۹	مساۃ کریم النسا بنام زہرہ	ضلع بریلی	یکم نومبر سنہ ۱۸۰۲ء
۱۰	مساۃ جانی بنام طاہر	ضلع جگانون	یکم دسمبر سنہ ۱۸۱۷ء
۱۱	+	ضلع بندیل کھنڈ	۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۱۲ء

وقف

۱	سید شاہ غلام نجف بنام روشن بی بی	ضلع ہوگلی	۹ مارچ سنہ ۱۸۱۹ء
۲	جگن ناتھ چیرعجی بنام گوربتر وغیرہ	ایضاً	۶ جون سنہ ۱۸۱۶ء
۳	+	ضلع آگرہ	۲۱ جون سنہ ۱۸۱۳ء
۴	مساۃ حیات النسار و عبداللہ بنام مفخر الاسلام	صدر دیوانی عدالت	۱۰ جون سنہ ۱۸۰۵ء
۵	حسین بخش وغیرہ بنام خیر اللہ	ضلع شاہ آباد	۱۴ مارچ سنہ ۱۸۱۹ء
۶	مساۃ کلو بنام اسد علی شاہ	شہر مرشد آباد	۱۳ جولائی سنہ ۱۸۱۹ء
۷	شیخ مرتضی وغیرہ بنام شیخ محمد باقر وغیرہ	ضلع آگرہ	۹ جنوری سنہ ۱۸۱۵ء
۸	ایضاً ایضاً	عدالت اپیل بریلی	۲۱ مئی سنہ ۱۸۱۲ء
۹	+	ضلع بندیل کھنڈ	۱۲ نومبر سنہ ۱۸۱۲ء
۱۰	شیخ بہیکن بنام شیخ بہادر	ضلع بیربھوم	۱۸ مئی سنہ ۱۸۱۸ء

دیون و کفالت

۱	قرض خواہان کلب علی خان متوفی بنام ورثا کلب علی خان متوفی	ضلع آگرہ	۲۷ جون سنہ ۱۸۰۸ء

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۲	بستی خان مفلس بنام مسمات بی بی	ضلع ہوگلی	۷ مارچ سنہ ۱۸۱۵
۳	+	ضلع بندیل کھنڈ	+
۴	جیون لال بنام آبادی خان وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۱۴ فروری سنہ ۱۸۱۴
۵	قاضی عزیز الدین بنام علی رضا و عزت النسا	ضلع بریلی	۱۰ جنوری سنہ ۱۸۱۵
۶	موتی رام بنام ناہر وغیرہ	ضلع علیگڈھ	۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۰۶
۷	رام شنکر رائے بنام چھبی بی وغیرہ	ضلع بانڈہ گنج	+
۸	مسماۃ جگن بنام مرزا یوسف بیگ	عدالت اپیل پٹنہ	۲۱ فروری سنہ ۱۸۱۴
۹	علی اسمعیل خان بنام بہولا ناتھ	شہر پٹنہ	۳ ستمبر سنہ ۱۸۰۶
۱۰	مسماۃ فاطمہ بنام امام بخش و رحیم بخش	عدالت اپیل پٹنہ	۴ فروری سنہ ۱۸۱۴

دعاوی اور معاملات عدالت کے بیان میں

۱	ہجار وغیرہ بنام جانوبی بی وغیرہ	شہر ڈھاکہ	۵ فروری سنہ ۱۸۱۹
۲	چترسال زاین بنام بیجناتھ زاین وغیرہ	عدالت اپیل پٹنہ	۴ نومبر سنہ ۱۸۱۴

نمبر	فریقین کے نام	نام عدالت	تاریخ فیصلہ
۳	محمد سمیع چودھری بنام مسماۃ منیرہ بی بی وغیرہ	ضلع تیرہ	۷ فروری سنہ ۱۸۱۶
۴	مسماۃ دنیا بی بی بنام مسماۃ مصدری بی بی	شہر ڈھاکہ	۴ مئی سنہ ۱۸۱۰
۵	کیول این بنام محمد نور وغیرہ	ضلع سلہٹ	۲۰ جون سنہ ۱۸۱۶
۶	راجہ علی بخش خان بنام قائم بی بی	صدر دیوانی عدالت	۳۰ جولائی سنہ ۱۸۰۴
۷	مسماۃ جان بی بی بنام حکیم واصد علی	عدالت اپیل بریلی	۱۹ جولائی سنہ ۱۸۱۹
۸	+	ضلع سارن	+
۹	نظام الدین بنام گوبند رائے وغیرہ	ضلع سہارنپور	۱۹ مارچ سنہ ۱۸۱۳
۱۰	میر نجیب اللہ خان بنام دردانہ خاتون	عدالت اپیل پٹنہ	+
۱۱	حکیم واحد علی خان مفلس بنام مسماۃ جان بی بی	صدر دیوانی عدالت	۲۳ مئی سنہ ۱۸۲۱
۱۲	شہاب الدین بنام شاہ علی نقی	ایضاً	۱۴ جولائی سنہ ۱۸۰۳
۱۳	سراج الدین وغیرہ بنام غوثی	عدالت اپیل پٹنہ	۲۵ جون سنہ ۱۸۱۸
۱۴	سیوک رام بنام جگ نندن سنگھ	ایضاً	۱۶ اپریل سنہ ۱۸۱۴
۵	کالیخان بنام دکھو بی بی	عدالت اپیل ڈھاکہ	۱۹ مارچ سنہ ۱۸۰۵

بلخ تمت

قطعہ تاریخ از نتائج طبع جناب سید مقصود عالم رضوی متخلص بہ مقصود

چھپا جو نسخہ شرع محمدی مقصود	کہا فقیہوں نے ہاں سر سر مدی یہ ہے	کہی یہ جنہی کی تاریخ طبع موزوں نے	کتاب مونس شرع محمدی یہ ہے ۱۲۸۱

قطعہ تاریخ بنائے مطبع حسینی آگرہ

اول مرتبہ ۵۰۰ جلد	ہمان بانی مطبع نیک طینت	بنام از حسین و علی یافت شہرت
ت فیجلد سے	چنین گفت مقصود سال بنایش	ہمہ مطبع با صفا بخش راحت ۱۸۵۵

تمام شد

